ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
WWW.PAKSOCIETY.COM
اگست 2014
کالی چٹان نمبر
RS:70
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

CPL No.219

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور
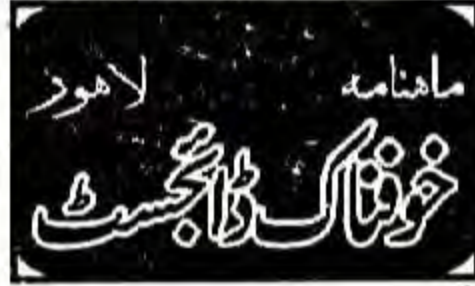
جلد نمبر 18
شمارہ نمبر 3

کالی چٹان نمبر

قیمت 70 روپے
ماہ اگست 2014
خط وکتابت کا پتہ
ماہ نامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور
پوسٹ بکس نمبر 3202، غالب مارکیٹ، گلبرگ لاہور

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اگست 2014 کے شمارے کالی چٹان نمبر کی جھلکیاں

کالی چٹان
قیصر جمیل پروانہ

دھنک کے رنگ
محمد قاسم رحمان

ناقابل یقین
عثمان غنی پشاور

ڈر کے آگے جیت
آر کے ریحان

مایہ کال
وارث آصف خان

دہشت جنون
ریاض احمد لاہور

سادھو
تنظیم عباس۔سدرہ

قیمت۔70 روپے

گیسٹ ہاؤس کا راز
ثمن شہزادی

بکھرے گلاب
ساحل دعا بخاری

٦٠

SCANNED BY DIGEST.PK
www.paksociety.com
کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو بس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلیشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلیشر شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)
غزلیں نظمیں
کالی چٹان نمبر
مجھے یہ شعر پسند ہے
جلد نمبر ۱۸
شمارہ نمبر ۳
پھول اور کلیاں
اگست 2014
سندیسے
اسلامی صفحہ
آپ کے خطوط
پیاروں کے نام شعر
خوفناک ڈائجسٹ 3
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

اسلامی صفحہ

حضرت حمزہؓ کا کفن

حضور اقدس ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور بیدرد کافروں نے آپؓ کے کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکال لیا اور طرح طرح کے ظلم کئے لڑائی کے ختم پر حضور اکرم ﷺ اور دوسرے صحابہؓ شہیدوں کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہؓ کو ایسی حالت میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانپ دیا اتنے میں حضرت حمزہؓ کی حقیقی بہن حضرت صفیہؓ تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں حضور اکرم ﷺ نے اس خیال سے کہ آخر ایک عورت ہیں ایسے ظلموں کو دیکھنے کا تحمل مشکل ہوگا ان کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو انہوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں اللہ کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے ہم اس پر راضی ہیں میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور انشاء اللہ صبر کروں گی حضرت زبیرؓ نے جا کر حضور ﷺ سے اس کلام کا ذکر کیا تو آپ سرکار ﷺ نے اس کا جواب سن کا دیکھنے کی اجازت دے دی آ کر دیکھا انا للہ پڑھی اور ان کے لیے استغفار اور دعا کی ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آ رہی تھی حضور ﷺ نے فرمایا دیکھو عورت کو روکو حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں میں جلدی سے روکنے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسا میرے مارا اور کہا پرے ہٹ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور کہا کہ میں اپنے بھائی کے کفن کے لیے لائی تھی کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی ان کپڑوں میں ان کو کفنا دینا ہے ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہؓ کو کفنانے لگے تو برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیلؓ تھا ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا حضرت حمزہؓ کا تھا ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو اس لیے ہم نے دونوں کے لیے ایک ایک کپڑا تجویز کیا مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا ایک چھوٹا تھا تو ہم نے قرعہ ڈالا اور قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصے میں آئے ان کے کفن میں لگ جائے گا قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیلؓ کے حصے میں اور چھوٹا کپڑا حضرت حمزہؓ کے حصے میں آیا جو ان کے قد سے بھی کم تھا اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دیے جائیں تو یہ سرکار دو جہاں نبی کریم ﷺ کے چچا کا کفن ہے۔..........................کشور کرن چچوکی

کالی چٹان

۔۔۔تحریر: قیصر جمیل پروانہ۔ ماموں کانجن۔ 0333.8927285

ثاقب کوئی آ رہا ہے سا تم نے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے چلو بھا گو یہاں سے عرفان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ تب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بولنے سے منع کر دیا اور کہا۔ عرفان خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ بولنا نہیں ہے اپنی یہاں موجودگی کا اسے احساس نہ ہونے دو میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا اتنے میں سفید کفن میں ملبوس کوئی شخص آگ کے قریب آتا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی دل کو ایک جھٹکا لگا۔ لیکن ہمت نہ ہاری چپ چاپ بیٹھا رہا اور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام رہا۔ اس کا پورا جسم سر منہ سفید کفن سے ڈھکا ہوا تھا چلتے ہوئے وہ آگ کے قریب آیا اور ہاتھوں میں آگ لے کر اس سے کھیلنے لگا۔ ثاقب بھو۔۔۔ بھوت۔۔۔ بھوت۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عرفان جیسے ہی چیخ پڑا اور شاید یہ آواز اس نے بھی سن لی تھی آگ کو ایک طرف پھینکتے ہوئے ہماری طرف بڑھنے لگا۔ عرفان کے ساتھ ساتھ میرا جسم بھی کانپنے لگا۔ عرفان جو جو قرآنی آیا زبانی یاد ہوں وہ پڑھتے جاؤ۔ میں نے ڈرنے کے باوجود بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے کہا تب عرفان نے بلند آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دی اُن کے اس اقدام سے چلتا ہوا کفن پوش ایک جگہ ساکت ہو گیا۔ تب ہم نے قرآنی آیات کا ورد زبان پر جاری رکھتے ہوئے واپس دوڑ لگا دی وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی ثاقب آج تو بچ کر نکل رہے ہو لیکن دوبارہ کبھی نہ بچ سکو گے مجھے خون چاہیے انسانی خون اپنی خشک رگوں کو تر کرنے کے لیے انسان خون ہفتہ بعد ایک انسان کا خون پینا دل کھایا میرا جیون ہے اور میں اپنا جیون ختم نہیں ہونے دوں گا میں اپنی پیاسی رگوں کو ضرور تر کروں گا۔ یہ آوازیں میرے کانوں سے ٹکرائیں پھر خاموشی پھیل گئی۔ قریب کھڑے عرفان کی حالت غیر ہو گئی تھی شاید یہ آسیب کا ظاہر ہونا برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کی نظریں جیسے پھٹ گئی تھیں جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا نا سانس لیے اس جلتی آگ کو گھورتا رہا۔ عرفان۔ عرفان۔ میں چیخا۔ اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ اور مسلسل اس طرف بڑھنے لگا عرفان میں اتنی طاقت پہلے نہ تھی یہ نئی طاقت اس کی اپنی نہ تھی ضرور سایہ اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اسے مدہوش کر چکا تھا۔ تب میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ سوتے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا۔ لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لاٹھیاں لیے میرے پاس جمع ہونے لگے وہ عرفان کو بچاؤ۔ اسے میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا لیکن عرفان سیاہ چٹان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جہاں جاتے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ جو ہمیں نہیں ملا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی۔

حضرات ایک ضروری اعلان سنئے اتنا کہتے ہی زور زور سے ڈھول بجنے لگا پھر بجتا ہی چلا گیا۔ مردوں اور بوڑھوں کی دوڑیں اس ڈھول کی جانب لگ گئیں جب کبھی گاؤں میں اہم فیصلہ کرنا ہوتا تھا پورے گاؤں میں منادی ہوا کرتی تھی گلی گلی اعلان کروائے جاتے تھے یہ گاؤں کا دستور تھا اور چوہدری

حشمت اللہ کی فطرت تھی ۔۔۔۔ آج ڈھول کیوں پیٹا
جا رہا تھا یہ سب جاننے کے لیے چوہدری حشمت اللہ
کے ڈیرے پر پہنچنا ضروری تھا ہر گھر کا ایک فرد وہاں
ڈیرے پہنچتا رہا ایک اضطرابی کیفیت کا عالم تھا گومگو کی
کیفیت [illegible] کی نظریں اونچی حویلی کے دروازے پر
جمی ہوئی تھیں جس دروازے سے چوہدری حشمت
نے برآمد ہونا تھا اور اس مجھے تک آنا تھا اسی روز میرا
دوست عرفان بھی میرے پاس تھا میں نے عرفان کا
بازو کھینچا اور کہا۔

چلو سنتے ہیں چوہدری صاحب کیا کہتے ہیں یہ
دستور یہ طریقہ تھا اس کے لیے بالکل نیا تھا لیکن اسے
اچھا لگا تھا وہ بھی خوشی خوشی ساتھ چلنے لگا لیکن یہ سب
کیوں ہو رہا تھا اس بات سے بالکل انجان تھا

ثاقب بتاؤ تو سہی یہ سب کیا ہے اس نے
متانت بھرے لہجے میں کہا۔

رات کو بتاؤں گا

میں نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔جلدی
ڈیڑے پر پہنچے یہاں بہت کچھ ہو رہا تھا لہذا ڈیرے
پہنچتے ہی لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم دیکھنے کو ملا
چوہدری صاحب چار پانچ سر بکف ملازموں کے
درمیان حویلی سے نکل کر ڈیرے تک آئے۔ایک نظر
وہاں کھڑے ہجوم پر ڈورائی شاید دیکھنا چاہتے تھے کہ
یہاں پہنچنے والے آدمیوں میں کسی آدمی کی کمی تو نہیں
ہے تب وہ بولے۔ یقیناً آپ بھی جانتے ہیں کہ جس
نے آپ سب کو یہاں کیوں جمع کیا ہے الفت جان کا
قتل اس کا منقسم جسم اس کی نکلی ہوئی آنکھیں اور اس
سے قبل دو قتل مجھے یہ کسی انسان کے ہاتھوں قتل
نہیں لگتے بس یوں لگتا ہے کہ جیسے آسیب

چوہدری نے آج دفن کئے جانے والے نوجوان
کی موت کا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا آج چوہدری
صاحب کے لہجے ان کی شخصیت میں رعونت دکھائی نہ
دی بلکہ ان کے لفظوں میں زیرکی دکھائی دی دردمندانہ
لہجہ نظر آیا۔

جی چوہدری صاحب آپ نے درست کہا ہمیں
بھی یہی گمان گزر رہا تھا اور پھر گاؤں میں الفت جان کا
یہ پہلا قتل نہیں ہے ایک بزرگ نے چوہدری کی بات
کی تائید کرتے ہوئے کہا اللہ وسایا یہ چوہدری حشمت
کا گاؤں ہے یہاں قتل ہو رہے ہیں اور حشمت اللہ
اس وقت تک سکون کی نیند نہ سو سکے گا جب تک ان
کے قاتل کو آپ لوگوں کے سامنے سزا نہیں دے دیتا
چاہے وہ وحشی انسان ہو یا آسیب آپ سبھی کو جمع
کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ چوکنے رہیں آس
پاس اردگرد پر نظر رکھیں کسی پر شک گزرے تو مجھے آگاہ
کرو ایک ماہ میں تین قتل اور تینوں قتل کالی چٹان پر
ہوئے ہیں کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ نوردین
قتل ہوا کالی چٹان پر پڑا رہے ہم تو یہی خیال کرتے
رہے کہ وہ اپنی بیٹی کے پاس گیا ہے اس کی لاش گل
سڑ چکی تھی تعفن زدہ تھی اس پر حشرات کی بہتات تھی
پہچانی نہ جا رہی تھی بہر حال تم لوگوں کے ذہن
میں کوئی بات ہو تو مجھے بتاؤ۔

چوہدری صاحب کی اس بات پر میں آگے بڑھا
اور کہا۔

چوہدری صاحب ایک بات میرے ذہن کو
جھنجھوڑ رہی ہے اگر حکم کریں تو اپنی سوچ کا اظہار
کروں ہو سکتا ہے کہ میری بات کچھ اثر رکھ سکے۔

ہاں ہاں ثاقب بیٹا بولو کیا بات تیرے دماغ
میں آئی ہے کھل کر اظہار کرو چوہدری صاحب نے
دھیمے لہجے میں کہا

چوہدری صاحب بابا نوردین کے قتل کے بعد
میں خفیہ طور پر کالی چٹان پر جاتا رہا ہوں تک جس طرح
اس وحشی انسان نے بابا نوردین کی لاش کو دو حصوں
میں منقسم کیا تھا بالکل اسی طرح اس کے ٹکڑے
کر سکوں لیکن چٹان کا ایک ایک کونا چھان مارا ہے
مہیب راتوں میں چمکتی روشنی میں بھی یہاں چٹان پر

کسی انسان کا وجود نہیں دکھائی دیا۔ سو اندازہ لگالیا کہ یہ کام انسان کا نہیں آسیب کا ہے غیر مرئی قوتوں کا ہے یہاں گاؤں میں کسی علم والے کو لانا چاہیے اگر سایہ ہوا غیر مرئی قوتیں ہوئی تو علم والا اسے جلا کر بھسم کر سکے گا اور دوسری صورت میں اگر وہ سایہ نہ ہوا کوئی گاؤں سے باہر کا آدمی ہوا تو ہر رات دو نوجوانوں کی ڈیوٹی لگادی جائے کہ مسلح ہو کر گاؤں کی حفاظت کریں گاؤں سے لے کر کالی چٹان تک کی نگرانی کریں

واہ بیٹا وہ داد دیتا ہوں تیرے دماغ کی لگتا ہے میری طرح ہی گاؤں والوں کو تیری یہ بات یہ خیال دل کو بھایا ہوگا کیوں گاؤں والوں چوہدری حشمت اللہ نے گاؤں والوں سے پوچھا۔

ٹھیک ہے چوہدری صاحب ایسا ہی کرنا چاہئے بلکہ آج ہی کرنا چاہیے۔

کیوں نہیں کریں گے کرم دین تم میری گاڑی پکڑو اور شہر سے کسی علم والے کو بلا کر لاؤ۔ اور آج رات دو نوجوان لڑکے اس گاؤں کی نگرانی کریں گے آج ثاقب کی ڈیوٹی لگاتا ہوں ثاقب بیٹا گاؤں والوں میں سے کسی ایک کو ساتھ ملا لو۔

میں نے عرفان کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ چوہدری صاحب یہ میرا دوست ہے گو کہ شہر کا رہنے والا ہے لیکن نڈر ہے طاقت ور بھی ہے میرے ساتھ آج یہ گاؤں کی نگرانی کرے گا

ٹھیک ہے بیٹا آج تم دونوں نگرانی کو گے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا اگر کوئی کالی چٹان یا آگے پیچھے مشکوک انسان دکھائی دے تو اسے قتل نہیں کرنا بلکہ اسے حویلی لانا ہے تاکہ اس کا منہ کالا کر کے گاؤں کا چکر لگانے کے بعد اس کے جسم کے ٹکڑے کئے جائیں ۔چوہدری صاحب نے حکمانہ انداز میں کہا۔

جی چوہدری صاحب ایسا ہوگا۔

اچھا اب تم سب لوگ جاؤ چوہدری صاحب کی اس بات پر لوگوں کا مجمع منتشر ہوگیا۔ عرفان کے چہرے پر اضطرابی کیفیت نمایاں تھی کہ یہ آسیب کیا ہے تب اس نے پوچھ ہی لیا۔

ثاقب کیا آسیب سایہ ان سب کا وجود ہے اس بات پر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

صرف ان کا وجود ہی نہیں بلکہ یہ چیزیں انسانی زندگیوں سے کھیلتی بھی ہیں انکی چیر پھاڑ بھی کرتی ہیں میں تو سمجھا تھا کہ یہ سب کتابی کہانیاں ہوتی ہیں لیکن تیرے گاؤں آ کر نہ ثاقب نہ میں تو تیرے ساتھ کالی چٹان پر نہیں جاؤں گا مجھے تو ڈر لگنے لگا ہے خوفناک قسم کی داستانیں پڑھ پڑھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہوں اگر کوئی بھیانک چہرہ سامنے آ گیا تو کیسے دیکھ پاؤں گا نہ بابا نہ میں نہ جاؤں گا تیرے ساتھ مجھے تو ابھی گاڑی پر سوار کرا دو میں تیرے پاس چند دن گزارنے آیا تھا کہ تیرے گاؤں کی سیر کروں گا دیہاتی زندگی کو قریب سے دیکھوں گا کبھی کسی گاؤں نہیں گیا تھا لیکن اب میں ایک پل بھی نہیں رکوں گا۔

عرفان کی باتیں سن کر میں ہنسنے لگا اور کہا۔ شہر میں بہت بولا کرتا تھا کالج میں جن بھوتوں کی باتیں کر کے دماغ خراب کیا کرتا تھا اور اب ۔عرفان نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

ثاقب وہ صرف باتیں تھیں اور یہاں حقیقت بس کہہ دیا ہے ناں کہ مجھے نہیں جانا کالی چٹان پر کالی چٹان کتنا ڈرونا نام ہے یہ۔

حوصلہ رکھو یار میں تیرے ساتھ ہوں کچھ نہیں بنگا اگر کوئی تجھے کچھ کہے گا تو سمجھ لینا صبح کا سورج وہ نہ دیکھ سکے گا تڑپتی لاش دیکھے گا اس کی اور پھر کوئی میری لاش سے گزر کر تجھ تک پہنچے گا۔ میں نے ہزاروں باتیں بنا کر عرفان کو رضامند کرلیا۔ تب وہ بولا۔

یار تم تو اپنے گاؤں کی شہر میں بہت تعریفیں کیا کرتے تھے لیکن یہاں مجھے تو دور دور تک چھپے

ویرانوں اور سیاہ چٹانوں سے خوف آتا ہے اس کی بات پر میں نے کہا۔

یار عرفان دراصل ہمارا گاؤں ایک مثالی گاؤں تھا کالج کی چھٹیاں میں خود دو پہاڑوں میں گزارنا چاہتا تھا پھر تجھ سے جدا ہو کر جونہی گاؤں آیا تو پتہ چلا کہ بابا حاکم دین قتل ہو گیا ہے اس سے قبل بابا نور محمد قتل ہوا تھا گاؤں والوں کے چہروں پر چھائی زردی دیکھ کر اور ان کی باتیں سن کر پہلے تو میں ڈرا لیکن پھر اس تاک میں رہنے لگا کہ جان سکوں کہ یہ گھناؤنا کھیل کون کھیل رہا ہے قتل کرنے کے بعد لاش کی بے حرمتی کون کرتا ہے لیکن کچھ دکھائی نہیں دیا رات کو الفت جان قتل ہو گیا اس کی لاش میں خود کالی چٹان سے اٹھا کر لایا ہوں صبح دفن کیا ہے تم پر کچھ ظاہر نہ ہونے دیا کہ تم چند دن گزارنے آئے ہو میرا گاؤں دیکھنے آئے تھے بہر حال میری باتیں عرفان بڑی دلجوئی سے سنے جا رہا تھا تب وہ بولا۔

ثاقب یہاں چند گھنٹوں میں بہت کچھ دیکھ چکا ہوں سنا کرتا تھا کہ گاؤں کے چوہدری جاگیر دار بہت ظالم ہوا کرتے ہیں لیکن یہ چوہدری حشمت اللہ خوش طبع رعونت سے پاک اور زیرک انسان دکھائی دیا ہے اس کی بات پر میں چونکا۔ اور کہا۔

تم نے درست سنا تھا یہ چوہدری بھی کبھی بہت سفاک اور وحشی انسان تھا اس کے اندر بھی رعونت بھری تھی ظلم و تعدی میں بہت بڑھ چکا تھا لیکن ان تین قتلوں نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے اپنے آپ کو بھی چٹان پر مردہ پڑا دکھائی دینے لگا تھا ٹکڑوں میں منقسم دیکھنے لگا تھا تب اس کا رعونت کا گھمنڈ ٹوٹ گیا۔ گاؤں والوں کے قریب ہو گیا یہاں کے لوگ کاذب نہیں ہیں راست باز ہیں حوصلہ مند ہیں اور باہمت ہیں گھر میں بیٹھے گاؤں والوں کی باتیں کرتے رہے کہ رات ہو گئی اور اندھیرا چھا گیا جو گہرا ہونے لگا تو میں نے اپنا پستول تیز دھار چاقو

ٹارچ وغیرہ لی اور عرفان کو لیے کالی چٹان کی جانب بڑھنے لگا گاؤں کے سیاہ سناٹے سے ہر طرف سے چھائی خاموشی سے وہ خوفزدہ اور ڈرا ڈرا دکھائی دیا

عرفان کیا بات ہے بولتے کیوں نہیں نے میں نے اس کی آنکھوں کے ذریعے دل کو پرکھتے ہوئے کہا۔

ہوں ہوں میری بات پر وہ چونک سا گیا ثاقب یار کیسے رہ پاتے ہو تم لوگ ایسی جگہوں پر شام ڈھلتے ہی قدم سناٹے کے ڈر سے لڑکھڑانے لگتے ہیں آنکھوں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے چہکتی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اس کی ڈر اور خوف میں بھیگی ہوئی آواز سن کر میں ہنسا۔

واہ دوست واہ تم اتنے بھی ڈر پوک ہو سکتے ہو یہ میں نہ جانتا تھا تم شہری لوگ گاؤں کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے شہر میں سوائے رونقوں کے اونچی اونچی عمارتوں کے اور ہے ہی کیا یہاں گاؤں میں دیکھ کھلی فضائیں ہیں ٹھنڈی ہوائیں ہیں لہراتے ہوئے سبزے ہیں ویسی خوار کیں ہیں۔

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن مجھے تو راتوں کا کالا سیاہ سناٹا خوفزدہ کیے جا رہا ہے اس نے میری بات کو درمیان میں ہی اچکتے ہوئے کہا۔۔ چلو واپس چلیں گھر جا کر آرام کرتے ہیں اس نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

عرفان عرفان یار بحث مت کرو حوصلہ سے کام لو کچھ نہیں ہوگا تمہیں میں ہوں ناں تمہارے ساتھ ابھی یہ بات میرے منہ میں ہی تھی کہ وہ چلایا ثاقب وہ دیکھو آگ اس کا اشارہ کالی چٹان کی طرف تھا۔ مجھے بھی دور کالی چٹان پر جلتی ہوئی آگ دکھائی دی۔ تب میں نے کہا

عرفان لگتا ہے اس آگ کے پاس ضرور کوئی ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے پورے گاؤں میں وحشت پھیلا رکھی ہے بس تم چپکے چپکے سے

میرے پیچھے آتے جاؤ اب میری تمام تر توجہ آگ کی جانب تھی جو ہلکی اور مدہم تھی لیکن جوں جوں ہم آگ بڑھتے گئے وہ ہلکی اور مدہم آگ ایک بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دینے لگی

ثاقب لوٹ چلو واپس مجھے ڈر لگ رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ عرفان نے چلتے چلتے خوف سے بھیگی آواز میں کہا

کچھ نہیں ہوگا عرفان میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ آگ سے کچھ دور چٹان کی ایک طرف ہم دونوں چھپ کر بیٹھ گئے ہماری نظریں کسی چہرے کی متلاشی تھیں لیکن آگ کے اردگرد کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا عرفان اس سے قبل ان چٹانوں میں میں نے بھی کبھی آگ جلتی ہوئی نہیں دیکھی ہے آج میرا بھی پہلا موقع ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کیا یہاں چٹان کے پاس کون ہے کون لوگوں کو قتل کرتا ہے۔ کون جسموں کی چیر پھاڑ کرتا ہے میں نے بھی اپنی ہمت وحوصلہ کو یکجا کرتے ہوئے کہا۔

ثاقب کوئی آ رہا ہے سنا تم نے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے چلو بھاگو یہاں سے عرفان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ تب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بولنے سے منع کر دیا اور کہا۔

عرفان خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ بولنا نہیں ہے اپنی یہاں موجودگی کا اسے احساس نہ ہونے دو میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا اتنے میں سفید کفن میں ملبوس کوئی شخص آگ کے قریب آتا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی دل کو ایک جھٹکا لگا۔ لیکن ہمت نہ ہاری چپ چاپ بیٹھا رہا اور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام رہا۔ اس کا پورا جسم سر منہ سفید کفن سے ڈھکا ہوا تھا چلتے ہوئے وہ آگ کے قریب آیا اور ہاتھوں میں آگ لے کر اس سے کھیلنے لگا۔

ثاقب بھو۔ بھوت۔۔ بھوت۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عرفان جیسے ہی چیخ پڑا اور شاید یہ آواز اس نے بھی سن لی تھی آگ کو ایک طرف پھینکتے ہوئے ہماری طرف بڑھنے لگا۔ عرفان کے ساتھ ساتھ میرا جسم بھی کانپنے لگا۔ عرفان جو جو قرآنی آیا زبانی یاد ہوں وہ پڑھتے جاؤ۔ میں نے ڈرنے کے باوجود بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے کہا تب عرفان نے بلند آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دی اس کے اس اقدام سے چلتا ہوا کفن پوش ایک جگہ ساکت ہو گیا۔ تب ہم نے قرآنی آیات کا ورد زبان پر جاری رکھتے ہوئے واپس دوڑ لگا دی وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی ثاقب آج تو بچ کر نکل رہے ہو لیکن دوبارہ کبھی نہ بچ سکو گے مجھے خون چاہیے انسانی خون اپنی خشک رگوں کو تر کرنے کے لیے انسان خون ہفتہ بعد ایک انسان کا خون پینا دل کھایا میرا جیون ہے اور میں اپنا جیون ختم نہیں ہونے دوں گا میں اپنی پیاسی رگوں کو ضرور تر کروں گا۔ یہ آوازیں میرے کانوں سے ٹکرائیں پھر خاموشی پھیل گئی۔ قریب کھڑے عرفان کی حالت غیر ہو گئی تھی شاید یہ آسیب کا ظاہر ہونا برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کی نظریں جیسے پھٹ گئی تھیں جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا نا سانس لیے اس جلتی آگ کو گھورتا رہا۔

عرفان۔ عرفان۔ میں چیخا۔ اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ اور مسلسل اس طرف بڑھنے لگا عرفان میں اتنی طاقت پہلے نہ تھی یہ نئی طاقت اس کی اپنی نہ تھی ضرور سایہ اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اسے مدہوش کر چکا تھا۔ تب میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ سوتے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا۔ لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لاٹھیاں لیے میرے پاس جمع ہونے لگے وہ عرفان کو بچاؤ۔ اسے

میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا لیکن عرفان سیاہ چٹان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جہاں جاتے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ چٹان کا ایک ایک کونا چھان مارا لیکن عرفان کہیں نہیں ملا عرفان کا غائب ہونا صرف میں نے ہی بلکہ پورے گاؤں والوں نے دیکھا تھک ہار کر واپس لوٹ آئے ذہن دماغ میں سوچوں کے پہاڑ اٹھائے خراماں خراماں چلتا واپس آنے لگا۔ کہ میں عرفان کے گھر والوں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ عرفان کے آسیب کے ہاتھوں قتل ہونے کی خبر کیسے سناؤں گا انہی سوچوں میں گھرا ہوا چلتا رہا آنکھیں تر تھیں پلکیں بھیگی ہوئی تھیں آنسوؤں کے قطرے گالوں کو بھگوتے ہوئے زمین بوس ہو رہے تھے

چوہدری صاحب میرا دوست قتل ہو گیا ہے اس سائے کے ہاتھوں چیر پھاڑ ہو گیا ہے۔ وہ میرا مہمان تھا شہر سے مجھ سے ملنے آیا تھا چوہدری کو دیکھتے ہی میں چیخ پڑا چوہدری صاحب نے میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا ثاقب بیٹے میں سب کچھ جانتا ہوں دوسرے لوگوں کی طرح تیرا دوست بھی اس کفن پوش کے ہاتھوں مارا گیا ہے لیکن اب جان گیا ہوں کہ انسانی زندگیوں سے کھیلنے والا کوئی درندہ انسان درندہ نہیں ہے آسیب ہے جس طرح اس نے یہاں دہشت پھیلا رکھی ہے صبح ویسا ہی اس کا حال کریں گے عامل بابا کی خدمات حاصل کریں گے اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کریں گے لیکن چوہدری صاحب کی باتیں میرے اندر حوصلہ نہ پیدا کر سکیں میرے بہتے آنسوؤں کو خشک نہ کر سکیں رات بیت گئی صبح سویرے ہی میں اپنے دوست کو دوبارہ تلاش کرنے کی غرض سے کالی چٹان پر جا پہنچا وہاں چٹان پر عرفان کی دو حصوں میں بٹی ہوئی لاش دیکھ کر میں چیخ کر اس اس سے لپٹ گیا عرفان عرفان میرے دوست اٹھو یار میں تیرا دوست ہوں آنکھیں کھولو دیکھو کس قدر لٹ گیا ہوں بکھر گیا ہوں بولو یار ایک دفعہ کہہ دو کہ ثاقب یہ ایک خواب ہے سپنا ہے لیکن یہ خواب نہ تھا سپنا نہ تھا حقیقت تھی کافی دیر تک اس سے لپٹا روتا رہا پھر اس کے جسم کے دونوں حصوں کو کندے پر اٹھائے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے گاؤں کی جانب چلنے لگا جو بھی میرے کندھے پر عرفان کی لاش کو دیکھتا اس پر رقت طاری ہو جاتی چلتے چلتے میں چوہدری حشمت اللہ کے ڈیرے پر جا کر عرفان کی لاش کو رکھ دیا اور چیخا۔

چوہدری صاحب میں اسکے ماں بپ کو کیا جواب دوں گا کیسے ان کی لاش ان تک پہنچاؤں گا وہ مجھے قاتل کہیں گے۔ کچھ نہیں ہوگا بیٹا تمہیں کچھ نہیں ہوگا تیرے ساتھ میں تو کیا پورا گاؤں جائے گا اس کی موت کا کوئی قاتل نہیں ہے اسکو گاؤں والوں نے نہیں مارا ہے یہ کام میں خود سنبھال لوں گا پھر فوری گاڑی کا انتظام کیا گیا اور عرفان کی لاش شہر اس کے گھر پہنچائی گئی وہاں کہرام برپا ہو گیا۔ سبھی گھورنے والی نظروں سے مجھے دیکھنے لگے مجھے اس کا قاتل سمجھنے لگے عرفان کی ماں نے میرا گریبان پکڑ لیا اور چلاتی ہوئی بولی ثاقب یہ تم نے کیا کر دیا ہے اپنے ہاتھوں سے اپنے دوست کو قتل کر دیا ہے وہ تو بہت خواہش بہت تمنائیں لئے تیرے پاس گیا تھا لیکن تو قاتل ہے میرے بیٹے کا قاتل عرفان کی ماں جذباتی انداز میں چیختے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

چوہدری صاحب آگے بڑھے اور عرفان کے علاوہ گاؤں میں ان قتلوں کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ جنہیں گاؤں نے مل کر قبر میں اتارا تھا انہیں مطمئن کیا بالآخر اسے بھی سپرد خاک کر دیا گیا میں نے عرفان کی قبر پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا کہ جب تک اس کفن پوش کا خاتمہ نہ کر لوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا شہر سے ہی عامل کو ساتھ لیا گیا اور گاؤں آ گئے عامل نے اس علم سے بتایا کہ وہ کفن پوش ہفتے میں ایک بار ظاہر

ہوتا ہے اور انسانی خون سے اپنی خشک رگوں کو تر کرتا ہے اور اپنی روح کو تقویت پہنچاتا ہے یہ ہفتہ گزارنا مرے لیے صدیوں برابر تھا ہر رات کالی چٹان پر جاتا وہاں پہنچ کر چیختا چلاتا کفن پوش کو پکارتا لیکن کچھ نظر نہ آتا ایک رات میں کالی چٹان کے ابھی قریب ہی پہنچا تھا کہ مجھے جلتی ہوئی آگ دکھائی دی یہ آگ دیکھتے ہی میں واپس گاؤں آیا بزرگ کو ہمراہ لیا اور دوبارہ کالی چٹان تک پہنچا دور سے ہی ہمیں آگ کے ساتھ کھیلتا ہوا وہ کفن پوش دکھائی دیا تو بزرگ نے آنکھیں بند کرلیں اور پڑھنے لگا کافی دیر تک پڑھتے رہنے کے بعد بولا۔

ثاقب یہ میرے علم سے باہر ہے میں کسی بھی صورت اسے تسخیر نہیں کرسکوں گا۔اس پر غلبہ نہ پاسکوں گا واپس لوٹ جاؤ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

ثاقب تمہیں کہا تھا ناں کہ تم دوبارہ مجھ سے نہ بچ پاؤ گے آج تیری باری ہے یہ لفظ سنتے ہی بابا واپس بھاگ نکلا اور میں قسم بنا سکتہ کے عالم میں اسے گھورنے لگا مدہوشی مجھ پر طاری ہونے لگی اپنے ہوش کھونے لگا عرفان کی طرح اپنا جسم بھی ٹکڑوں میں منقسم دیکھنے لگا مدہوشی کے عالم میں خراماں خراماں اس کی جانب بڑھنے لگا میں کس سمت جارہا تھا کیوں جارہا تھا کچھ خبر نہ تھی اتنا جانتا تھا کہ آگ کے قریب تھا اس کے بعد ایک ہاتھ میرے دل پر پڑا پھر ہوش نہ رہا جب ہوش آیا تو خود کو اپنے گھر میں پایا مجھے ہوش میں آتے دیکھ کر گاؤں میں ڈھول بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں میں متحیر انداز میں ہر کسی کو گھورنے لگا کہ یہ سب کیا ہورہا ہے بار بار اپنے آپکو بھی دیکھتا کہ میں زندہ کیسے بچ گیا۔مرا کیوں نہ اس سایہ کے ہاتھوں ٹکڑوں میں منقسم کیوں نہ ہوا مبارک ہو مبارک ہو کی آوازیں میرے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں میں نے ماں سے کہا ماں یہ سب کیا ہے

ماں نے میرا ماتھا چومتے ہوئے کہا بیٹا وہ سایہ جس نے تمہارے دوست عرفان کو قتل کیا تھا گاؤں والوں کے مردوں کو قتل کیا تھا جل مرا ہے بندے قریب اس کی جلتی ہوئی لاش دیکھنے کو ملی ہے جو دھواں بنتے بنتے غائب ہوگئی بیٹا تم نے بدلہ لے لیا اپنے دوست کا گاؤں والوں کا ماں کی اس بات نے مجھے چونکا دیا سوچوں میں الجھا کر رکھ دیا کہ یہ سب کیسے ہوگیا کس نے کیا تب اپنے دل کے ساتھ لگے ہوئے اللہ والے لاکٹ کی جانب دھیان گیا۔تو سب کچھ سمجھ گیا کہ اس کے مرنے جلنے میں میرا کمال نہ تھا بلکہ اس لاکٹ کا تھا جونہی اس نے میرا دل نکالنے کے لیے مجھ پر ہاتھ ڈالا ہوگا اسے کرنٹ لگا ہوگا اور پھر شان قدرت سے وہ اپنا وجود کھو بیٹھا ہوگا تب میں نے گلے میں ڈالے گئے لاکٹ کو بوسہ دیا۔ ہونٹوں سے لگایا شکرانے کے نوافل ادا کیے لیکن اپنے دوست عرفان کی موت کو آج تک نہیں بھول سکا ہوں جب گاؤں جاتا ہوں وہ کالی دکھائی دیتی ہے تو کانپ جاتا ہوں وہ کالی چٹان نہیں ہے بلکہ خونی چٹان ہے انسانی خون سے سرخ نظر آتی ہے تو میرے آنسوؤں کے کئی قطرے آنکھوں سے نکل کر گالوں میں تیرتے ہوئے زمین میں جذب ہوجاتے ہیں۔

قارئین کرام اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیئے گا کہ میں کہانی لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

ملک طیب اعوان تنہا۔کھیری شریف

یونہی چھوڑ کر چلے گئے ہو جان من
ہماری غلطی کیا تھی بتا تو دیتے
ہم نے تمہیں پیار کیا ہے جرم تو نہیں
اگر جرم ہے تو اس کی سزا تو دیتے

ملک ایس خان۔ ہرپور ہزارہ

ڈر کے آگے جیت ہے

۔۔۔آر۔کے ریحان خان۔

تیز طوفان کی وجہ سے یمرن کے کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں جٹ سے کھل گئیں یمرن کا دل خوف اور ڈر سے دھڑکنے لگا کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا کر خوفناک آوازیں پیدا کر رہی تھیں اچانک کمرے کے ایک کھڑکی پر کالی بلی بیٹھ گئی۔ جو اپنی نیلی نیلی آنکھوں سے یمرن کو دیکھ رہی تھی یمرن خوسف کی وجہ سے حنا کے کمرے میں چلی گئی حنا بھی طوفان کے آنے سے جاگ گئی تھی حنا یہ طوفان کیسا ہے پتہ نہیں دیدی مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے حنا نے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔ دیدی یہ طوفان ایسا لگ رہا ہے کہ یہ بہت بڑی تباہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔ حنا گھبرا کر بولی۔ حنا گھبراؤ نہیں آؤ کمروں کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیتے ہیں۔ اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔ ریحان نے کمرے اور کھڑکیاں بھی کھول دی تھیں اور وہ تیز اور طوفانی ہوائیں اندر داخل ہو چکی تھیں کمرے کے اندر قیامت کا سماں تھا ہر طرف بھیانک آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔ طوفان مزید تیز سے تیز ہوتا جا رہا تھا ریحان کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں اور منہ ہی منہ میں وہ کچھ پڑھ رہا تھا تیز اور ٹھنڈی طوفانی ہوائیں ریحان کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ جیسے اسے شدید سردی کا بخار ہو اس کے دانت سردی سے ٹھک ٹھک کی آوازیں پیدا کرنے لگے اچانک وہ ساتوں موم بتیاں ایک کے بعد ایک ساری بجھ گئیں اور ریحان کی آنکھیں مکمل سرخ تھیں اور اس کا جسم شدید سردی کی وجہ سے پھر بھی پسینے میں شرابور تھا اس کے ساتھ ہی ریحان کی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہونے لگیں اور وہ وہی پر بے ہوش ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی طوفان بھی تھم گیا۔ صبح ریحان کی بہن موزین جب ریحان کو جگانے کے لیے اس کے کمرے میں گئی تو ریحان کو زمین پر بے ہوش پا کر اس کے اوسان خطا ہو گئے وہ رو رو کر ریحان سے کہنے لگی۔ ریحان کیا ہوا تمہیں خدا کے لیے آنکھیں کھولو مگر ریحان ابھی بھی بے ہوشی کی حالت میں تھا موزین نے تیزی سے گاڑی نکالی اور ریحان کو بڑی مشکل سے گاڑی میں لٹا کر ہسپتال لے گئی ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

کانٹے بچھا دو راہوں میں میں پھر بھی تمہارے پاس آؤں گا
تم جتنا بھی زخم دو گے میں ان سے زیادہ تم سے پیار کروں گا

اندھیری کالی سیاہ رات تھی آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے بادلوں کی گرج اور چمک سے قبرستان کا ماحول اور بھی ڈراؤنا ہو جاتا گہرے سیاہ بادلوں کی اوٹ میں چاند کا نام و نشان نہ تھا اتنے میں ایک لڑکی قبرستان کے اندر ہانپتے کانپتے ہوئے چلی گئی وہ بہت تھکی ہوئی تھی تھکاوٹ کی وجہ سے اس کی سانسیں بے ترتیب ہو رہی تھی اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور تھا وہ ڈرتے ہوئے اپنے سانسوں کو درست کرتے ہوئے ایک قبر کے ساتھ بیٹھ گئی وہ تھر تھر کانپ رہی تھی اچانک سے بادلوں کی گرج دار آواز سے اس لڑکی کے منہ سے ڈر کی وجہ سے ایک زوردار چیخ نکلی وہ تیزی سے اٹھی اور دوسری قبر کے ساتھ بیٹھ گئی اس کی آنکھوں سے آنسو

نکل گئے اچانک قبرستان میں ایک دردناک اور خوفناک آواز پورے قبرستان کی خاموشی کو چیرتی ہوئی چلی گئی جیسے ہی اس لڑکی نے وہ آواز سنی تو وہ چیختے چلاتے ہوئے دوڑنے لگی وہ تیزی سے قبرستان سے نکلنا چاہتی تھی مگر قبرستان تھا کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

وہ گھپ اندھیروں کی وجہ سے نئی قبروں کے ساتھ ٹکرا کر کافی زخمی ہوگئی تھی اچانک سے زوردار اور طوفانی بارش بھی شروع ہوگئی اور ہر طرف بھیانک چیخوں کا ایک نا تھمنے والا سلسلہ شروع ہوگیا ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ لڑکی کافی زخمی ہو چکی تھی اچانک اس کے سامنے ایک کالا دیو نمودار ہوا مگر گہری تاریکی کی وجہ سے اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا اس لڑکی نے روتے ہوئے ان سے کہا پلیز مجھے بچاؤ کوئی مجھے مارنا چاہتا ہے کوئی ان دیکھی طاقت مجھے مارنا چاہتی ہے ڈر اور خوف کی وجہ سے لڑکی کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی وہ ہکلاتے ہوئے کہے جا رہی تھی جیسے ہی بادلوں کی گرج کی چمک سے اس لڑکی نے اس کا چہرہ دیکھا تو اس کے منہ سے کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی ایک بھیانک چیخ نکلی اتنا ڈراؤنا چہرہ وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی جیسے ہی پھر سے اندھیرا ہوا اس کالے سیاہ سائے نے خوفناک آوازوں کے ساتھ ہنسنا شروع کر دیا۔ ہاہاہا۔ ہاہاہ وہ لڑکی ڈر اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو رہی تھی کہ اس بھیانک چہرے والے نے اپنے نوکیلے اور تیز دانت اسلو کی کی گردن پر پیوست کر دیئے وہ تڑپنے لگی دھیرے دھیرے انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور پھر۔

آ۔ آ۔ آ۔۔۔ وہ ایک دردناک آواز کے ساتھ نیند سے بیدار ہوئی وہ بستر پر بیٹھ گئی اور زور زور سے چلا رہی تھی بچاؤ بچاؤ اچانک اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کی ماں اور اس کی بہن بھاگتے ہوئے اندر کمرے میں داخل ہوئیں۔

کیا ہوا سیمرن بیٹی کیا ہوا دیدی کیا ہوا اس کی ماں اور اس کی بہن زور زور سے سیمرن سے کہہ رہی تھیں بیٹی ہوش میں آؤ جیسے ہی اس کی ماں نے اس کو جھنجوڑا تو وہ خوابوں کی دنیا سے واپس آگئی اور اپنی ماں کو اپنے پاس پا کر اس کے گلے لگ گئی وہ زور زور سے رونے لگی۔

امی۔۔ امی وہ مجھے مار دے گا۔ امی وہ بھیانک چہرہ وہ۔ وہ خوفناک کالا چہرہ وہ وہ

کچھ نہیں ہوگا تمہیں میری بچی کچھ نہیں ہوگا یہ تھی سیمرن جو دو سالوں سے ایک ایسے خوف میں مبتلا تھی جو نہ تو اسے جینے دے رہا تھا اور نہ ہی اسے مرنے دے رہا تھا ہر وقت خوابوں میں خیالوں میں ہر وقت ہر لمحہ وہ اپنے آس پاس ایک انجانہ سا سایہ محسوس کرتی تھی جو ہر رات اسے الگ الگ طریقے سے اتنا ڈراتا تھا جس نے وہ موت کے قریب ہو جاتی تھی اور آج تو اس نے اس کا چہرہ بھی دیکھ لیا تھا جس سے اس کا خوف اور بھی بڑھ گیا تھا وہ کئی عاملوں کے پاس گئی تھی مگر ہر ایک نے اس کو ایک ہی جواب دیا تھا کہ سیمرن پر کسی بھی جناتی اور بھوت پریت کا سایہ نہیں ہے۔ اس لیے بس اب وہ اسی انتظار میں تھی کہ اسے کہیں سے بھی موت آجائے اور وہ اس اذیت بھری زندگی سے چھٹکارہ حاصل کر لے وہ اپنی زندگی ہار چکی تھی۔

جب دوسرا پہلو دیکھا جائے تو سیمرن اپنے پورے گاؤں کی خوبصورت ترین لڑکی تھی جس کی خوبصورتی سے پرستان کی پریاں بھی شرما جائیں سندر نگر یہ ایک بڑا گاؤں ہے جس کی آبادی اور ترقی شہر سے کم نہیں سکول کالج ہسپتال یہاں تک کہ اس میں بڑی بڑی فیکٹریاں بھی موجود تھیں سیمرن کا خاندان اتنا بڑا نہیں تھا اس کی ایک ماں اور ایک بہن تھی جو سیمرن سے دو سال چھوٹی تھی سیمرن کا باپ ایک ڈاکٹر تھا جو اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ کسی حادثے میں اس کی موت ہوگئی تھی اس لیے وہ اتنے امیر تو نہیں تھے مگر غریب بھی نہیں تھے اس کا سارا خرچہ

حکومت چکاتی تھی کیونکہ سمرن کا باپ آرمی میں ڈاکٹر تھا سمیرن کے باپ کی موت کے بعد اس کی ماں ہی ان دونوں کی سب کچھ تھی سمیرن انیس سال کی لڑکی تھی سکول سے لے کر کالج تک وہ فرسٹ پوزیشن حاصل کرتی رہی تھی اس کی بہن حنا فرسٹ ائیر میں تھی جبکہ سمرن سیکنڈ ائیر میں تھا۔

سندر نگر سے سمیرن کے لیے امیر ترین سے امیر ترین رشتے آئے مگر سمیرن کی حالت دیکھ کر اس کیماں نے سب کو انکار کر دیا۔ اور سمیرن خود بھی ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی سندر نگر کی ہر ایک کی زبان پر صرف ایک ہی نام تھا سمیران کا۔ گاؤں کے سارے لڑکے سمرن کے لیے اپنی جان بھی گنوانے کیلیے تیار تھے ہر ایک لڑکے کی بس یہی ایک خواہش تھی کہ بس کسی طرح سمرن اس کی دولہن بن جائے۔ دو سالوں سے اس ڈر کی وجہ سے سمیرن کے رنگت میں بدلاؤ آیا تھا۔ اس کی گلابی اور دودھ کی طرح سفید رنگت اب زرد پڑ گئی تھی سمیرن کی زندگی ایسی ہو گئی تھی کہ اب وہ زندگی سے زیادہ موت کو ترجیح دینے لگی تھی وہ کالج میں بھی کم جاتی تھی اس کی کئی سہیلیوں نے اس کو بہت سمجھایا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا اب ہمیں اس ڈر کے اندر جانکنا ہے۔ اس کا پتہ لگانا ہے کہ یہ سب کھیل کیا ہے کیوں ہے اور کس وجہ سے ہے۔

سمیرن بیٹی اٹھو۔۔ ٹھاک۔۔ ٹھاک۔۔ نماز کے لیے دیر ہو رہی ہے اس کی ماں دروازے پر دستک دے رہی تھی اندر سے سمیرن کی نیند میں ڈوبی ہوئی دھیمی سی آواز سنائی دی۔

جی امی آتی ہوں۔ وہ وضو کرنے کے لیے جیسے ہی باتھ روم میں گئی اس نے جب نلکا کھولا تو نلکے سے پانی کی جگہ خون بہنے لگا جسے دیکھ کر سمیرن چیخنے لگی امی امی خو۔۔ خون۔ وہ زور سے ہکلاتے ہوئے چلا رہی تھی اس کی ماں تیزی سے اس کے باتھ روم میں چلی گئی

کیا ہوا بیٹی۔۔ کیا ہوا۔

خو۔۔ خون۔۔ سمیرن نے جیسے ہی اپنے ہاتھ دیکھے تو اب خون کی جگہ اس پر پانی تھا اور نلکے سے بھی اب پانی بہہ رہا تھا۔۔ امی ابھی ابھی تو اس نلکے سے پانی کی جگہ خون بہہ رہا تھا مگر اب پھر سے پانی کیسے۔ سمیرن نے پھر سے اپنے ہاتھ دیکھے اور روتے ہوئے اپنی امی کے گلے لگ گئی۔ امی میں پاگل ہو جاؤں گی میں پاگل ہو جاؤں گی۔ وہ زور زور سے روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

نہیں میری بچی تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گی کچھ نہیں ہوگا تمہیں کہیں نہ کہیں تو کوئی راستہ ضرور نکلے گا۔ صبر کرو میری بچی اللہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔ اب جا کر نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے دعائیں مانگو وہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا وہ اپنے بندوں کے ساتھ ہمیشہ ہر حال میں رہتا ہے سمیرن نے خود کو درست کیا اور وضو کر کے نماز پڑھنے لگی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگی۔ حنا ناشتے سے فارغ ہو کر کالج کے لیے تیار ہو گئی

دیدی آئیں کب تک چلے گا آؤ کالج چلتے ہیں۔ پڑھائی چھوڑنے سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

نہیں حنا تم جاؤ میں نہیں آ سکتی میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے

او کے دیدی جیسے آپ کی مرضی ابھی حنا گھر سے نکلنے ہی والی تھی کہ ایک لڑکی نے اندر آ کر اسے روکتے ہوئے کہا

تم کو کیا جلدی ہے کالج جانے کی اپنی اس پیاری سی بہن کو چھوڑ کر

ارے عالیہ تم حنا نے سامنے سے آتے ہوئے اس لڑکی کو دیکھ کر کہا عالیہ تم کیسے یہاں پر حنا نے اس سے سوال کر دیا ارے میں کیوں نہیں آتی سمیرن نے جو ضد پکڑ رکھی ہے کالج نہ جانے کی

عالیہ میں نے دیدی کو بہت سمجھایا ہے مگر وہ ہے کہ جانے کو تیار نہیں ہے۔

حنا کیسے نہیں مانے گی۔اب میں دیکھتی ہوں کہ سمیرن کی بچی کالج میں کیسے نہیں جاتی۔سمیرن نے عالیہ کو گلے سے لگا کر کہا۔

ارے عالیہ تم کیسے اور یہاں ہمارے گھر میں

میں تمہارے لیے آئی ہوں۔سمیرن کی بچی یہ کیا لگا رکھا ہے آج کل کالج کیوں نہیں آ رہی ہو اور یہ دیکھو اپنا یہ کیا حال بنا رکھا ہے۔مس ورلڈ سمیرن اور اب دیکھو بیکاری بن گئی ہو اور ویسے بھی سمیرن یار کالج میں تیرے بغیر جی نہیں لگتا ہے عالیہ نے ایک ہی سانس میں یہ سب کچھ کہہ ڈالا عالیہ سمیرن کی بچپن کی دوست تھی سکول سے لے کر کالج تک کا سفر ان دونوں نے ایک ساتھ طے کیا تھا سمیرن کی ماں نے عالیہ سے کہا۔

ہاں بیٹا عالیہ اب تم ہی اسے سمجھاؤ ہماری تو یہ کبھی نہیں مانے گی سمیرن کو کالج لے چلو اس کا دل بھی بہل جائے گا اور طبیعت بھی تھوڑی ٹھیک ہو جائے گی سمیرن کی ماں نے عالیہ کو چائے کا کپ دیتے ہوئے کہا

بس آنٹی اب آپ سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو اب میں دیکھتی ہوں کہ یہ کیسے نہیں مانتی اور تم سمیرن کیا یار آج کل کے دور میں یہ بھوت پریت کو ذہن میں لے بیٹھی ہو آج کل کے دور میں یہ سب کچھ نہیں ہوتا

کم ان عالیہ یار جو بھی ہو ٹھیک ہے مگر تم تو میرا مذاق مت اڑاؤ۔جبکہ تم سب کچھ جانتی ہو کہ یہ سب کچھ سچ ہے جو میرے ساتھ ہو رہا ہے میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس پر عالیہ بولی

اچھا مانا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر سمیرن ایک بات ہے مانوں یا نہ مانوں جیسے تم سارے گاؤں کے لڑکوں کی جان ہو اسی طرح اب تم جنوں بھوتوں کی بھی جان بن گئی ہو۔وہ بھی تم پر عاشق ہونے لگے ہیں عالیہ نے مذاق کے انداز میں کہا۔

عالیہ تم پھر سے شروع ہو گئی ہو سمیرن نے عالیہ کو آنکھیں پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا بابا مذاق کر رہی تھی اب جلدی سے تیار ہو جاؤ دیر ہو رہی ہے

او کے عالیہ بس تھوڑی دیر میں آتی ہوں اب وہ تینوں لڑکیاں کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گئیں جو عالیہ کی تھی۔ عالیہ ایک دولت مند باپ کی ایک اکلوتی بیٹی تھی اچانک عالیہ نے روڈ پر ایک لڑکے کو دیکھا جو روڈ پر کھڑا تھا عالیہ نے گاڑی کی سپیڈ سلو کر لی۔

کیا ہوا عالیہ کار کو آہستہ کیوں کیا۔

ارے مت پوچھو سمیرن میری راتوں کا چین اور دن کا سکون چھیننے والا وہ دیکھو روڈ پر میرے سپنوں کا شہزادہ آ رہا ہے عالیہ کی اس بات پر سمیرن اور حنا کے منہ سے حیرت کی وجہ سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔اور دونوں کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

کیا۔کیا۔دونوں نے چونک کر کہا۔کیونکہ آج پہلی بار ان دونوں نے عالیہ کے منہ سے کسی لڑکے کے بارے میں سنا تھا ایک لڑکے کی تعریف جو اس نے آج سے قبل کبھی نہیں کی تھی سمیرن اور حنا بھی اس لڑکے کی طرف دیکھنے لگی۔ابھی ان سب سے تھوڑے بہت فاصلے پر تھا مگر دور سے ہی اس لڑکے کی باڈی نہایت ہی شاندار انداز میں دکھائی دے رہی تھی وہ سب جیسے ہی اس لڑکے کے نزدیک پہنچے تو سمیرن بھی اسے دیکھ کر کھو سی

گئی اور حنا کا بھی یہی حال تھا وہ نہایت ہی ہینڈسم اور خوبصورت لڑکا تھا اس کی عمر لگ بھگ اٹھارہ سال کی تھی کسی لڑکے کی ایسی خوبصورتی چہرے کے نقوش اور سفید رنگ کا ایسا لڑکا پورے گاؤں میں نہیں تھا۔ اس کے کالے لمبے ریشم جیسے ملائم بال جو اس کے سفید چہرے اور کالی موٹی موٹی آنکھوں پر گھیر رہے تھے مگر جیسے ہی اس لڑکے کی نظر سمرن پر پڑی تو اس لڑکے کی کیفیت بدلنے لگی اور اس کے چہرے پر پسینے آنے لگے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سیمرن کو دیکھنے لگا جیسے برسوں کی جان پہچان ہو جیسے کئی سالوں کی گمشدہ چیز اسے مل گئی ہو سیمرن کو اس لڑکے کا اس طرح سمرین کی طرف دیکھنا اسے عجیب سا لگا اس کے ساتھ ہی سیمرن نے تیزی سے اپنی نظریں جھکا لیں سیمرن کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا یہ پہلی بار نہیں ہوا تھا کہ کوئی لڑکا سیمرن کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مگر آج سے پہلے سیمرن نے کسی بھی لڑکے پر توجہ نہیں دی تھی کہ وہ اسے کیوں دیکھ رہا ہے مگر یہ پہلا لڑکا تھا جس کا سیمرن کو اس طرح دیکھنا اسے سوچ میں ڈال گیا جس سے سیمران کا دل پتہ نہیں کیوں دھڑک رہا تھا۔ سیمرن کو ایسا لگا کہ جیسے وہ لڑکا اسے کچھ بتانا چاہتا ہے کوئی خاص بات عالیہ اور حنا تو اسے اب بھی گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی مگر اس لڑکی کی نظر اب بھی سیمرن پر تھی وہ اسی جگہ پر ہی ساکن حالت میں کھڑا رہا جس جگہ پر وہ تھا دیکھتے ہی دیکھتے آہستہ آہستہ گاڑی اس کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ سیمرن ابھی بھی کسی گہری سوچ میں تھی عالیہ نے سیمرن اور حنا کو مسکراتے ہوئے کہا

کیسا لگا میرا پرنس شہزادہ۔ حنا نے خاموشی توڑتے ہوئے کہا عالیہ اگر سچ کہو تو وہ حسن کا بے تاج بادشاہ تھا آج سے قبل میں اس جیسا حسن کسی بھی لڑکے میں نہیں دیکھا مگر سیمرن کو دیکھتے ہوئے پھر سے کہا سیمرن تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا کہ میرا شہزادہ کیسا لگا سیمرن میں تم سے پوچھ رہی ہوں عالیہ نے سیمرن کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا جس پر سیمرن نے چونکتے ہوئے کہا

ہاں ہاں

سیمرن کس سوچ میں ہو میں کب سے بک بک کیے جا رہی ہوں اور تم ہو کہ میرے سوال کا جواب دینے کی زحمت بھی نہیں کرتی۔

نہیں عالیہ کچھ نہیں وہ بس ایسے ہی اچھا تم تو کہہ رہی تھی سیمرن نے عالیہ کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے انہوں نے کچھ سنا ہی نہ ہو اس پر عالیہ نے بلند آواز میں گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی۔ اب دیکھو اس گھاس کے ڈھیر کو بیچ میں سیمرن۔ یو نو تمہاری مثال بالکل بھینس کے آگے بین بجانے کی طرح ہے تو کیا اب میں تمہیں پورا سین ریپلے کر کے بتاؤں کہ ابھی کیا ہوا اور میں کیا کہہ رہی تھی اتنا کچھ ہوا ابھی اور تم کہہ رہی ہو کہ میں نے کیا کہا میں اتنی دیر سے بی بی سی کی طرح بولے جا رہی ہو اب اگر تمہاری جگہ کتا بھی ہوتا تو اس نے بھی بھونک کر جواب ضرور دینا تھا۔ میں نے یہ کہا تھا کہ یہ تم سے پوچھا تھا کہ ابھی ابھی جس لڑکے کو تم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی وہ جس کے کالے ریشم ملائم بالوں سے اس کی موٹی موٹی کالی آنکھیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں جس کے سفید رنگ کے چہرے پر اس کے بال گٹار بجا رہے تھے وہ جس کی عمدہ باڈی تھی جو کالا سوٹ پہنے ہوئے تھا جس کے دو پاؤں اور دو ہاتھ تھے جو اٹھارہ سالہ پرستان کا شہزادہ آپ کو کیسا لگا۔ میں اس پر فدا ہوگئی ہوں اس پر مرتی ہوں عالیہ نے سیمرن کو تانے مار مار کر پوری سین ریپلے کر کے بتائی اب سمجھ میں آیا کیا کوئی اور ڈموں بھی چاہئے سیمرن اور حنا بھوت بنی یہ ساری باتیں سن رہی تھیں اس پر سیمرن نے کہا

بس ہو گیا اور وہ وہ ٹھیک تھا۔ لگتا ہے کہ وہ گاؤں میں نیا نیا آیا ہے پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا سیمرن نے اپنی

فیلنگ چھپاتے ہوئے کہا اس پر عالیہ نے کہا۔
واٹ کیا صرف ٹھیک تھا عالیہ نے حیران ہوتے ہوئے سمیرن کو آنکھیں پھاڑتے ہوئے دیکھ کر کہا۔
ہاں تو سمیرن نے جواب دیا۔
تو تو وہ صرف ٹھیک تھا اور سوری سوری میں تو بھول گئی تھی کہ تم سمیرن مس ورلڈ ہو جس کو اپنے حسن کے علاوہ کسی کا چہرہ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا
عالیہ اب تم بھی ناں تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں لڑکوں پر اتنی زیادہ توجہ نہیں دیتی ہوں۔
ہاں پتہ ہے حنا نے عالیہ سے کہا۔ عالیہ کیا یہ نیا نیا آیا ہے۔
ہاں یہ نیا نیا آئے گا تین چار دن ہو گئے ہیں اسے اس گاؤں میں آئے ہوئے ہمارے گاؤں میں ہی اس نے گھر لیا ہے پتہ چلا ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ ایک بہن بھی ہے
اور کون کون ہے اس کے گھر میں حنا نے ایک اور سوال کر دیا۔
کوئی نہیں بس ایک ہی بہن ہے۔ پتہ ہے کل میں نے ان سے بات کرنے کے لیے اپنی گاڑی روکی میں نے ان سے اس کا نام پوچھا مگر نہیں انہوں نے مجھے اپنا نام بتایا اور نہ ہی کچھ کہا بس سیدھا چلا گیا۔
کیا حنا نے حیرانگی سے عالیہ کو کہا۔
ہاں عجیب خیالات کا مالک ہے اچھا تو وہ تم سے بات بھی نہیں کرتا اور تم ہو کہ اس کی عشق میں ڈوبی جا رہی ہو سمیرن نے عالیہ کی طرف دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔
ہاں سمیرن مگر یہ دل کہاں مانتا ہے
وہ باتیں کرتے کرتے کالج کے اندر پہنچ گئیں اسی طرح یہ دن گزر گیا۔ رات کو پھر سے سمیرن کو آوازیں سنائی دیں۔ عجیب بات تو یہ تھی کہ اب سمیرن اپنے ماں کے ساتھ سوتی تھی مگر وہ آوازیں صرف سمیرن کو ہی سنائی دیتی تھیں اس کی ماں کو نہیں اس وجہ سے سمیرن نہیں چاہتی تھی کہ وہ اپنی ماں کو نیند سے بیدار کرے وہ جانتی تھی کہ اس کی ماں کو کچھ بھی سنائی نہ دے سمیرن نے رات ایسے ہی ڈرتے ہوئے گزار دی ساری رات جاگ کر وہ صبح کالج کو جانا نہیں چاہتی تھی مگر عالیہ کی ضد کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے ساتھ کالج روانہ ہو گئی جیسے ہی وہ اس راستے پر گزرنے لگے وہ لڑکا اس جگہ پر کھڑا تھا جو پہلے دن کھڑا تھا پہلے دن کی طرح آج بھی عالیہ نے اسے دیکھتے ہی کار کی سپیڈ کم کر دی۔ آج بھی وہ لڑکا سمیرن کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سمیرن کو بھی نا جانے کیا ہوا تھا اس لڑکے کی آنکھوں میں وہ کون سا سحر تھا کہ جس کی وجہ سے سمیرن بھی اس کی موٹی موٹی کالی آنکھوں میں کھو سی گئی سمیرن نے تھوڑی دیر بعد اپنی نظریں جھکا لیں۔ اسی طرح ہر روز وہ اسی جگہ پر کھڑا رہتا۔ اور ہر روز عالیہ اسے دیکھ کر کار کی سپیڈ کم کر دیتی عالیہ بہت خوش تھی وہ سمجھتی تھی کہ وہ نہ ہو اس لڑکے کو مجھ میں انٹرسٹ ہے مگر یہاں پر معاملہ کچھ اور تھا آج صبح جب وہ تینوں کالج کے لیے نکلیں تو وہ لڑکا وہاں پر نہیں تھا۔ عالیہ بہت اداس ہو گئی تھی کہ ہر روز وہ یہاں پر ہوتا ہے مگر آج کیوں نہیں تھا خیر اسی سوچ میں وہ کالج پہنچ گئیں۔ عالیہ اور سمیرن اپنے خیال میں چلتے گئے حنا اپنی کلاس میں چلی گئی کالج کی تفریح پر عالیہ نے سمیرن سے کہا
سمیرن کیا ہوا تم کلاس کے باہر کیوں آ گئی ہو۔
عالیہ پتہ نہیں مجھے کیا ہوا ہے جب سے وہ انجانہ سا خوف وہ کالا سیاہ میرے پیچھے ہے تب سے میری زندگی عذاب بن گئی ہے مجھے کسی بھی کام میں جی نہیں لگتا ہر وقت مجھے یہ انتظار ہوتا ہے کہ کب موت آئے گی اور مجھے

اپنی آغوش میں لے لے گی۔ مگر کم بخت موت بھی میرے نصیب میں نہیں ہے۔
نہیں سیمرن تم ایسا کیوں سوچتی ہو کچھ نہیں ہوگا۔ تمہیں میری مانو تو میں تمہیں شہر کے سب سے مشہور ڈاکٹر کے پاس لے چلتی ہوں۔
نہیں عالیہ یہ ڈاکٹروں کے بس کی بات نہیں ہے مجھے ڈاکٹروں کی نہیں بلکہ ایک سچے اور نیک عالم کی ضرورت ہے اسی طرح یہ دن بھی گزر گیا۔ آج پھر سے یج وہ اسی راستے پر سے گزرے تو وہ لڑکا وہاں پر آج بھی نہیں تھا۔ عالیہ اور سیمرن کی نظر اس کو ادھر ادھر دیکھ رہی تھی مگر وہ پھر سے وہاں پر نہیں تھا سیمرن کے ذہن میں یہ خیال بار بار آ رہا تھا کہ آخر کیوں وہ مجھے بار بار اتنی گہری نظروں سے دیکھتا ہے اسی طرح خاموشی سے وہ تینوں کالج میں پہنچ گئیں۔ ابھی کالج کے شروع ہونے میں تھوڑا وقت تھا کہ اچانک کالج کے اندر ایک کالی سیاہ کار داخل ہوگئی ہر ایک کی نظر اس کار پر تھی کہ اس میں کون ہوسکتا ہے اب ہر کوئی اسی انتظار میں تھا کہ اس نئی ماڈل کار سے اب کون نکلے گا۔ یہ کس کی کار ہے کیونکہ اس ماڈل کی کار وہ اس کالج میں پہلی بار دیکھ رہی تھیں کیونکہ یہ مہنگی ترین کار کسی کے پاس ہو بھی نہیں ہوسکتی تھی اگر ایک طرف دیکھا جائے تو اس سے زیادہ مہنگے کار اس کالج کے سٹوڈنٹ کے پاس موجود تھی مگر یہ ایک الگ کار تھی اچانک سے وہ کار رکی سب سٹوڈنٹ کی نظر اس کار پر تھی کہ ان سے اب کون نکلے گا جیسے ہی کار کا دروازہ کھلا تو سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ کیونکہ اس کار سے کوئی اور نہیں بلکہ وہی لڑکا نکلا جو راستے میں عالیہ سیمرن اور حنا کو روز نظر آتا تھا اس کی خوبصورتی دیکھ کر سب لڑکیاں اپنے دل ہار بیٹھیں ہر کوئی اس کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں پر کالی عینک یعنی سن گلاسز لگے ہوئے تھے کالا ٹریک سوٹ کالے بوٹ عالیہ سیمرن اور حنا کو اس کو دیکھ کر حیران ہوگئی وہ سیدھا سیمرن عالیہ اور حنا کی طرف بڑھتے لگا۔ وہ تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا تینوں کے دل دھڑک رہے تھے جیسے ہی وہ اس کے نزدیک پہنچا اس نے اپنی عینک دھیرے سے اتار دی اور ایک گہری نظر سیمرن پر ڈالی اور پرنسپل کے دفتر کی طرف چلا گیا۔
او مائی گاڈ مجھے تو یقین نہیں آ رہا ہے کہ میرا شہزادہ اس کالج میں داخلہ لے گا۔ عالیہ نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے کہا حنا نے عالیہ سے کہا عالیہ میں تو اس کو معمولی انسان سمجھتی تھی مگر اس کا انداز اس کی کار سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی معمولی انسان نہیں ہے بلکہ امیر گھرانے سے ہے جبکہ سیمرن خاموش کھڑی تھی۔ اور حیران بھی کیونکہ انہوں نے یہ بات بھی نوٹ کی تھی کہ پورے کالج میں اس لڑکے نے صرف سیمرن کی طرف ہی دیکھا تھا خیر کالج شروع ہوگیا۔ ابھی پہلا پیریڈ شروع ہوا تھا کہ پرنسپل کے ساتھ وہ لڑکا سیمرن اور عالیہ کی کلاس میں آ گیا میرے پیارے طالب علموں یہ تم سب کا نیا سٹوڈنٹ ہے اس کا نام ریحان ہے اور یہ ایک ذہین اور قابل سٹوڈنٹ ہے اور شریف بھی اس لیے اس کے ساتھ تعاون کرنا اس کے بعد پرنسپل صاحب چلے گئے ریحان اب بھی پورے کلاس میں صرف سیمرن کو ہی دیکھ رہا تھا وہ سیمرن کے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عالیہ تو خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی جبکہ سیمرن نے پیچھے اس کو ایک نظر دیکھا وہ اب بھی سیمرن کو ہی دیکھ رہا تھا اس کے بعد سیمرن نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اس طرح اس کے بعد دو تین دن اور گزر گئے۔ ریحان کالج کی تمام لڑکیوں کا مرکز بن گیا۔ تھا ہر لڑکی اس کو اپنانے کے سپنے دیکھنی لگی تھی مگر وہ کسی کو بھی ایک نظر بھی دیکھنا گوارہ نہیں سمجھتا تھا سوائے سیمرن کے رات کو حنا نے سیمرن سے کہا۔
دیدی مجھے لگتا ہے کہ جیسے ریحان کو تم میں دلچسپی ہے یا شاید محبت۔
کیا۔ سیمرن نے کتاب بند کرتے ہوئے کہا

ہاں دیدی شاید تم کو بھی اس کا پتہ ہے کہ وہ تمہارے رہنے کی کوشش کر رہا ہے کیونکہ میں پہلے دن سے دیکھتی آ رہی ہوں وہ جب بھی تمہیں دیکھتا ہے تم سے نظریں جھکانا بھول جاتا ہے کالج کی ساری لڑکیاں اس پر مرتی ہیں مگر وہ کسی کو بھی دیکھتا تک نہیں ہے۔ دیدی مجھے لگتا ہے کہ اس کے پیچھے ضرور کوئی وجہ ہے تم کو ان سے بات کرنی چاہیے۔ کہ وہ تم کو کیوں دیکھتا ہے۔

حنا فضول کی باتیں مت کرو۔ تم کو بھی پتہ ہے کہ سارے لڑکے مجھے کیوں دیکھتے ہیں وہ بھی اس میں ایک ہے دیکھنے دو مجھے کیا سمیرن نے حنا پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور ویسے بھی پتہ نہیں کہ میں اور کتنے دن زندہ رہنے والی ہوں موت ہر وقت میرے سر پر منڈلا رہی ہے۔

دیدی آپ کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہیے تمہیں کچھ نہیں ہوگا اللہ پر بھروسہ رکھو اور جہاں تک ریحان سوال ہے تو مجھے نہیں لگتا ہے کہ وہ باقی لڑکوں کی طرح نہیں ہے پہلے تو یہ کہ اس نے ابھی تک آپ سے بات بھی نہیں کی ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر وہ ایسا ہوتا تو کالج کی سبھی لڑکیاں اس پر مرتی نہیں۔ مگر وہ ان سے بات کرنا تو دور کی بات کسی لڑکی کی طرف دیکھتا بھی نہیں ہے۔ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پتہ نہیں اب کیا کر بیٹھتا۔ اس لیے تمہیں اس سے بات کرنی چاہیے پلیز دیدی میرے لیے۔

اچھا ٹھیک ہے اگر تمہیں لگتا ہے تو ٹھیک ہے مگر اس کے بعد میں اس سے دور رہوں گی

ٹھیک ہے دیدی جیسے آپ کی مرضی اگرچہ ہو تو سمیرن پر بھی ریحان کا گہرا اثر پڑ چکا تھا صبح کالج کی چھٹی پر سمیرن اور حنا گھر کو آ رہی تھی کہ کالج کے پارکنگ میں ان دونوں نے ریحان کو دیکھا جو سمیرن کو ہی دیکھ رہا تھا اس پر سمیرن نے حنا سے کہا حنا تم جاؤ میں اس سے مل کر آتی ہوں وہ سیدھا ریحان کے پاس گئی جیسے ہی وہ ریحان کے نزدیک پہنچی ریحان نے نظریں جھکا لیں۔

کیوں کیا ہوا مجھے سامنے دیکھ کر شرم آ رہی ہے سمیرن نے غصہ سے ریحان کی طرف آنکھیں پھاڑتے ہوئے دیکھ کر کہا کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ پہلے دن سے ہی آپ مجھے کیوں اس طرح نظریں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہے ہیں کیا میں اس کی وجہ پوچھ سکتی ہوں ایک ہی سانس میں سمیرن نے غصہ سے یہ ساری باتیں کہہ ڈالیں۔ اس پر ریحان نے گہری نظر سمیرن پر ڈالی اور کہا۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں آپ کو کیوں دیکھتا ہوں۔

آج پہلی بار سمیرن نے ریحان کی آواز سنی تھی اس کی آواز میں ایک رعب تھا جیسے کئی موور مل کر ایک آواز نکال رہے ہوں سمیرن کو ایسا لگا کہ ریحان بولے اور میں بس سنتی رہوں اس نے جلدی خود کو سنبھالا اور ریحان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولی۔

مجھے لگتا ہے کہ تم ایک آوارہ اور گھٹیا قسم کے انسان ہو دوسروں لڑوں کی طرح اپنا دل خوش کرتے ہو سمیرن نے جیسے ہی یہ کہا۔ تو ریحان نے غصہ ہو کر اس کو دونوں بازوؤں سے مضبوطی سے پکڑ کر دیوار کے پیچھے لے گیا سمیرن کو ایسا لگا کہ جیسے اس کے بازو لوہے کی زد میں آ گئے ہوں ریحان نے غصہ سے ان سے کہا۔

تمہیں کیا لگتا ہے ہاں تمہیں کیا لگتا ہے کہ تم دنیا کی خوبصورت لڑکی ہو تمہارے پیچھے بھاگتا ہوں تو مس سمیرن میں ایسا نہیں ہوں تمہیں بہت بڑا دھوکہ ہوا اور بہت ناز ہے تمہیں اپنے اس فانی حسن پر تمہیں پتہ ہے کہ تمہارا یہ حسن اب زیادہ دن حسن رہنے والا نہیں ہے تم بکھر جاؤ گی خود سے نفرت کرنے لگو گی خود اپنا گوشت نوچ نوچ کر اپنے آپ کھاؤ گی کاش میں تمہارے راستے میں نہ ہوتا کیونکہ تم جیسی گھمنڈی لڑکی کے ساتھ ایسا ہی ہونا

چاہیے اس پر یمیرن نے درد سے دبی ہوئی آواز میں کہا۔

مجھے چھوڑ دو مجھے درد ہو رہا ہے اور یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے اس پر ریحان نے یمیرن کے دونوں بازوؤں سے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی۔ اور اسے چھوڑتے ہوئے کہا۔

تم جاننا چاہتی ہوناں کہ میں تمہیں کیوں اور کس لیے دیکھتا ہوں تو سنو آج سے دو سال پہلے سے لے کر آج تک تم ہر روز میرے خوابوں میں خیالوں میں آ رہی ہو۔ تمہارے ساتھ جو بھی برا ہونے والا ہوتا ہے اور جو ہو رہا ہے وہ پہلے ہی سے مجھے خواب میں دکھایا جاتا ہے پہلے مجھے پتہ نہیں تھا کہ جو چہرہ میرے خوابوں میں آتا ہے اس کا کوئی ماکل بھی ہوگا۔ مگر دھیرے دھیرے میں نے اس گاؤں کا نقشہ تیار کر لیا جو جگہ میں خواب میں دیکھتا تھا وہ صبح میں نقشے میں اتار دیتا تھا جب پتہ چلا کہ جو نقشہ میں نے تیار کیا ہے اس نقشے کا ریک گاؤں سچ میں ہے تو اس کے ساتھ ہی میں تمہارے گاؤں میں تمہاری تلاش میں چلا آیا اور یہاں آ کر جب تمہیں دیکھا تو مجھے میرے ساتے خواب میرے ساتے سپنے سچ لگنے لگے تم پر ایک ان دیکھی طاقت کا سایہ ہے اس پر یمیرن حیران ہو کر رہ گئی کیونکہ ریحان وہ پہلا انسان تھا جس نے یمیرن کی وہ کہا جو وہ کسی انسان یا عامل والے سے سننا چاہتی تھی مگر آج تک کسی نے بھی اس کا یقین نہیں کیا تھا سب اسے کسی دماغی بیماری کا نام دیتے تھے یمیرن نے ہکلاتے ہوئے ریحان سے کہا۔

تو۔ تو۔ تمہیں کیسے پتہ ہے۔ کو۔ ۔ کون ہو تم یمیرن نے ریحان کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

مجھے کیونکہ جو سایہ تم خواب میں دیکھتی ہو جو تم پر سوار ہے اس کو میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ بھیانک کالا سیاہ سایہ میں نے بھی دیکھا ہے تم ایک آئینے کے ڈر میں مبتلا ہو جو آج سے پہلے کسی کو پتہ نہیں لگا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ ڈر نہ تو تمہیں مرنے دے گا اور نہ ہی جینے دے گا۔ تم ایسے ہی جاؤ گی کہ خود سے نفرت کرنے لگو گی اب یہ ڈر کیا ہے کس وجہ سے ہے اس کے پیچھے کیا وجہ ہے میں نہیں جانتا۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ مجھے ہی یہ خواب کیوں آتے ہیں مجھے یہ کیسے پتہ چل جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے ریحان نے اتنا کہا اور چپ ہو گیا۔ چاروں طرف گہری خاموشی چھا گئی یمیرن نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

سوری ریحان مجھے معاف کر دو میں نے تمہیں غلط سمجھا ہے مگر ریحان کیا تمہارے پاس کوئی علم وغیرہ ہے اگر ہے تو کس نے دیا ہے تمہیں اتنا علم۔

ہاں یمیرن میرے والد صاحب ایک بڑے عالم تھے جس کے نام سے ہی ہوائی مخلوق کانپ اٹھتی تھی وہ ایک امیر ترین انسان بھی تھے اور جو علم اس کے پاس تھا آج تک وہ علم کسی بھی عالم کے پاس نہیں ہے اس نے مرتے وقت وہ علم مجھے دیا میں اس جیسا تو نہ بن سکا مگر اتنا علم ہے میرے پاس جس سے میں کسی جن بھوت وغیرہ سے با آسانی سے مقابلہ کر سکتا ہوں میرا احسن میرا دماغ یہ سب اس علم کی وجہ سے ہے دیکھو یمیرن مجھے تم میں کوئی دلچسپی نہیں ہے میں تمہاری صرف مدد کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تمہارے ساتھ کوئی برا ہونے والا ہو تو میں اسے روک سکوں اس لیے میں ہر وقت تم پر نظر رکھ رہا ہوں اور میرا گاؤں میں آنے کا مقصد بھی یہی تھا لیکن میں نے جب تمہیں پہلی بار دیکھا تو مجھے پتہ چلا کہ تم سے بات کرنا بیکا ہے کیونکہ تم لڑکوں سے نفرت کرتی ہو خاص کر ان لڑکوں سے جو تمہیں گہری نظروں سے دیکھتے ہیں یا بات کرتے ہیں مجھے بس اگر انتظار تھا تو صرف اس کا اگر قسمت نے مجھے یہاں تم سے ملایا ہے تو ملنے اور بات کرنے کا طریقہ ہی تقدیر پر چھوڑ دیتے ہیں اور بالکل اسی طرح ہوا اب دیکھو تم میرے سامنے ہو اور میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے اب یہ تم پر ہے کہ تم کیا فیصلہ کرتی ہو اس پر یمیرن

ہمت ہارتے ہوئے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور دھیرے سے بولی۔

ریحان اس کا مطلب ہے کہ مرنے کے ساتھ آگے اس سے بھی زیادہ برا ہونے والا ہے کہ میں نے اپنے ہی بدن کا گوشت نوچ نوچ کر کھانا ہے۔ اگر سچ میں ایسا ہے تو میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں ابھی اسی وقت خود کو ختم کر ڈالتی ہوں اچانک سے سمرن نے اپنے بیگ سے ایک چوڑی نکالی اور اپنی ہتھیلی پر رکھ دی ریحان جب تک اسے دیکھتا اس نے چوڑی چلا دی تھی مگر یہ کیا چوڑی چلانے سے سمرن کو کوئی درد نہیں ہوا اور نہ ہی اس کی ہتھیلی پر کوئی زخم لگا تھا جب اس نے چوڑی کو دیکھا تو وہ بالکل موم کی طرح پگھل چکی تھی۔ یہ دیکھ کر سمرن حیران اور پریشان ہو کر رہ گئی ریحان نے غصہ سے سمرن سے کہا

یہ کیا بچپنا ہے میں نے کہا تھا ناں تم سے کہ وہ تم کو کسی بھی حال میں مرنے نہیں دے گا۔ جب تک وہ خود نہیں چاہے گا۔ سمرن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور ریحان سے بولی۔

اس کا مطلب ہے کہ وہ سایہ جو بھی چاہے گا میرے ساتھ کرے گا۔ ریحان تمہاری بات سچ ہے کہ وہ مجھے ڈرا ڈرا کے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا ہے آخر وہ سایہ ہے کون کسی مخلوق سے ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے تو اس کا مطلب ہے میں واقعی میں اپنا ہی گوشت خود۔ سمرن نے روتے ہوئے اتنا کہا اور چپ ہو کر آنسو بہانے لگی سمرن کا مکمل چہرہ آنسوؤں سے تر ہو گیا ریحان نے سمرن کو تڑپتا ہوا دیکھ کر اس کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔

سمرن یہ کیا بچوں کی طرح رو رہی ہو اور تم کیوں خود کو ختم کرو گی۔ جو لوگ خود کو مارتے ہیں وہ نہایت ہی بزدل ہوتے ہیں مگر مجھے پتہ ہے کہ تم بزدل نہیں ہو۔ دو سالوں سے تم اس ڈر اور اس سائے کا مقابلہ کرتی چلی آ رہی ہو اب بھی کرو گی ہاں سمرن تم اس طرح ہار نہیں مان سکتی میں تم سے کہتا ہوں کہ تم اب بھی اس سائے کا مقابلہ کرو گی مگر اس بار تم اکیلی نہیں ہو میں تمہارے ساتھ ہوں اس دور میں اس کہانی کو اپنے انجام تک ضرور پہنچاؤں گا ہاں سمرن میں تمہاری مدد کروں گا اب اس شیطانی کھیل میں تم اکیلی نہیں ہو اب اس بدی کا خاتمہ ہم دونوں مل کر کریں گے۔ اب رو مت آؤ میں تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑ دیتا ہوں شاباش اپنے آنسو صاف کرو اس پر سمرن نے اپنے آنسو صاف کئے اور ریحان سے بولی۔

نہیں ریحان میں تو ویسے بھی اس ڈر میں مبتلا ہوں تم اپنی زندگی کو خطرے میں مت ڈالو۔

سمرن خطرہ اور زندگی جب میرے ابو کا یہ کام تھا جب وہ اپنی زندگی ہتھیلی پر لے کر گھومتے تھے تو میں کیوں پیچھے ہٹوں میں تمہارے اس ڈر اور اس ان دیکھی طاقت کا بیچ جان ہی رہوں گا۔ اور تمہیں اس ڈر سے آزاد کرواؤں گا۔

مگر ریحان۔۔۔

بس سمرن اب اور سوال نہیں اب تم گھر چلو ہم کل بات کریں گے اور ویسے بھی آج رات میں اپنی مکمل طاقت اپنا مکمل علم لگا کر کچھ سراغ تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں اب چلو ریحان نے سمرن کو مسکراتے ہوئے کہا آج پہلی بار ریحان نے مسکرایا تھا جسے دیکھ کر سمرن اپنے سب دکھ درد بھول گئی تھی تھوڑی دیر میں وہ سمرن کے گھر پر پہنچ چکے تھے سمرن ریحان کی کار سے اتری اور ریحان سے کہا

آؤ ریحان گھر پر چائے پی کر چلے جانا۔

نہیں سمرن پھر کبھی آج مجھے بہت زیادہ کام ہے بائے سمرن سی یو اگین سمرن اسی جگہ پر کھڑے ہو کر

ریحان کی کار کو دیکھتی رہی جب تک ریحان کی کار نظروں سے اوجھل نہیں ہوئی اندر سے حنا بھی یسمرن اور ریحان کو دیکھ لیا تھا وہ باہر آ گئی اور یسمرن سے بولی۔

دیدی یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں تم اور ریحان کے ساتھ یہاں اس کی کار میں میں نے تو تم سے صرف ان سے بات کرنے کا کہا تھا مگر تم نے تو اسے گھر پر لے آئی ہو یہ سب کیا ہے۔ حنا نے بے صبری میں ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ ڈالا۔ یسمرن جو ابھی بھی اسی راستے کو دیکھ رہی تھی جس پر ریحان گیا تھا حنا آج وہ ہوا جو میرے خوابوں اور خیالوں میں بھی نہ تھا اس کے بعد یسمرن نے حنا کو سب کچھ بتا دیا۔ جسے سن کر حنا کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔۔

دیدی یہ تو بہت خوشی کی بات ہے اور خوشی کے ساتھ ساتھ حیرت بھی ہے اتنا علم اور وہ بھی اتنے کم عمر لڑکے کے پاس

بس حنا دعا کرو کہ ریحان کو کچھ نہ ہو۔ ورنہ اس کی ذمہ دار صرف میں ہی ہوں گی۔

ریحان اپنے کمرے میں بیٹھا کسی گہری سوچ میں تھا کہ ایک لڑکی کھانا لے کر اس کے کمرے میں چلی گئی جو ریحان کی بہن تھی

کیا ہوا بھیا آج تم دیر سے آئے ہو

مورزین مت پوچھو کہ آج کیا ہوا۔

کیوں بھیا کوئی خاص بات

تمہیں پتہ ہے کہ آج وہ لڑکی یسمرن خود چل کر میرے پاس آئی تھی

کیا۔ کیا۔۔ مورزین نے حیرانگی سے پوچھا۔ پھر ریحان نے اس کو تمام بات بتا دی۔ جس پر مورزین نے کہا بھیا تو اس کا مطلب ہے کہ تمہارا مشن شروع ہونے والا ہے۔ مگر بھیا میں آپ کو کھونا نہیں چاہتی ہوں تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے علاوہ میرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے بھیا یہ کام بہت خطرناک ہے جو تم کرنے جا رہے ہو خدانخواستہ اگر اس کام میں تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا بنے گا۔ مورزین نے مایوسی سے کہا۔

نہیں ہو گا مجھے کچھ پگلی۔ بلکہ اس کام میں میرا حوصلہ بڑھانا چاہئے اور ویسے بھی اس کام کے لیے مجھے چنا گیا ہے اور مجھے کو ابو سے طاقتیں ملی ہیں وہ اس نیک کاموں کے لیے اور ان شیطانوں کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لیے ملی ہیں اور اس لڑکی یسمرن کے ڈر کا راز تو میں جان کر ہی رہوں گا اس لیے نہیں کہ مجھے اس لڑکی میں کوئی دلچسپی ہے بلکہ اس لیے کہ ہونا ہو مجھے اس کام کے لیے اس لیے چنا گیا ہے کہ اس میں کوئی خاص مقصد ہو اور ویسے بھی انسانیت کی خاطر بدی کی جنگ میں اگر میری جان بھی چلی جائے تو میں تو پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ میں اس شیطانی طاقت کو اس کے انجام تک ضرور پہنچاؤں گا تم بے فکر رہو میری پیاری بہن مجھے کچھ نہیں ہو گا۔

ریحان نے مورزین کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا مورزین میں آج رات جو عمل کرنے جا رہا ہوں اس میں خطرہ ہے اس لیے میں تمہارے کمرے کے اردگرد حصار کھینچ رہا ہوں تم آرام سے سو جانا اور ہاں جو بھی اگر تمہیں آوازیں سنائی دیں مگر باہر مت نکلنا آج رات میں وہ عمل کروں گا جس کا مجھے اتنے دنوں سے بے چینی سے انتظار تھا آج رات کچھ سراغ ضرور نکلے گا۔ ریحان نے کھانا کھا کر مورزین کے کمرے کے اردگرد حصار قائم کر دیا۔ اور خود اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں پر اس نے سات موم بتیاں جلائیں جس کو اس نے حصار کے مشعل

میں اپنے اردگرد کو دیئے اور اس کے درمیان میں بیٹھ کر اپنی آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنا شروع کر دیا۔

ادھر تیز طوفان کی وجہ سے یمرن کے کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں جٹ سے کھل گئیں یمرن کا دل خوف اور ڈر سے دھڑکنے لگا کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا کر خوفناک آوازیں پیدا کر رہی تھیں اچانک کمرے کے ایک کھڑکی پر کالی بلی بیٹھ گئی۔ جو اپنی نیلی نیلی آنکھوں سے یمرن کو دیکھ رہی تھی یمرن خوف کی وجہ سے حنا کے کمرے میں چلی گئی حنا بھی طوفان کے آنے سے جاگ گئی تھی

حنا یہ طوفان کیسا ہے

پتہ نہیں دیدی مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے حنا نے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔ دیدی یہ طوفان ایسا لگ رہا ہے کسی بہت بڑی تباہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔ حنا گھبرا کر بولی۔

حنا گھبراؤ نہیں آؤ کمروں کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیتے ہیں۔ اللہ سب ٹھیک کر دے گا۔

ریحان نے کمرے اور کھڑکیاں بھی کھول دی تھیں اور وہ تیز اور طوفانی ہوائیں اندر داخل ہو چکی تھیں کمرے کے اندر قیامت کا سماں تھا ہر طرف بھیانک آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔ طوفان مزید تیز سے تیز ہوتا جا رہا تھا ریحان کی آنکھیں ابھی بھی بند تھیں اور منہ ہی منہ میں وہ کچھ پڑھ رہا تھا تیز اور ٹھنڈی طوفانی ہوائیں ریحان کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ جیسے اسے شدید سردی کا بخار ہو اس کے دانت سردی سے ٹھک ٹھک کی آوازیں پیدا کرنے لگے اچانک وہ ساتوں موم بتیاں ایک کے بعد ایک ساری بجھ گئیں اور ریحان کی آنکھیں مکمل سرخ تھیں اور اس کا جسم شدید سردی کی وجہ سے پھر بھی پسینے میں شرابور تھا اس کے ساتھ ہی ریحان کی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہونے لگیں اور وہ وہی پر بے ہوش ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی طوفان بھی ختم ہو گیا۔ صبح ریحان کی بہن مورزین جب ریحان کو جگانے کے لیے اس کے کمرے میں گئی تو ریحان کو زمین پر بے ہوش پا کر اس کے اوسان خطا ہو گئے وہ رو رو کر ریحان سے کہنے لگی۔

ریحان کیا ہوا تمہیں خدا کے لیے آنکھیں کھولو مگر ریحان ابھی بھی بے ہوشی کی حالت میں تھا مورزین نے تیزی سے گاڑی نکالی اور ریحان کو بڑی مشکل سے گاڑی میں لٹا کر ہسپتال لے گئی

یمرن اور حنا کالج میں ریحان کا انتظار کر رہی تھیں ان دونوں نے ریحان کے بارے میں عالیہ سے ابھی تک کچھ بھی نہیں کہا تھا وہ دونوں اسی انتظار میں تھیں کہ ریحان اب آئے گا اب آئے گا۔ مگر ریحان کیسے آتا وہ تو ہسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا تھا اسی طرح دو دن اور گزر گئے مگر ریحان نہیں آیا اس پر یمرن اور حنا کی بے چینی اور بھی بڑھ گئی اس لیے ان دونوں نے ریحان کے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا کئی لوگوں سے پوچھتے پوچھتے آخر وہ دونوں ریحان کے گھر پر پہنچ گئیں یمرن نے دروازے پر گھنٹی بجائی تو اندر سے مورزین نے دروازہ کھولا۔

جی فرمائیں۔ مورزین نے یمرن سے پوچھا۔

جی میں یمرن ہوں ریحان کی کلاس فیلو۔ اور یہ میری بہن حنا ہے کیا ریحان گھر پر ہے۔

ہاں وہ گھر ہی ہے اچھا تو آپ یمرن ہیں۔ مجھے تو اب بھی یقین نہیں ہو رہا کہ تم یمرن ہو وہی یمرن جس

کے لیے ریحان اپنا گاؤں چھوڑ کر یہاں اس گاؤں میں آیا یسمرن ماننا پڑے گا جتنا آپکے بارے میں سنا تھا آپ ان سے زیادہ حسین ہو۔

جی شکریہ مگر آپ کون ہو۔

میں ریحان کی بہن مورزین ہوں

اچھا تو آپ ریحان کی بہن ہیں حنا نے مسکراتے ہوئے کہا

ہاں میں اس کی بہن ہوں

وہ ریحان تین دن سے کالج نہیں آیا ہے اس لیے اس کا پتہ کرنے چلی آئیں کہ وہ کیوں نہیں آیا ہے۔

آؤ اندر آؤ مورزین نے حنا اور یسمرن کو ریحان کے کمرے کے اندر لے گئی وہ رہا ریحان تین دنوں سے بستر پر بیمار پڑا ہے۔

کیا۔ یسمرن نے مایوسی سے کہا۔

ہاں یسمرن یہ اسی رات ہوا جس رات ریحان وہ خطرناک عمل کر رہا تھا اس لیے تا کہ وہ آپ پر سوار وہ سایہ اس ڈر کا راز جان سکے جس نے آپکا چین وسکون چھین لیا تھا وہ ڈر جس کی سچائی آج تک کوئی نہیں جان پایا اس کی سچائی ریحان اس عمل میں معلوم کرنا چاہتا تھا جس کی وجہ سے ریحان کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ یہ سنکر حنا اور یسمرن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ریحان ابھی تک نیند میں تھا۔

ریحان دیکھو کون آیا ہے یسمرن اور حنا آئی ہیں مورزین نے مسکراتے ہوئے ریحان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جس پر ریحان نے دھیرے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھول دیں اور یسمرن اور حنا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا

یسمرن اور حنا آپ دونوں یہاں پر۔

نہیں ریحان اٹھو نہیں لیٹے رہو تمہیں آرام کی ضرورت ہے یسمرن نے ریحان کو اٹھتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

جس پر ریحان پھر سے بستر پر لیٹ گیا یسمرن نے اپنی بھیگی آنکھوں سے بات شروع کرتے ہوئے کہا

ریحان میں تم سے بہت ناراض ہوں دوست سمجھتے ہو ناں تم مجھے مگر اتنا سب کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔

نہیں یسمرن آپ پلیز مت رو میں ٹھیک ہوں دیکھ مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔ وہ بس ذرا عمل میں سر چکرا گیا تھا ریحان نے کہا تو یسمرن بولی۔

ریحان جھوٹ مت بولو۔ تم نے میری وجہ سے خود کو خطرے میں ڈالا ہے جبکہ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تم اپنی زندگی میری وجہ سے خطرے میں مت ڈالو

یسمرن آپکو کس نے کہا کہ میں نے یہ سب آپ کے لیے کیا ہے۔ میں نے تو یہ سب صرف اور صرف حنا کے لیے کیا ہے ہے ناں حنا۔ ریحان نے حنا کی طرف مسکراتے ہوئے کہا اس پر حنا نے روتے ہوئے ریحان سے کہا

ریحان آپ بہت اچھے ہو۔

ہاں حنا وہ تو میں ہوں ریحان نے خود کی تعریف کرتے ہوئے کہا

اس پر مورزین نے ریحان سے کہا اب زیادہ ہیرو بننے کی کوشش مت کرو وہ تو تم میرا شکریہ ادا کرو کہ میں

وقت پر آئی ورنہ آج تمہارا کیا ہوتا

کیا ہوتا۔ وہی ہوتا جو منظور خدا ہوتا۔

اچھا یہ ڈائیلاگ بند کرو اور ہمیں بتاؤ کہ کچھ پتہ چلا مورزین نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا

یمرن مجھے عمل میں صرف اتنا ہی پتہ چلا کہ وہ سایہ اور وہ شیطانی اور غائبی طاقت جو کوئی بھی ہے۔ بہت زیادہ طاقتور ہے مگر میں نے بھی ہمت نہیں ہاری مجھے بس صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ یہ کھیل وادی مرگ سے شروع ہوا ہے وہاں پر ہی اس کی اصلی حقیقت کا راز ہے اب ہمارا سفر یہاں سے شروع ہوگا۔ اور وادی مرگ میں ہی ختم ہوگا۔

وادی مرگ یہ کون سی وادی ہے آج پہلی بار یہ نام سنا ہے اور میرا اس وادی مرگ سے کیا رشتہ ہے۔ یمرن نے ایک ہی سانس میں یہ سب سوال کر ڈالے۔

یمرن یہ تو مجھے بھی نہیں ہے کہ یہ جگہ کہاں ہے اور اب ہمیں یہ پتہ لگانا ہے کہ وادی مرگ کے ساتھ آپ کا کیا رشتہ ہے اس پر مورزین نے ریحان سے کہا

مگر ریحان بھائی تم وادی مرگ میں پہنچو گے کیسے۔ کیا تمہیں پتہ بھی ہے کہ وادی مرگ ہے کہاں۔

مورزین مجھے یہ پتہ تو نہیں ہے کہ یہ وادی کہاں ہے مگر میں نے اس وادی کے بارے میں ابو سے سنا ہے ابو نے مجھے بتایا تھا کہ یہ وادی موت کی وادی ہے جہاں پر ہر طرف موت ہی موت ہے وہ ایک خونی بدروحوں چڑیلوں اور ڈائنوں کی دنیا ہے۔ جس کے نام سے ہی علم والے کانپ جاتے ہیں ابو نے مرتے وقت مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ میری بس ایک ہی خواہش تھی ایک ہی سپنا تھا۔ کہ میں اس وادی میں جاکر وہاں کے چڑیلوں اور بدروحوں کو قید یا ختم کروں مگر میں ناکام رہا۔ اور زندگی نے مجھے کبھی موقع ہی نہیں دیا اس وادی میں جانے کا وادی مرگ کی تباہی ضروری ہے کیونکہ جتنی بھی چڑیلیں بھوت ڈائنیں اور خونی بدروحیں اس وادی میں ہیں آتی ہیں اور ہماری دنیا میں تباہی مچا دیتے ہیں بیٹا میں تمہیں میرا مکمل علم دے رہا ہوں اسے ہمیشہ بدی کے خلاف استعمال کرنا اور اگر زندگی میں تمہیں کبھی موقع ملا تو ضرور اس وادی میں جانا۔ چاہے اس کے لیے تمہیں اپنی جان بھی دینی پڑے تو پیچھے مت ہٹنا سر پر کفن باندھ کر جانا اور میرا یہ ادھورا سپنا پورا کر کے آنا۔ ابو نے مجھے ایک نقشے کے بارے میں بتایا تھا اس نقشے میں وادی مرگ یعنی اس موت کی وادی میں جانے کا راستہ ہے ابو نے مجھے وہ طریقہ بھی بتایا تھا کہ مجھے اس نقشہ میں وادی مرگ یعنی اس موت کی وادی میں جانے کا راستہ ہے ابو نے مجھے وہ طریقہ بھی بتایا تھا مجھے وہ نقشہ کیسے حاصل کرنا ہے ریحان کی بات جب ختم ہوئی تو یمرن بولی

ریحان اور مورزین تمہارے ابو ایک عظیم انسان تھے مگر ریحان تم اس وادی میں ہرگز نہیں جاؤ گے ایکبار تم نے اپنی زندگی خطرے میں ڈال دی ہے اب اور نہیں یمرن نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا

ہاں ریحان دیدی ٹھیک کہتی ہے آپ نے جو ہمارے لیے کیا وہ ہی بہت ہے آپ نے شاید یہ خیال نہیں کیا ہے کہ آپ کی ایک بہن بھی ہے۔ جس کا آپ کے سوا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے اللہ نہ کرے اگر آپکو کچھ ہو گیا تو مورزین کا کیا ہوگا۔

یہ آپ دونوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی باتیں کر رہی ہیں مجھے تو اس دن کا انتظار تھا کہ کبھی مجھے موقع ملے گا اور میں اپنے ابو کا ادھورا سپنا پورا کروں گا۔ اور آج جب آپ کی وجہ سے مجھے یہ موقع ملا ہے تو میں اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دوں گا۔ یہ نیک کام مجھے ہر حال میں کرنا ہے۔ مورزین کیا تم بھی نہیں چاہتی ہو کہ میں کا ادھورا سپنا پورا کروں اس دن کے لیے ہی ابو سے مجھے یہ علم ملا تھا اور جہاں تک میری جان کا سوال ہے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے

اس نیک کام کے لیے چنا ہے تو اللہ نے میری تقدیر کا فیصلہ بھی پہلے سے ہی کیا ہوگا۔ اور موزرین تمہارا بھی اسیلے میں امید کرتا ہوں کہ مجھے جانے سے نہیں روکو گی۔ ریحان نے عاجزی سے کہا موزرین ریحان سے دو سال چھوٹی تھی اور ریحان نے اسے کبھی بھی امی ابو کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی موزرین نے رو کر ریحان کو گلے سے لگا کر کہا۔

بھیا آپ نے مجھے پہلے یہ کیوں نہیں بتایا۔ کہ ابو کی یہ خواہش تھی اور مجھے فخر ہے اپنے بھیا پر کہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک کام کے لیے میرے بھیا کو چنا ہے بھیا تم ضرور جاؤ گے چاہے جو بھی ہو ریحان کا یہ سننا تھا کہ اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا

یمرن اور حنا آپ دونوں کو بھی میں یہ کہوں گا۔ کہ آپ دونوں مجھے روکو گے نہیں

مگر ریحان

نہیں یمرن بس۔ اور اب اور نہیں۔ میں چند دنوں میں ہی وہ نقشہ حاصل کرلوں گا اور پھر وادی مرگ کی تباہی کا سفر شروع۔

ریحان اگر تم نے جانے کا فیصلہ کرلیا ہے تو تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہوگا۔

کیسا وعدہ۔ ریحان نے سوالیہ انداز سے یمرن کو دیکھا

ریحان تم کو مجھ سے یہ وعدہ کرنا ہوگا کہ تم اس سفر میں اکیلے نہیں جاؤ گے میں بھی تمہارے ساتھ ہی جاؤں گی

مگر یمرن اس سفر میں خطرہ ہی خطرہ ہے اور میں تمہیں اپنے ساتھ کیسے۔

بس ریحان بس۔ اب فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں تمہارے ساتھ جا رہی ہوں کیونکہ میرے بغیر تمہارا جانا بیکار ہے کیونکہ یہ سفر میرا ہے اور تمہیں مجھے ساتھ لے جانا ہوگا۔ ورنہ تم بھی نہیں جاؤ گے۔ یمرن کی ضد کے آگے ریحان نے ہتھیار ڈال دیئے۔

دو دن گزر گئے اور ریحان پوری طرح ٹھیک ہو گیا۔ آج رات یمرن اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی کہ اچانک اس کی آنکھ کھل گئی یمرن کی آنکھیں مکمل انڈے کی طرح سفید ہو چکی تھیں وہ اپنے بستر سے اٹھی اور باہر جانے لگی اس کے ذہن اور خیال میں بھی نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے وہ اپنے گھر سے باہر نکل گئی وہ کسی شیطانی طاقت کے زیر اثر تھی اس کا رخ جنگل کی طرف تھا ہر طرف گہرا اندھیرا تھا کسی طرف ذی روح کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دور سے کہیں گیدڑوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں یمرن اب جنگل کی حدود میں داخل ہو چکی تھی اس کی آنکھوں سے یہ بات ظاہر ہو رہی تھی کہ وہ کسی غیبی طاقت کسی کالے سائے کے زیر اثر تھی۔ ادھر خواب میں ریحان نے دیکھا کہ یمرن نے کسی کالے کنویں میں چھلانگ لگا دی ہے۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور جنگل کی طرف دوڑ لگا دی۔ یمرن کسی اندھیرے اور گہرے کنویں کے کنارے کھڑی تھی اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی وہ زور زور سے قہقہے لگا رہی تھی۔ اسکے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا آئندہ شمارہ ضرور پڑھیں۔

ناقابل یقین

۔۔۔تحریر: عثمان غنی۔پشاور۔0341.9529219

بابا جی کیا ہوا کیا واشونی نے تمہیں مارنے کی کوشش کی۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔
نہیں۔ یہ کوئی انسان ہے میری بات غور سے سنو میرے پاس وقت نہیں ہے گولی میرے دل تک پہنچ چکی ہے مگر کوئی واشونی نہیں ہے زین کو کسی ڈائن واشونی نے نہیں بلکہ اس کے دوست وقاص نے مارا ہے اور مجھے بھی وقاص نے گولی ماردی ہے وقاص نے اپنے ذہن سے صرف اور صرف واشونی کی کہانی گھڑی ہے وہ خون کا خط بھی وقاص نے لکھا تھا اس کا خیال تھا کہ اس خط کی وجہ سے وہ اپنی من گھڑت کہانی کو سچا ظاہر کر کے سرخرو ہو جائے گا۔تم میرے قاتل کو پہچان لو اور اس کے چشم دید گواہ بنو تم وقاص کو میرا قاتل ظاہر کرنا باقی پولیس کی حراست میں وہ اپنی تمام کردہ ناکردہ گناہوں کا اعتراف ضرور کرے گا۔ اتنی باتیں کہنے کے بعد بابا بنگالی پر نزع کا عالم طاری ہو گیا۔ اور وہ زور سے جھٹکے کھانے لگا جیسے مرتے وقت وہ شدید کرب سے گزر رہا ہو بابا میرے منہ سے چیک نکلی مگرا گلے لمحے بابا کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔
میں سناٹے میں کھڑا تھا بابا کی باتیں ناقابل یقین تھیں مگر ایک مرتا ہوا آدمی بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ آدھے گھنٹے میں پولیس کی گاڑیاں موقع واردات پر پہنچ چکی تھیں بنگالی بابا کی لاش کی ابتدائی رپورٹ درج ہو چکی تھی جب میں نے زین کے قتل کا الزام وقاص پر لگایا تو پولیس متحرک ہو کر وقاص کو گرفتار کرنے کے لیے اس کے گھر پہنچ گئی۔ وقاص کو اس کے فلیٹ سے گرفتار کر لیا گیا تھا ابتدائی تفتیش کے دوران اس نے مکمل طور پر زین کے قتل سے لاعلمی ظاہر کی مگر وہ جب پولیس نے اسے پندرہ روز کے ریمانڈ پر جیل بھیجا تو تب اس نے سب کچھ اگل دیا۔ جسے سن کر ہمیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک انسان اتنا شاطر مکار اور چالاک بھی ہو سکتا ہے

ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی۔

وہ گرمیوں کی ایک جھلسا دینے والی دوپہر تھی تن کو جھلساتی ہوئی بدن سے پسینہ بہاتی ہوئی وہ دوپہر بڑی گرم تھی میں اس دوپہر میں چلتے چلتے شدید تھک چکا تھا اب میرا چلنا دشوار ہو گیا تھا اف تو بہ اتنی گرمی شاید پہلے مجھے کبھی لگی ہو گرم ہوا جب جسم سے ٹکراتی تو یوں لگتا جیسے جسم کو آگ نے اپنی آغوش میں لے لیا ہو۔
چند لمحے ستانے کے واسطے میں نے اپنی نگاہیں اس نیم کے گھنے سایہ دار اور تناور درخت پر مرکوز رکھیں جو سڑک سے چند گز کی دوری پر تھا دور دور تک سیدھی کالی سڑک ویران دکھائی دے رہی تھی اور کسی ذی روح کا نام ونشان تک نہ تھا جلد ہی میں نیم کے درخت کے نیچے پہنچ گیا۔
میں نے اپنا کالج بیگ کندھے سے اتار اور درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا درخت کے سائے میں گرمی کا تاثر قدرے کم ہو گیا ۔اور ہوا کی تاثیر میرے چہرے پر پڑتی تو ایک خماری سی چھا جاتی اور آنکھیں خود بخود بند ہو جاتیں یہ سلسلہ ہنوز کچھ دیر تک چلتا رہا اپنے کالج بیگ کو میں نے سر کے پیچھے سرکا دیا بیٹھے ہی بیٹھے میں نیند کی نرم گرم آغوش میں چلا گیا۔

میں تنگ راستے پر چل رہا تھا جو ایک پہاڑی چٹان کے قریب ہوتا ہوا آگے نکلتا تھا میں تنہا تھا میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا بالکل تنہا حد نظر تک چٹانی اور پتھریلی زمین دکھائی دے رہی تھی سورج اپنی پوری رفتار سے آگ اگل رہا تھا۔

چلتے چلتے پیچھے نگاہ ڈالی تو دور سے میرے پیچھے پیچھے کوئی ہیولہ چل رہا تھا یہ علاقے میں سفر کررہا تھا یہ یقیناً میری طرح کا انسان ہوگا جو کہ میرے پیچھے اسی پتھریلی اور سحر علاقے میں سفر کررہا تھا وہ ہیولہ نما انسان میرے لیے تجسس کا باعث بن گیا۔ میں نے اپنی رفتار ایک انجانے خوف کے باعث تیز کردی تھی جوں جوں میں خوف کے باعث پیچھے دیکھتا توں توں میری خوف کی شدت بھی بڑھتی گئی۔ اب میرے اور اس ہیولے نما انسان کے درمیان فاصلہ دھیرے دھیرے کم ہورہا تھا حتیٰ کہ ہمارے درمیان صرف بیس قدموں کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا۔ جب تھوڑا فاصلہ مزید کم ہوا تب میں نے اس انسان کے چہرے کی طرف دیکھا اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد خوف سے میری گھگی بندھ گئی اس کا چہرہ کسی لوہے کی مانند سرخ تھا۔ خوفزدہ چیخ کے ساتھ میری قدموں میں حرکت پیدا ہوئی۔ بے تحاشہ میں نے بھاگنا شروع کردیا۔

وہ انسان لوہے کا بنا ہوا تھا۔ وہ طویل قامت تھا اور بالکل لوہے کا بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا جیسے کسی نے اس شخص کو آگ میں غسل دیا ہوں وہ انگارہ تھا اور سرخ انگارہ بن کر میرے پیچھے آرہا تھا۔ اس طویل قامت انسان کی فولادی وجود میں سب سے دہشت ناک چیز اس کی بڑی زرد آنکھیں تھیں۔ دوڑتے دوڑتے میرے پاؤں شل ہوچکے تھے اور میری سانس بری طرح سے پھولی ہوئی تھی وہ ہیبت ناک عفریت بھی مسلسل میرے تعاقب میں آرہا تھا اب میں بھاگ رہا تھا اس کے درمیان جو فاصلہ تھا اب وہ برقرار تھا میں نے بھاگنے کے دوران اپنے جوتے بھی اتار پھینکے نوکیلے پتھر اب جو پاؤں تلے آئے تو جلد اِدھر جاتے میرے پاؤں لہولہان ہوچکے تھے اب جب زخمی پاؤں کے نیچے پتھر آجاتے تو ویرانے میں میری دلدوز چیخ گونج جاتی آگے ایک اور چٹان تھی جو کہ کافی اونچی تھی مجھ سے اب مزید بھاگا نہیں جارہا تھا۔ میرے پاؤں شدید زخم زخم ہوگئے تھے خون آلود پاؤں سے کیا میں چٹان پر چڑھ جاؤنگا۔ میں پہاڑی چٹان پر پہلے قدم سے ہی ٹھوکر کھاکر منہ کے بل آگرا۔

اف خدایا وہ خوفناک عفریت میرے سر پر پہنچ چکا تھا۔ میرے حواس جواب دے گئے تھے اس سے پہلے کہ وہ عفریت مجھ پر جھپٹتا میں اندھیروں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

جب ہوش آیا تو دھیرے دھیرے آنکھیں کھول دیں نجانے کتنی دیر وہاں بے ہوش پڑا رہا تھا اور کب بارش شروع ہوئی تھی میں مکمل طور پر سوکھا ہوا تھا پورے جسم سے درد کی شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ ذہن کی سکرین پر روشن ہوا تو خوف کی شدید کئی درد لہریں ریڑھ کی ہڈی میں دوڑنے لگیں دل بھرپور خوف کے باعث ڈوبا جارہا تھا ہمت کرکے دھیرے دھیرے چلنا شروع کردیا۔ آنکھیں خوف سے کھلی اس ویران راستے کا جائزہ لے رہی تھیں جہاں سے وہ عفریت نما انسان میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ اب اس ویرانے میں صرف میں تھا وہ عفریت غائب تھا زخموں سے چور ہوکر میں ان واقعات پر غور کرنے لگا یکا یک ایک خیال ذہن میں آتے ہی خوف کی جھرجھری لی اور ایک طویل ٹھنڈی آہ منہ

سے خارج ہوئی۔ وہ بھیانک عفریت جس انداز سے میرے پیچھے لگا تھا آخر کار اسے مجھ سے نقصان پہنچانا چاہیے تھا مگر اس نے مجھے چھوڑ دیا آخر کیوں۔ وہ کہاں گیا دل بار بار اس بات کی رٹ لگا رہا تھا۔ کہ فوری طور پر اس ویرانے سے نکل جاؤں ورنہ وہ ضرور دوبارہ آئیگا۔ یہ خوفناک سوچ ذہن میں آتے ہی اپنے زخم زخم پاؤں کی اور بارش کی شدت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میں بھاگ پڑا اس پہاڑی ویرانے میں سینکڑوں کانٹے دار جھاڑیوں کو عبور کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ نگاہیں اب بھی بار بار پیچھے دیکھتیں مگر وہ عفریت نہیں تھا صرف وہی پہاڑی سلسلہ اور اونچی نیچی پتھریلی چٹانیں تھیں جنہیں میں تواتر سے پیچھے چھوڑتا آرہا تھا۔

خون سرسرخ پاؤں میں خاصی تکلیف ہو رہی تھی مگر میں ناگہانی آفت سے بچنے کی خاطر اپنی تکلیف کو بھول رہا تھا۔ بھاگتے بھاگتے حق میں پیاس کی شدت سے کانٹے چبھنے لگے مگر میں نے ہمت وحوصلے سے اس پہاڑی سلسلے کو عبور کر لیا اب دور سے آبادی کے آثار دکھائی دے رہے تھے زیادہ بھاگنے کیوجہ سے پاؤں اب من بھر کے ہو گئے تھے سانس بھی متاثر تھی میں پھر بھی آدھے گھنٹے میں آبادی کے بالکل قریب پہنچ گیا۔

اب کوئی پہاڑی نہیں تھی آگے لہلہاتے کھیت تھے کھیتوں میں ایک بوڑھا آدمی چارہ بنا رہا تھا وہ آدمی سبزہ کاٹنے میں بڑا مگن دکھائی دے رہا تھا۔

بابا جی پانی پاپا پانی ملے گا۔

میرے کپکپاتے ہوئے لبوں سے مشکل یہ الفاظ نکلے۔ تب اس بوڑھے نے میری طرف دیکھا وہ بوڑھا شکل سے کالا تھا۔ مگر اس نے بالکل سفید اجلا لباس زیب تن کر رکھا تھا اس لباس میں وہ بوڑھا بڑا عجیب دکھائی دے رہا تھا۔

ارے تو تو زخمی ہے اور کتنا معصوم چہرہ ہے تیرا بوڑھا میری حالت دیکھ کر بولا آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اپنے گھر لے چلوں وہاں تمہیں پانی بھی ملے گا۔ اور گرم کپڑے بھی۔

یہ کہہ کر بوڑھے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کھیت کے درمیان مجھے لے جانے لگا۔ کچھ دیر کے بعد وہ مجھے سرائے میں لے گیا سرائے میں صرف ایک چارپائی تھی اور اس بوڑھے نے مجھے اس چارپائی پر بیٹھا دیا اس نے گھڑے سے پانی کا کٹورہ بھرا اور میرے لبوں سے لگا دیا ابھی چند گھونٹ ہی پانی ہی میں نے لیے تھے کہ اچانک اس سرائے کے دروازے سے وہی فولادی انسان داخل ہوا خوف سے میں نے جھٹکا لیا کٹورہ میرے ہاتھ سے گر گیا۔ وہی عفریت نما انسان جس کی خوف سے میں یہاں آیا تھا وہی اب اسی سرائے میں میرے بالکل سامنے کھڑا تھا۔

یہی ہے وہ رگورام جس کی مجھے بڑی طلب تھی

ایسے لگ رہا تھا جیسے کہ وہ منہ سے آگ اگل رہا ہو۔ سرائے کا دوسرا دروازہ پیچھے کی طرف کھلتا تھا میں نے دوسرے دروازے سے بھاگ جانا چاہا مگر رگورا بوڑھے نے میرے پاؤں میں اپنا پیر پھنسا دیا۔ میں منہ کے بل آگرا۔

کہاں تک بھاگو گے جو ایک بار رگورام کے شکنجے میں پھنس جائے وہ چاہ کر بھی بچ نہیں سکتا۔ چھورے تو نے مجھے بڑا ترسایا ہے روز نیم کے درخت سے گزرا کرتے تھے اور میں روز حسرت سے تجھے جاتا ہوا دیکھتا تھا کیونکہ تمہارے گلے میں مقدس آیات کا تعویذ تھا آج وہ لاکٹ نہیں ہے آج میں اپنی برسوں کی پیاس تمہارے خون سے بجھاؤں گا۔

رگورام کی پھاڑتی ہوئی آواز میرے کانوں

میں سنائی دی میں نے خوف سے اس کی طرف دیکھا اس کا چہرہ ابد لنے لگا تھا کالے چہرے پر بے شمار سینکڑوں جھریاں نمودار ہوگئی تھیں ہونٹ پھٹنے لگے تھے اور منہ سے دو باریک دانت نکل آئے ہاتھوں کے ناخن پھیل کر لمبے ہوگئے تھے اس کے بال سانپوں کی مانند الجھ گئے آنکھوں کی جگہ دو گھڑے نمودار ہوئے خوف سے میں نے جھرجھری لی رگورام خوفناک صورت کے ساتھ آگے بڑھا

بڑی پیاس تھی میرے من میں اب میں اپنا پیاسا من تیرے لہو سے بجھاؤں گا ہاہاہا۔ ہاہاہا۔۔ آج تیرے گلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اور تو خود میرے پاس آیا ہے۔

اس بوڑھے آدم خور جن سے میں خوف کو چھڑانے کی ناکام کوشش کررہا تھا۔ مگر وہ بوڑھا آدم خور رگورام آگے بڑھا اور دونوں آہنی ہاتھوں کے ناخن میرے سینے پر رکھ دیئے۔ تو بڑا صحت مند ہے اور تیرا دل بڑا مزیدار ہوگا اس کی آواز ابھری موت بالکل میرے سر پر کھڑی تھی موت کے خوف سے میری ایک بھیانک زوردار چیخ نکل گئی۔ میں نے خوف سے آنکھیں بند کرلیں۔

پھر مجھے یوں لگا جیسے کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا ہو اور کوئی بہت زور سے میرے شانے کو ہلا رہا ہو۔

اٹھو تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ پلیز دیکھو اٹھ جاؤ۔ دیکھو اٹھ جاؤ تمہیں شاید یہاں پر کتنا ٹائم ہو چکا ہے۔ کانوں میں رس گھولتی ہوئی شریں میٹھی سی آواز میری سماعتوں میں گونجی جب آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے ایک خوبصورت من موہنی سی میری ہم عمر لڑکی کھڑی تھی وہ جدید دور کا نمونہ تھی وہ چیز کے ساتھ بڑے خوبصورت لباس میں کھڑی تھی وہ

کوئی پری دکھائی دے رہی تھی وہ لڑکی مجھے حیران حیران سی نظروں سے دیکھ رہی تھی میں نے پہلے اردگرد کا جائزہ لیا تو اپنے آپ کو اسی نیم کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے پایا۔ مجھے اس بھیانک نیند سے جگانے والی وہ لڑکی میرے لیے فرشتہ بن کر آئی تھی اچانک میں چونک گیا۔

نن نن نہیں نہیں یہ خواب تو حقیقت ہے میں نے اسے دیکھا سڑک پر بالکل نئی ہنڈا اسوک کار کھڑی تھی

حیران مت ہو میں یہاں سڑک سے گزر رہی تھی کہ تم اس درخت کے تنے کے ساتھ لیٹے ہوئے چیخ رہے تھے اس لیے میں نے گاڑی کو روکا اور تمہارے پاس چلی آئی مگر تمہاری حالت تو بہت بری ہے۔ کیا تم اس کا سبب مجھے بتا سکتے ہو کہ تم کیوں چیخ رہے تھے اور تمہاری یہ حالت کس نے کی ہے۔

مگر میرے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا میں رونے لگا۔ میرا بھیگا بدن زخمی پاؤں پھولی سانسیں اور سینے پر خون کے نشان واضح طور پر اس خواب کے سچ ہونے کی تصدیق کررہے تھے۔ میں شدید زخمی ہوں میری مدد کرو مجھے کہیں ہسپتال لے چلو۔

لڑکی مہربان تھی وہ نیچے جھک گئی اور میں بہت کمزوری محسوس کررہا تھا۔ اس نے اپنے کندھے سے میرا بایاں بازو گھما کر گزارا اور مجھے اٹھانے لگی۔ بمشکل میں اٹھ گیا۔ اور اس کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ وہ مجھے فوری طور پر قریبی ہسپتال لے گئی وہاں پر مجھے ایڈمٹ کیا اور مجھے جلدی سے ڈاکٹرز نے فسٹ ایڈ دے دیا وہ لڑکی وہاں پر میرے لیے رکی رہی۔ جب میں کچھ قابل رحم ہوا اور میری حالت سنبھل گئی تب وارڈ میں مجھے ملنے آئی۔ اس کا نام زیبا ناز تھا اور وہ گھر جا رہی تھی مگر

جب اس نے میری چیخ سنی تب وہ میری طرف متوجہ ہوئی۔ اس کا کہنا تھا کہ میں نیم کے تنے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے چیخ رہا تھا اور میری تیز دھار چیخ نے ہی اسے میری طرف متوجہ کیا تھا۔

وہ لڑکی واقعی بہت رحم دل تھی اب میرے سامنے بیٹھ کر مجھ سے باتیں کر رہی تھیں حالانکہ مجھے یہاں آئے ہوئے کئی گھنٹے بیت چکے تھے باتوں باتوں میں اس نے میرا نام بھی پوچھا اور میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھا۔ میں نے اپنا نام احمر تابش بتایا اور کہا۔

میں اپنی خالہ کے ساتھ رہتا ہوں کیونکہ میرے ماں باپ بچپن سے ہی اس دنیا سے گزر گئے تھے۔ میری خالہ کی شادی ہوئی تھی مگر وہ بانجھ تھی اس لیے اس نے بچپن میں مجھے گود لے لیا وہ مجھ سے اس کے ماں باپ کی طرح پیار کرنے لگے میرے کہنے پر زیبا ناز نے ہمارے گھر کے لینڈ لائن نمبر پر خالہ اور خالو کو اطلاع دی۔ آدھے گھنٹے میں وہ دونوں میرے پاس تھے اپنوں کو پاس دیکھ کر مجھے بہت ڈھارس ملی خالہ نے تو زیبا ناز کے ہاتھ چوم لیے جب میں نے اپنی آپ بیتی انہیں سنائی تو زیبا ناز نے یقین تو کر لیا مگر اسے یہ سب کسی الف لیلیٰ کی داستان لگ رہی تھی۔ جو کہ ناقابل یقین تھی البتہ میرے خالو میرے اس واقعہ سے بہت پریشان ہوئے تھے اور کہا۔

تابش پتر اس آدم خور جن کا خاتمہ ضروری ہے ورنہ وہ دوبارہ بھی حملہ آور ہوگا۔ ان جنات میں کچھ سرکش اور نافرمان بھی ہوتے ہیں جو شیطان کے بہکاوے میں آکر دین ایمان سے منہ موڑ لیتے ہیں اور انسانوں کا خون پینا اور انہیں تنگ کرنا اپنا حق سمجھتے ہیں بیٹا تمہارے گلے میں ایک لاکٹ تھا وہ کہاں ہے

خالو کے سوال پر میرا ہاتھ بے ساختہ اپنی گردن پر لہرانے لگا مگر وہ بابرکت لاکٹ مجھ سے گم ہو گیا تھا اس لاکٹ کے اوپر ہمارے دین اور اللہ کے بابرکت کلمات کندہ تھے۔

خالو جان وہ لاکٹ تو مجھ سے گم ہو گیا ہے میں نے مری مری آواز میں کہا۔

ہاں بیٹا میں سمجھ گیا ہوں اسی لیے تو اس ہندو آدم خور جن کو موقع مل گیا ورنہ اس بابرکت لاکٹ کے ہوتے ہوئے وہ کبھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ بیٹا تم جلدی سے صحت یاب ہو جاؤ پھر ہم مرشد صاحب کے پاس جاتے ہیں وہ ضرور کوئی نہ کوئی حل بتا دیں گے۔ خالو کی بات سن کر میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

زیبا ناز نے جاتے ہوئے مجھے اپنا نمبر دے دیا اور میرا نمبر لے لیا اس نے جاتے وقت خالہ جان سے ڈھیر ساری باتیں کی تھیں تین دن میں ہی میں صحت یاب ہو گیا۔ ہمارے گاؤں کے بزرگ ایک پیرومرشد ارشد کریم رہتے تھے وہ بہت پہنچے ہوئے تھے دور دور تک انکی شہرت پھیلی ہوئی تھی اور لوگ ان سے دم درود کرنے بہت دور دور سے آتے تھے خالو جان کے ساتھ میں مرشد ارشد کریم کے پاس چلا گیا اس نے میری بات سن کر کہا۔

تو بہت قسمت والا ہے جو اس بدخصلت راگو رام کے چنگل سے بچ کر آ گئے۔ یہ لو یہ تعویذ پہن لو یہ نورانی علم کے تعویذ ہیں بیٹے راگو رام تمہارے خون کے لیے بے چین ہو گیا ہے وہ ہر حالت میں اپنا ادھورا کام کرنا پورا چاہتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ کالے علم کا سہارا لے کر دوبارہ تمہیں بے بس کر دے تمہیں راگو رام کا خاتمہ کرنا ہے۔

باباجی میں کیسے اس کا خاتمہ کر سکتا ہوں۔

بیٹے میں تمہیں طریقہ سمجھاتا ہوں تم اس طریقے پر عمل کرنا تم آسانی سے اس کو ختم

کردو گے۔

میں نے مرشد صاحب کی بات سن کر اثبات میں گردن ہلا دی۔

یہ دم کئے ہوئے چار کیلیں ہیں یہ تم نے اس نیم کے درخت کے تنے میں برابر فاصلے سے ٹھوکنے ہیں مگر اتنے ٹھوکنے ہیں کہ ان کیلوں کا سر ایک انچ تنے سے باہر ہو اور یہ دوڑی لے لو یہ سفید اونی ڈوری ہے ٹھیک چار مرتبہ ان کیلوں کے گرد گھمانی ہیں پھر ماچس کی تیلی سے ڈوری کے آخری سرے کو آگ لگا دو لیکن یہ یاد رکھو۔ کہ تم نے اس عمل کے ساتھ چاروں قل بھی پڑھنے ہیں چار کیلوں کے ٹھونکتے ہی تم نے چاروں قل چار دفعہ پڑھ لیے ہوں اس کے بعد کیلوں کے سر پر ڈوری باندھوں گے اور آخر میں ڈوری کے سرے کو آگ لگا دو گے پھر تمہارا کام ختم

میں نے مرشد صاحب کی تمام باتیں ذہن نشین کر لیں اور جاتے جاتے مرشد صاحب نے مجھے کہ ہمیں یہ کام سہ پہر کے وقت کرنا چاہئے کیونکہ رات اور دوپہر میں جنات انسان پر زور آور ہو سکتے ہیں۔ رات کو میں نے زیبا ناز کو فون کیا اور اسے مرشد صاحب کی تمام باتیں سنائیں زیبا ناز اس واقعہ سے میری بہت ہی اچھی دوست بن چکی تھی تمام حقیقت جان کر وہ جیسے مجھ سے قریب ہو چکی تھی زیبا ناز نے مجھ سے کہا۔

تابش تم کل سہ پہر کے ٹائم مجھے بھی فون کرنا میں بھی آجاؤں گی۔

ٹھیک ہے تم گاڑی لے آنا خالو جان بھی ہمارے ساتھ جائیں گے۔ اس کے بعد ہم ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

چار بجے تک زیبا ناز ہمارے گھر میں موجود تھی خالہ جان قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں اور بار بار مجھ پر پھونکے مار رہی تھیں چائے کے ساتھ دیگر لوازمات سے فارغ ہو کر میں زیبا اور خالو جان گاڑی میں بیٹھ گئے۔ زیبا ناز کی گاڑی اب اس آسیب زدہ نیم کے درخت کی طرف رواں دواں تھی گاڑی کے ٹائر درکت کے بالکل قریب چرچرائے گاڑی رک چکی تھی اور نیم کا درخت نظر آرہا تھا۔ کیلیں میں نے بائیں ہاتھ میں پکڑی ڈوری اور ماچس پینٹ کی جیب میں تھیں جبکہ ہتھوڑا دائیں ہاتھ میں تھا زیبا ناز اور خالو جان گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ میں گاڑی سے اتر گیا۔ اب میں قدم قدم سے درخت کی سمت بڑھ رہا تھا چاروں قل کا ورد میری زبان پر جاری ہو چکا تھا جیسے ہی میں نے پہلا کیل ٹھونک دیا ایک شور کی آواز بلند ہونے لگی ہر طرف سے چیخ پکار شروع ہو گئی۔ چاروں قل میں نے تیزی سے پڑھنے شروع کر دیئے اچانک ہواؤں کے جھکڑ بھی شروع ہو گئے۔ جیسے ہی دوسرا کیل درخت میں گاڑھا تیز آوازیں بدستور ابھرتی چلی گئی جیسے کہ کوئی بلند آواز سے رو رہا ہو۔ اب چیخ پکار اتنی بلند ہو چکی تھی کہ جیسے میرے کانوں کے پردے پھاڑ دے گی۔ مگر میں نے ہمت نہیں ہاری اور تیسرا کیل برابر کے فاصلے پر ٹھونک دیا اس بار اتنی بھیانک چیخ ابھری کہ جیسے کہ میں نے یہ کیل راگو رام کے کھوپڑی میں ٹھونک دی ہو۔ چھوٹا سا خوف بھی انسان کے عزائم کو ڈھگمگا دیتا ہے مگر شکر ہے اللہ پاک کا کہ میرے قدم ڈگمگائے نہیں بلکہ میں ثابت قدم رہا۔ چوتھی کیل بھی میں درخت کے تنے میں برابر کے فاصلے سے ٹھونک دی میں نے پینٹ کے جیب سے ڈوری نکالی اور برابر لگے کیلوں کے اردگرد گھمانے لگا چاروں قل میں چار مرتبہ پڑھ چکا تھا۔ ڈوری کو جیسے ہی چار مرتبہ کیلوں کے گرد مکمل کیا ایک دم سناٹا چھا گیا ہر

طرف گہری خاموشی چھاگئی جیسے کہ کسی نے سحر پھونک دیا ہو۔ اوروہ سب شوروغل لحہ بھر میں ختم ہوگیا۔ میں نے جلدی سے ماچس کی تیلی جلائی اورڈوری کے آخری سرے کوسلگادی دوڑی نے آگ پکڑلی اب رفتہ رفتہ آگ ڈوری کوختم کررہی تھی میں اٹھا اوربھاگتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔ جیسے ہی ڈوری کومکمل طورپر آگ نے جلادیا۔ قدرتی طورپرنیم کے بڑے مضبوط درخت نے بھی آگ پکڑلی اورشعلے اس کی شاخوں کواپنی لپیٹ میں لے چکے تھے۔ کچھ ہی دیر میں نیم کا درخت جل کا خاکستر ہوچکا تھا۔ خالو کے گلے لگ کر میں رونے لگا میں خوشی سے رورہا تھا خالو مجھے مبارک دے رہے تھے۔

شاباش بیٹے تم نے ناپاک جنات کو جہنم واصل کردیا ہے۔

زیباناز نے بھی مجھے مبارک باددی اوراس نے مجھ سے کہا احمر تابش تم بہت بہادر ہوتم نے بہادری سے اس خبیث قوتوں کا خاتمہ کردیا ہے جو تمہارے خون کے پیاسے تھے۔

ہاں زیباناز جب خداوندمدد کرتا ہے تب وہ انسان کو وسیلہ بنا کر بھیجتا ہے جیسے جب میں مررہا تھاتم نے مجھے بچالیا۔ یہ سب خدانے ہماری تقدیر میں پہلے سے لکھا ہوا تھا۔ زیباناز اورخالو نے میری بات سن کر خدا کا شکرادا کیا وقت پرلگا کرگزرتا گیا۔

آج میں ایک بہت بڑا آفیسر ہوں میرے پاس خدا کا دیا سب کچھ ہے زیباناز میری بیوی کے روپ میں میرے سامنے ہے خالہ اورخالو جان پہلے سے کچھ کمزور ہوچکے ہیں ہم ان کا بہت خیال رکھتے ہیں زین اورعلینا میرے بچے ہیں زین سکینڈ آئیر میڈیکل پڑھ رہا ہے علینا میٹرک میں ہے سائنس کی طالبہ ہے ہماری زندگی خوشیوں سے جیسے بھرگئی ہے۔ زین بالکل مجھ پر گیا ہے اسے دیکھ کر مجھے اپنی جوانی کے وہ بھرپور دن یاد آجاتے ہیں جب میں بھی زین کی طرح کالج جایا کرتا تھا میری بیٹی علینا زیباناز کی طرح حسین وجمیل ہے یہ زندگی ہے جوچلتی رہتی ہے چاہے دکھ سکھ دھوپ کا رنگ لے کرآگے بڑھتی جارہی ہے یہ تو میری کہانی تھی جویہی تک تھی کاش یہ یہی تک رہتی بس ایک فل سٹاپ آگے لگواکر میں وقت کو آگے بڑھنے سے روک سکتا مگرزندگی دوڑ دھوپ کی پرواہ کب کرتی ہے وہ تو بس آگے بڑھتی جاتی ہے۔

وہ گرمیاں جیسے دوبارہ لوٹ آگئی تھیں دوپہر میں تو جیسے ہر چیز گرمی کی ستائی ہوئی تھی لوڈشیڈنگ بھی عروج پرتھی دن گزرگیا۔ شام کے سائے پھیل گئے۔ گھر کے لان میں علینا اورزین بیٹھے ہوئے کسی بات پرلڑرہے تھے میں نے غورکیا تو دونوں کی باتوں کا ٹاپک سمجھ میں آگیا۔ وہ دونوں جن بھوت پرلڑرہے تھے زین کا موقف تھا کہ جن بھوت پریت آتما ڈائن روح بدروح نہیں ہوتے جبکہ علینا کہہ رہی تھی نہیں بھائی آپ غلط کہہ رہے ہیں اس دنیا میں طرح طرح کی مخلوقات پائی جاتی ہیں اوران مخلوقات میں جنات بھی موجود ہیں جواسی دنیا کے جیسی ہیں جنات میں اچھے برے قسم کے جن ہوتے ہیں نہیں علینا جن بھوت کچھ نہیں ہوتے یہ انسانوں کے بنائے گئے افسانے ہیں جوکہ مشہور ہوگئے ہیں اس سے پہلے کہ علینا کچھ کہتی میں آگے بڑھا اوردونوں کو خاموش کرایا۔ دونوں بالکل خاموش ہوگئے میں نے زیبا کوآوازدی زیبا کمرے سے باہرچلی گئی

جی تابش کیابات ہے

زیبا کو میں نے زینؔ اورعلینا کی باتیں سنائیں جسے سن کرزیبا ناز کچھ دیر کے لیے خاموش رہی پھرزین سے مخاطب ہوکر بولی

زین اس دنیا میں جن بھوت پریت روح بدروح آتمائیں موجود ہیں اورواقعی یہ سب اسی دنیا کا حصہ ہیں

مگرامی کیا آپ نے کبھی جنات کو دیکھا ہے جواتنی وثوق سے کہہ رہی ہیں۔

تابش ذرا اپنی شرٹ اتاریئے زین کے جواب میں زیبا نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا

چھوڑو زیبا کیا بچپنا ہے یہ تو بچے ہیں کچھ بھی بول دیتے ہیں۔

نہیں زین مجھ سے ثبوت مانگ رہا ہے۔اور میرے خیال میں جو واقعہ ہمارے ساتھ ہو چکا ہے انہیں بھی ان سے باخبر رکھنا چاہیے۔

زیبا کی بات مان کر میں نے شرٹ اتاری اور اپنے سینے پر سے وہ نشان زین کو دکھائے جو راگورام جن نے اپنے آہنی ہاتھوں سے میرے سینے پر چھوڑے تھے وقت گزرنے کی وجہ سے وہ نشان مدہم پڑ گئے تھے مگر اب بھی موجود تھے زیبا ناز نے وہ کہانی بھی زین کو سنادی اور کہانی کے آخر میں زین کو بتایا کہ اس واقعہ کے گواہان خالہ اور خالو جان اب بھی اسی دنیا میں ہیں اور اسی گھر میں موجود ہیں اگر اب بھی یقین نہ آئے تو جاکر ان سے پوچھ لو۔

زین مجھ سے لپٹ گیا۔ اور بولا۔ ابو مجھے یقین آگیا ہے میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں نے امی سے ثبوت مانگا ہے

زیبا ناز نے اسے گلے لگایا اور کہا۔

زین اس واقعہ سے میں اور تابش ملے تھے زیبا کی بات سن کر علینا ہنسی اور شرارت سے ہمیں گھورنے لگی زیبا شرما گئی۔

دوتین دن خیر خیریت سے گزر گئے بارش ہوگئی تھی موسم کچھ رومانی ہوگیا تھا اس کے بعد گرمیاں پھر سے شروع ہوگئیں گرمی کی وجہ سے ہر چیز سے حبس کر رہ گئی یہ گرمیاں بہت ہی شدید تھیں اتنی شدید گرمیوں میں کئی سال پہلے میرے ساتھ وہ جنات والا واقعہ پیش آیا تھا۔اب پھر وہی دن لوٹ آئے تھے مگر میں کچھ بدل گیا تھا۔دن پہ دن گزر کر ایک ہفتہ ہوگیا منگل کا یہ دن بہت تپش لیے ہوئے تھا جیسے ہر چیز کو بھسم کردے گا۔زین ابھی تک کالج سے نہیں لوٹا تھا حالانکہ وہ بارہ بجے تک آجاتا تھا علینا آج گھر پر تھی ابھی ڈیڑھ بج چکا تھا مگر زین نہیں آیا تھا میں اور زیبا بہت پریشان تھے ماں باپ تھے پریشان ہونا لازمی تھا زین بہت ذہین نوجوان تھا کالج میں ہر سال ٹاپ کرتا تھا وہ کبھی بغیر بتائے کہیں بھی نہیں جاتا تھا میں نے زین کے موبائل پر فون کیا مگر کوئی اٹینڈ نہیں کر رہا تھا اس کے دوستوں کو فون کئے ان سے پتہ چلا کہ زین ان کے پاس نہیں ہے تب کالج کے پرنسپل کو فون کیا اس نے کہا تمام بچے بارہ بجے تک کالج سے جا چکے ہیں سہ پہر تک دل کو تسلی دی کہ کسی کام میں پھنسا ہوگا آجائے گا زیبا شدید پریشان تھی علینا بھی زین کا ہی انتظار کر رہی تھی ہم نے دوپہر کا کھانا بھی نہیں کھایا تھا سہ پہر شام میں ڈھل گئی مگر زین نہیں آیا۔شام کو ہمارے گھر کے دروازے کے باہر ایمبولنس کی سائرن کی آواز سنائی دی ایمبولنس کی آواز سن کر جیسے میرے پیروں سے زمین نکل گئی ہم باہر بھاگے ایمبولنس سے ایک اسٹریچر باہر نکالی گئی وہ اسٹریچر سفید کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی زیبا ناز نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اسٹریچر سے کپڑا ہٹایا اگلے لمحے اس کے منہ سے ایک دلدوز چیخ گونجی اسٹریچر

پر زین کی خون میں لت پت لاش پڑی ہوئی تھی علینا اور زیبا نے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھالیا۔ میں خود اس صدمے سے ٹوٹ کر بکھر گیا تھا خاموش آنسو رخسار پر بہتے چلے جا رہے تھے جوان بیٹے کی موت کمر توڑے جا رہی تھی ہم سب پر جیسے آسمان ٹوٹا تھا۔ یا وقت سے پہلے قیامت آ گئی تھی کچھ ہی دیر میں پورا محلہ جمع ہو گیا۔ تھا اور زین کی بے وقت موت پر آنسو بہا رہا تھا۔ خالہ اور خالو جان تو چیخ چیخ کر کہتے رہے تھے کہ زین بیٹے اٹھ جاؤ۔ بلاوا تو ہمارا آنا تھا لیکن تم کیسے ہم سے دور چلے گئے۔ ایک قیامت کا سماں تھا ہر آنکھ اس کی موت پر اشکبار تھی۔

یہ قیامت تھی جو اچانک آ گئی تھی اور گزر گئی تھی زین کی موت دوپہر کے بالکل ایک بجے پر ہوئی تھی ہسپتال میں ہی اس کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کی گئی تھی کالج سے کچھ ہی دوری پر ایک بڑا نیم کا درخت تھا جو بائیں طرف کے ہاتھ پر سڑک کے کنارے کھڑا تھا پتہ نہیں کس طرح زین اس درخت کے تنے میں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور وہاں زین کی موت بالکل اس طرح ہوئی تھی جیسے مجھے راگو رام آدم خور جن نے دینے کی کوشش کی تھی مگر زیبا نے مجھے بچالیا تھا زین کے سینے پر آہنی ہاتھوں اور لمبے ناخنوں کی لکیریں جال کی صورت میں بچھی ہوئی تھیں وہ بھیگا ہوا تھا۔ اور اس کے دونوں پیر شدید زخمی تھے اور اس کا سانس جیسے پھولا ہوا تھا۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کا سفید شرٹ سرخ ہو گیا تھا البتہ جسے اس نے موت کے وقت کافی مزاحمت کی ہو گی۔ اس کی پینٹ کی جیب سے ہمیں ایک خون آلود خط بھی ملا تھا وہ خط کچھ یوں تھا۔

میں انتقام لینے کے لیے ترس رہی تھی نام میرا واشونی ہے راگو رام میرا شوہر تھا جن دنوں وہ مارا گیا تھا ان دنوں میں بھارت میں تھی ہم جنات بھی دیس دیس گھومتے رہتے ہیں بھارت کالے جادو میں بہت آگے ہے میں کالا جادو سیکھنے کے لیے بھارت گئی تھی ہم جنات میں بہت پوشیدہ طاقتیں ہوتی ہیں مگر کچھ طاقتیں جو شیطانی ہیں وہ ہمیں جادو کے ذریعے ہی ملتی ہیں جب میں بھارت سے واپس آئی تو ہمارا گھر نیم کا وہ درخت جلا ہوا تھا اور میرا شوہر راگو رام اور فولادی دیو نہیں تھے دونوں کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ ان کے انت کے بعد میں نے قسم کھائی کہ جس نے میرے شوہر اور فولادی کا خاتمہ کیا ہے میں ان کو ختم کر دوں گی مگر اس سے پہلے کہ میں انتقام لیتی تمہارے وہ اس بوڑھے ملیچھ ارشد کریم نے مجھے قید کر لیا مگر میں ایک دن پہلے آزاد ہو گئی ہوں میرے انتقام کا پہلا تحفہ قبول ہو تمہارے بیٹے کو مار کر مجھے سکون مل گیا ہے اپنی خیریت چاہتے ہو تو مجھ سے پنگا مت لینا واشونی۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔

اس ڈائن واشونی کے خط نے ہماری نیندیں اڑا لیں ہمارے بیٹے کو ہم سے چھین کر کہتی ہے کہ ہم سے پنگا مت لینا زین کی موت کی وجہ سے جب مجھے سمجھ آ گئی تھی تب سے تو میں انگاروں پر لوٹ رہا تھا میں نے عہد کر لیا میں کسی بھی قیمت پر واشونی کو نہیں چھوڑوں گا اس کو میں ختم کر دوں گا۔ جبکہ سائنس اس دھمکی اور خط کو من گھڑت قرار دے رہی تھی کیونکہ زین کی موت کی وجہ سے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کچھ الگ تھی پوسٹ مارٹم میں لکھا تھا کہ زین کو نشیلی یعنی نشہ آور دوا دی گئی تھی جبکہ وہ جب مکمل طور پر غنودگی میں چلا گیا تھا تب قاتل نے اسے نیم کے درخت کے تنے سے لٹا دیا تھا اور دیر تک اس کے پاؤں کے تلوؤں میں کانٹے اور نوکیلے پتھر چبھاتا رہا تھا پھر

جیسے سر پھرے قاتل نے اس پر پانی کی بالیاں انڈیل دی تھیں اور کسی لوہے کے آہنی پنجے سے اس کے سینے پر وار کر کے اس کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ جب قاتل زین کو مار رہا تھا۔ تب زین کو ہوش آ گیا تھا اس نے خود کو بچانے کی تھوڑی بہت مزاحمت کی تھی مگر وہ پوری طرح سے ہوش میں نہیں آیا تھا۔ اسی لیے قاتل نے آسانی سے آہنی پنجہ اس کے دل میں اتار لیا اور یوں وہ قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا سائنس بھلا جوں بھی کہے مگر مجھے تو پوسٹ مارٹم کی رپورٹ پر یقین نہیں تھا یہ واقعہ میری جوانی میں رونما ہوا تھا میں بال بال بچا تھا مگر میرا بیٹا نہیں بچ سکا تھا وہ میرے انتقام کی بھینٹ چڑھ گیا تھا اور اس خط کے بعد تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ واشونی چڑیل ہے جو راگورام کی بیوی ہے کیونکہ یہ کہانی صرف ہمیں پتہ تھی اور زین کی موت سے ایک ہفتے پہلے اسے سنائی تھی۔ یہ ہماری بڑی بد قسمتی تھی کہ زین کو راگورام کی بیوی واشونی چڑیل نے مار دیا اور زین کے خون سے ہمیں خط لکھ کر وارننگ دی اس خطرناک واقعہ کے بعد خاموشی نے ہمارے گھر پر جیسے ڈیرے ڈال دیئے مجھے اپنی تو کوئی فکر نہیں مگر مجھے علینا بہت پیاری تھی میں علینا کو کسی بھی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا مجھے تو یقین نہیں آ رہا تھا کہ بیس سال کے بعد یہ وحشت دوبارہ ہم پر نازل ہو جائے گی ان عرصہ میں مرشد ارشد کریم بھی وفات پا چکے تھے۔ مجھے ایک عامل کا پتہ چلا اس عامل کا اشتہار ایک ویکلی میگزین میں شائع ہوا تھا اس میگزین میں کسی جوگی عامل کا اشتہار شائع ہوا تھا جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی بھی قسم کے جنات کو قابو کر سکتا ہے میں نے فیصلہ کر لیا کہ اسی بنگالی بابا سے واشونی چڑیل کا خاتمہ کرواؤں گا۔
رات کو میں بابا بنگالی کے آستانے پر گیا بابا بنگالی کا آستانہ بہت بھیانک تھا اس کے کچھ مرید اس کے آستانے میں پڑے تھے اور بابا کے حق میں نعرے لگا رہے تھے آدھے گھنٹے تک میں نے ان مریدوں سے بابا کے ناقابل یقین کرامات سنے۔ پھر بڑی مشکل سے مریدوں سے جان چھڑا کر میں بابا کے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا کمرے کی چھت اور دیواریں سرخ اور کالے پینٹ سے رنگ کی گئی تھیں۔ بابا بنگالی بہت بوڑھا آدمی تھا اس نے سبز رنگ کا چوغا پہن رکھا تھا اور اس کے گلے میں بے شمار مالائیں لٹک رہی تھیں انگلیوں میں مختلف رنگ رنگ کے پتھروں کی انگوٹھیاں تھیں بابا کو شروع سے میں نے اپنی کہانی سنا دی۔ اور زین کی موت پر ختم کر دی کہانی سننے کے بعد بابا نے کہا کہ وہ رات کو اس نیم کے درخت کے قریب جائیگا اور واشونی کو قید کر لے گا۔ اس نے مجھ سے بطور پچاس ہزار روپے بھی مانگ لیے تھے میں نے بابا کو پیسے دے دیئے اور وہاں سے چلا آیا۔

رات کو بابا کے ساتھ میں نیم کے درخت پر چلا گیا۔ پولیس نے نیم کے درخت کے اردگرد خاردار تار کی باڑ لگائی تھی بنگالی بابا بدبودار نے اسی باڑ کے اردگرد گول دائرہ کھینچا اور خود اس دائرے میں بیٹھ گیا بابا نے مجھے اشارہ کیا کہ میں چلا جاؤں میں وہاں سے چلا جاؤں میں گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا وہاں سے گھر آ گیا۔ بابا بنگالی نے مجھے سمجھایا کہ میں دو گھنٹے کے بعد آ جاؤں دو گھنٹے کے بعد میں بابا بنگالی کے پیچھے چلا گیا درخت سے ابھی میں بیس گز کے فاصلہ پر تھا کہ اندھیرے میں مجھے ایک سایہ دکھائی دیا اگلے لمحے گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر بابا بنگالی کی چیخ بلند ہوئی انجانے وسوسے میرے من میں بھر گئے میں نے گاڑی کی رفتار بڑھائی اور لمحوں میں بنگالی بابا کے

پاس پہنچا بنگالی بابا کا سرخ خون ابل رہا تھا
بابا جی کیا ہوا کیا داشونی نے تمہیں مارنے کی کوشش کی۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔
نہیں ۔ یہ کوئی انسان ہے میری بات غور سے سنو میرے پاس وقت نہیں ہے گولی میرے دل تک پہنچ چکی ہے مگر کوئی داشونی نہیں ہے زین کو کسی ڈائن داشونی نے نہیں بلکہ اس کے دوست وقاص نے مارا ہے اور مجھے بھی وقاص نے گولی ماردی ہے وقاص نے اپنے ذہن سے صرف اورصرف داشونی کی کہانی گھڑی ہے وہ خون کا خط بھی وقاص نے لکھا تھا اس کا خیال تھا کہ اس خط کی وجہ سے وہ اپنی من گھڑت کہانی کو سچا ظاہر کر کے سرخرو ہوجائے گا۔تم میرے قاتل کو پہچان لو اوراس کے چشم دید گواہ بنو تم وقاص کو میرا قاتل ظاہر کرنا باقی پولیس کی حراست میں وہ اپنی تمام کردہ ناکردہ گناہوں کا اعتراف ضرور کرے گا۔ اتنی باتیں کہنے کے بعد بابا بنگالی پر نزع کا عالم طاری ہوگیا۔ اور وہ زور سے جھٹکے کھانے لگا جیسے مرتے وقت وہ شدید کرب سے گزر رہا ہو بابا میرے منہ سے چیخ نکلی مگر اگلے لمحے بابا کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی تھی۔
میں سناٹے میں کھڑا تھا بابا کی باتیں ناقابل یقین تھیں مگر ایک مرتا ہوا آدمی بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ آدھے گھنٹے میں پولیس کی گاڑیاں موقع واردات پر پہنچ چکی تھیں بنگالی بابا کی لاش کی ابتدائی رپورٹ درج ہوچکی تھی جب میں نے زین کے قتل کا الزام وقاص پر لگایا تو پولیس متحرک ہوکر وقاص کو گرفتار کرنے کے لیے اس کے گھر پہنچ گئی۔ وقاص کو اس کے فلیٹ سے گرفتار کرلیا گیا تھا ابتدائی تفتیش کے دوران اس نے مکمل طور پر زین کے قتل سے لاعلمی ظاہر کی مگر وہ جب پولیس نے اسے پندرہ روز کے ریمانڈ پر جیل بھیجا تو تب اس نے سب کچھ اگل دیا۔ جسے سن کر ہمیں یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک انسان اتنا شاطر مکار اور چالاک بھی ہوسکتا ہے
وقاص میرے بیٹے زین کا سب سے اچھا دوست تھا اور دونوں بچپن کے دوست تھے جب بھی زین فسٹ آتا اور کالج میں ٹاپ کرتا تو وقاص کو آگ سی لگ جاتی اسے جلن ہوتی کہ وہ کیوں فسٹ نہیں آسکتا۔ حالانکہ وقاص ہمیشہ سیکنڈ آیا تھا وقاص نے پچھلے دس سالوں سے زین سے یہ فسٹ پوزیشن چھیننے کی کوشش کی مگر وہ ہمیشہ سیکنڈ آیا وقاص بظاہر تو زین کا بہترین دوست تھا مگر اس کے اندر ایک سانپ پل رہا تھا اور وہ سانپ اس وقت زیادہ طاقتور ہوگیا جب وقاص کی من پسند لڑکی زرین خالد نے وقاص کے خلوص کو ٹھکرا دیا تھا زرین کالج میں نئی آئی تھی وہ بلاشبہ حسین خوبصورت اور معصوم تھی کسی کا دل بھی جیت سکتی تھی مگر انا دل تو ہر کوئی کسی کو نہیں دے سکتا تھا ناں۔ زرین نے زین پر اپنا دل ہارا تھا اس لیے اس نے وقاص کے محبت کا جواب نفی میں دیا تھا بس وقاص کو محسوس ہونے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جو اس کی محبت کا قاتل ہے یہی وہ شخص ہے جسے ہٹا کر وہ نمبرون پوزیشن لے سکتا ہے یہی ہے وہ دوست نما دشمن جسے پاؤں تل روند کر اپنی محبت حاصل کی جاسکتی ہے وقاص کو شیطان نے بہکا وہ دے دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ کیسے زین کو راستے سے ہٹا دے۔ وہ اس خیال سے پریشان رہنے لگا زین کو کاش میں اپنی وہ سچی ناقابل یقین کہانی کبھی نہیں سناتا تو آج وہ زندہ سلامت ہوتا۔ خیر جب زین کو ہم نے اپنی کہانی سنائی تو اگلے دن وہ کہانی زین نے وقاص کو حرب بہ حرب سنائی تھی وقاص سے زین اپنی ہر بات شیئر کرتا تھا۔ جب وقاص نے کہانی سنی تو وہ سوچنے لگا کہ جب را گورام ہوسکتا ہے

فولادی ہوسکتا ہے تو ان کی بیوی واشونی بھی ہوسکتی ہے جو بدلہ لینے آسکتی ہے زین سے وقاص نے جن بھوت پریت روح بدروح کی کئی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں وقاص نے ایک ہفتے کے اندر اندر وہی کہانی دوبارہ دہرائی مگر یہ وقاص کی بیوقوفی تھی کہ وہ بچ جائے گا۔

وقاص نے ایک نیم کا درخت ڈھونڈا جو سڑک کے قریب تھا اور زین کو تھوڑی سی نشیلی دوائی دی جس سے زین بے ہوش ہوگیا۔ گرمی بھی زیادہ تھی وقاص نے زین کے پاؤں کو باریک کیلوں سے زخمی کیا اور پتھروں کی مدد سے ان کے تلوؤں میں زخم کردیئے پھر آہنی پنجے سے اس کا سینہ اُدھیڑ ڈالا اور پھر اس کا قتل کر کے اپنے تمام ثبوت مٹادیئے۔ ہمیں ایک فرضی ڈائن واشونی کے نام سے خط لکھا وہ خط اس حرامی نے واقعی زین کے خون سے لکھا تھا جب میں بنگالی بابا سے رابطہ کیا تب بھی وقاص کی مجھ پر نظر تھی جب وقاص کو محسوس ہوا کہ بنگالی بابا اس کا راز جان گیا ہے کوئی واشونی نہیں ہے تو اس نے بنگالی بابا کا بھی خاتمہ کردیا جب اس نے بنگالی بابا کو گولی ماری تو وہ سمجھا کہ بنگالی بابا ختم ہوگیا ہے مگر بنگالی بابا نے مرتے مرتے مجھے سب کچھ بتادیا تھا۔

عدالت نے وقاص کو دہرے قتل کے الزام میں ملوث ہونے پر اس کو عمر قید کی سزا سنادی اب وہ ساری عمر قید تنہائی میں رہے گا پچھتاوا دکھ رنج ناکامی اس کا مستقبل ہوگی خدا سے رورو کر بھی اپنی گناہوں کی دعا مانگے گا تو خدا بھی معاف نہیں کرے گا جب تک خدا کا وہ بندہ سے معاف نہیں کرے گا۔ زندگی رکتی تو نہیں ہے چلتی رہتی ہے مگر جب کوئی چلا جاتا ہے تو وہ بہت بڑا دکھ بھی دے جاتا ہے زیبا میں علینا جی رہے ہیں مگر زین کی یادیں ساری زندگی ہمارے ساتھ رہیں گی زیبا نے تو ہاتھ پھیلا پھیلا کر وقاص کو بددعائیں دی تھیں۔ اب اسے بھی چین سکھ آرام اطمینان راحت نہیں ملے گی۔ یہ ایک ماں کی بددعا ہے وہ جہاں بھی رہے گا چاہے وہ پانی کے اندر ہی کیوں نہ رہے اور یہ سچ ہے کہ وقاص کو شدید تپش محسوس ہوتی ہے وہ ان دیکھی آگ میں جل رہا ہے اس نے جیل میں چیخ چیخ کر کہا تھا کہ مجھے معاف کردو میں ان دیکھی آگ میں جل رہا ہوں میں مر رہا ہوں بے شک میرے ساتھ جو چاہے سلوک کرو مجھے جلتے تیل میں پھینک دو آگ کی نذر کردو یا پھانسی پر لٹکا دو مجھے مگر معاف تو کردو مجھے معاف کردو بڑی مشکل سے زیبا کو راضی کر کے میں اسے جیل لے کر گیا تھا۔ تاکہ وہ دیکھ سکے کہ جس سکھ کی خاطر اس نے ہمیں اتنا بڑا دکھ دیا ہے اسی سکھ میں یہ جل رہا ہے زیبا نے منہ پھیر کر وقاص سے کہا

تم نے ایک ماں سے اس کا بیٹا چھینا ہے تم نے مجھے جو دکھ دیا ہے اس کا کوئی مداوا نہیں کوئی تلافی نہیں ہے مگر میرا صبر میرا سکھ ہے اور جس آگ میں تم جل رہے ہو یہی تمہاری اصل سزا ہے چاہے تم دنیا کے کسی بھی کونے میں جاؤ تم اسی آگ میں جلتے رہو گے۔ میں تمہاری شکل آئندہ نہیں دیکھنا چاہتی تمہیں تمہارے کیئے کا پھل مل رہا ہے جو تم نے کیا ہے۔ چلو تابش ہمیں چلنا چاہیے ملاقات کا وقت ختم ہونے والا ہے زیبا نے کہا۔

میں اور زیبا وہاں سے چلے آئے۔

اب کئی سال گزر چکے ہیں علینا کی شادی ہوچکی ہے اس کے دو عدد بچے ہیں بے حد شرارتی۔ آج گھر میں خوب رونق لگی ہے کیونکہ علینا اور زوار علینا کا شوہر اور اس کے بچے سہیل اور تارہ آئے ہیں۔ میں اور زیبا لان میں بیٹھے

ہیں کہ علینا کے دونوں بچے شور مچاتے منہ بسورتے لڑتے جھگڑتے ہمارے پاس آئے۔

ارے تم دونوں کیوں لڑ رہے ہو۔

نانو۔ میں کہتی ہوں کہ جنات ہوتے ہیں مگر سہیل کہتا ہے کہ نہیں ہوتے ہیں اسی بات پہ لڑ رہے ہیں آپ بتائیں ناں۔

ان دونوں کی بات سن کر ہم دونوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا لیکن ساتھ ہی ہماری آنکھوں میں نمی تیرنے لگی ہمارا زین ہماری نظروں کے سامنے گھوم گیا تھا اس کی خون میں بھیگی میں لاش ہماری نظروں کے سامنے آگئی تھی۔

قارئین کرام کیا ہمیں ان معصوم بچوں کو بھی وہ ناقابل یقین کہانی سنانی چاہیے یا نہیں زیبا کے خیال میں نہیں کیونکہ بچے معصوم ہوتے ہیں اور انہیں ہرگز جن بھوت سے نہیں ڈرانا چاہیے۔ جب بڑے ہو جائیں پھر وہ خود سمجھدار ہو جاتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے۔

اجالا جل نہیں سکتا کسی کا گھر جلانے سے
مقدر آگ بنتا ہے کسی کو مار دینے سے

K کے نام۔اٹک

عجب لطف آ رہا تھا دیدار کی دل لگی کا آکاش
کہ نظریں بھی مجھ ہی پہ تھیں اور پردہ بھی مجھ ہی سے تھا

جواد احمد آکاش۔جنڈ

لاہور کے دوستوں کے نام

میرے عیب انگلیوں پہ گنواؤ یارو
بس میری غیر موجودگی میں مجھے برا نہ کہنا

عبدالغفار تبسم۔لاہور

اجنبی دوست کے نام

تم نے سچ کیا میں شعر نہیں ہوں
لیکن کسی کی بے وفائی نے شعر بنایا

کریم بخش۔سوئی گیس فیلڈ

سادھو

---تحریر: تنظیم عباس۔اینڈ سدرہ ڈوگر۔کسووال۔۔

بیٹا فیصل یہ سادھو بہت خطرناک ہے اور یہ امر ہونا چاہتا ہے اس کا نام رِل ہے اس کے آقا نے اسے بتایا تھا کہ اگر وہ امر ہونا چاہتا ہے تو وہ بیس آدمیوں کا خون پیئے وہ کل سے اپنا عمل شروع کر رہا ہے۔وہ س دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے بیٹا تم اس کو امر ہونے سے پہلے ہی ختم کردو بابا یہ کہہ کر خاموش ہوگئے۔لیکن بابا جی میں اسے کیسے ختم کرسکتا ہوں اس کو بیس آدمی نہیں ختم کر سکتے میں اکیلا کیسے ختم کرسکتا ہوں بزرگ فیصل کی بات سن کر مسکرانے لگے اور کہا۔بیٹے تم نے طاقت سے نہیں عقل سے اس کو مارنا ہے۔وہ کیسے بابا جی فیصل نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔وہ ایسے کہ تمہیں یہاں تین دن کا چلہ کرنا ہوگا اور یہ کام تم رات کو کرو گے بیٹا یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے تمہارے اندر جرات اور حوصلہ ہونا چاہیے۔بابا جی آپ بس مجھے ورد بتا دیں میں یہ سب کرلوں گا۔پھر بابا جی فیصل کو ورد یاد کروانے لگے جو اس نے تھوڑی ہی دیر میں یاد کرلیا پھر بابا جی نے کہا۔بیٹا تم نے چلہ کے دوران باہر نہیں نکلنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی فیصل کی آنکھ کھل گئی۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک ڈروانی کہانی۔

شیطان کے غلام سادھو آخر کس بات پر تم نے ہم سب کو قید کررکھا ہے۔

بچہ بہت جلد تمہیں پتہ چل جائے گا۔صبر کرو اس کے ساتھ ہی سادھو نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

آخر ہمارا جرم کیا ہے کچھ تو معلوم ہو قیدیوں میں سے ایک نے کہا۔

اچھا اگر تمہیں صبر نہیں آتا تو سنو میں تم سب کو ایک ایک کر کے مار کر تمہارا خون پی جاؤں گا۔اور بیس دن بعد امر ہو جاؤں گا۔

شیطان کے چیلے میں یہ سب نہیں ہونے دوں گا۔ان میں سے جو فیصل تھا اس نے کہا۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کیا ہوتا ہے سادھو رل نے غصہ سے کہا۔

شام کا وقت تھا سادھو رل کا سایہ لہراتا ہوا ایک گھر میں داخل ہوا کچھ ہی دیر میں اس نے اپنے کاندھوں پر ایک آدمی کو ڈالا ہوا تھا۔وہ ایک طرف کو چل دیا۔جب اس آدمی کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں پایا وہ بہت چیختا چلایا کہ میں کہاں ہوں مجھے جو بدشکل آدمی لایا تھا کہاں گیا ہے میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں وہ زور زور سے چیخنے لگا۔ اچانک وہ سادھو اس آدمی کے سامنے آگیا۔اور اس سے کہنے لگا۔

اب تم کبھی بھی اپنے گھر نہیں جا سکتے ہو تمہیں مار کر تیرا خون پی جاؤں گا اب رونا دھونا بند کرو میں تمہارے لیے کھانا لے کر آتا ہوں یہ کہہ کر وہ باہر چلا گیا۔اور وہ آدمی سوچنے لگا کہ میں گھر کیسے جاؤں گا یا اللہ مجھے بچالے۔رات ہو چکی تھی سادھو نے بیسوں آدمی بھی اٹھا لیے اب وہ بہت خوش تھا کہ کل سے وہ اپنا عمل شروع کردے گا اور امر ہو جائے گا

رات کو فیصل نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ اس سے کہہ رہے تھے۔

بیٹا فیصل یہ سادھو بہت خطرناک ہے اور یہ امر ہونا چاہتا ہے اس کا نام رتل ہے اس کے آقا نے اسے بتایا تھا کہ اگر وہ امر ہونا چاہتا ہے تو وہ بیس آدمیوں کا خون پیئے وہ کل سے اپنا عمل شروع کر رہا ہے۔ وہ اس دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے بیٹا تم اس کو امر ہونے سے پہلے ہی ختم کردو بابا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

لیکن بابا جی میں اسے کیسے ختم کر سکتا ہوں اس کو بیس آدمی نہیں ختم کر سکتے میں اکیلا کیسے ختم کر سکتا ہوں بزرگ فیصل کی بات سن کر مسکرانے لگے اور کہا۔

بیٹے تم نے طاقت سے نہیں عقل سے اس کو مارنا ہے۔

وہ کیسے بابا جی فیصل نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ ایسے کہ تمہیں یہاں تین دن کا چلہ کرنا ہوگا اور یہ کام تم رات کو کرو گے بیٹا یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے تمہارے اندر جرات اور حوصلہ ہونا چاہیے۔

بابا جی آپ بس مجھے ورد بتا دیں میں یہ سب کرلوں گا۔ پھر بابا جی فیصل کو ورد یاد کروانے لگے جو اس نے تھوڑی ہی دیر میں یاد کر لیا پھر بابا جی نے کہا۔ بیٹا تم نے چلہ کے دوران باہر نہیں نکلنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی فیصل کی آنکھ کھل گئی۔ پھر وہ مطمئن ہو کر سو گیا۔

صبح اٹھتے ہی اس کا ایک منحوس خبر ملی کہ اس سادھو نے ایک آدمی کو مار دیا ہے اور اس کا خون پی لیا ہے۔ انہوں نے بہت افسوس کیا فیصل تو مطمئن تھا کہ تین دن کے بعد میں نے اس کو ختم کرنا ہے مجھے اچانک ہی ایک واقعہ رونما ہو گیا۔ سادھو نے سب کو ایک بہت بڑے کمرے میں تالا لگا کر بند کر دیا۔ تاکہ کوئی ڈر کے مارے بھاگ ہی نہ جائے۔ یوں چلہ کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ وہاں اتنے لوگ تھے اور سادھو بھی وہاں کڑی نظر تھی ایسے ہی پانچ دن گزر گئے چھٹے دن فیصل کو بابا نے خواب میں کہا کہ بیٹا پریشان مت ہو نا م رات کو مغرب کے بعد آنکھیں بند کر لیا کرنا میں تمہیں کسی جگہ چھوڑ آیا کروں گا اس طرح فیصل بہت خوش ہوا رات کو مغرب کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں اور جب کھولیں تو اپنے آپ کو ایک ویران جگہ پر پایا وہاں دور دور تک کسی انسان کا نام و نشان تک نہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کبھی کسی انسان کا گزر بھی نہیں ہوا تھا وہاں کوئی چرند پرند بھی نہ تھا ان خیالوں میں اس نے بہت سا وقت ضائع کر دیا بیٹا جلدی کو چلے کا ٹائم ختم ہو رہا ہے بابا کی اس آواز کو سن کر وہ جلدی سے اٹھا اور اپنا حصار قائم کیا پھر ورد شروع کر دیا ابھی اس نے آدھا ہی ورد کیا تھا کہ اس کی نظر ایک طرف اٹھ گئی بس وہ وہی دیکھتا رہ گیا اس کا دل چاہا کہ بھاگ جائے منظر ہی کچھ ایسا تھا جہاں پہلے کسی انسان کا نام و نشان تک نہ تھا مگر اب وہاں ہر طرف آدمی تھے اس کی طرف بڑھ رہے تھے کسی کے ہاتھ میں بالے تھے تو کسی کے ہاتھ میں نیزے اور تیر وغیرہ تھے تو کسی کے ہاتھ میں پتھر تھے اور یہ سب فیصل کی طرف پھینک رہے تھے جب اس کے قریب ایک نیزہ آیا تو وہ خود بخود غائب ہو گیا اس طرح اس کو کچھ حوصلہ ملا آخر میں آدمی بھی غائب ہو گیا اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اب وہاں پر صرف خالی ہاتھ جگہ تھی وہ پھر چلے میں مشغول ہو گیا اس طرح اس کا ایک دن کا چلہ ختم ہو گیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ واپس کیسے جاؤں تو بزرگ نے اس سے کہا کہ آنکھیں بند کر لو اس نے کر کے جب کھولیں تو اسی جگہ موجود تھا جہاں اس کو قید کیا گیا تھا۔ کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ رات کو کوئی یہاں سے غائب ہوا تھا اور پھر آ گیا ہے۔

اگلی رات پر اس نے آنکھیں بند کیں اور وہ پھر اسی جگہ پہنچ گیا۔ ابھی آدھا ہی چلہ کیا ہوگا کہ اس کو بزرگ جو خواب میں دکھائی دیتے تھے ایک طرف سے آتے ہوئے دیکھائی دیئے بزرگ نے آتے ہی کہا بیٹا تم یہ چلہ چھوڑ دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے پھر بابا نے کہا میرے پاس آؤ میں تمہیں اس کو مارنے کا ایک اور طریقہ بتاتا ہوں فیصل محسوس کر رہا تھا کہ یہ آواز بابا کی آواز سے کچھ مختلف ہے وہ ابھی اپنے خیالوں میں گم تھا کہ بزرگ کی آواز سنائی دی کہ بیٹا یہ تمہارا ٹائم خراب کر رہا ہے پھر وہ آنکھیں بند کر کے ورد کرنے لگا تھوڑی دیر بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہاں تو کچھ بھی نہ تھا۔

اس طرح چلے کے دو دن مکمل ہوگئے اس نے آنکھیں بند کیں اور جب کھولیں تو وہاں موجود تھا اس سادھو کو شک تھا کہ یہاں کچھ ہونے والا ہے پھر اس نے اپنے عمل کے ذریعے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کوئی لڑکا اس کو مارنے کی کوشش کر رہا ہے سادھو بہت پریشان ہوا اور کوئی حل سوچنے لگا اس لیے اس نے اپنے آپ کو غائب کیا اور جس میں اس نے آدمی قید کر رکھے تھے اس جگہ آ گیا رات کو جب فیصل وہاں گیا تو سادھو بھی اس کے پیچھے اڑ کر آ گیا ابھی وہ حصار میں بیٹھا ہی تھا کہ سادھو اس کے سامنے آ گیا۔

حرام زادے تم مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے تمہیں ابھی ماردوں گا فیصل نے ابھی چلہ شروع نہیں کیا تھا اس لیے وہ بول پڑا شیطان کے پجاری میں ایک خدا کو مانتا ہوں اس لیے میں تمہیں امر ہونے سے پہلے ماردوں گا یہ کہہ کر اس نے ورد کرنا شروع کر دیا سادھو نے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونک دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں بڑے بڑے سانپ اس کی طرف رینگتے ہوئے آنے لگے ابھی اس کا دل چاہا کہ بھاگ جائے مگر بابا کی نصیحت یاد آ گئی اور وہ ہی بیٹھ گیا جب کوئی سانپ اس کے حصار سے ٹکراتا غائب ہو جاتا اس طرح سب کے سب ہی مارے گئے سادھو نے پھر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو ایک سیاہ آدمی اس کے منہ سے نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑا ہو گیا اور فیصل کی طرف آنے لگا اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ اس کی طرف کیا تو اس کے ہاتھ سے آگ کا شعلہ نکلا اور اس کی طرف آیا اور ٹکراتے ہی غائب ہو گیا اس نے بہت سے داؤ کھیلے پھر وہ آپ اس کی طرف آیا جب اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ دور گر گیا اور اس کے جسم میں آگ لگ گئی اس کے ساتھ ہی اس نے کچھ منتر پڑھا اور زور کی آندھی چلنے لگی مٹی اڑ اڑ کر اس کی آنکھوں میں پڑھنے لگی دو گھنٹے آندھی چلتی رہی اور پھر کہیں جا کر رکی اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں پھر اس نے آنکھیں صاف کی تب اس کی آنکھیں کھولیں جب سادھو سے اور کوئی کام نہ چلا تو وہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے معاف کر دو آئندہ میں کسی انسان کو تنگ نہیں کروں گا نہیں شیطان کے چلے میں اب تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اتنے میں چلے کا ٹائم ختم ہو گیا اور وہ ادھر ادھر بھاگنے لگا اس کو آگ لگ گئی اور وہ وہی راکھ کا ڈھیر بن گیا مجھے بزرگ کی آواز سنائی دی کہ بیٹا تمہیں مبارک ہو تم نے بہت سے لوگوں کو مرنے سے بچا لیا ہے اب آنکھیں بند کرو جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہاں پہ بہت سے لوگ تھے اور وہ جگہ مٹی کا ڈھیر بن چکی تھی میں نے سب کو خوشخبری سنائی اور سب ہی بہت ہی خوش ہوئے پھر سب اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے کسی نے سچ کہا ہے کہ جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے اور شیطان کو ماننے والے اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔

قارئین کرام کیسی لگی ہماری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ ہمیں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

دھنک کے رنگ

---تحریر۔محمد قاسم رحمان۔ ہری پور

نشاء کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی خوشگوار زندگی کو کسی کی نظر لگ گئی ہو حارث نے اس کو عائشہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اب عائشہ کی روح نے ان کی زندگی عذاب بنا دی تھی اس وقت نشاء بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی نشاء نے جا کر دروازہ کھولا سامنے اقبال کھڑا تھا اقبال تم اندر آ جاؤ نشاء ایک طرف ہٹتے ہوئے بولی تو اقبال اندر آ گیا حارث بھائی کہاں ہیں۔ اقبال نے اندر آتے ہی پوچھا۔ آفس چلے گئے ہیں بتاؤ ابو کی طبیعت کیسی ہے نشاء نے پوچھا ابو بالکل ٹھیک ہیں نشاء میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں نشاء بولی ہاں بولو میں سن رہی ہوں تو اقبال نے ساری داستاں اس کے گوش گزار دی۔ کیا اقبال تمہاری جان کو خطرہ ہے تم نے کالا جادو سیکھ لیا ہے۔ اور عائشہ کی روح کو ختم کرنے آیا ہوں تا کہ تم دونوں کی زندگی پر سکون ہو اقبال نے کہا نشاء تم ہوشیار ہو جاؤ میں عائشہ کی روح کو بلاتا ہوں پھر اقبال نے عائشہ کی روح کو بلایا اور اسے سمجھایا کہ وہ واپس چلی جائے اس کا پیار یکطرفہ ہے لیکن عائشہ کسی بھی صورت تیار نہ ہوئی تو اقبال نے اسے جلا کر بھسم کر دیا۔ دینو کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اقبال آیا دینو کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی اقبال نے پاس پڑا ہوا چھرا اٹھایا اور دینو کی طرف بڑھنے لگا دینو چونکہ چلا کر رہا تھا اس لیے وہ یہ سمجھا کہ نظر کا دھوکہ ہے لیکن اقبال فوراً اسکے سر پر پہنچ گیا اور خنجر سے اس کی شہ رگ کاٹ دی دینو تڑپتے تڑپتے ٹھنڈا ہو گیا اور بلا آخر کسی کے برسوں سے انسانوں خون چوسنے والے کا خاتمہ ہو گیا ان تمام واقعات کو کئی سال گزر چکے ہیں نشاء اور فروا اپنی زندگیوں میں بہت خوش ہیں اقبال نے بھی سچے دل سے توبہ کر لی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ خدا غفور رحیم اپنے بندوں کو ستر ماؤں کا پیار دیتے ہیں اور اسے ضرور معاف کر دیں گے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

جا عشق نئی ضبط کی منزل تلاش کر

اب تو ہم تیرے قابل نہیں رہے

آگ آگ اگلتا ہوا سورج اور شعلے برساتی ہوئی زمیں گرمی کی شدت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی ماحول تپ کر کندن بن چکا تھا۔

آج اس کا لاسٹ پیپر تھا اور آج اسے کچھ سکون میسر ہوا وین آ چکی تھی وہ جلدی سے وین میں بیٹھ گئی لیکن وین میں بھی ویسی ہی تپش تھی وین رینگنے لگی ٹریفک کی وجہ سے وین نے پندرہ منٹ کا فاصلہ ایک گھنٹے میں طے کیا وین سے اتر کر جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی اسے کچھ چہل پہل سی دیکھائی دی اسے یہ جاننے میں ذرہ بھی دیر نہ ہوئی تھی کہ آج پھر ممانی آن ٹپکی تھی ان کی روز روز کی آمد کو وہ اچھی طرح جانتی تھی اس نے جا کر ممانی کو سلام کیا تو عارفہ طنزیہ انداز میں بولی آ گئی مہارانی صاحبہ اس نے عارفہ کو نظر انداز کیا اور ڈائننگ روم سے نکل گئی۔

اقبال ابھی تک نہیں لوٹا تھا اور نشاء اپنے کام میں بری طرح بزی تھی اس لیے اس نے کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے روم میں چلی گئی لیکن ڈائننگ روم میں ہونے والی گفتگو اسے اچھی طرح سنائی دے رہی تھی۔

کب تک ان بیٹیوں کو تعلیم دلواتے رہو گے بس کرو اور ان کے ہاتھ پیلے کر دو۔

نہیں آپا میں چاہتا ہوں کہ یہ پہلے کچھ بن جائیں پھر اس متعلق سوچوں گا۔

ہاں تو تم اپنی بیٹیوں کو کمشنر بنانا چاہتے ہو ممانی تنزیہ انداز میں بولی لیکن انہوں نے اسے کوئی جواب نہ دیا

اسے دیکھ کر بالکل بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ کالے علم کا بے تاج بادشاہ ہے عموماً یہ دیکھا گیا ہو گا کہ کالے علم کے ماہران کو دولت اور خوبصورتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے لیکن شائد یہ واحد انسان ہے جسے کالے جادو کے ساتھ دنیاوی چیزوں میں انٹرسٹ تھا وہ امر ہونا چاہتا تھا لیکن اسے اپنے آقا کے دل میں مقام بنائے رکھنے کا اشتیاق تھا اس نے آج ایک بلی چڑھانی تھی اس کے لیے اسے آج ایک چودہ برس کا لڑکا درکار تھا جو اسے بلرام جن زادے نے فراہم کیا لیکن جب اس نے لڑکے کو کالی کے قدموں میں لٹایا تو آواز آئی نہیں دینو ہمیں اس کی بلی نہیں دینی چاہئے اسے تاقتور بنانا ہے۔

اپنے آقا کی آواز سن کر وہ حیرت میں مبتلا ہو گیا کہ یہ تو ایک عام سا لڑکا تھا اسے کالا جادو کیوں سکھائے بہر حال اسے اپنے آقا شیطان کی آگیا کا پالن تو کرنا ہی تھا اس نے لڑکے کو ہوش دلایا اور اور پوچھا۔ تمہارا کیا نام ہے اقبال لڑکے نے معصومیت سے جواب دیا۔

وہ دو بہنیں اور ایک بھائی ہے بڑی بہن فروا نے اسے ہر موقع پر گائیڈ کیا تھا اس سے چھوٹی نشاء اور اس سے چھوٹا اقبال تھا ماں بچپن میں ہی چل بسی تھی لیکن عابد محمود نے اپنے بچوں کی خاطر دوسری شادی کا سوچا بھی نہیں تھا وہ اپنے بچوں پر سوتیلی ماں مسلط نہیں کرنا چاہتے تھے انہیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنی تھی فروا۔ بی اے۔ کی سٹوڈنٹ تھی حال ہی میں ایگزام سے فارغ ہوئی تھی نشاء فرسٹ ائیر میں پڑھتی تھی اور اقبال آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا۔

عابد محمود کی اپنی ایک شاپ تھی آج اقبال دو گھنٹے لیٹ آیا تھا اس وقت تک ممانی اور اس کی بیٹی عارفہ رخصت ہو چکی تھیں جب فروا نے اس سے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی تو وہ گھبرا سا گیا فروا کو لگا جیسے وہ اس سے کچھ چھپانا چاہ رہا ہے مگر خوف کے باعث بتا نہیں رہا تھا کیا بات ہے اقبال کیوں لیٹ آئے ہو بتاؤ نا فروا نے پوچھا فروا وہ میں احمد کے پاس چلا گیا تھا اقبال جلدی سے بول کر اپنے روم میں چلا گیا تھا مگر وہ سوچوں میں گم رہ گئی تھی۔

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے
وہ تیرا پردے کا کونا کھینچنا دفعتاً
وہ دوپٹے سے تیرا منہ کو چھپانا یاد ہے
دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لیے
وہ تیرے ننگے پاؤں کوتے پہ آنا یاد ہے
بے رخی کے ساتھ سننا دردِ دل کی زبان
وہ کلائی پر تیرا کنگن گھمانا یاد ہے
وقت رخصت الوداع کا لفظ کہنے کے لیے
وہ تیرا خشک لبوں کا تھر تھرانا یاد ہے

کسی انجان شخص نے نشاء کے سیل فون پر یہ

غزل سینڈ کی تھی اسے یہ غزل اس قدر پسند آئی کہ اس نے اسے دو تین مرتبہ پڑھا ایک ایک لفظ اسے اپنی روح کی گہرائیوں میں اترتا محسوس ہوا اس نے بھی اسی نمبر پر میسج کیا کہ آپ کون۔ تو پانچ منٹ میں ہی جواب آگیا کہ بھول گئی ہو مجھے نشاء حیران رہ گئی کہ یہ انجان شخص کون ہے اور اسے کیسے جانتا ہے پلیز بتائیں آپ کون ہو نشاء نے میسج کیا تو جواب آیا حارث نام ہے میرا میٹرک میں آپ کا کلاس فیلو تھا مس نشاء۔ نشاء کو یاد آگیا کہ حارث نام کا ایک لڑکا اس کی کلاس میں پڑھتا تھا انتہائی ذہین ہونے کی وجہ سے وہ تمام ٹیچرز کا من پسند سٹوڈنٹ تھا نشاء سے ہی وہ بہت اچھی طرح بولتا تھا بس پھر کیا تھا نشاء نے اسے کال کر ڈالی تمہیں میرا نمبر کیسے ملا اس نے پوچھا۔ تم نے ہی دیا تھا یاد کرو حارث بولا۔ اوہ مجھے یاد نہیں رہتا میں بہت جلد ہر بات بھول جاتی ہوں نشاء بولی تو حارث مسکرا دیا۔

کوئی بھی راز اپنے دل میں چھپایا نہ کرو
آنکھیں سچ کہتی ہیں کوئی راز چھپایا نہ کرو
تیرے ہاتھوں کی لکیروں میں لکھا ہے میرا نام
اپنے ہاتھوں کو کسی اور کو دکھایا نہ کرو۔

رزلٹ آنے میں دو ماہ تھے فروا نے سوچا کہ کیوں نہ ان دو ماہ میں وہ کسی سکول میں ٹیچنگ کر لے کیوں کہ وہ بہت بور ہو رہی تھی اس کو فارغ رہنا پسند نہ تھا چنانچہ وہ ایک قریبی سکول میں جاب کرنے لگی اسے تین دن ہو چکے تھے تین دن میں اس نے محسوس کر لیا کہ اس پر کسی کی نظریں لگیں ہوئی ہیں وہ کس کی نظروں میں ہے اس نے آج اس کے دیکھنے اور بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا آج جیسے ہی سکول سے چھٹی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس کو بڑی پر شوق نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ اس کی نظروں سے نروس ہو گئی پھر وہ نوجوان اس کے پاس آیا۔

آپ کا کیا نام ہے۔

فروا عابد اس نے نہایت سرد مہری سے اس کو جواب دیا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے یہ میرا کارڈ ہے اس کارڈ فروا کو پکڑایا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔

فروا حیرت زدہ سی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اقبال باہر جا رہا تھا اس نے اسے اپنے حال پر چھوڑا اور اپنے روم میں آ گئی اس نے وہ کارڈ دیکھا جس پر سمیر زمان کا نام چمک رہا تھا اس نے نمبر ڈائل کیا تو دوسری ہی کال پر ریسیو کر لیا گیا تھا یوں لگتا تھا کہ وہ اس کے فون کے انتظار میں بیٹھا تھا شاید۔ آپ سمیر زمان ہی بول رہے ہو اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے کہ آپ کون بول رہی ہیں ہماری دلکش آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ حیران رہ گئی آپ کو کیسے معلوم کہ میں بات کر رہی ہوں اور حیرت کے عالم میں بولی اپنے قریبی لوگوں کی آواز میں اچھی طرح پہچان لیتا ہوں اس نے کہا کیا وہ حیرت کا بت بن گئی میں آپ کی قریبی کس طرح ہوئی میں تو آپ کو جانتی ہی نہیں کہ آپ کون ہیں آپ میرا شمار اپنے قریبی لوگوں میں کیوں کر رہے ہیں اب میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کی اہمیت میرے نزدیک کیا ہے میں آپ سے بہت۔۔

سمیر نے بات ادھوری چھوڑ دی ہاں کہو ناں فروا اشتیاق سے بولی تو سمیر نے کہہ ہی دیا تو فروا اپنی قسمت پر رشک کرنے لگی کہ اسے ایک چاہنے والا مل گیا ہے۔

یوں ہی چھوڑ کر چلی گئی ہو جان من
ہماری غلطی کیا تھی بتا تو دیتی

ہم نے تم سے پیار کیا کوئی جرم تو نہیں
اگر جرم تھا تو سزا تو دیتی

اقبال ذہین تھا تو دینو کا تجربہ بھی بہت وسیع تھا وہ کالا جادو سکھاتا جا رہا تھا آج اسے تین راتوں کا ایک چلا کرنا تھا یہ اس کا پہلا چلا تھا وہ رات کی تاریکی میں تیزی سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی اس دل بے تحاشہ دھڑک رہا تھا لیکن دینو نے اس کے دل میں کالے علم کے عشق کا دیا روشن کر دیا تھا

وہ تیزی سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا آخر اس نے قبر منتخب کی اور اس کے قریب ہی سبز رنگ کا حصار قائم کر کے بیٹھ گیا اس نے عمل شروع کر دیا ابھی عمل آدھا ہوا تھا کہ اس نے دیکھا دو آدمی چلے آ رہے تھے ایک سانولا اور دوسرا گورا تھا گورے رنگ والے نے ہاتھ میں ایک دیگ پکڑی ہوئی تھی جب کے سانولے رنگ والے کے کندھے پر کوئی چیز جھول رہی تھی

جب وہ قریب آئے تو پتہ چلا کہ سانولے رنگ والے کے کندھے پر ایک انسان جھول رہا ہے رمیش اس کو لٹاؤ اور لکڑیاں جمع کرو گورے رنگ والے نے رمیش سے کہا۔ اچھا پریم رمیش نے جواب دیا اور کندھے سے اس کو ہٹا کر زمیں پر لٹا دیا اقبال کی نظریں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اقبال نے لڑکی کو دیکھا تو نہایت حسین تھی اس کے سیاہ بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اقبال چاہ کر بھی نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے رمیش اور پریم نے لکڑیاں جمع کر لیں اور انہیں جلایا اقبال کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے جب رمیش کی آنکھوں سے آگ نکلی تو لکڑیاں جلنے لگیں پھر لکڑیوں کے گرد دونوں نے مل کر پتھر رکھے اور اس پر دیگ چڑھا دیا پھر دیگ میں لڑکی کو اٹھا کر ڈالا گیا لڑکی کی چیخیں قرب و جوار کو ہلا گئی رمیش نے دیگ کے اندر جھانکا اور بولا

اس سے میرا پیٹ نہیں بھرے گا وہ جو سامنے لڑکا بیٹھا ہوا عمل کر رہا ہے اس کو اٹھا کر دیگ میں ڈال دیتے ہیں اس طرح ہم اپنی بھوک مٹا سکیں گے پریم نے کہا تو دونوں اس کی طرف آنے لگے اقبال کو اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی اس نے اٹھ کر بھاگنے کا سوچا تو جیسے ہی اٹھا تو دینو کی آواز آئی کہ بیٹھے رہو تو وہ بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر لیں اس کے بعد چلے کا وقت ختم ہو گیا اور اقبال اٹھ کھڑا ہوا۔

گھر میں ہل چل مچی ہوئی تھی نشاء اور فروا نے عابد محمود کو جگا دیا تھا رات کے گیارہ بج رہے تھے اور اقبال ابھی تک گھر نہیں آیا تھا اس کا سیل نمبر بھی آف رہا تھا عابد محمود کا پریشانی سے برا حال تھا انہیں اپنے بیٹے پر اس وقت بے حد غصہ آ رہا تھا کہ وہ بنا بتائے کہاں چلا گیا تھا وہ گھنٹے کے تینوں تکینوں پر بہت بھاری تھے تقریباً ڈیڑھ بجے دروازے پر دستک ہوئی فروا نے دروازہ کھولا پیچھے پیچھے عابد محمود اور نشاء بھی آ گئے سامنے اقبال کھڑا تھا وہ مکمل طور پر پسینے سے شرابور ہو رہا تھا کہاں تھے تم فروا نے پوچھا اقبال نے دیکھا کہ سب اس کے جواب کے منتظر ہیں اس نے فوراً ایک جھوٹی کہانی گھڑی میں شاپ پر جا رہا تھا کہ دو افراد نے مجھے وین میں بٹھا لیا اور ایک ویرانے میں لے آئے یہاں ایک حویلی تھی جہاں اور بھی لوگ قید تھے میں رات کو فرار ہو کر واپس آ گیا اس نے کچھ ایسی ایکٹنگ کی تھی کہ گھر میں سب اس سے مطمئن ہو گئے

سنو عشق میں ہر ستم سہنا پڑے گا
ہر غم کو دل سے لگا لینا پڑے گا
کئی بار آئیں گے ایسے بھی لمحے

جب اشکوں کو سمندر میں بہانہ پڑے گا
کوئی بھی روٹھ جائے گی اور دکھوں صحرا ہوگا
جب بھی جدائی کا غم اٹھانا پڑے گا

اس نے بھی سمیر سے کھل کر اپنی محبت کا اظہار کر دیا سمیر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا سمیر نے اسے اپنے بارے میں صرف یہ بتایا تھا ماں باپ ایک حادثے کا شکار ہو گئے ہیں ان کی تمام جائداد کا وارث صرف وہ ہے سمیر نے آج اس سے ملاقات کرنی تھی وہ بڑی بے چینی اور بے صبری سے ساحل سمندر پر اس کا انتظار کر رہی تھی جب وہ اچانک آ گیا تو فروا بولی

اتنی دیر کہاں لگا دی میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہوں کیا تم میرا تھوڑی دیر بھی ویٹ نہیں کر سکتی سمیر نے سرد مہری سے پوچھا

کیوں نہیں کر سکتی میں یہاں اکیلی تھی اس لیے ایسا کہا فروا نے وضاحت کی تھی

کیا مطلب تمہیں اکیلے یہاں ڈر لگتا ہے سمیر کا لہجہ مضحکہ ہو گیا تھا

یہی سمجھ لو فروا نے کہا۔ مجھے امرجنسی کا کہا تھا تمہیں کوئی ضروری بات کرنی تھی۔

ہاں میرے خیال میں ہمیں ایک ہو جانا چاہئے فروا بولی۔ سمیر نے کہا

کیا تم ہوش میں ہو۔

نہیں بے ہوشی کی حالت میں باتیں کر رہی ہوں وہ چڑ گئی۔

اُف فروا ابھی تم ایک دو ماہ ویٹ کر و او کے ۔اس او کے۔

فاصلے تو قریب کی پہچان ہوا کرتے ہیں
بے بس لوگ اکثر پریشان ہوا کرتے ہیں
یہ سچ ہے کہ جہاں ٹوٹ کر چاہا جائے
وہاں بچھڑنے کے بھی امکان ہوا کرتے ہیں

اس نے حارث کے ارسال کردہ شعر کو دیکھا یہ درست تھا کہ نشاء نے اب تک اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر محبت ایک لافانی جذبہ ہے اگر سچی محبت ہو تو انسان اپنے محبوب کی ان کہی باتوں کو بھی جان لیتا ہے وہ بھی جان چکا تھا مگر نشاء ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی وہ صرف اور صرف یہ سمجھ رہی تھی حارث اس سے کلرٹ کر رہا ہے وہ بھی محض ٹائم پاس کر رہی تھی مگر اسے کیا معلوم تھا کہ دونوں کے دل میں عشق لازوال کا جذبہ ابھر آئے گا محبت دھنک کے رنگوں کی طرح خوبصورت ہوتی ہے مگر کبھی کبھی یہ محبت انسان کو جہنم کے شعلوں میں دھکیل دیتی ہے نشاء کو جب سے عشق ہوا تو وہ خوف زدہ رہنے لگی تھی کہ نجانے کب کیا ہو جائے اور ادھر اپنے باپ عابد محمود کی عزت کا بھی خیال تھا وہ ہرگز نہ چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی والد کی عزت پر کوئی آنچ نہ آئے

اس نے حارث کو میسج کیا حارث کیا ہم اچھے دوستوں کی طرح رہ سکتے ہیں تھوڑی دیر بعد حارث کا ریپلائے بھی آ گیا اس نے میسج کھولا تو لکھا تھا میں تو سمجھا کہ تمہیں مجھ سے پیار تھا لیکن اگر تم چاہتی ہو کہ ہم دوستوں کی طرح رہیں تو ٹھیک ہے اس کا میسج پڑھ کر نشاء مطمئن ہو گئی۔

قطار لگی ہے وفاداروں کی
جان ہے جانثاروں کی
اس کا آنچل جو مجھ کو مل جائے
پھر کیا ضرورت ہے استغفاروں کی

بادلوں کے پیچھے سے کبھی کبھی چاند اپنی جھلک دکھا رہا تھا اقبال کے ہاتھ میں ٹارچ تھی آج اسے کسی بھی بات کی ٹینشن نہ تھی کیوں کہ اس نے عابد محمود کو کہہ دیا تھا کہ آج رات وہ اپنے دوست کی برتھ ڈے پر رکے گا لیکن پہلی رات اس کے ساتھ

جو حیرت ناک اور خوفناک واقعہ رونما ہوا تھا نے اقبال کے عصاب پر اچھا اثر نہیں ڈالا تھا کل وہ مکمل پر اعتماد تھا مگر آج وہ نروس ہو رہا تھا قبرستان کا گیٹ اس نے چرچراہٹ کے ساتھ کھولا اندر ہو کا عالم تھا ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی اس نے حصار قائم کیا اور اپنا عمل شروع کر دیا اس کو عمل شروع کئے ہوئے تھوری دیر گزری تھی کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جب اس نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ انسانی ہڈیا اور خون کی بارش ہو رہی ہے یہ منظر دیکھ کر اس کا دل لرز اٹھا اور رواں رواں کانپ اٹھا اقبال نے آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو وہاں کچھ بھی نہ تھا سب کچھ پہلے جیسا ہو گیا تھا بارش کا زور ٹوٹ گیا تھا اقبال چودہ برس کا ایک عام سا لڑکا تھا مگر جو وہ کر رہا تھا وہ ایسا تھا کہ لوگوں کے دل تھرا اٹھیں دہشت ان پر اپنا غلبہ جمالے مگر لیکن اقبال بھی بہادری کا مقابلہ کر رہا تھا اب پھر تھوڑی ہی دیر گزری کہ اقبال نے سامنے برگد کے درخت پر سرسراہٹ محسوس کی جب اس نے دیکھا تو اقبال کے جسم پر پسینے چھوٹ گئے کیوں کہ درخت پر ہر طرف سانپ ہی سانپ تھے ہر طرف لہراتے سانپ جیسے تیسے کر کے اقبال کا دوسرا دن بھی مکمل ہو گیا۔

شام کے دھندلے سائے جب شروع ہوں تو رات کی حکمرانی کا دور شروع ہو جاتا ہے اس اندھیرے کو چیرنے کی ناکام کوشش اقبال کی ٹارچ کر رہی تھی رات کی تاریکی میں اقبال قبرستان جا رہا تھا آج اس کے چلے کی آخری رات تھی وہ جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری گزرے گی لیکن اس نے چلا شروع کر دیا تھا اور چلا ختم ہونے تک اس کوئی معمولی واقعہ بھی نہ ہوا چلا ختم کر کے وہ سیدھا دینو کے پاس گیا آؤ اقبال مجھے تمہارا ہی انتظار تھا دینو بولا۔ اچھا میرا چلا کامیاب ہو گیا۔ لیکن مجھے کوئی طاقت نہیں ملی اقبال نے پوچھا۔ ہاں تمہیں طاقت مل گئی لازوال طاقت تم اب دنیا کے کسی بھی کونے میں اڑ کر جا سکتے ہو بس اپنا منتر تین بار پڑھنا اور خود پر پھونک مار دینا دیکھنا تم ہواؤں میں اڑ و گے یہ سرسراتی ہوئی ہوا ئیں اب تمہاری تابع ہیں۔ کیا سچ میں اقبال کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا مجھے یقین نہیں آ رہا اقبال کی آواز میں حیرت کی آمیزش تھی۔

اقبال نے اپنا منتر پڑھ کر خود پر پھونکا اور دماغ میں گھر کا تصور کر لیا وہ ہواؤں میں اڑنے لگا اسکے پاؤں زمین سے بلند ہو گئے جلد ہی وہ اپنے گھر کی چھت آ گیا اسنے پھر دینو کی دانس کرے کا تصور کیا اور چلے والا درود پڑھ کر خود کر تین مرتبہ پھونک ماری تو وہ دوبارہ ہواؤں میں اڑنے لگا اور اسے یقین نہ ہو رہا تھا وہ دینو کے پاس پہنچ گیا اس نے دینو دیکھا جو مسکرا رہا تھا اقبال تمہیں یہ طاقت کالی ماتا کی وجہ سے ملی ہے ان کا شکریہ ادا کرو۔

محبت کی یہ منزلیں تھیں جو وہ تیزی کیساتھ طے کرتی جا رہی تھی اب وہ محبت کے اس مقام پر تھی جہاں سے جنون کا سفر شروع ہوتا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی محبت کی انتہا سمیر پر ظاہر ہو لیکن پھر بھی وہ خود پر کنٹرول نہ کر پائی اس کے چہرے پہ بکھرے دھنک کے رنگوں کو دیکھ کر سمیر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس حد تک اس سے عشق کرتی ہے سمیر اسے چاہنے لگا تھا اس لیے تو اس نے سمیر کا نام استعمال کیا تھا

وہ اصل میں کالی کا پجاری تھا اور کالی کے مرضی کے خلاف تو دینو سانس بھی نہیں لے سکتا تھا بس اس لیے ہی اس نے ہر عمل کو خفیہ رکھا تھا مگر وہ آج کالی سے اجازت مانگنے والا تھا اس نے کالی

سے رابطہ کیا اور بولا اے کالی ماں میں جانتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے لیکن میں ایک چھوری سے پریم کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں ٹھیک ہے پوجاری لیکن اس چھوری کو اپنا دھرم بدلنا ہوگا یعنی ہندو ہونا ہوگا کیا وہ تیرے لیے پانا دھرم بدلے گی۔

اس کا دل زد میں تھا ممانی انسے کے لیے اپنے بھانجے کا رشتہ لائی تھی انکار کی گنجائش کیوں حسن ایک بہت اچھا لڑکا تھا اور شکل وصورت بھی نشاء کو تو وہ شروع سے ہی پسند کرتا تھا بابا بھی خوش نظر آرہے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اولاد کی رضا مندی کو اہمیت دی مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد عابد محمود اس کے کمرے میں آئے وہ اپنے بیڈ کی چادر ٹھیک کر رہی تھی فروا بیٹی ادھر آؤ ذرا انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے کہا تو وہ چپ چاپ بیٹھ گئی

بیٹی تمہیں معلوم ہے کہ آپا جان کیوں آئی تھی وہ ممانی کو ہمیشہ آپا جان ہی کہتے تھے

جی معلوم ہے اس نے اپنے ابو جان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

تو بیٹا اب تمہاری کیا رائے ہے کیا تم حسن سے شادی کرنے کو تیار ہو عابد محمود کے ایک لفظ سے محبت اپنا نیت اور مان ٹپک رہا تھا وہ بلاشبہ ایک مشرقی لڑکی تھی

بابا وہ بالی حسن ایک نفیس لڑکا ہے یہ میری زندگی ہے اس لیے کیا آپ مجھے سوچنے کے لیے وقت دے سکتے ہیں

کیوں نہیں میری جان تم خوب سوچ سمجھ کر اپنا فیصلہ بتا دینا۔

تھینکس بابا وہ خوشی سے بولی۔

جس کو ہم نے چاہا اس کو چاہ نہ سکے
جس کو تم چاہتے تھے اسے اپنا نہ سکے
محبت تو دل توڑنے کا کھیل ہے
کسی کا ٹوٹا ہوا دل بچا نہ سکے

حارث اسے اب دکھی اور سائڈ میسجز کرتا تھا اب کی بار اس نے حارث کا میسج پڑھا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کا دل سوکھے پتوں کی مانند ہو گیا ہے اس نے اب تک اپنے جذبات کو صرف اور صرف اپنے تک ہی محدود رکھا تھا اور اب وہ حارث کا میسج پڑھ کر پھٹ پڑی اور اس نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی ہی بل پر ریسیو کر لیا گیا

تو آج کیسے یاد کر لیا آپ نے حسن کے رسیلے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی

آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ وہ جل بھن گئی

میں اپنا مسئلہ بتا چکا ہوں یار۔ وہ بولا محبت سے بھرپور لہجہ نشاء کو نجانے کیوں اپنے وجود میں ایک سرشاری محسوس ہونے لگی تھی

اپنے اس مسئلے میں مجھے کیوں پھنسا رہے ہو نشاء بولی یار تمہیں میں کیسے یقین دلاؤں

حارث نے کہا اور کال ڈسکن کٹ ہو گئی۔

فروا کو سمیر نے ساحل سمندر پر بلایا دونوں ہی آ چکے تھے فروا پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے فروا پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے

فروا میں تمہیں اپنے ماضی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں سمیر نے کہا فروا نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بجھا بجھا سا ہے۔

کیا بات ہے سمیر تم کچھ اپ سیٹ لگ رہے ہو

ہاں میں بہت پریشان ہوں کہ میری کہانی

سن کر تمہارا کیا ر سپانس ہوگا۔

بتاؤ اپنا ماضی خواں مخواں سسپنس مت پھیلاؤ فروا بولی۔

دینو نے نظریں سمندر کی سرکش لہروں پر ٹکا دیں اور پھر کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر بولا میں جہاں پیدا ہوا یہ ایک گاؤں تھا وہ ایک متوسط درجہ کا گاؤں تھا میرے ابو بھی دیگر لوگوں کی طرح کھیتوں میں کام کرتے تھے گاؤں کا سردار رحم دل انسان تھا میری دو چھوٹی بہنیں تھیں میرا نام دینو تھا پتا کا نام دیال سنگھ تھا ہمارے گھر میں ہر طرح سے خوش حالی تھی ایک دن میں کھیتوں پر کام کرتے کرتے بہت تھک گیا گھر آیا تو گرمی بہت زیادہ تھی میں نے اپنی چھوٹی بہن لکشمی سے کہہ کر اپنا بستر چھت پر لگوایا اور لیٹ گیا چاندنی رات تھی چاند کی ساتویں تھی یا دن نہ تھو نے کے برابر تھے ہر طرف تارے ہی تارے تھے اچانک میں نے نظر اوپر اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ جہاں تین تارے ہیں جو آپس میں ٹکرا رہے ہیں جب وہ تارے آپس میں ٹکراتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے روشنی کا جھماکا ہو پھر وہ تینوں تو رے زور سے ٹکراتے یہ منظر حیرت ناک تھا میں بڑا محو ہو کر دیکھ رہا تھا پھر جب تارے ٹکرائے تو اس میں ایک وجود نمودار ہوا وہ میرے پاس آیا اس کا ٹھوس جسم نہ تھا سیاہ دھویں کا مرغولہ تھا اس کے منہ سے آواز آئی جو بادلوں کی گڑگڑاہٹ سے مشابہت رکھتی تھی آپ کو شیطان آقا نے یاد فرمایا ہے اس سیاہ دھویں نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا جسے میں نے تھام لیا اور ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا تو خود کو ایک غار میں بند پایا پھر میں شیطان آقا کا سیوک بن گیا اور اب میں تمہیں چاہنے لگا ہوں لیکن شیطان آقا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اگر تم ہندو ہو جاؤ اور شیطان آقا کی سیوک بن جاؤ تو ہماری شادی ہو سکتی ہے۔

کیا میں تم جیسے شیطان سے کبھی شادی نہیں کروں گی مجھے تو حیرت ہے کہ مجھے ایک غلیظ جادوگر سے محبت کیسے ہو گئی فروا غصے سے بولی او ر پاؤں پٹختی ہوئی گھر آ گئی۔

وہ سیدھی عابد محمود کے کمرے میں آئی اور شادی کے لیے ہاں کر دی عابد کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا تھا تم نے درست فیصلہ کیا ہے میری بچی وہ شفقت سے بولے پھر ان کی شادی ہو گئی حسن بہت اچھا انسان ثابت ہوا۔

جب دینو کو پتہ چلا کہ فروا شادی کر چکی ہے اس نے انتقام کا ارادہ کر لیا۔

اڑنے لگے وجود کے ذرے ذرے ساتھ ساتھ

میں اس قدر مخلوق سے بکھرا کبھی نہ تھا

ڈوب گیا ڈوبتے سورج کے ساتھ میرا دل بھی

اتنا اداس شام کا منظر کبھی نہ تھا

سحارث کئی دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ اس کی پھوپھو زاد کزن عائشہ اس ہیں انٹرسٹ لے رہی ہے آج حارث گھر میں اکیلا تھا اس کی امی جان اپنی کسی دوست کے ہاں گی ہوئی تھی اس وقت دروازے پر دستک ہوئی تو حارث نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے عائشہ کھڑی تھی۔

کیسے ہو حارث عائشہ نہائت بے باکی سے بولی

ٹھیک ہوں اس کے لہجے میں بیزاریت نمایا تھی جسے عائشہ نے نظر انداز کیا اور اندر آ گئی۔

ماں کہاں ہے عائشہ نے پوچھا۔

اپنی کسی دوست کے ہاں گئی ہیں۔

اچھا حارث میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں

عائشہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

بولو حارث نے کہا تو اسی وقت اس کے موبائل کی میسج ٹیون بج رہی تھی حارث نے میسج کھولا اے

دوست مجھے اپنے خیالوں کی روانی دے جا

جو بھر نہ سکے ایسی کوئی زخم نشانی دے جا

جو باعث توقیر بھی ہو تیرے لیے میرے لیے

دنیا کو رہے یاد وہ الفت کہانی دے جا

اغیار بھی راضی رہے اپنے بھی رہیں خوش تجھ سے

اپنو کو تو پیغام یہ غیروں کی زبانی دے جا

کھو دیتے ہیں میرے الفاظ معنی کے بغیر اپنا وجود

بے جان میرے لفظ ہیں لفظوں کی معنی دے جا

ثابت یہ ہوا حسن سے ہے قوت گفتار فسوں

کہنے لگے ہیں حسن مگر شعلہ بیانی سے جا

نشاء نے اسے یہ غزل سینڈ کی تھی جو اسے بے حد پسند تھی

۔کس کا میسج تھا جو اتنے محو ہو کر پڑھ رہے ہو

عائشہ نے پوچھا تو وہ چونک سا گیا دل میں بے تحاشہ لڈو پھوٹ رہے تھے کہ نشاء نے کم از کم اپنی ناراضگی تو دور کی۔

کسی کا نہیں ۔۔تم کیا کہنے والی تھی

حارث آئی لو یو عائشہ نے تین الفاظ میں تین ایٹم بم چھوڑے

واٹ کیا تم جانتی ہو عائشہ تم کیا کہہ رہی ہو حارث نے حیرت سے کہا۔

ہاں جانتی ہوں مگر اس میں برائی کیا ہے

میں تو کسی اور کو پسند کرتا ہوں

اچھا تو یہ بات ہے تم دیکھنا اگر میں جی کر تمہیں پا نہ سکی تو مر کر تمہیں ضرور پا لوں گی۔

اقبال تیزی سے کالا جادو سیکھ رہا تھا وقت کا پہیہ تیزی سے گزر رہا تھا اقبال اب ایک بہت بڑا جادوگر بن چکا تھا اور دینو نے اسے نیا نام رام لال دیا تھا دینو کو معلوم تھا کہ رام لال فروا کا بھائی ہے اب وہ کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا

اے دینو کالی ماتا کے منہ سے آواز آئی تمہیں اقبال یا رام لال کو ہمارے قدموں میں قربان کرنا ہوگا

لیکن کالی ماتا وہ تو آپ کا سیوک ہے دینو بولا

ہاں ہمارا سیوک ہے مگر ہمیں تمہاری وفاداری پر زیادہ اعتبار ہے اس لیے تم اس کی بلی چڑھا دو تا کہ مزید اور شکتیاں حاصل کر کے دنیا میں کفر اور ظلم کا بھول بھالا کر سکو سمجھ آئی۔

جی کالی ماتا ساتھ ساتھ دینو یہ بھی سوچ رہا تھا کہ وہ کیسے فروا سے انتقام لے۔

عائشہ کی موت کی خبر پورے گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اس نے خودکشی کی تھی اس نے اپنی نبض کاٹ دی دیر سے پتہ چلنے کی وجہ سے کوئی اسے بچا نہ سکے حارث کے کانوں میں اس وہ بات گونج رہی تھی کہ اگر میں تمہیں زندہ نہ پا سکی تو مر کر پا لوں گی رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی حارث بیٹھا ہوا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کہ اچانک حارث کو یوں محسوس ہوا کہ اس کے ساتھ کوئی بیٹھا ہوا ہے اس نے مڑ کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا اچانک کمرے میں عائشہ کی روح کی آواز گونجی

میں تمہیں معاف نہیں کروں گی حارث تم دیکھنا تمہیں میرے ساتھ جانا ہوگا حارث تھر تھر کانپنے لگا اسے یہ ہی حل نظر آیا کہ اگر وہ نشاء سے شادی کرے گا تو عائشہ کی روح مایوس ہو کر چلی

جائے گی۔

اقبال نے ایک چلہ کیا اسے یہ طاقت ملی کہ وہ مستقبل کا جان سکتا تھا یہ بات اس نے دینو کو نہیں بتائی تھی وہ دینو کو سرپرائز دینا چاہتا تھا اس نے چلہ ختم ہوتے ہی دور پھونک شیشے پر مارتو دینو کالی کے عزائم اور ملاقات طلسمی شیشے پر ظاہر ہوئی ساتھ ہی نشاء کے شوہر کی جان خطرے میں محسوس ہوئی نشاء اور حارث شادی ہو چکی تھی اس نے دیکھا کہ حارث کے سر پر کوئی بڑی آتما منڈلا رہی ہے ساتھ ہی اسے فروا اور دینو کے بارے میں سب پتہ چل گیا اقبال نے دیکھا کہ دینو کا ارادہ اب فروا سے انتقام لینے کا ہے اتنا بڑا دھوکہ اقبال سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کبھی ایسا ہوگا لیکن اب اسے سب کچھ ٹھیک کرنا تھا سب کچھ اسے ہی اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی۔

حسن کے ساتھ فروا کی زندگی بہت خوشگوار گزر رہی تھی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں آج جب فروا اٹھی تو اس نے تکیے کے نیچے نے ایک کاغذ پڑے ہوئے دیکھا۔

عالم تنہائی ہے نہ کوئی اپنا نہ پرایا ہے
صبر لازم ہے یہ زخم عشق نے فرمایا ہے
میں کہوں کیا اس وقت بے مروت کو
پیار ہے یہ بھی اس کا اس نے آزمایا ہے
آج جب مرض جسم نے لاچار کر ڈالا
تو در و دیوار کو قصہ یہ سنایا ہے

صرف دینو۔ دینو کا نام پڑھا تو فروا چونک گئی وہ جانتی تھی کہ دینو شیطان کا پوجاری ہے اور اس کے پاس بے شمار کالی شکتیاں ہیں لیکن اب تو اس کی شادی ہو چکی تھی حسن جیسے ہی نہا کر باہر نکلا اس کے ہاتھ میں کاغذ دیکھ کر ٹھٹک کر رہ گیا

تمہارے ہاتھ میں کیا ہے فروا

اس نے پوچھا تو

وہ۔۔وہ۔۔۔وہ دراصل فروا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا بولے۔ کو۔ کو۔ کو۔ کچھ نہیں بس میں ایک شعر دیکھ رہی تھی

او کے اتنا بدحواس ہونے کی کیا ضرورت ہے حسن نے کہا۔

نہیں میں بے حواس تو نہیں ہو رہی فروا نے جواب دیا حالانکہ اس کے لہجے میں کپکپاہٹ واضع تھی تھوڑی ہی دیر میں حسن آفس چلا گیا وہ کچن میں آ گئی حسن نے اپنے ساتھ اس کے لیے بھی ناشتہ تیار کر دیا تھا اچانک فروا کو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے فروا نے مڑ کر دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے سامنے ایک مکروہ صورت چڑیل کھڑی تھی جس کے پورے جسم پر بے تحاشا بال تھے ہونٹ کٹے ہوئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا ناک ضرورت سے زیادہ لمبی تھی یہ منظر فروا سے دیکھا نہ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئی۔

سپنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
ہر وقت مسکرانے کی عادت نہیں رہی
یہ سوچ کر کہ اب کوئی منانے نہیں آئے گا
اب ہمیں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی

نشاء کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی خوشگوار زندگی کو کسی کی نظر لگ گئی ہو حارث نے اس کو عائشہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اب عائشہ کی روح نے ان کی زندگی عذاب بنا دی تھی اس وقت نشاء بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی نشاء نے جا کر دروازہ کھولا سامنے اقبال کھڑا تھا

اقبال تم اندر آجاؤ نشاء ایک طرف ہٹتے ہوئے بولی تو اقبال اندر آ گیا

حارث بھائی کہاں ہیں۔ اقبال نے اندر

آتے ہی پوچھا۔
آفس چلے گئے ہیں بتاؤ ابو کی طبیعت کیسی ہے نشاء نے پوچھا
ابو بالکل ٹھیک ہیں نشاء میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں نشاء بولی
ہاں بولو میں سن رہی ہوں تو اقبال نے ساری داستاں اس کے گوش گزار دی۔
کیا اقبال تمہاری جان کو خطرہ ہے تم نے کالا جادو سیکھ لیا ہے۔اور عائشہ کی روح کو ختم کرنے آیا ہوں تا کہ تم دونوں کی زندگی پر سکون ہو اقبال نے کہا نشاء تم ہوشیار ہو جاؤ میں عائشہ کی روح کو بلاتا ہوں پھر اقبال نے عائشہ کی روح کو بلایا اور اسے سمجھایا کہ وہ واپس چلی جائے اس کا پیار یکطرفہ ہے لیکن عائشہ کسی بھی صورت تیار نہ ہوئی تو اقبال نے اسے جلا کر بھسم کر دیا۔

دینو کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اقبال آیا دینو کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی اقبال نے پاس پڑا ہوا چھرا اٹھایا اور دینو کی طرف بڑھنے لگا دینو چونکہ چلا کر رہا تھا اس لیے وہ یہ سمجھا کہ نظر کا دھوکہ ہے لیکن اقبال فوراً اسکے سر پر پہنچ گیا اور خنجر سے اس کی شہ رگ کاٹ دی دینو تڑپتے تڑپتے ٹھنڈا ہو گیا اور بلا آخر کسی کے برسوں سے انسانوں خون چوسنے والے کا خاتمہ ہو گیا
ان تمام واقعات کو کئی سال گزر چکے ہیں نشاء اور فروا اپنی زندگیوں میں بہت خوش ہیں اقبال نے بھی سچے دل سے توبہ کر لی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ خدا غفور رحیم اپنے بندوں کو ستر ماؤں کا پیار دیتے ہیں اور اسے ضرور معاف کر دیں گے۔۔۔۔

اچھی باتیں

* اگر کسی کو دعا نہیں دے سکتے تو بددعا بھی مت دو۔
* گلے شکوے سے زبان بند رکھو تو راحت نصیب ہو گی۔
* کسی سوالی کو اگر کچھ نہ دے سکو تو اسے جھڑکی بھی نہ دو۔
* خدا سے دعا کرو اپنے لئے بھی دوسروں کے لئے بھی۔
* اگر خدمت کرنا چاہتے ہو تو والدین اور غریبوں کی کرو۔
* اخلاق کا اچھا ہونا محبت الٰہی کی دلیل ہے۔
* اگر اپنی عزت کرانا چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو۔
* کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
* جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔
* آزادی کا ایک لمحہ غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔
* کسی کا دل نہ دکھاؤ کہ تیرے پہلو میں بھی دل ہے۔
* ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔
* تکبر علم اور غصہ عقل کا دشمن ہے۔
* علم سے بڑا کوئی خزانہ نہیں، بُری عادت سے زیادہ کوئی دشمن نہیں اور شرم سے بہتر کوئی لباس نہیں۔
* خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
* کھوکھلے قہقہوں کے مقابلے میں پرخلوص مسکراہٹ زیادہ قیمتی ہے۔

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پر چلو گئے تو پھسل جاؤ گے
(بشیر احمد توقیر، ظفرہ ابو ظہبی)

کیا بتاؤں کہ روٹھ کر تجھ سے
آج تک تجربوں میں کھویا ہوں
تو مجھے بھول کر بھی خوش ہو گی
میں تجھے یاد کر کے رویا ہوں

میں نے پوجا ہے تجھے، تیری عبادت کی ہے
تجھ کو چاہا ہے صنم تجھ سے محبت کی ہے
محمود عالم حاکم۔کراچی

گیسٹ ہاؤس کا راز

---تحریر۔ ثمن شہزادی، نئی آبادی فتح جنگ

اس نے وہاں پڑی روشن کی مشعل جس سے کمرے میں نیم روشنی پھیل گئی سحر نے دیکھا کہ کمرے میں ہر طرف انسانی کھوپڑیاں پڑی ہیں اور جب آتما ان پر چلتی ہے تو وہ ٹوٹ جاتی ہیں یہ دیکھ کر سحر کو دکھ ہوا اس نے پکا ارادہ کرلیا کہ اس کو سزہ ضرور دے گی ادھر جب حرا اور شہر کی صبح آنکھ کھلی تو وہ سحر کو نہ پا کر حیران و پریشان ہوگئیں اور اسے ڈھونڈنا شروع کردیا مگر انہیں سحر کہیں نہ ملی تو وہ اور بھی پریشان ہوگئیں ساری رات جاگنے کی وجہ سے سحر کو اب نیند آرہی تھی اسے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ تھا اگر اس کی زندگی ختم ہوچکی ہے تو وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے گی اور اگر نہیں تو یہ آتما بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اسے پریشانی سے اپنی مدد سے ضرور نکالے گا وہ سکون سے سوگئی اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت اس کے پاس آئی ہے جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اس نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میں جانتی ہوں تم اس وقت بہت پریشان ہو یہ آتما اصل میں ایک ہندو عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اس گیسٹ ہاؤس میں آئی تھی بہت امیر تھی اس کے شوہر نے اس سے جھوٹی محبت کا ڈھونگ رچایا ہوا تھا وہ لالچی تھا اس نے اس کی دولت حاصل کرنا چاہتا تھا اس کی بیوی نے اسے اپنی دوسری گرل فرینڈ کے ساتھ دیکھا تو ان کا جھگڑا ہوگیا کیوں کہ یہ اس سے سچی محبت کرتی تھی مگر شوہر اسے دھوکہ دے رہا تھا۔ جب اس شخص نے اپنا کھیل بگڑتا ہوا دیکھا تو اس نے اس کو قتل کردیا اس نے وہ لاش نیچے تہہ خانے میں چھپائی ہے اور وہ آتما اسی کی ہے جو تمہارے سامنے آئی تھی یہ اپنے شیطانی منصوبوں کے لیے کئی بے گناہ لڑکیوں کو قتل کر چکی ہے تمہیں اس کا خاتمہ کرنا ہوگا جہاں تم سوئی ہو اس سے دس قدم کے فاصلے پر ایک کھڑکی ہے تم اس کے ذریعے نیچے تہہ خانے میں اتر جانا وہاں اس کی لاش ہوگی تم اس کو جلا دینا اور اور الماری میں پڑی مورتی کو اس کی آمد سے قبل توڑ دینا تاکہ وہ دوبارہ نہ آسکے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم وصل ہو جائے گی اس گیسٹ ہاؤس میں کئی قتل ہو چکے ہیں اب وہ یہاں رہنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی سحر کی آنکھ کھل گئی اس نے ادھر ادھر دیکھا وہ آتما وہاں نہیں تھی وہ جلدی سے اٹھی اور بائیں جانب قدم بڑھانے لگی اور ٹھیک دس قدم پر ایک کھڑکی تھی وہ جلدی سے کھول کر نیچے اتر گئی اس نے مشعل ہاتھ میں لے لی جس سے تہہ خانے میں روشنی ہو رہی تھی ورنہ وہ وہاں کچھ بھی تلاش نہ کر پاتی کیوں کہ نیچے بہت اندھیرا تھا اس نے پہلے ایک زنگ آلود الماری سے وہ مورتی نکالی اور ہاتھ میں لے لی اور پھر اس آتما کی لاش کو تلاش کرنے لگی ۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

گرمیوں کی خوشگوار صبح تھی حرا بستر سے اٹھی تو سات بج چکے تھے اس نے اپنا تکیہ یہ کلام دہرایا ہائے اللہ۔ اور جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی امی کچن میں ناشتہ تیار کر رہی تھی وہ

جلدی سے تیار ہوئی اور ناشتہ کیے بغیر ہی سکول کو نکل گئی ناشتے کے لیے اس کے پاس ٹائم کہاں تھا کیوں کہ اس کے سکول ٹائم میں صرف دس منٹ باقی تھے۔

سکول پہنچ کر اس نے سکھ کا سانس لیا کیوں کہ شہر اور سحر اس کے انتظار میں آل ریڈی کھڑی تھیں کیون کہ یہ تینو بہت پکی سہیلیاں تھیں وہ تینوں جلدی سے اسمبلی ہال میں پہنچ گئیں ابھی تین پیریڈ بھی نہیں گزرے تھے کہ حرا کو ناشتے کی یاد ستانے لگی حرا کی طبیعت بھی کچھ ایسی تھی نٹ کھٹ سی شرارتی سی جو سب کو بہت بھاتی تھی۔

آہستہ آہستہ وقت گزرا اور تفریح کا ٹائم ہو گیا حرا نے تو گھڑیاں گن گن کر گزار کر اس وقت کا انتظار کیا تھا وہ تینوں کینٹین کی طرف چل پڑی وہاں جا کر سب سے پہلے جی بھر کر ناشتہ کیا شہر اور سحر نے اپنی پسند کی کھانے کی چیزیں خریدیں اور ایک گھنے درخت کی چھاؤں دیکھ کر اس کے نیچے آ کر بیٹھ گئیں۔

شہر نے درخت کے تنے سے ٹیک لگائی حرا اور سحر اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئیں۔

گرمیوں کی چھٹیوں کے لیے کیوں نہ آوٹنگ کا پروگرام بنائیں سحر نے کہا تو حرا اور شہر کی آنکھوں میں چمک آ گئی یہ تو تو نے بڑے کمال کا آئیڈیا دیا ہے یار ویسے میں تمہیں اتنا عقل مند سمجھتی نہیں تھی حرا نے شوخ انداز میں کہا وہ تو ٹھیک ہے یار گھر سے اجازت کیسے ملے گی شہر نے مانند لہجے میں کہا

ہم کس لیے ہیں تم فکر مت کرو یار ہم بات کرے گے تیرے گھر والوں سے سحر نے حرا کی طرف ایک نظر ڈال کر شہر سے پر امید لہجے میں کہا۔

چلو بھئی پہلے جگہ اور دوسرا پلان بناتے ہیں پھر اجازت کے بارے میں سوچیں گے اور اگر نہ ملی تو بتائے بغیر ہی نکل جائیں گے حرا نے بے فکر ہو کر کہا

ہاں تم تو بس غلط طریقے ہی سوچنا سحر نے چڑتے ہوئے کہا

اچھا بھئی بس کرو لڑائی اور کام کی بات کرو سحر بولی میرا خیال ہے مری بیسٹ ہے اور ویسے بھی گرمیاں ہیں اور وہاں کے مناظر بھی بہت دلفریب ہیں اب لمبی کہانی نہ شروع کر دینا فطرت کی مداح حرا نے کہا

ویسے آئیڈیا تو بہت اچھا ہے شہر نے کہا

ہاں ناں میرا دماغ تو ایسے ہی چلتا ہے اب تو قائل ہو گئی ہو ناں میری ذہانت کی سحر نے فخریہ انداز میں کہا تو شہر اور حرا کے چہرے کی مسکراہٹ پھیل گئی چلو تو پھر پلان ڈن ہو گیا ڈن سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔

ہم جائیں گے کب اور کتنے دن رہیں گے وہاں یہ بھی تو بتاؤ کم از کم ایک ویک تو مسٹ ہے سحر کے سوال کے جواب میں حرا بولی

سحر تم بھی تو کچھ کہو حرا نے شہر کی طرف شارہ کر کے کہا

کچھ نہیں بس یہاں میرا دل گھبرا رہا ہے ڈر سا لگ رہا ہے شہر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا

کم ان یار اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے ہم بہت انجوائے کریں گے انشاءاللہ

سحر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بل بج گئی اور تینوں کلاس کی طرف چل پڑیں۔

اگلی صبح انہوں نے اپنے والدین سے پہلی اجازت لیے کی کوشش کی جو تقریبا ناکام رہیں جس کی وجہ سے پریشان ہو گئیں

یار اب کیا ہوگا ہماری تو ساری امیدوں پر پانی پھر گیا ہے سحر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا

تم تو ایسے ہی پریشان ہو جاتی ہو ابھی دو دن باقی ہیں چھٹیوں میں دوبارہ کوشش کریں گے۔

میرا خیال ہے اس بار ہم ضرور کامیاب ہو جائیں گے تم نے وہ شعر نہیں سنا۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو

وہ طلاطم خیز موجوں سے گھبرایا نہیں کرتے

سحر نے پرامید ہو کر شوخ انداز میں کہا

تم لوگ ایسے کرنا شام کو میرے گھر آ جانا وہاں بیٹھ کر کچھ پلان بنائیں گے میں تم لوگوں کا انتظار کروں گی ٹھیک ہے ناں اس پر سحر اور حرا نے سر ہلا دیا شام ہو گئی تھی سحر صحن میں ٹہلتے ہوئے ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی اتنے میں وہ دونوں گیٹ کے اندر داخل ہوئیں سحر نے انکو خوش آمدید کہا اور ان کو لان میں بٹھا کر خود اندر آ گئی جب واپس آئی اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھا جس میں تین جوس کے گلاس رکھے ہوئے تھے اس نے وہ شہر اور حرا کو پیش کیے اور ایک خود اٹھا لیا۔

یار ہم اتنی دور سے چل کر تمہارے پاس آئے ہیں تم کوئی بسکٹ بھی ساتھ لے آتی حرا نے جوس کے گلاس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

فکر نہ کرو میری امی چائے بنا رہی ہیں وہ لے آئیں گی تمہارے لیے بسکٹ سحر نے جواب مسکراتے ہوئے کہا

بس کرو میرا خیال ہے کہ اب کام کی بات ہو جائے۔ شہر نے ذرا تنگ ہوتے ہوئے کہا۔

اور انہوں نے پلان ترتیب دینا شروع کر دیاں میں اور حرا تمہارے پاس ایک خوشخبری لے کر آئے ہیں شہر نے کہا

وہ کیا

وہ یہ کہ مجھے اور حرا کو اجازت مل گئی ہے شہر نے خوش ہوتے ہوئے کہا

تمہارا مشن کہاں تک پہنچا حرا نے جوس کو گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ ناں ۔۔یار ۔۔وہ ناں ۔۔ مجھے ناں اجازت مل گئی ہے سحر نے رک رک کر افسردہ لہجے میں کہا

اس دوران حرا اور شہر کے چہرے کے تاثرات مسلسل بدل رہے تھے مگر جملہ مکمل ہوتے ہی دونوں نے خوشی سے یس کا نعرہ لگایا

چلو پھر پیکنگ شروع کر دیں ہم سب حرا نے سوالیہ انداز میں کہا

کیوں نہیں ضرور کرو سحر نے جواب دیا مگر ادھر ہم سب رہیں گے

کہاں

او ہو تم بھی بڑی بے وقوف ہو حرا ہم گیسٹ ہاؤس میں رہیں گے اور کہاں رہیں گے اب ہم فٹ پاتھ پر تو ڈیرے لگانے سے رہے سحر نے جواب دیا۔

ہائے اللہ ۔۔ میں بے وقوف ہوں حرا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔

ہائے اللہ تو ہم نے کب کہا کہ تم بے وقوف ہو شہر نے کہا تو سب کی ہنسی نکل گئی

چلو اب ہم چلتے ہیں اس کے ساتھ ہی وہ دونوں گیٹ کی طرف چل پڑیں حرا تمہارے بسکٹ سحر نے پیچھے سے آواز لگائی تم زیادہ خوش نہ ہونا کہ میں تمہارے بسکٹ چھوڑ کر جا رہی ہوں پھر کبھی آؤں گی تمہارے بسکٹ کھانے حرا نے پیچھے مڑ کر کہا اور ہاتھ ہلا کر گیٹ سے باہر نکل گئی۔

ان تینوں نے اپنی اپنی تیاری مکمل کر لی تھی اور وہ تینوں حرا کے گھر آ گئیں وہاں سے ان کے والدین نے انہیں روانہ کیا سفر تین گھنٹے کا تھا اور تینوں باتیں کرتی ہوئی اور کھاتے ہوئے وقت کا پتہ بھی نہ چلا اور وہ مری پہنچ گئیں۔

انہوں نے دو کمرے بک کیئے انہوں نے دو ہفتے وہاں رہنا تھا انہوں نے دس ہزار ادا کیئے کمرے کی چابیاں لیں اور کمرے کی طرف چل دیں کمرے کافی وسیع اور صاف ستھرے تھے اور ضرورت کی ہر شے موجود تھی تینوں نے منہ ہاتھ دھویا اور فریش ہو کر کھانا کھایا اپنا سامان سیٹ کیا میرا خیال تھا ہم تینو ایک ہی کمرے میں سو جاتیں شہر نے کہا شام کے چار بج رہے تھے ہم تینوں نے کمرے اس لیے بک کروائے ہیں کہ تینوں ایک میں ہی رہیں میں دوسرے میں سو جاؤں گی اور تم دونوں اس روم میں سو جانا ویسے بیڈ کافی بڑے ہیں ویسے ہم تینوں یہاں سو تو سکتے ہیں حرا نے کہا۔

اس کے بعد تینوں نے اپنے کمرے کی مکمل سیٹنگ کی اور ریلیکس ہو کر باہر نکل گئیں چونکہ وہ تھک چکی ہیں اس لیے وہ تینوں لان میں ہی بیٹھ گئیں اور گپ شپ کرتی رہیں رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا وہ تینوں واپس آئیں اور اپنے اپنے کمروں میں آرام کے لیے چلی گئیں رات تو سکون سے گزری صبح ابھی شہر اور حرا کی آنکھ بھی نہیں کھلی تھی کہ سحر تیار ہو کر ان کے کمرے میں آ گئی۔

میں اتنی دیر سے دستک دے رہی ہوں تم لوگوں کا دروازہ کیوں نہیں کھلا سحر نے برہم ہوتے ہوئے کہا۔ تمہیں اتنی صبح آنے کی ضرورت کیا تھی تمہیں نہیں پتہ تھا کہ ہم لوگ سو رہے ہوں گے حرا نے آنکھ ملتے ہوئے کہا یہ صبح نہیں ہے نو بج رہے ہیں سحر نے کھڑکی کے آگے سے پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں شہر بھی اٹھ گئی وہ بے چاری کہاں سو سکتی تھی اچھا ہوا تم بھی اٹھ گئی چلو اب تم دونوں نہا دھو کر تیار ہو جاؤ میں تم دونوں کا یہاں انتظار کرتی ہوں پھر ہم ناشتہ کرنے چلتے ہیں سحر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو کر باہر دیکھنے لگی ہم ہو گئے ہیں تیار قطرت کی پرستار اب واپس اس دنیا میں آ جاؤ اور چلو ناشتہ کرنے چلیں۔

حرا نے سحر سے مسکراتے ہوئے کہا

تم تو شہر آج بالکل پرستان کی پری لگ رہی ہو اس فراک میں سحر نے شہر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا

ویسے کالے کپڑوں میں ملبوس جن بھی ہوتے ہیں پرستان میں حرا نے سحر کی طرف اشارہ کیا

اوئے خبردار جو مجھے جن کہا تو سحر نے فورا غصے سے جواب دیا۔

اچھا بھئی اب لڑائی نہ شروع کرو چلو ناشتہ کرنے چلیں شہر نے فضول قسم کی گفتگو سے تنگ آ کر کہا اس کے ساتھ ہی وہ تینوں چل دیں ناشتے کی ٹیبل پر انہوں نے تقریبا گپ شپ کرتے ہوئے گھنٹے بھر میں ناشتہ کیا پھر اٹھیں اور بل ادا کر کے باہر نکل گئیں وہ لان میں کچھ دیر بیٹھی رہیں۔

میرا خیال ہے اب مارکیٹ چلتے ہیں میں نے سنا ہے یہاں کی خواتین ہاتھ کا کام بہت اچھا کرتی ہیں اس بہانے کچھ شاپنگ بھی ہو جائے گی اور تھوڑا انجوائے بھی کر لیں گے حرا نے تجویز دیتے ہوئے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے جاؤ حرا کمرے سے میرا اور سحر کا بیگ لے آؤ شہر نے حرا سے کہا حرا جب واپس آئی تو اسے سانس چڑھا ہوا تھا۔

کیوں کیا ہوا میلوں کا سفر کر کے آئی ہو ہم نے تم کو پرستان تو نہیں بھیجا تھا بیگ لینے بھیجا تھا بیگ لینے سے جو تمہاری سانس اس قدر پھولی ہوئی ہے سحر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

حرا نے زور سے بیگ ٹیبل پر رکھے اور غصے میں شہر سے مخاطب ہوئی کیوں شہر کی بچی تم نے دروازہ کیوں بند کیا تھا میں زور لگا لگا کر ہلکان ہو

گئی مگر دروازہ تو جیسے کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا میں نے دروازہ لاک تو نہیں کیا تھا پھر کیوں نہیں کھل رہا تھا اور میں بیگ لے کر آئی ہوں حرا نے یقین دلاتے ہوئے کہا ویسے دروازہ کھلا کیوں نہیں شہر نے تجسس بھرے لہجے میں کہا

بس کرو چلو چلتے ہیں نارکیٹ سحر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا

وہ تینوں مارکیٹ کی سمت ہو لیں اور چار بجے تک واپس لوٹ آئیں تمام جگہ گھوم کر وہ اپنی شاپنگ کمرے میں رکھ کر فریش ہو کر قریبی جنگل میں گھومنے چلیں گئیں وہ گرمیوں کی ایک خوشگوار شام تھی اور ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جوان کو تروتازہ کر رہی تھی تھوڑا گھومنے کے بعد سحر نے کہا

چلو اب واپس چلتے ہیں اندھیرا ہو رہا ہے۔

ہم تو تھوڑا اور گھومیں گے اور پھر آئس کریم کھانے جائیں گے

تم بھی ہمارے ساتھ چلو ناں حرا نے پلان بناتے ہوئے کہا

نہیں بھئی میں تو آج بہت تھک گئی ہوں میں تو ریسٹ کرنے جا رہی ہوں

اوکے سحر نے مڑتے ہوئے کہا وہ دونوں آئس کریم کھانے چلی گئیں شہر کمرے میں داخل ہوئی تو کمرا زور سے بند ہو گیا

بھئی ہوا سے ہو گیا ہو گا شہر نے گھبرا کر پیچھے دیکھا

یہ دروازہ کیسے بند ہو گیا میں تو خواہ مخواہ پریشان ہو جاتی ہوں شہر نے اپنے آپ کو سمجھایا اور آ کر بستر پر آرام کی غرض سے لیٹ گئی۔

ابھی وہ بستر پر لیٹی ہی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی اس نے سوچا شاید حرا اور سحر آ گئی ہوں اس نے جب دروازہ کھولا تو وہاں کوئی نہیں تھا اسے لگا جیسے کوئی اس کے پاس سے گزر کر کمرے میں داخل ہو گیا ہے وہ جب واپس متوجہ ہوئی تو اسے کمرے سے عجیب قسم کی خوشبو آ رہی تھی اس نے باہر دیکھا مگر دور تک کوئی نہ تھا وہ گھبرا گئی اور دوڑ کر باہر نکل آئی سامنے سامنے حرا اور سحر کھڑی آئس کریم کھا رہی تھیں وہ شہر کو دیکھ کر حیران ہو گئیں

کیوں محترمہ کر لیا آرام سحر نے کہا

مجھے پتہ تھا تم ہمارے بغیر نہیں رہ سکو گی۔۔ حرا نے کہا

تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو سحر نے شہر کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا

نہیں بس ایسے ہی شہر نے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا

چلو کافی اندھیرا ہو رہا ہے اندر چلتے ہیں شہر نے کہا

چلو ہمارے ساتھ والے روم میں کوئی رہتا ہے شہر نے چلتے ہوئے سوال کیا

نہیں ساتھ والے روم میں تو کوئی نہیں رہتا صرف اوپر والے فلور میں ایک فیملی آئی ہوئی ہے اور وہ لوگ بھی صبح چلیں جائیں گے ساتھ والے کمرے کو تو لاک لگا ہوا ہے لگتا ہے کافی پرانا تالا ہے بہت زنگ آلود ہے شہر نے اپنے معلومات ان کے ساتھ شیئر کیں۔

تمہیں کیسے پتہ حرا نے سحر سے سوال کیا کل میں نے ان لوگوں کو ٹی وی لاؤنج میں دیکھا تھا اور جو باتیں وہ کر رہے تھے ان کا کل جانے کا پروگرام ہے سحر نے وضاحت کی

اچھا تو تم ان کی باتیں سنتی رہتی ہو حرا نے شوخ انداز میں کہا۔

سحر کا کمرہ آ گیا اور وہ ان دونوں کو گڈ بائے کہہ کر اندر داخل ہو گئی اور شہر اور حرا اپنے کمرے میں آ کر ڈریس چینج کر کے سونے کے لیے لیٹ

گئیں کیوں کہ وہ دن بھر کے سیر سپاٹے سے بہت زیادہ تھک گئیں تھیں سحر کمرے میں داخل ہوئی تو لائٹ اوف کئے بغیر ہی لیٹ گئی

پتہ نہیں ہو رات کو کون سا پہر تھا اسے یوں محسوس ہوا کہ کوئی اس کا کمبل کھینچ رہا ہے وہ گھبرا گئی اس نے ادھر ادھر دیکھا اسے کوئی نظر نہ آیا کچھ وقت گزرا کہ لائٹ آف ہو گئی اب صرف لیمپ جل رہا تھا جس کی ہلکی ہلکی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی اسے کونے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اس نے اسے آواز دینے کی کوشش کی مگر آواز تو اس کے حلق سے نکل ہی نہ پائی تھی اس کا پورا جسم پسینے سے شرابوت تھا آہستہ آہستہ کونے والا سایا چلتا ہوا اس کے بیڈ کے قریب جا کر غائب ہو گیا تھا۔

سحر نے دیکھا کہ وہ کوئی نوجوان لڑکی تھی سیا رنگ کا لباس اس نے زیب تن کر رکھا تھا اس کے لمبے کالے اور سیا بال اس کے شانوں تک لٹک رہے تھے سحر کو ایسے لگ رہا تھا جیسے ابھی اس کی جان نکل جائے گی وہ دوڑ کر کمرے سے باہر نکلی باہر اندھیرا تھا وہ کسی چیز سے ٹکرائی اور گر گئی جب اس نے اوپر دیکھا تو اس کے سامنے وہی لڑکی کھڑی تھی جو اس نے ابھی اپنے کمرے میں دیکھی تھی اس کے دانتوں اور منہ سے خون بہہ رہا تھا سحر یہ دیکھ کر مزید پریشان ہو گئی اور حرا لوگوں کے کمرے کی طرف بھاگی اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے ہی دروازہ دھڑام سے بند کر دیا جس کی آواز سے حرا اور شہر بھی جاگ گئیں

کیا ہوا شہر تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو نہ تمہارے پاؤں میں جوتے ہیں بال تمہارے کہیں جا رہے ہیں چلو آؤ ادھر بیٹھو۔

شہر نے اسے پکڑ کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے کہا

حرا نے اتنے میں اسے پانی کا گلاس پکڑایا سحر نے ایک ہی سانس میں تمام گلاس ختم کر دیا

کیا ہوا سحر حرا نے سوال کیا۔

بس کچھ۔۔۔ کچھ۔۔۔ کچھ نہیں ہوا مجھے نیند نہیں آ رہی تھی سحر نے مصنوعی مسکرانے کی کوشش کی

ہم نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے پاس سو جاؤ شہر نے کہا

رات کے تین بج چکے تھے وہ تینوں سو گئیں فجر کی اذان ہو رہی تھی کہ ان کی آنکھ کھل گئی وہ اٹھیں اور نماز ادا کی اور پھر ناشتہ کرنے چلی گئیں انہوں نے واپسی پر چند ضرورت کی چیزیں لیں اور گھومنے چلی گئیں شہر کل والے معاملے کو ابھی تک سمجھ نہیں پا رہی تھی اور دوسری طرف سحر رات والے واقعہ سے الگ پریشان تھی حرا بھی اس بات کو نوٹ کر رہی تھی کہ کوئی وجہ ضرور ہے جو یہ دونوں پریشان ہیں۔

کیمرا تو ہم کمرے میں ہی بھول آئے ہیں جاؤ حرا تم جا کر لے آؤ

اوکے میں جاتی ہوں حرا کے جانے کے بعد شہر نے سحر سے کہا۔

میں نے تم سے ایک بات کرنی تھی

بات تو اک میں نے بھی تم سے کرنی ہے تم اپنی بات بتاؤ سحر نے کہا

اس کے بعد ان دونوں نے اپنے ساتھ بیتے واقعات ایک دوسرے کے ساتھ گوش گزار دیئے ادھر حرا کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ کھلا چھوڑا اور جلدی سے کیمرا نکالنے لگی کہ لائٹ چلی گئی باہر بادل چھائے ہوئے تھے اس لیے کھڑکی کھلی ہونے کے باوجود بھی اندر کوئی خاطر خواہ روشنی نہ تھی حرا خوفزدہ ہو گئی اسے اپنے پیچھے کسی کی آہٹ سنائی دی اس نے کیمرا لے کر جوں ہی پیچھے مڑنا چاہا وہ یہ دیکھ کر وہی جم گئی کہ اس کے

پیچھے ایک خوبصورت لڑکی سیاہ لباس میں کھڑی تھی اس کے منہ سے خون بہہ رہا تھا اس سے حرا اور بھی خوفزدہ ہو گئی حرا کو یوں پریشان دیکھ کر اس نے قہقہہ لگایا اس کے قہقہے کی آواز سے تو جیسے حرا کے جسم میں سائیں سائیں دوڑنے لگی وہ دروازے کی طرف بھاگی مگر دروازہ بند تھا حرا ایک چیخ کے ساتھ بے ہوش ہوئی۔

اس کی آواز سن کر سحر اور شہر بھی آ گئی انہوں نے حرا کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا جب اس کو ہوش آیا تو انہوں نے اس سے وجہ دریافت کی تو اس نے اپنے ساتھ آنے والا تمام واقعہ سنا دیا پھر سحر اور شہر نے بھی اپنے ساتھ ہونے والے واقعے اسے سنائے اس سے انہیں اس کا اندازہ بلکہ یقین ہو چکا تھا کہ یہاں کچھ ضرور ہے باہر موسم بہت خراب ہے اور بارش بھی ہو رہی ہے ہمارا یہاں سے جانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن نظر آ رہا ہے اب ہم صبح ہی نیچے شفٹ ہو سکتے ہیں۔

اور پھر جیسے ہی کوئی انتظام ہو گا ہم واپس روانہ ہو جائیں گے حرا نے کہا

اب ہمیں جتنی جلدی ہو یہاں سے چلے جانا چاہئے مجھے تو بہت گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے شہر نے کہا۔

جو بھی ہو رات تو یہی گزارنی پڑے گی سحر نے فکر مند ہوتے ہوئے کہا

رات تو گزارنی ہی ہے کچھ کھا لیتے ہیں حرا کچن میں کچھ ضروری اشیا لینے چلی گئی یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیچھے کوئی ہے مگر جب اس نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل آئی انہوں نے ڈنر کیا اور تھوڑی دیر گپ شپ لگانے کے بعد سونے کے لیے لیٹ گئیں۔

حرا اور شہر تو سو گئیں مگر سحر کو نیند نہیں آ رہی تھی شاید وہ چند لمحے کے لیے سو گئی تھی اب اس کی آنکھ کھل گئی تھی اس کی طبیعت بے چین ہو رہی تھی اسے گھبراہٹ محسوس ہو رہی تھی اتنے میں دروازہ کھلا اور وہی حسینہ اندر داخل ہوئی جسے وہ قبل ایک رات دیکھ چکی تھی اب بھی وہی حالت تھی اسے دیکھ کر سحر نے چیخنا چاہا مگر اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی اس کا گلا خشک ہو گیا تھا وہ آتما آگے بڑھ رہی تھی اور سحر کو گھسیٹتی باہر لے آئی اور دروازہ خود بخود بند ہو گیا آتما نے سحر کو نیچے فلور پر لا کر ایک کمرے میں بند کر دیا اندر خاصا اندھیرا تھا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا ہاں مگر اس حسینہ کی آنکھوں میں وحشت نمایاں تھی سحر نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا

تم۔۔کون۔۔کون کون ہو۔

اس نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا جس سے تمام کمرا گونج اٹھا۔

میں تمہاری موت ہوں موت اب تم میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکتی

اس نے کڑک دار آواز میں کہا دو لمحے کے بعد سحر نے پھر اپنی ہمت جمع کر کے پوچھا

تم مجھے کیوں مارنا چاہتی ہو یہ جملہ سحر نے وقفے وقفے سے اور ڈرتے ڈرتے بمشکل سے پورا کیا۔

تم نے میرا بیگاڑا تو کچھ نہیں البتہ سنوار سکتی ہو کل تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا پرسوں میں تمہاری جان لے لوں گی جس سے مجھے طاقت ملے گی اور میں بڑی جادوگرنی بن جاؤں گی اور جادو کی دنیا کی ملکہ کہلاؤں گی آتما نے اپنا تمام پلان اسے بتاتے ہوئے کہا۔

مگر میں تمہیں اپنے اس گھناؤنے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی سحر نے باہمت لہجے میں کہا۔

اے لڑکی آرام سے دن بسر کر ورنہ آج ہی

کام تمام کر دوں گی تمہارا تم یہاں سے نکلو گی تو کچھ کرو گی ناں اس لیے بہتر ہے کہ چپ چاپ اپنی موت کا انتظار کر اس کے ساتھ ہی اس نے قہقہہ لگایا اور کونے کی طرف بڑھی۔

اس نے وہاں پڑی روشن کی مشعل جس سے کمرے میں نیم روشنی پھیل گئی سحر نے دیکھا کہ کمرے میں ہر طرف انسانی کھوپڑیاں پڑی ہیں اور جب آتما ان پر چلتی ہے تو وہ ٹوٹ جاتیں ہیں یہ دیکھ کر سحر کو دکھ ہوا اس نے پکا ارادہ کر لیا کہ اس کو سزا ضرور دے گی ادھر جب حرا اور شمع کی صبح آنکھ کھلی تو وہ سحر کو نہ پا کر حیران و پریشان ہو گئیں اور اسے ڈھونڈنا شروع کر دیا مگر انہیں سحر کہیں نہ ملی تو وہ اور بھی پریشان ہو گئیں ساری رات جاگنے کی وجہ سے سحر کو اب نیند آ رہی تھی اسے اپنے اللہ پر پورا بھروسہ تھا اگر اس کی زندگی ختم ہو چکی ہے تو وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پائے گی اور اگر نہیں تو یہ آتما بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اسے پریشانی سے اپنی مدد سے ضرور نکالے گا وہ سکون سے سوئی اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت اس کے پاس آئی ہے جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اس نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میں جانتی ہوں تم اس وقت بہت پریشان ہو یہ آتما اصل میں ایک ہندو عورت ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ اس گیسٹ ہاؤس میں آئی تھی بہت امیر تھی اس کے شوہر نے اس سے جھوٹی محبت کا ڈھونگ رچایا ہوا تھا وہ لالچی تھا اس نے اس کی دولت حاصل کرنا چاہتا تھا اس کی بیوی نے اسے اپنی دوسری گرل فرینڈ کے ساتھ دیکھا تو ان کا جھگڑا ہو گیا کیوں کہ یہ اس سے سچی محبت کرتی تھی مگر شوہر اسے دھوکہ دے رہا تھا۔

جب اس شخص نے اپنا کھیل بگڑتا ہوا دیکھا تو اس نے اس کو قتل کر دیا اس نے وہ لاش نیچے تہہ خانے میں چھپائی ہے اور وہ آتما اسی کی ہے جو تمہارے سامنے آئی تھی یہ اپنے شیطانی منصوبوں کے لیے کئی بے گناہ لڑکیوں کو قتل کر چکی ہے تمہیں اس کا خاتمہ کرنا ہو گا جہاں تم سوئی ہو اس سے دس قدم کے فاصلے پر ایک کھڑکی ہے تم اس کے ذریعے نیچے تہہ خانے میں اتر جانا وہاں اس کی لاش ہو گی تم اس کو جلا دینا اور اور الماری میں پڑی مورتی کو اس کی آمد سے قبل توڑ دینا تاکہ وہ دوبارہ نہ آ سکے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم وصل ہو جائے گی اس گیسٹ ہاؤس میں کئی قتل ہو چکے ہیں اب وہ یہاں رہنے کے قابل نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ہی سحر کی آنکھ کھل گئی اس نے ادھر ادھر دیکھا وہ آتما وہاں نہیں تھی وہ جلدی سے اٹھی اور بائیں جانب قدم بڑھانے لگی اور ٹھیک دس قدم پر ایک کھڑکی تھی وہ جلدی سے کھول کر نیچے اتر گئی اس نے مشعل ہاتھ میں لے لی جس سے تہہ خانے میں روشنی ہو رہی تھی ورنہ وہ وہاں کچھ بھی تلاش نہ کر پاتی کیوں کہ نیچے بہت اندھیرا تھا اس نے پہلے ایک زنگ آلود الماری سے وہ مورتی نکالی اور ہاتھ میں لے لی اور پھر اس آتما کی لاش کو تلاش کرنے لگی جلد ہی وہ لاش بھی اسے مل گئی وہ لاش تو نہیں تھی مگر ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھا۔

اس نے مشعل کی مدد سے اسے جلا دیا اس کے ساتھ ہی آتما چیختی ہوئی اندر آ گئی اس نے فوراً پوری قوت سے مورتی زمین پر دے ماری جس کی وجہ سے وہ ٹوٹ گئی اس کے ساتھ ہی آتما غائب ہو گئی سحر نے اپنے کپڑے جھاڑے اور باہر نکل آئی اس کے بعد اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا اس کو پتہ تھا اس کی دونوں سہیلیاں اس کے لیے بہت پریشان ہوں گی اور وہ خوش بھی تھی کہ اس

نے ایک بہت بڑے فتنے کا خاتمہ کر کے ہزاروں معصوم لوگوں کی جانیں بچائی ہیں جب سحر نے دروازہ کھولا تو وہ دونوں اس کی طرف لپکی کہاں تھی تم دونوں نے بیک وقت سوال کیا۔

تو سحر نے اپنے ساتھ آنے والا تمام واقعہ سنا دیا وہ چند دن وہاں رہیں اور اور پھر واپس آگئیں آج بھی جب ان کو وہ واقعہ یاد آتا ہے تو ایک خوف کی لہر ان میں دوڑ جاتی ہے۔

مگر اس کے ساتھ ہی وہ اللہ کا شکر ادا کرتی ہیں کہ ان کی زندگیاں بچ گئیں اور انہوں نے ہزاروں لوگوں کی زندگیاں بچائیں۔

A مانسہرہ کے نام

اب ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

ہاشم خان۔ چندوریا ئیں

کنگن پور میں کسی اپنے کے نام

اے کہنا اداس ہے تیرے جانے سے
ہو سکے تو لوٹ آنا کسی بہانے سے

اقوال زریں

❁ جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔(حضرت عمر فاروقؓ)

❁ تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔سلام میں پہل کرنا، دوسروں کے لئے مجلس میں جگہ خالی کرنا اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔(حضرت عمر فاروقؓ)

❁ خدا اس شخص پر رحم کرے جو میرے عیبوں سے مجھے خبردار کرتا ہے۔(حضرت عمر فاروقؓ)

❁ تعجب ہے اس شخص پر جو دوزخ پر ایمان رکھے اور پھر بھی گناہ کرے اور شیطان کو دشمن سمجھے مگر پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔(حضرت عثمانؓ)

❁ جو اچھی بات سنو لکھ لو، جو لکھ لو اسے یاد کر لو، جو یاد کر لو اسے بیان کرو۔(یحییٰ برمکی)

❁ طالب علم میں شرم مناسب نہیں کیونکہ جہالت شرم سے بدتر ہے۔(افلاطون)

❁ تمام اعضائے جسم میں سب سے زیادہ نافرمان زبان ہے۔(فیثا غورث)

❁ میٹھی زبان بے شمار دشمنوں سے بچاتی ہے۔(سعدی)

❁ بہترین خصلت زبان کی حفاظت ہے۔(حضرت عائشہؓ)

❁ آپ کی ایک مسکراہٹ جہاں دوسروں کو خوشی عطا کرتی ہے وہاں آپ کو بھی اطمینان دیتی ہے۔(ڈاکٹر شگفتہ نقوی)

❁ مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔(البیرونی)

مایہ کال۔ قسط ۸

---محمد وارث آصف واں بچھراں--0335.7082008-

اس مکان میں ایک شخص نے داخل ہو کر سعد کی طرح پانی اور کھانا مانگا جسے سعد نے آگ میں ہاتھ ڈال کر دیا نجانے یہ سب کیسے ہوا اور کیسے خود بخود اس کے ہاتھ آگ میں گئے اور کھانا کیسے نکالا اسے کچھ علم نہ ہو سکا۔ بس یہ سب مشینی انداز میں ہوا تھا جس میں سعد کا کوئی عمل دخل نہ تھا اور حیرت انگیز طور پر سعد کا ہاتھ بھی اسی طرح دراز ہوا تھا اور کھڑکی تک گیا تھا پھر وہ دوبارہ اسی طرح نکال کے اس انسان کو دیا اور پھر اچانک ہی وہ شخص انکے قریب آ کر بیٹھا اور ریاضت میں شامل ہونے کی درخواست کی اوسر پھر اس نے اسی طرح سے وہ الفاظ یاد کیے تو اس نے ان سے جگہ طلب کی تو سعد سمیت تم بوڑھوں نے عمل روک دیا اور سب بوڑھوں نے ایک ساتھ سعد کی طرف دیکھا ان کے لب رک گئے تھے اور بھنبھناہٹ بھی رک گئی تھی وہ سعد کو ایسے دیکھ رہے تھے کہ جیسے وہ اسے اٹھا کر آگ میں ڈالنے والے ہیں سعد کا دل ذرا بھی نہیں ڈرا اس کو اس عمل نے اتنی طاقت دے دی تھی کہ اس کے اندر سے ڈر اور خوف دور ہو گیا تھا اسے آگ کے اندر ڈالے جانے کا بھی کوئی خوف نہ تھا بلکہ وہ تو صدق دل سے ایسا کرنے کو تیار تھا اچانک بوڑھے کھڑے ہو گئے اور پھر وہ آگ کے گرد بے ہنگم انداز میں ناچنے لگے جس سے ماحول میں زندگی کے آثار پیدا ہوئے ورنہ تو سب بت بنے بیٹھے تھے اچانک ایک بوڑھے نے ہاتھ آگ میں ڈال کر ایک انگارہ اٹھایا اور سعد کے ہاتھ کو پکڑ کر ہتھیلی پر رکھ دیا دہکتا ہوا انگارہ اس کی ہتھیلی پر آ کر ایک محلول کی شکل میں آ گیا۔ آگ سبز محلول ھا جو ہتھیلی سے ادھر ادھر چھلکنے لگا سعد نے تیزی سے وہ محلول پی لیا اور وہ اچانک وہ بوڑھا اپنی اصل آواز میں پہلی بار بولا۔ تم ادھر سے جاؤ۔ تمہارا کام پورا ہو گیا ہے تیرے اندر سے تمام شیطانی گند صاف ہو چکا ہے اور اس نیلے پوتر پانی نے تیری نورانی شکتیاں تجھے واپس لوٹا دیں ہیں جا اور جا کر اس شیطان کو مار ورنہ وہ اس چھوری کو مار دے گا۔ تم ادھر شکتی پانے کے لیے آئے تھے اور من کی طاقت سے شکتی پالی تم نے اب تم جاؤ اور اس شیطان کو مار ڈالو پھر تم کو وہ بھی جائے گی جس کو تم چاہتے ہو جاؤ مگر نہ جانے اسے کیا ہو گیا تھا وہ شکتی پا کر بھی ادھر سے نہیں جانا چاہتا تھا اس کو یہاں جو سکون ملا تھا شاید پوری زندگی نہ ملا ہو وہ چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ان کے پاس ہی رہے لیکن ان بوڑھوں نے اس کو اپنے پاس رہنے نہ دیا بحر حال وہ اٹھا اور ایک طرف چل دیا مکان سے نکل کر اس نے اپنے دل میں ساجد سے ملنے کا ارادہ کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ساجد کے سامنے تھا اپنی تمام شکتیوں اور جاہ جلال کے ساتھ اس نے اپنی شکتی پالی تھی اب وہ ایک طوفان تھا جو مایہ کال کی اینٹ سے اینٹ بجانے آیا تھا اسے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ تھا نہ ہی اسے کسی کا ڈر تھا یا کسی کی مدد کی ضرورت تھی وہ اپنی شکتی حاصل کر چکا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور ڈروانی کہانی۔

سعد یہ تمام منظر دیکھ کر بولا۔ پجاری جی۔ یہ یہ سب کیا ہے اور ساجد تم۔ یہ سب کیا ہے وہ ہونقوں کی طرح ساجد اور پجاری کو دیکھنے لگا۔ تو ساجد نے سر اٹھا کر پجاری کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

بتایئے ناں یہ سب کیا ہے۔ ساجد کے لہجے میں چھپے گہرے طنز کو محسوس کر کے پجاری کا سر شرم سے جھک گیا اور وہ مین کو تکنے لگا شاید پجاری کے پاس کہنے کو الفاظ نہیں تھے یا پھر وہ مارے شرمندگی سے بتا نہیں رہا تھا سعد اس طنز کو نہ سمجھ سکا اور پھر سے بولا۔

بتایئے ناں پجاری جی یہ سب کیا ہے۔ آپ نے تو کہا تھا کہ گھڑے خالی ہوں گے اور مجھے ان کو الٹا کر دو بازو سے کپڑے سے باندھ کر مٹی میں اسی طرح سے دبانا ہوگا تو پھر یہ سانپ کہاں سے نکل آیا اور ساجد بھائی تم نے اس سانپ کو مار دیا تم نے تو خود کہا تھا کہ میرا ذکر اس پجاری سے نہ کرنا اور پھر تم خود ہی آگئے اور تم نے ہماری مدد بھی کر ڈالی۔ ساجد اس کے سوال پر مسکرانے لگا مگر پجاری اس طرح سر جھکائے کھڑا تھا اور دھیمے لہجے میں بولا میں مجبور تھا جوان اپنی بیٹی اور بیوی کی وجہ سے میں مجبور ہو گیا تھا میں جانتا تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں اور میں دل سے ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا مگر اک باپ کی محبت نے مجھے مجبور کر دیا۔

واہ پجاری جی واہ۔ ساجد استہزائیہ لہجے میں بولا کیا کہنے آپ کے آپ کو دیکھ کر نہیں لگتا کہ آپ اکیس شاستروں اور ویدوں کے بہت بڑے عالم ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہندو دیو مالا کے راکھشسوں کے کالے جادو کے بھی ماہر ہیں اور سب سے خاص طاقت جو تم میں تھی وہ تھی اشوانی دیوی اور اس کے باوجود بھی تم مایہ کال کی گیدڑ بھبکی سے ڈر گئے واہ۔

ہاں میں اتنی شکتی ہونے کے باوجود بھی ڈر گیا تھا۔ کیونکہ میں مایہ کال کو اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ وہ کیا کر سکتا ہے ارے جب سعد جیسا نورانی علم والا اس سے نہیں جیت سکا تو پھر میں کیا چیز تھا پجاری کے منہ سے یہ الفاظ سن کر سعد بھی چونک گیا مگر وہ کچھ نہ بولا۔

حیرت ہے پجاری جی۔ آپ پر کہ آپ ڈر گئے حالانکہ آپ ذرا سی بھی عقل استعمال کرتے تو آپ کو پتہ چل جاتا کہ آپ مایہ کال کا کیا کر سکتے ہیں آپ خالی اشوانی دو دیوی والا منتر ہی اپنے آپ پر اور بیٹی اور پتنی پر پھونک دیتے تو مای کال کا باپ بھی ان کو نہیں ہاتھ لگا سکتا تھا۔

ہاں میں ایسا کر سکتا تھا۔ مگر میرا جواب کو گزند پہنچ سکتا تھا یا باراتیوں یں سے کسی کو بھی تو میں کیا سب کو بچا سکتا تھا۔

ہاں یہ بات بھی ٹھیک تھی لیکن پجاری جی ساجد قریب آ کر پجاری کا سر اوپر اٹھاتے ہوئے بولا آپ بھول گئے کہ وہ ایک سادھو تھا اور اشوانی ایک دیوی ہے کوئی بھی سادھو چاہے وہ جتنے بھی علم والا ہو اپنے علم میں وہ اک دیوی کا مقابلہ نہیں کر سکتا کسی بھی حال میں اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مایہ کال آپکو معاف کر دیتا اس شرط پر کہ آپ سعد کو اس کے غلاموں کے حوالے کر دیں تو۔ ہاں کیا وہ خود لنگڑا تھا یا وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا وہ ایسا کر سکتا تھا لیکن اس نے تم کو کیوں بھیجا اس لیے بھیجا کیونکہ تم نے سعد پر اشوانی دیوی کا منتر پھونکا تھا اور اس منتر کی وجہ سے اس کی پجاری ہلاک ہوگی جس کا ذمہ دار تم تھے وہ تم کو مارنے ہی آیا تھا مگر اسے جب علم ہوا کہ تم نے اشوانی دیوی کا علم کر رکھا ہے تو وہ تم کو مارنے سے باز رہا۔ کیونکہ وہ اگر ایسا کرتا تو اس کا مطلب اشوانی دیوی سے ٹکر لینا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے اشوانی دیوی سے ٹکر لی تو اس کا انجام کیا ہوگا اس لیے وہ ایسا نہ کر سکا کیونکہ اشوانی سے ٹکر لینا اس کے بس سے باہر تھا پھر اس نے سوچا کہ تم دونوں کو ایسے طریقے سے مارا جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اس لیے اس نے تم کو ڈرایا دھمکایا اور تم کو پریشرائز کیا اور تم اس کی توقع کے عین مطابق ہی اس کی دھمکی میں آگئے اور تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ تم

نے اسے کتنا نقصان پہنچایا اس کی پجارن کو مار کر اس کے سب سے بڑے دشمن کو آزاد کروایا اور پھر بھی وہ تم کو معاف کر رہا ہے تو اس کی وجہ سے کیا ہو سکتی ہے بہر حال سعد سے اشوانی کا طلسم اتارنے کا اسے یہی طریقہ اچھا لگا کہ وہ تمہارے ذریعے اپنے آسیب پھر سے سعد کے جسم میں داخل کر کے اسے پھر سے اپنے قابو میں کر لے لیکن تم شاید یہ علم نہیں تھا کہ اگر ایسا ہو جاتا تو پھر کیا ہوتا یہ جس آسیب کو میں نے سانپ کی شکل میں مارا ہے یہ کوئی معمولی آسیب نہیں تھا مجھے ادھر آنے میں تاخیر ہوئی مگر خدا کا شکر ہے کہ میں نے اس آسیب کو مار دیا دراصل مایہ کال نے اس مندر کے گرد کڑا حصار کھینچ رکھا تھا اور اس حصار کو توڑنے میں مجھے وقت لگ گیا مندر کے اس تہہ خانہ میں کے چاروں کونوں میں آسیب زندہ دفن ہیں تو ان کی طاقت اور دہشت کے بارے میں جاننے کے لیے یہی کافی ہیں کہ وہ اتنے خطرناک تو ہیں کہ ان کو زمین میں دفن کیا گیا ہے اگر یہ اتنے خطرناک نہ ہوتے تو آزاد کیوں نہ ہوتے بہر حال یہ بھی خدا کا شکرا ہے کہ سعد نے سانپ والی ہنڈیا نما گھڑا کھولا اگر وہ بچھو یا چھپکلی والا گھڑا کھودتا تو اس وقت تک یہاں منظر کچھ اور ہوتا۔ اس تہہ خانے کے چاروں کونوں میں سانپ بچھو چھپکلی اور نیولا دفن ہیں ان چاروں خطرناک آسیبوں کو ان اشکال میں مایہ کال نے دفن کیا اس کا پلان یہ تھا کہ اس بچھو اور نیولہ میں وہ آسیب ہیں جو آزاد ہوتے ہیں سعد سے چمٹ جاتے اور سعد مایہ کال کے قابو میں آجاتا اور چھپکلی اور سانپ کی شکل میں وہ آسیب تھے جو پجاری جی آپ کا اتم سنسکار کرنے والے تھے خدا کا شکر ہے کہ شاید کرم ہو گیا کہ سعد نے اس کام سے پہلے مجھے بلانے والا چلہ کیا اور میں اس کی مدد کو آگیا اور پھر اس نے سانپ والا گھڑا کھودا ورنہ اگر وہ بچھو یا نیولہ والا آسیب آزاد نہیں ہوا جس سے تم بھی زندہ بچے اور سعد بھی یہ تھا مایہ کال کا پلان جو اس نے بنایا اور آپ نے اسے پورا کرنے میں کسر تو نہ چھوڑی مگر میں آگیا اور سب پلان چوپٹ ہو گیا ساجد نے بات ختم کی تو سعد سب سمجھ گیا کہ مایہ کال اس کی غیر موجودگی میں پجاری کے پاس آیا اور اسے دھمکی دے کر اس بات پر اکسایا کہ وہ مجھے دوبارہ اس کے چنگل میں پھنسوائے مگر چونکہ پجاری ایک باپ بھی تھا اور دنیا دار بھی اس کی بیٹی کی بھی شادی ہونے والی تھی اس لیے وہ مجبور ہو گیا ایسا کرنے کو اور سب سمجھ بوجھ کھو بیٹھا بہر حال پجاری نے اس پر احسان کیا تھا اور اس کے وہ گناہ یعنی ان معصوم اور بے گناہ ہندو برہمن لڑکیوں کو آزاد کروایا تھا جن کو سعد شپالی بدروح کے جادو کے زیر اثر اغوا کر لایا تھا اس لیے سعد جان گیا کہ پجاری واقعی میں مجبور تھا وگرنہ وہ ایسا نہ کرتا کبھی بھی۔

سعد بیٹا مجھے۔

ارے نہیں۔ نہیں۔ پجاری جی۔ آپ بس کچھ مت بولیں میں آپ کی مجبوری جان گیا ہوں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ میں تو آپکا شکر گزار ہوں کہ آپ وجہ سے ان معصوم لڑکیوں کی زندگی بچ گئی اور میں آزاد ہو گیا اگر میں آزاد نہ ہوتا تو ساجد کو کیسے بلاتا اور اگر ساجد ہی نہ ہوتا تو ہم دونوں مایہ کال کے جال میں پھنس گئے تھے سعد نے اس کے کہنے سے پہلے ہی بات صاف کر دی تو پجاری کے چہرے پر چھائی شرمندگی دور ہو گئی اور وہ تیزی سے ساجد کے قدموں میں گرا مگر ساجد نے اسے تھام لیا اور بولا۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ پجاری جی۔ آپ میرے باپ کی جگہ ہیں۔

بیٹا میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تم نے اس معصوم کو تباہ ہونے سے ایک بار پھر بچا لیا اور میری زندگی بھی بچالی میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں میں واقعی مایہ کال کی چال نہ سمجھ پایا تھا واقعی جب میں نے اس

کی پجارن اور سب سے بڑے دشمن کو آزاد کروا کے یہ امید غلط لگائی کہ مایہ کال مجھے آسانی سے کیسے معاف کرے گا میں اپنی بیٹی کے پیار میں واقعی یہ بھول گیا تھا کہ دیوی تو دیوی ہے بھلا مایہ کال اس سے کیسے برابر ہوسکتا ہے اور میں نے سناپ کے اندر چھپے اس خطرناک آسیب کو بھی دیکھ لیا تھا اس میں جان گیا تھا کہ وہ آسیب کتنا خطرناک ہے تم نے عین وقت پر آ کر ہم دونوں کو بچالیا ہے تمہارا ہم پر یہ احسان ہے۔ جس کو کم از کم میں اپنی ساری زندگی نہیں اتار سکتا۔

پھر وہی بات پجاری جی آپ سے کہہ دیا ہے کہ بس جو ہوا اسے بھول جائیں لیکن آپ پھر بھی وہی راگ الاپ رہے ہیں اب اگر دوبارہ آپنے یہی بات دہرائی تو میں آپ کی بیٹی کی شادی پر نہ خود آؤں گا نہ ہی سعد کو آنے دوں گا۔ ساجد نے مصنوعی غصہ سے کہا تو پجاری مسکراتے ہوئے ساجد کے گلے سے لگ گیا۔ اور بولا۔

ٹھیک ہے ساجد بیٹے دوبارہ نہیں کہوں گا لیکن تم نے میری بیٹی کی شادی میں نہ آنے والا ظلم نہیں کرنا پجاری جی سعد بولا۔

ہم ضرور آئیں گے آپ اطمینان رکھیں۔

ساجد پھر خوشی سے بولا کہ ہم آئیں گے بھی اور اپنی بہن کے لیے ایسا تحفہ لائیں گے کہ آپ دیکھتے رہ جائیں گے۔ آؤ پہلے باہر چلیں۔ سب ساجد کی بات پر باہر کی جانب لپکے پجاری دل ہی دل میں سعد کا شکر ادا کر رہا تھا کہ سعد ہی نے چلہ کیا تھا اور اس چلے کا صلہ اب انگوٹھی زندگی کی صورت میں ملا تھا ساتھ ہی وہ گذشتہ ہونے والے واقعات اور اپنی کوتاہی پر بھی پشیمان تھا واقعی مایہ کال نے اسے مارنے کا کیا ہی خوبصورت پلان بنایا تھا اور جس میں پجاری کی موت یقینی تھی مگر ساجد کی وجہ سے وہ بچ گیا اشوانی دیوی کا مایہ کال مقابلہ نہیں کرسکتا تھا یہ بات تو وہ بالکل ہی بھول گیا تھا اور اسے کسی بھی لمحے ذرا بھی دھیان نہ رہا اسے تو بس مایہ کال کی دھمکی یاد رہی اور وہ اپنا کیا رہ کرتا رہا اگر وہ اس وقت اس نکتے پر غور کر لیتا تو اس نے مایہ کال کو کتنا نقصان پہنچایا ہے اور مایہ کال جیسا شخص اسے اتنی آسانی سے کیسے معاف کر رہا ہے تو وہ بات کی تہہ تک ضرور جا سکتا تھا۔ مگر وہ ڈر اور خوف کے مارے ایسا نہ کر سکا بہرحال وہ ہر لحاظ سے ساجد کا شکر گزار تھا راستے میں سعد اور ساجد ادھر ادھر کی باتیں کرتے گئے پجاری نے اب پکا سوچ لیا تھا کہ وہ اپنی بیٹی اور بیوی پر اشوانی دیوی کا طلسم پھونک دے گا جس سے وہ مایہ کال کے ممکنہ حملہ سے بچا سکے گا پجاری جانتا تھا کہ مایہ کال کو لازمی علم ہو چکا ہے کہ اس کا ایک آسیب بھی ختم ہو چکا ہے اور ساتھ میں سعد اور وہ بھی بچ نکلے ہیں لیکن وہ مطمئن تھا کہ اس کے ردعمل میں وہ اس کی بیوی یا بیٹی کو اشوانی کی وجہ سے نقصان نہیں پہنچائے گا اور پھر اس کے اطمینان کی سب سے بڑی وجہ وہ جن ساجد تھا جو ایک اوتار کی شکل میں حاضر ہو گیا تھا اور ان سب کی مشکلیں آسان ہو گئی تھیں یوں ساجد کی وجہ سے اس کے ہاتھوں سعد بھی دوبارہ مایہ کال کے قابو میں جانے سے بچ گیا۔ گھر جا کر پجاری نے ان دونوں کو بیٹھک میں بٹھانے کا ارادہ کیا تو ساجد بولا۔

پجاری جی آپ فکر نہ کریں ہم آپ کی بیٹی کی شادی ہونے تک یہی ہیں ہمیں ذرا اجازت دیں تو ہم آپ کی بیٹی کی شادی کے لیے تحفہ لے آئیں۔

ارے بیٹا تحفہ بعد میں لے لینا پہلے تم نے تھوڑی کی کی ہے جواب تحفہ بھی۔

نہیں پجاری جی آپ کی بیٹی ہماری بہن ہے اور وہ تحفہ آپ کے لیے ایک سرپرائز ہوگا اس لیے ہم

دونوں جائیں گے ساجد نے کہا تو پجاری بولا۔
ٹھیک ہے ساجد بچے جیسے تیری مرضی میں تم دونوں کی خوشی میں خوش ہوں۔
شکریہ پجاری جی۔ بس ہم یوں گئے اور یں آئے اور ہاں اشوانی دیوی کا منتر بھی پھونک دینا اور اپنے پریوار والوں پر اور میں بھی اس گھر کے اردگرد نورانی حصار قائم کرتا جاؤں گا مایہ کال پھر آ بھی گیا تو وہ اس حصار کو پار نہیں کر پائے گا اس لیے آپ اس کی طرف سے بے فکر رہیں۔ ٹھیک ہے ہم جاتے ہیں اور جلد واپس آنے کی کوشش کریں گے۔
ساجد کی بات پر پجاری نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ گھر کی جانب بڑھا گھر جا کر اس نے اپنی پتنی اور بیوی کو سارا واقعہ سنایا جسے سن کر وہ دونوں حیران و پریشان رہ گئیں ساتھ میں ان کو خوشی بھی ہوئی پجاری بولا۔
وجنتی دیوی میں اس نوجوان کو موت کے حوالے کرنے جا رہا تھا مگر مجھے کیا علم تھا کہ میں خود موت کے منہ میں جا رہا ہوں اور اتنی شکتی ہونے کے باوجود بھی اس شیطان کے پجاری کی چال کو سمجھ نہ سکا اور اس کے بہکاوے میں آ گیا واقعی اس ساجد کی بات سچ تھی کہ اگر میں تھوڑا سا عقل استعمال کرتا تو مجھے سب علم ہو جاتا مگر میں ایسا نہ کر سکا
مگر یہ لڑکا ہے کون اور اس کیساتھ کیا مسئلہ ہے جو اتنا خطرناک شیطان اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہوا ہے وجنتی نے پوچھا تو پجاری بولا۔
ہے کوئی نصیبوں جلا سب کچھ لٹ چکا ہے اس کا سب کچھ اس شیطان نے اس سے چھین لیا ہے ماں باپ منگیتر گھر بار حتی کہ جوانی بھی یہ نیکی اور بدی کی بہت بڑی اور بھیانک جنگ ہے وجنتی کبھی یہ بھاری ہو جاتا ہے تو کبھی وہ شیطان بھاری پڑتا ہے وہ شیطان ایک مورتی کو حاصل کرنا چاہتا ہے جس کے اندر اتنی شکتی ہے کہ پوری دنیا کی حکومت مل سکتی ہے اور یہ مسلمان اس کو ایسا کرنے سے روک رہا ہے اب دیکھیں کس کی جیت ہوتی ہے لیکن کیا وہ شیطان ادھر نہیں آئے گا جبکہ اس کا سارا منصوبہ ٹھپ ہو چکا ہے۔
مجھے تو بڑا ڈر لگ رہا ہے کہیں ہری بچی کو کچھ نہ ہو جائے۔ وجنتی نے پریشانی سے کہا۔
نہیں وجنتی دیوی ان دونوں کے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہوگا اور میں تم دونوں پر اشوانی کا منتر پھونک دوں گا اشوانی کی شکتی اسے ہمارے قریب نہیں آنے دے گی تم فکر مت کرو کچھ بھی نہیں ہوگا ہماری بچی کو اور ویسے بھی سعد کے آزاد ہو جانے سے اس شیطان کا سارا دھیان اس کی طرف بٹ جائے گا اس لیے وہ ہمارا خیال بھی بھول جائے گا پجاری کی اس بات سے اس کی پتنی پرسکون ہوتی گئی اس کے اندر سے ڈر ختم ہو گیا۔
آؤ میں تم دونوں پر اشوانی دیوی کا منتر پھونک دوں پجاری یہ کہہ کر اٹھا تو شانتی اور وجنتی بھی اس کے ہمراہ ہو گئیں۔

بڑا پلان بنایا تھا یار مایہ کال نے مجھے دوبارہ قابو کرنے کا اور مجھے ذرا بھی بھنک نہ پڑنے دی اور میں تو پجاری پر حیران ہوں کہ اتنا علم ہونے کے باوجود بھی ماموں بن گیا سعد نے مٹی کے ٹیلے پر چڑھتے ہوئے کہا۔

ہاں یار مجھے خود بھی حیرانگی ہے لیکن بحرحال میں وقت پر آ گیا ورنہ پجاری کا تو رام رام مست ہو گیا ہو چکا تھا ساجد نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی اب تیرا کیا پروگرام ہے سعد تو نے کیا سوچا ہے اپنی نورانی شکتی حاصل کرنے کے لیے۔

یار پجاری نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ روزانہ رات کو تین دن کا چلہ کرے گا اور پھر میری شکتی کے حصول کا طریقہ بھی مل جائے گا مگر جب سے مجھ پر پجاری کی اصل حقیقت آشکار ہوئی ہے میں خود پریشان ہوں سے گزرتا جا رہا ہے۔ اور میں سفر پر کھڑا ہوں۔

بات تو تیری ٹھیک ہے یار لیکن اب میں تجھے پجاری کے پاس نہیں چھوڑوں گا کیونکہ اب میرے پاس علم ہے اس لیے میں خود ہی کوشش کروں گا کہ کیسے وہ شکتیاں تم کو مل سکتی ہیں اور مجھے خدا پر بھروسہ ہے کہ وہ ضرور کوئی راہ نکال دے گا۔

اللہ کرے یار ایسا ہی ہو۔ لیکن مجھے تو نے یہ نہیں بتایا کہ تو پجاری کو تحفہ کیا دینے والا ہے کیا کوئی خاص تحفہ ہے وہ۔ سعد نے استفسار کیا تو ساجد مسکرانے لگا اور بولا۔

ہاں سعد بھائی واقعی خاص تحفہ ڈھونڈا ہے میں نے اور وہ سرف اس لیے کہ پجاری نے ان معصوم لڑکیوں کو مایہ کال کے چنگل سے آزاد کروایا ہے اور ان کی زندگی برباد ہونے سے بچائی ہے اس لیے اب میں بھی اس کی زندگی میں رنگ بھرنے والا ہوں ایسے رنگ کہ اس کی زندگی جگمگا اٹھے گی۔

اچھا۔ ایسا کیا خاص تحفہ ہے وہ۔ سعد نے بے صبری سے پوچھا۔

بتاتا ہوں یار ذرا صبر تو کر وترک لوگ کے دیوی اور دیوتاؤں میں ایک دیوی ہے جس کا نام گانچی دیوی ہے بڑی مکار اور چالاک دیوی ہے وہ قدیم زمانے میں مہادیوتا سومنات کی مورتی کے گلے میں ایک سونے کا ہار ہوا کرتا تھا جسے آکاش کے دیوتاؤں نے خود سومنات کے گلے میں پہنایا تھا اس ہار کی بڑی قیمت تھی اور ہندو لوگ اس ہار کے دیوانے تھے کیونکہ وہ آسمانی دیوتاؤں کا عطیہ تھا اس لیے وہ اسے بڑا تبرک مانتے تھے اور اسے ماتھے پر لگانے کے لیے چڑھاوے دیا کرتے تھے مگر اس ہار کا سومنات کے گلے میں ہونا دوسرے دیوی اور دیوتاؤں کی نظروں میں چبھنے لگا۔ وہ اس ہر کو حاصل کرنے کے لیے طریقے ڈھونڈنے لگے اور اس ہار کو حاصل کرنے کے لے ان سب دیوی دیوتاؤں میں بڑی خون ریز لڑائیاں ہوئیں کئی معرکے ہوتے مگر وہ ہار کسی کو بھی نہ مل سکا ابھی لڑائیاں جاری ہی تھیں کہ اس گانچی دیوی کو بھی اس سب سلسلے کی بھنک پڑ گئی اور اس نے بھی چاہا کہ وہ یہ ہار حاصل کر لے مگر کیسے جب اتنے دیوی اور دیوتا اسے نہ حاصل کر سکے تو وہ کیا چیز تھی مگر اس نے اپنے مکار ذہن سے ہار کو حاصل کرنے کا انوکھا طریقہ ڈھونڈا اور جب دوسرے دیوی دیوتا کشت خون میں مصروف تھے تو اس نے سومنات کی بیوی بننے کا ڈھونگ رچایا اور مندر آ کر اس نے اعلان کر دیا کہ وہ سومنات کی بیوی ہے اپنے مکار ذہن اور باتوں سے اس نے مختلف حربوں سے اس مندر کے پجاریوں اور عام بندوں کو رام کر لیا اور سب اس کی باتوں میں آ کر اسے واقعی میں سومنات کی بیوی مان بیٹھے اور مندر میں اسے خاص جگہ دی اس سے پہلے کہ دوسرے دیوتاؤں کو گانچی کی اس چالاکی کا علم ہوتا وہ راتوں رات ہی وہ ہار چرا کر بھاگ گئی جس کی وجہ سے مندر میں جلنے والی سالوں کی آگ اک پل میں بجھ گئی۔ اور پھر وہ آگ لاکھ پوجاؤں بلیوں اور چڑھاؤں سے بھی نہ جلی پجاری اور تمام ہندو لوگ شدید پریشان ہو گئے اور وہ سوگ منانے لگے اس کے ساتھ ساتھ

جب دوسرے دیوی اور دیوتاؤں کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ہکے بکے رہ گئے اور مایوسی سے ہاتھ ملتے رہ گئے ۔ ہندوؤں کی آہ فریاد کی وجہ سے تمام دیوتا ایک جگہ اکھٹے ہوئے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ہر قیمت پر گانچی دیوی سے ہار واپس لائیں گے اور اس ہار کو اسی طرح سومنات کے گلے میں ڈال دیں گے اور پھر اس ہار پر کوئی بھی اپنی ملکیت ظاہر نہیں کریگا۔ اور نہ ہی کوئی اس کے حصول کے لیے لڑے گا کیونکہ وہ جان گئے تھے کہ ان کے آپس میں لڑتے سے تیسرا فریق فائدہ اٹھا گیا ہے ان کے درمیان معاہدہ ہوا مگر گانچی دیوی زبردست شکتی کی حامل دیوی تھی تمام دیوتاؤں نے پورا زور لگایا مگر کوئی بھی گانچی دیوی کا مقابلہ نہ کرسکا اور وہ سب بری طرح ناکام ہو گئے تو سب نے اس کی وجہ جاننی چاہی کہ وہ ناکام کیوں ہوئے مگر گانچی کی بے پناہ شکتی نے ان کو وجہ جاننے سے بھی محروم کر دیا اور وہ سب بس سوچتے ہی رہ گئے ۔ ساجد نے تفصیلی کہانی سنائی تو سعد بھی ہکا بکا رہ گیا۔ اور بولا۔

کمال ہے۔ اتنے دیوتا ہو کر بھی وہ صرف ایک دیوی سے مات کھا گئے ۔

ہاں یار یہ جو ہندوؤں کے دیوتا ہوتے ہیں ناں یہ عقل کم اور طاقت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور انہوں نے ایسا ہی کیا مگر گانچی نے دماغ سے کام لیا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہی ۔

باپ رے کیا دماغ تھا یار اس کا لیکن یہ کہانی تو مجھے کیوں سنا رہا ہے سعد نے اک دم سوچتے ہوئے کہا۔ تو ساجد ہنسنے لگا۔ اور بولا۔

وہ اس لیے کہ وہ ہار اب گانچی دیوی سے واپس لا کر اس پجاری کو تحفہ دینے والے ہو تمہیں ساجد کی اس بات سے سعد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں ۔

کیا مطلب ۔ میں کیسے لا سکتا ہوں ۔ جب اتنے دیوی اور دیوتاؤں لڑ لڑ کر ہلکان ہو گئے اور ہار نہیں ملا تو کیا میرے پاس اللہ دین کا چراغ ہے کہ اسے رگڑوں گا اور ہار حاضر۔

یونہی سمجھ لو۔ ساجد نے اسی انداز سے کہا تو سعد بولا۔

یار ساجد یا تو مجھے لگ رہا ہے کہ میرے کان شاید بند ہو گئے ہیں یا پردہ پھٹ گیا یا پھر مجھے تمہاری دماغ حالت پر شک ہونے لگا ہے۔

یار نہ تو تیرے کان بند ہوئے ہیں اور نہ ہی میرا دماغ آؤٹ ہوا ہے سعد نے سر پکڑ لیا۔

یار میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں ۔ میں تو خود الگ سے پریشان ہوں اور تم مجھے اور زیادہ پریشان کر رہے ہو

دیکھو شاستروں میں لکھا ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ سومنات کی مورتی کا ہار دوزخ کی دیوی اس ہار کو چرا کر لے جائے گی اور مندر کی آگ بجھ جائے گی اور جب تک وہ ہار واپس نہیں آئے گا آگ دوبارہ روشن نہیں ہو گی ساجد نے تفصیل بتائی ۔ تو سعد نے سر پیٹ لیا اور بولا۔

ہار تو میں کیا کروں پھر۔ اور تجھے کیوں اتنی پریشانی ہے ان کی کیا وہ تیرے سسرال والے ہیں سعد نے غصے سے کہا۔ تو ساجد نے بھرپور قہقہہ لگایا۔ اور کہا۔

یار شاستروں سے یہ بھی لکھا ہے کہ اس ہار کو دیوتا اوتار بھی واپس نہ لا سکیں گے۔

تو ایک کام کرو بیٹا تیزی سے اور جس نے یہ سب لکھا ہے اسے کہیں سے پکڑ کر میرے سامنے لا بس یہ مہربانی کر دے مجھ پر میں اس کا وہ حشر کروں گا کہ پھر کوئی اول فول نہیں لکھے گا ۔ مجھے ہی تو قربانی کا بکرا

بنا رہا ہے تو خود کیوں نہیں جاتا اور جا کر وہ ہار واپس لانا کیونکہ تجھے ہی کھجلی ہو رہی ہے۔ سعد ناراضگی سے بولا۔

یار پوری بات تو سنا کر پہلے ہی اپنے تجزیے شروع کر دیتا ہے کالے جادو کی اک خفیہ کتاب میں لکھا ہے کہ اس ہار کو ایک مسلمان آدمی ہی لا سکتا ہے کوئی عام مسلمان نہیں ایک ایسا مسلمان جس کے پاس کوئی آسیب رہ چکا ہوا اور وہ نورانی شکتی والا ہو یہ سب باتیں تجھ پر فٹ آتی ہیں اس لیے یہ کام تم ہی کرو گے۔

یار دیکھو ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں یہ سب نہیں مانتا یہ دوزخ کی دیوی وغیرہ لیکن سوچا اگر وہ ہار اس پجاری کو مل جائے تو وہ ہندوؤں کے سب سے بڑے مندر میں جا کر اگر وہ ہار اس مورتی کو پہنا دے تو پھر آگ پھر سے روشن ہو جائے گی۔ اور وہ مندر کا اور ہندوؤں کا سب سے بڑا پجاری بن جائے گا اور میرے خیال سے ایسا تحفہ ہی ان معصوم لڑکیوں کی زندگی بچانے کے لیے پجاری کو انعام میں دیا جا سکتا ہے لیکن میں وہ ہار کیسے لاؤں گا جبکہ میرے پاس تو شکتی بھی نہیں سعد نے بے بسی سے کہا تو ساجد جھٹ سے بولا۔

اس کی تو فکر نہ کر میرے تیرے اندر حلول کر جاؤں گا اور تجھے بھی وہی کرنا ہو گا جو میں تجھے کہوں اور ہاں تو فکر نہ کر میں تیرے ساتھ ہوں اور میں تیرے سارے حالات جانتا ہوں اس لیے میں نے اگر یہ منصوبہ بنایا ہے تو سوچ سمجھ کر بنایا ہے میں تجھے کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا۔

ٹھیک ہے اگر تو مجھے قربان کرنا پر بضد ہے تو پھر ٹھیک ہے میں تیار ہوں بتا اب کب مجھے قربان کرنے والا ہے۔

ابھی چلنا ہے تو نے ساجد نے کہا تو سعد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اب تو یہاں آلتی پالتی مار کر بیٹھ جا میں ایک عمل کروں گا اور اس عمل کے ذریعے میرا جسم تیرے اندر حلول کر جائے گا پھر ہم اس خفیہ غار میں چلیں گے جہاں وہ ہار اس گانچی دیوی کی مورتی کے گلے میں پڑا ہے۔

ٹھیک ہے ساجد مجھے تم پر مکمل بھروسہ ہے۔

سعد نے کہا اور وہ آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا ساجد اسے ایسا کرتے دیکھ کر عمل میں معروف ہو گیا۔ اس نے چند لمحوں تک کوئی بھی علم پڑھا اور پھر اپنے آپ پر پھونک ماری تو اس کا جسم ہوا کی مانند ہلکا اور بے رنگ ہو گیا کوئی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہاں کوئی انسان کھڑا ہے یا نہیں وہ اپنے اصل جناتی روپ میں آیا اور پھر وہ تیزی سے پلک جھپکنے میں سعد کے جسم میں سما گیا سعد کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں اور وہ اٹھا اور اس نے جادو کے ذریعے ہوا کو حکم دیا کہ وہ اسے گانچی دیوی کے خفیہ مقام پر پہنچا دے جہاں پر وہ ہار رکھا ہوا ہے ہوا نے اسے اٹھایا اور اسے اڑاتے ہوئے پہاڑوں میں موجود گانچی دیوی کی مورتی کے پاس تہہ خانے میں اتار دیا۔ اس تہہ خانے کے دوسری کوٹھڑی کے اندر گانچی دیوی کی مورتی رکھی ہوئی تھی اور اس مورتی کے گلے میں ایک ہیرے اور موتیوں سے جگمگاتا ہوا ہار تھا جو روشن تھا سعد تیزی سے چلتا ہوا اس مورتی کے سامنے جا کھڑا ہوا ساجد جانتا تھا کہ سعد اس مسلمان ہے اس لیے اگر وہ ہار اتارے گا تو دیوی اسے کچھ نہیں کہے گی سعد نے تیز نظروں سے اس مورتی کو گھورا مورتی کی گردن میں پڑے ہیرے اور جواہرات تہہ خانے کے گھپ اندھیرے میں روشن تھے اور جگمگا رہے تھے سعد نے

منتر پڑھا اور اپنا ہاتھ تیزی سے مورتی کے گلے کی جانب بڑھایا ہاتھ کا بڑھانا تھا کہ اس مورتی کا مجسمہ زور زور سے کانپا تو تہہ خانے میں اچانک تیز ہوائیں چلنے لگیں جن کی شدت تھوڑی دیر بعد اتنی بڑھ گئی کہ سعد کو لگا کہ جیسے یہ تیز ہوائیں اس کے جسم کا اٹھا کر یہاں سے لے جائیں گی اس کا جسم ہوا کی زد میں آنے لگا اوراس کے قدم ڈگمگانے لگے اور وہ پیچھے ہٹنے لگا ہوا کی شدت بہت تیز ہونے لگی جب سعد کے قدم اکھڑنے لگے تو اس اندازہ ہو گیا کہ جوں جوں ہوا کی شدت بڑھ رہی ہے اس کا قدموں پر کھڑا رہنا مشکل ہو جائے گا۔اس لیے اس نے اللہ کا نام لیا اور تیزی سے ہار مورتی کی گردن سے اتار دیا ہار کے اترتے ہی ہوا کا زور ٹوٹ گیا اور جہاں پہلے زوردار جھکڑ تھے اب وہاں ہوا کا نام بھی نہ تھا ہوا تو رک گئی مگر کان کے پردے پھاڑ دینے والی ڈراؤنی چیخوں سے تہہ خانہ گونج اٹھا سعد کو لگا کہ جیسے کالچی دیوی آنے والی ہے اس لیے وہ تیزی سے وہاں سے نکلا اور دوبارہ اڑتے ہوئے واپس پجاری کے مکان کے نزدیک آ گیا۔ ہارا سکے ہاتھ میں تھا مگر اس کا دل ابھی تک زور زور سے دھڑک رہا تھا تھوڑی دیر بعد سود کے منہ سے دھواں سا نکلنے لگا اور اس کا جسم ہلکا ہونے لگا وہ جان گیا کہ ساجد کے حوالے کرتے ہوئے کہا کمال کا ہار ہے یار ساجد اور واقعی اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ اسے دیوتاؤں نے دیا ہوگا۔

ہاں بہت قیمتی ہے یہ لیکن ہم ابھی اس ہار کر پجاری کے حوالے نہیں کریں گے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اگر یہ ہار اس پجاری کے حوالے کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی شیطانی طاقتیں اسے حاصل کرنے کے لیے پجاری کے گھر دھاوا نہ بول دیں۔اس لیے میں اسے پجاریک بیٹی کی شادی ہونے کے فورا بعد اسے وہاں سے لے جاؤں گا سومنات کے مندر کی جانب اور پھر اس مندر میں ہی یہ ہار اس کے حوالے کریں گے یوں اسے سرپرائز بھی ملے گا اور ہار چوری ہونے سے بچ جائے گا ساجد نے اسے اپنے منصوبے سے آگاہ کیا تو سعد نے اس کی تائید کی اور بولا ہاں بالکل ٹھیک سوچا ہے تم نے واقعی پجاری کو وقت سے پہلے ہار دینا اس کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے آؤ چلو پجاری کے گھر چلتے ہیں دونوں پجاری کیگھر کی جانب ہو لیے اور ساجد نے وہ ہار اپنی جیب میں ڈال لیا جلد ہی وہ پجاری کے گھر موجود تھے وجنتی اور شانتی نے سعد کی خوب آؤ بھگت کی ان سے جو ہو سکا انہوں نے وہ کیا اور ان کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی ساجد چونکہ ایک جن تھا اس لیے وہ کھانے پینے سے رہ گیا مگر سعد کو طرح طرح کے پکوان پکا کر کھلائے گئے شادی میں چونکہ دو دن باقی تھے اس لیے ان کے گھر میں مہمان آنا شروع ہو گئے اور رات کو مختلف گھروں میں سے لڑکیاں پجاری کے گھر آ ئیں اور تھالی کی تھاپ پر گانے لگانے لگیں۔

بالم پچکاری جو تو نے مجھے ماری تو سیدھی سادی چھوری شرابی ہو گئی۔

جینز پہن کر جو تو نے مارا ٹھمکا تو لٹو پڑوسن کی بھابھی ہو گئی

تھالی کی تھاپ پر ایک سانولی لڑکی یہ گانا گا رہی تھی اور تین لڑکیاں دائرے میں ناچ رہی تھیں باقی لڑکیاں اور دوسری لڑکیاں اور عورتیں ان لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کر رہی تھیں باہر مردوں کے لیے چارپائیاں بچھائی گئی تھیں جن پر ایک درجن سے زائد مرد جوان لڑکے گپیں ہانک رہے تھے سعد اور ساجد کا تعارف انہوں نے گاؤں والوں سے دور کے رشتہ داروں کا کروایا ہوا تھا بہر حال شادی کے ہنگامے جاری رہے اور وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلا۔سع لڑکیوں کا گاتے ہوئے دیکھ کر غمگین سا تھا پس منظر میں وہ سوچ رہا تھا کہ کاش ایسا ہو جاتا کہ یہ شادی اس کی اور نوشین کی ہوتی تو کیسا ہوتا۔وہ بھی اور نوشین بھی کتنے خوش

ہوتے جس طرح شانتی اتنی سہیلیوں کے درمیان شرما رہی تھی اسی طرح نوشین بھی شرما رہی ہوتی اور وہ اسے بہانے بہانے سے دیکھتا اور کئی باتیں کرتی مگر افسوس اس دوران ساجد نے اسے باتوں میں لگا لیا اور اس کی ایسے دل جوئی کہ وہ نوشین کا غم بھول گیا ساجد نے اس کا دھیان نوشین کی یاد سے ہٹا کر مستقبل کی طرف لگا دیا۔

حیرت انگیز طور پر مایہ کال نے پھر اس کے بعد ان کی کوئی خبر نہ لی اور نہ ہی کوئی وار کیا۔ پجاری کی بیٹی کی شادی پوری دھوم دھام سے ہوئی اور اسے پورے ارمانوں اور خوشیوں سے رخصت کیا گیا سعد نے ایک بھائی کا فرض نبھایا۔ اور شانتی کو بھائی کی کمی محسوس نہ ہونے دی شادی کے منڈپ پر شانتی کو سعد ہی لے کر آیا تھا یہ دیکھ کر پجاری اور وجنتی کی آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے۔

اگلے دن ساجد اور سعد نے پجاری اور وجنتی کو زبردستی تیار کرا کر اور تحفہ دینے کی خاطر وہ ان دونوں کو سومنات کے مندر میں لے گئے۔ انہوں نے پجاری کے مسلسل استفسار بھی اسے کچھ نہ بتایا اور اسے حیران و پریشان لیے مندر کی طرف چلنے لگے راستے میں کئی بار وجنتی اور پجاری نے ان سے پوچھا مگر وہ دونوں بات گول کر گئے ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ بھی چپ کر گئے اور چپ چاپ ان کے ساتھ ہو لیے سومنات کا مندر وہاں سے کافی دور تھا اس لیے انہوں نے چار گھوڑے لیے تھے اور یہ گھوڑے ساجد نے اپنی طاقت سے حاصل کئے تھے گھوڑے اپنی پوری رفتار کے ساتھ دوڑتے جا رہے تھے میلوں کا سفر جلد ہی طے ہو گیا جب وہ مندر کے قریب آئے تو سعد نے ان کو اتنا بتایا کہ وہ ان کو سومنات کے مندر کی طرف لے جا رہے ہیں پجاری جانتا تھا کہ وہ اسے پوری بات تب بتائیں گے جب مندر آ جائے گا اس لیے اس نے یہ نہ پوچھا کہ وہ مندر کی طرف کیوں جا رہے ہیں لیکن دل ہی دل میں وہ لگا تار سوچتا رہا کہ آخر سعد اور ساجد ان دونوں کو سومنات کے مندر جیسے عظیم مندر میں کیوں لے جا رہے ہیں اس نے مسلسل سوچا مگر اس کے دماغ میں کوئی بات نہ آئی بہر حال چلتے چلتے جو منات کا مندر کے لمبے لمبے مینار ان کو دور سے نظر آنے لگے مندر کی جانب ان کے قدم تیزی سے اٹھنے لگے وہ سب گھوڑوں پر سوار تھے مندر پر لوگوں کا ہلکا سا رش تھا جلد ہی وہ مندر کے قریب آ گئے تو سعد نے سب کو اترنے کا حکم دیا پجاری اور اس کی بیوی حیرانگی سے کبھی مندر کو دیکھتے تو کبھی سعد اور ساجد کو دیکھتے جن کے چہرے پر مسکراہٹ تھی پجاری سعد کے قریب آ کر بولا۔

سعد بیٹا اب تو بتا دو کہ تم ہم کو سومنات کے مندر میں کیوں لائے ہو۔

بس پجاری جی تھوڑا سا صبر کر لیں پھر ہم آپ کو پوری تفصیل سے آگاہ کر دیں گے اور جہاں اتنا صبر کر لیا ہے وہاں چند منٹ اور سہی۔ سعد کے جواب پر پجاری نے مایوسانہ انداز میں سر ہلایا اور ان کو مندر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مندر کے دروازے کے قریب آ کر ساجد نے سود کے کان میں کچھ کہا تو سعد نے سب کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود اندر مندر میں دروازے سے گھس گیا پجاری ان دونوں کی کانا پھوسی اور سرپرائزانہ انداز سے عاجز آ چکا تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ خاموش تھا۔ تمام پجاری تیزی سے پجاری کی طرف بڑھے اور اس کے قدموں میں گر گئے اور اس کے نام کی مالا جپنے لگے وجنتی اور پجاری یہ دیکھ کر حیران رہ گئے ابھی وہ اس حیرانگی میں تھے کہ ساجد ان کے قریب آیا اور کان میں بولا۔

پجاری جی جس تحفے کا ہم نے تم سے وعدہ کیا تھا اب اس تحفے کو دینے کا وقت آ گیا ہے پھر اس نے جیب سے لاکٹ نکال کر پجاری کے حوالے کرتے ہوئے کہا یہ وہ لاکٹ ہے جسے آسمان کے دیوتاؤں نے

سومنات کو عطا کیا تھا اور پھر گا نچی دیوی نے اسے چرا لیا تھا ہم اس گا نچی دیوی کی استھان سے یہ مندر کے لیے لائے ہیں اس لاکٹ کو یہ بات سعد نے ان لوگوں کو بتا دی ہے کہ آپ نے اپنی طاقت سے یہ لاکٹ حاصل کیا ہے اور یہ سب آپ کی سواگت کے لیے آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اس لیے جلدی سے یہ لاکٹ سومنات کے گلے میں ڈالیں اور ہزاروں سال سے بجھی ہوئی آگ کو پھر سے جلا کر سب سے مہان پجاری بن جائیں۔

ساجد کی بات سے پجاری کی باچھیں کھل گئیں اور لاکٹ کو دیکھ کر ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ انہوں نے سپنے میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ لڑکے اسے اتنا قیمتی تحفہ دے سکتے ہیں وہ چند لمحے تک تو اس ہار کو حیران نگاہوں سے دیکھتا رہا اور یہ یقین کرتا رہا کہ ساجد نے جو کہا وہ سچ ہے اور وہ سب سے بڑے مندر کا اب بڑا پجاری بننے والا ہے دیگر پجاری بھی اس لاکٹ کو دیکھ چکے تھے اور وہ زور زور سے پجاری کی جے ہو اور سومنات کی جے ہو کے نعرے لگا رہے تھے پھر سب لوگ اس پجاری اور دو جنتی کو ہجوم کی شکل میں مندر کے اندر لے گئے۔ پجاری نے پہلے تو سومنات کو پرنام کیا اور پھر لاکٹ اس کے گلے میں ڈال دیا لاکٹ کے گلے میں ڈلتے ہی مندر میں تیز روشنیاں سی نمودار ہوئیں اور اچانک ایک طرف سے آگ جل اٹھی تمام لوگ اس پر بے حد خوش ہوئے اور سب نے اس پجاری کو دیوتا مان لیا اور شان و شوکت کے ساتھ اس پجاری کو سب سے بڑے پجاری کے عہدے پر بٹھا دیا۔ ساجد نے سعد کو اشارہ کیا اور وہاں سے نکل گئے۔ وہاں سے وہ سیدھے پجاری کے مکان کی طرف آئے جو کہ بند تھا ساجد نے وہیں سعد سے کہا۔

سعد بھائی اب پجاری والا قصہ تمام ہو گیا اسے ہم نے وہ تحفہ دے دیا ہے کہ جو وہ ساری زندگی بھی کوشش کرتا تو حاصل نہ کر پاتا بہر حال اب تم کو تمہارے اصل کام پر آنا چاہیے دیکھو سعد میں نے ہانیہ کا حال بھی معلوم کر لیا ہے اور تمہاری نورانی طاقتوں کی واپسی کا بھی۔ ہانیہ نے ابھی تک مایہ کال کو مورتی کا راز نہیں بتلایا ہے لیکن اس کا وقت نزدیک آ گیا ہے اور وہ کسی بھی وقت دنام جادوگر کی طرف سے اس کے دماغ کی گرہ کھولنے کے بعد اسے بتلا دے گی اس لیے وقت بہت کم ہے اور تم کو پھرتی دکھانی ہوگی اور اس سے پہلے کہ ہانیہ اس کو مورتی کا راز بتلائے تمہیں مایہ کو ختم کرنا ہوگا ورنہ پھر ہر طرف تباہی ہی تباہی ہوگی۔ اور تم کو یہ بھی بتلا دوں کہ مایہ کال نے ہانیہ کے ماں باپ کو بھی مار دیا ہے اور اسے وہاں سے اپنی جادو نگری میں منتقل کر دیا ہے اس لیے اب تم کو جلد سے جلد اس کے مقابلے پر لانا ہوگا۔ یہ حالات ہیں وہاں کے۔۔۔

چلو اللہ خیر کرے گا اب تم مجھے میری شکتیاں حاصل کرنے کا طریقہ بتلاؤ۔

سعد نے جلدی سے کہا تو ساجد بولا سعد چونکہ تم خطرناک شیطانی عوامل سے گزرے ہو اور تم نے دانستہ طور پر یا نادانستہ ان کے کاموں میں ان کا ساتھ دیا ہے اس لیے تمہارے من میں شیطانی درندوں کی خاک پڑ گئی ہے اور خاک یا گند کو صاف کیے بغیر نورانی شکتی کو پانا تمہارے لیے ناممکن ہے اس لیے تم کو اس گند کو صاف اور من کو اجلا کرنے کے لیے تاریک براعظم جانا ہوگا۔

تاریک براعظم۔ سعد نے حیرانگی سے پوچھا۔

ہاں تاریک براعظم وہاں تم کو ایک مقدس کام کے لیے جانا ہوگا اور وہیں جا کر ہی تمہارے اندر سے تمام میل اترے گی اور تم کو نورانی شکتیاں ملیں گی۔

اچھا لیکن مجھے وہاں کیا کرنا ہوگا۔ کیا کوئی چلہ وغیرہ یا پھر ایسا کیا کرنا ہوگا۔

اس سے زیادہ میں نہیں جانتا کہ وہاں تم نے کیا کرنا ہے۔
کیا۔۔کیا مطلب ساجد۔
یار اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے۔ اور نہ ہی علم ہوگا۔ بس یہ اک راز ہے اور یہ وہیں کھلے گا جہاں تم نے جانا ہے اور میرے خیال میں یہ سب وہیں جا کر تم نے خود اپنی عقل سے معلوم کرنا ہے کہ تم کیسے من کی میل صاف کر سکتے ہو اور تم کو تمہاری نورانی شکتی کیسے واپس مل سکتی ہے۔
ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھے اس جزیرے پر رہ کر کم سے کم وقت میں شیطانی گند صاف کرنا ہے اور نورانی شکتی واپس لینی ہیں مطلب یہ کہ ایک مہم ہے میرے لیے جسے میں نے سر کرنا ہے۔
ہاں یہی سمجھ لو لیکن سعد دھیان رکھنا تمہارے پاس وقت بہت کم ہے اور تم نے جلد واپس آنا ہے میں تمہاری کامیابی کے لیے دعا گو ہوں بہر حال تم اس گھوڑے پر بیٹھ جاؤ اور اپنی آنکھیں بند کر لو یہ گھوڑا تم کو تمہارے مطلوبہ مقام پر پہنچا دیگا۔ اور ہاں وہاں پر میرا تم سے کوئی رابطہ نہیں ہوگا اس لئے عقل کا استعمال کرنا اور وقت کم سے کم استعمال ہو پھر اس کے بعد ساجد نے سعد کو الوداع کہا اور سعد گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے مطلوبہ مقام کی طرف روانہ ہو گیا گھوڑے پر بیٹھتے ہی اسے اونگھ آ گئی اور وہ نہ جانے کتنی دیر سویا رہا مگر جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک عجیب و غریب جگہ پر پڑے پایا اس کا گھوڑا وہاں موجود نہ تھا۔ اور وہ اکیلا وہاں پڑا ہوا تھا۔ یہ ایک وسیع پہاڑی علاقہ تھا جہاں پر نہ کوئی جھاڑی نہ پانی اور کسی بھی چرند و پرند کا نام و نشان تک نہ تھا۔ صرف تپتا ہوا سورج ہی اس کا ساتھی تھا بے آب و گیا پہاڑیاں شدید اور چپتی دھوپ اور تیز گرم ہوا اور خاص کر وحشت ناک تنہائی یہ تھی پہلی ہی ساعت میں سعد کا اندازہ ہو گیا کہ ادھر زندگی کی گاڑی کھینچنا کتنا مشکل ہے بھورے رنگ کی ان چٹانوں میں قبرستان جیسا سکوت اور خوف طاری تھا وہاں کوئی سایہ نہ تھا۔ جس تلے وہ آرام کرتا وہاں صرف چٹانوں کا سایہ تھا قدرت نے ان چٹانوں کو ہر قسم کی نعمت سے محروم کر رکھا تھا۔ ادھر ادھر دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا تھا اور بندہ حوصلہ ہار بیٹھتا تھا یہاں کسی قسم کی ریاضت یا عمل کرنا تھا یا اسے کیا کرنا تھا وہ حیران و پریشان کھڑا تھا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہاں پر نورانی شکتی کا حصول کتنا آسان ہے بہر حال وہ یہاں اسی مقصد سے آیا تھا اور اسے ساجد کی باتیں یاد آ رہی تھیں کہ اسے کم سے کم وقت میں جو بھی کرنا ہے کرنا ہوگا لیکن وہ ان ویران چٹانوں میں کیا کرے یہ سوال اس کے ذہن میں ہتھوڑے برسا رہا تھا اور اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا یقیناً یہ کافی سخت مہم تھی بہر حال وہ محل وقوع کا جائزہ لینے کے لیے ایک طرف چل دیا۔ وہ چلتا ہی گیا اور بس چلتا ہی گیا۔ ایک بات اس کے لیے حیرانگی کا باعث تھی کہ ساجد نے اسے تاریک بر اعظم کہا تھا مگر یہاں تو دھوپ تھی اور روشنی تھی جوں جوں وہ بڑھتا گیا گرمی کی شدت سے اسے پسینے آنے اور پیاس لگنے لگی اور وہ سب کچھ بھول کر پیاس بجھانے کے لیے پانی تلاش کرنے لگا چٹانوں پر چلتے ہوئے اسے شام ہو گئی مگر اسے پانی نہ ملا پیاس کی شدت سے اس کے حلق میں کانٹے چبھنے لگے پیاس کی شدت اتنی بڑھ گئی کہ اس سے مزید چلا نہ گیا اور وہ ایک چٹان پر بیٹھ کر نئے سرے سے اس صورت حال پر غور کرنے لگا اسے لگا کہ یہاں ضرور پانی اور انسان بھی بستے ہوں گے مگر ہو سکتا ہے کہ یہ پیاس کا امتحان ہو اس لیے وہ جان گیا کہ یہ شاید اس کے ضبط نفس کا امتحان ہے اور شکتی حاصل کرنے کی پہلی سیڑھی ہے لیکن وہ پانی نہ ملنے سے بے ہوش بھی ہو سکتا ہے اور شاید وہ مر بھی سکتا ہے مگر یہاں بیٹھے بیٹھے اسے پانی تو ملنے سے رہا اس لیے وہ ہمت کر کے اٹھا اور ایک طرف چل دیا مگر مارے پیاس سے اس سے

چلنا دوبھر ہو گیا اچانک اسے ایک طرف سے گرد و غبار اٹھتا ہوا دکھائی دیا اور وہ اسی جانب لپکا اس طرف وہ غیر ارادی طور پر لپکا تھا اسے لگا کہ شاید یہ گرد و غبار کوئی غیبی اشارہ ہے گرد و غبار میں وہ تیزی سے داخل ہوا تو گرد اس کے منہ اور ناک میں گھسی جس سے اسے تسلی کی کیفیت ہونے لگی اور اس کا سر چکرانے لگا مگر وہ رکا نہیں اور نہ ہی گرا بس وہ سانس بند کیے اس گرد سے نکلنے کے لیے تیزی سے ہمت جمع کر کے بھاگا اور جلد ہی وہ اس گرد کے طوفان سے نکلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر وہ خوشی سے بے حال ہو گیا۔ سامنے پتھر کے چند مکانات تھے اس کا دل خوشی سے معمور ہو گیا وہ تیزی سے گرتا پڑتا ان مکانوں کی طرف لپکا جلد ہی وہ مکانوں کے قریب تھا اس نے وہاں پر بسنے والے انسانوں کو آواز دی اور حلق پھاڑ کے بولا کوئی ہے چند لمحے تک وہ جواب کا انتظار کرتا رہا مگر سعد کو کوئی بھی جواب نہ ملا۔ پیاس کی شدت سے اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا مگر اس نے پیاس بجھانے کے لیے کئی آوازیں لگائیں مگر اسے کوئی جواب نہ ملا۔ وہ مایوس ہو گیا اس نے سوچا کہ وہ آوازیں دینے کے بجائے کیوں نا اندر گھس جائے اور پھر اندر دیکھی جائے گی سامنے کی طرف سے کوئی دروازہ نہ تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ پچھواڑے کی طرف کھڑا ہے وہ سامنے کی طرف جانے کے لیے جیسے ہی مکان کے نزدیک آیا اچانک اسے انسانوں کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی تو اس کی جان میں جان آئی سعد اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی اس صورت حال سے نہیں گزرا تھا اس نے جو چلے کئے تھے وہ بلاشبہ سخت تھے مگر اتنے بھی حالات خراب نہ ہوئے تھے جتنے اس وقت تھے اسے اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے اور وہ اس صورت حال کے لیے خود کو ڈھال نہیں پایا تھا اس لیے وہ ہار گیا تھا وہ آوازوں کو سننے کے بعد مکان کے سامنے کی طرف گیا تو اسے وہاں دروازے کی بجائے تین کھلی ہوئی کھڑکیاں دکھائی دیں وہ آوازیں لگاتا ہوا کھڑکی تک گیا اور اس کے اندر جھانک کر دیکھا مکان کافی بڑا تھا۔ اور اس میں کل چھ افراد ایک دائرے میں بیٹھے کوئی عمل پڑھ رہے تھے اور ان کے سامنے فرش پر آگ جل رہی تھی سعد جان گیا کہ وہ کسی مشکل میں پھنسنے والا ہے اسے جلدی سے یہاں سے نکلنا چاہیے مگر اسے جتنی سخت پیاس لگی تھی اسے اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑا اور وہ تیزی سے ہمت باندھ کر بولا۔

صاحبو اس نے فریاد کی مجھے معاف کرنا میں نے تمہارے عمل میں مداخلت کی ہے لیکن خدا گواہ ہے کہ میں نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا میں پیاس کی شدت سے مر رہا ہوں مجھے پانی چاہیے مجھے پانی دو وہ سب نے حیران ہو کر سعد کی جانب دیکھا اور پھر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے سعد نے ان کے سراپے پر نگاہ دوڑائی وہ سب نیم برہنہ اور بوڑھے ان کی شکلیں بے حد خوفناک تھیں اور ان کی کھال۔ اف اللہ ان کے جسم سے علیحدہ ہو کر لٹک رہی تھی اس کے علاوہ انہوں نے چہرے پر خاک ملی ہوئی تھی سعد کو لگا کہ جیسے وہ سب بدروحیں ہیں اور وہ اسے کوئی نقصان دیں گی اس نے سوچا کہ اسے بھاگ جانا چاہیے مگر وہ کیسے بھاگتا اچانک ان میں سے ایک بوڑھے نے قریب رکھا ہوا برتن اٹھایا اور جلتی ہوئی آگ میں لے گیا حیرت انگیز طور پر نہ تو اس نے اپنے ہاتھ کے جلنے کی پرواہ کی اور نہ ہی آگ نے اس کا ہاتھ جلایا جب اس نے ہاتھ آگ سے باہر نکالا تو برتن میں پانی لبالب بھرا ہوا تھا پھر اس نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور برتن سعد کی جانب کیا تو اس کا ہاتھ لمبا ہوتا گیا اور اتنا لمبا ہو گیا کہ سعد نے وہ برتن ہاتھ سے پکڑ لیا سعد نے برتن لے کر تحسین آمیز نگاہوں سے ان بوڑھوں کو دیکھا اور بنا سوچے سمجھے پانی پی گیا پانی پیتے وقت وہ یہ بھول گیا کہ ہو سکتا ہے کہ اس پانی میں کچھ ملا ہوا ہو یا پھر اس کے پیتے ہی وہ کسی نئی مشکل میں پھنس نہ جائے۔ مگر ایسا کچھ نہ ہوا پانی

بالکل شفاف اور تازہ تھا اور اسے پیتے ہی سعد کو کچھ بھی نہ ہوا پانی پینے کے بعد جب وہ اپنے حال میں واپس آیا تو اس کی جان میں جان آئی اور اس کا دماغ کچھ اور بھی سوچنے لگا یقیناً یہ جو بھی لوگ تھے اس کے لیے نقصان دہ نہ تھے اگر ایسا ہوتا تو وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ برا کرتے مگر انہوں نے الٹا اس کی پیاس بجھائی تھی اس لیے سعد نے سوچا کہ اسے ان لوگوں سے مدد لینی چاہیے اور ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ اس کو نورانی شکتی اور شیطانیت کا میل صاف کرنے میں اس کی مدد کریں یہ سوچ کر وہ خوش ہوا اور ان لوگوں سے بولا تمہارا میں مشکور ہوں اجنبی لوگو تم نے مجھے پانی دے کر مجھے نئی زندگی دی ہے میں یہاں ایک مہم سر کرنے آیا ہوں جب تم اپنی عبادت سے فارغ ہو جانا تو میری طرف بھی توجہ کر لینا میں باہر مکان کی دیوار کے ساتھ بیٹھا ہوں میں اپنی شکتی واپس لینے آیا ہوں جس کے لیے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے اس لیے میں تمہاری مدد کا طالب ہوں وہ اپنے عمل میں مصروف ہو گئے اور سعد مکان کی دیوار کے پاس بیٹھ گیا اور ان کی عبادت ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا اس نے ان کے علم کو عبادت اس لیے کہا تھا کہ کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا انہوں نے اس آگ سے کیسے پانی نکالا تھا اور وہ آگ شاید ان کے لیے مقدس تھی وہ اب سکون میں تھا کیونکہ اس ویران جزیرے میں اسے چند انسانوں کا ساتھ مل گیا تھا لیکن جو حال ان بوڑھوں کا وہ دیکھ چکا تھا ان کو دیکھ کر نہیں لگتا تھا کہ وہ انسان ہیں بہر حال وہ جو بھی تھے ان کے تنہائی کے ساتھی تھے اور ان کی بدولت اسے کھانے پینے کا کوئی مسئلہ نہ تھا رات ہو گئی اور وہ عبادت سے فارغ نہ ہوئی سعد انتظار کر کے تھک گیا تھا اس نے کئی بار اندر جا کر دیکھا تو وہ اس طرح عبادت میں مشغول ہو گئے تھے جیسے وہ ان کو پہلے دیکھ چکا تھا رات گزر گئی اور وہ پھر بھی فارغ نہ ہوئے البتہ اسے لگا کہ جیسے وہ زندگی سے بے نیاز ہیں اور اس کی فریاد کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے سعد نے تنگ آ کر ان کو کئی آوازیں لگائیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور اسی طرح عبادت میں لگے رہے عجب لوگ ہیں کھالیں لٹک رہی تھی اور میں صبح سے بھونک رہا ہوں مگر ان پر کوئی بات اثر نہیں ہوتی وہ غصہ سے بڑبڑایا صبح ہو گئی اور پھر دوپہر ہونے لگی تو وہ پھر سے تنگ ہو کر اندر گیا اور قدرے بلند آواز میں بولا اے مقدس لوگو کیا مجھے بھی بات کرنے کا موقع دو گے میں یہاں نورانی شکتی کے حصول کے لیے آیا ہوں مجھے کوئی مشورہ دو کہ میں اس پر عمل کروں انہوں نے پھر اس طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر وہ عبادت میں مشغول ہو گئے وہ چند لمحے ان کے جواب کا انتظار کرتا رہا مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو وہ مایوس ہو گیا اور دوبارہ دیوار کے سائے میں جا کر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے یہاں پر اسے کھانا پانی تو مل جاتا تھا مگر وہ بوڑھے اس کے لیے اس سے بڑھ کر کچھ نہ تھے نہ تو وہ اس سے کوئی بات کرتے تھے اور نہ ہی اس کو کوئی مشورہ دے رہے تھے یہاں جوان کا حال تھا اسے دیکھ کر لگتا تھا وہ ہمیشہ اسی طرح آگ کے سامنے بیٹھے رہیں گے اور یہ آگ اسی طرح روشن رہے گی مگر اس کا اسی طرح سے ٹائم ضائع ہوتا رہے گا۔ اور اس کے ہتھے سوائے کھانے اور پانی کے کچھ نہ آئے گا اس لیے یہاں پر وقت ضائع کرنے کی بجائے اسے آگے بڑھنا ہو گا۔ لیکن اس سنسان علاقے میں وہ کب تک پھرے گا۔ اور کہاں جائے گا کھانا پانی اسے کون دے گا وہ سوچنے لگا یہاں چلو اسے کھانا پانی تو ملتا ہے مگر وہ آگے گیا تو کیا پتہ اسے کھانا پانی نہ ملے اور وہ بھوک و پیاس سے ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر مر جائے۔ اور اس کا مقصد ادھورہ رہ جائے آخر وہ کرے تو کیا کرے سعد نے اپنا سر پکڑ لیا کوئی بھی راستہ نہ تھا اس کے پاس اور نہ ہی کوئی اتا پتہ وہ اس وقت اس گونگے اور اندھے بہرے کی مانند تھا جس کی ماں اسے مدرسے میں مولوی صاحب کے

پاس چھوڑ کر چلی جاتی ہے دماغ کھپا کھپا کر آخر اسے یہ خیال آیا کہ وہ ایسا کرے کہ جدھر بھی جائے اس مکان سے ناطہ نہ توڑے اور وہ ان مکانوں کا راستہ نہ بھولنے کے لیے جھولی میں چھوٹے پتھر لے کر جہاں بھی جائے ان کو راستے میں گراتا جائے تاکہ اسے واپسی میں کوئی مشکل نہ ہو ایک بچگانہ سوچ تھی مگر اس کے سوا اس کے پاس اور کوئی چارہ بھی نہ تھا اس لیے اس ن اس سوچ کے ہر پہلو پر غور کیا اور پھر چھوٹے چھوٹے پتھر پکڑ کر جھولی میں ڈالے اور ان کو ایک ترتیب سے رکھتا ہوا ایک طرف چل دیا مگر جانے سے پہلے اس نے خوب سیر ہو کر کھانا اور پانی پیا اور وہ اسے کھانے میں بھنا ہوا ہرن کا گوشت دیتے تھے جو اتنا لذیذ ہوتا تھا کہ وہ انگلیاں چاٹتا رہ جاتا تھا وہ ایک طرف چل پڑا اس وقت صبح تھی شام تک وہ چلتا رہا مگر اسے سوائے پہاڑوں کے کچھ نہ ملا تو وہ مایوس ہو کر شام کو واپس آگیا نہ جانے اس نے کتنے میل فاصلہ طے کیا تھا یہ اسے کو بھی معلوم نہ تھا دوسرے دن بھی وہی حال ہوا اور شام کو مایوس اسے واپس لوٹنا پڑا تیسرے دن وہ جنوب کی جانب گیا اور تھوڑی دیر چلنے کے بعد اسے اچانک چند آدمی اپنی جانب آتے ہوئے دکھائی دیئے تو اس کی حیرت دو چند ہو گئی ان آدمیوں کے جسم کالے سیاہ تھے ہاتھوں میں نیزے اور کندھے پر تھیلے لٹکے ہوئے تھے ان کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ جیسے کوئی لمبا فاصلہ طے کر کے آئے ہیں قریب جا کر سعد نے دیکھا کہ ان کے جسم گرد و غبار سے اٹے ہوئے تھے سعد نے ان کو دیکھ کر خوشی سے ہاتھ ہلا کر ان کو اپنی جانب متوجہ کیا اور چلتا ہوا ان کے قریب آیا وہ سعد کو حیرت کو دیکھ رہے تھے سعد تیزی سے بولا۔

بھائیو اس ویرانے میں زندہ انسانوں کو دیکھ کر مجھے حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوئی ہے۔

تم کون ہو اور ادھر کیا کر رہے ہو۔ ایک کالے آدمی نے پوچھا۔

سعد نے ان کو اپنا اور اپنے آنے کا مقصد بتایا تو وہ سر ہلانے لگے اور پھر سعد نے ان سے مدد مانگی۔ جس کے جواب میں اس آدمی نے تھیلے میں سے ایک پتھر اور راکھ نکال کر راکھ اس پتھر پر ماری اور کچھ پڑھ کر اس پتھر کو دیکھنے لگا سعد کے دل میں امید کی رمق روشن تھی اسے یقین تھا کہ یہ لوگ اسکی ضرور مدد کریں گے کیونکہ اسے اتنے دنوں سے یہ تو علم ہو گیا تھا کہ یہ جزیرہ کسی بھی قسم کے جانی خدشات یا برے روحوں اور جادوگروں سے پاک ہے اور ہر طرف امن ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اب تک سعد زندہ نہ ہوتا چند لمحے تک وہ کالا آدمی اس پتھر کو دیکھتا رہا۔ اور پھر وہ بولا۔

تم نے ادھر آنے میں کوئی سے ضائع نہیں کیا اور پورے سے آئے ہو میں نے دیکھ لیا ہے وہ شیطان کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسے ناکام ہونا پڑے گا کیونکہ دیوتاؤں کی یہی مرضی ہے تم لوگ کون ہو سعد نے پوچھا۔

ہم دیوتاؤں کے اوتار ہیں اور اس جگہ تم جیسے ہزاروں انسانوں کی رہنمائی کے لیے ہوتے ہیں۔

میری مدد کرو معزز انسانو مجھے بتاؤ کہ میں کیسے شیطانیت کا میل صاف کروں اور پنی نورانی شکتی حاصل کروں۔

تم کو اتنی آسانی سے یہ سب نہیں ملے گا۔ نوجوان اس کے لیے تم کو کڑی ریاضت کرنا ہو گا پھر اس کے بعد تیرے اندر سے میل دور ہو گی اور شکتی ملے گی۔

کیسی ریاضت اے معزز انسان اور میں کیا کروں۔

ویسی ریاضت جیسی وہ لوگ آگ کے پاس بیٹھ کر رہے ہیں یہاں تم کو ایسی ہزاروں جگہیں ملیں گی تم

واپس جاؤ اوران بوڑھوں کے پاس جا کے بیٹھ جاؤ ریاضت کرواوران کے اشاروں پر ناچنا سیکھو یہاں تمہاری بھرپور تربیت ہوگی اور یہاں دیوتاؤں کے اوتار بھی تم کو ملتے رہیں گے مگر یاد رکھنا یہاں کی ریاضت کافی سخت ہے اور تم کو محنت کرنا ہوگی ان بوڑھوں کے پاس۔

مگر وہ تو نہ مجھ سے بولتے ہیں اور بس اپنے عمل میں مصروف رہتے ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ ان سے مجھے کھانا مل جاتا ہے میری مکمل رہنمائی کریں تھک گیا ہوں۔

تم انکے ساتھ اسی عمل میں شامل ہو جاؤ اوراس طرح ریاضت کی عادت بنالو یہ ایک سخت کام ہے لیکن جس نے تم کو یہاں بھیجا ہے وہ یہاں ریاضت کر کے گیا ہے بس اپنا من صاف رکھنا اور من لگا کے ریاضت کرنا جتنا تیرا من ہوگا اتنی جلدی تم یہاں سے واپس جاسکو گے۔ سمجھ گئے۔اس کے ساتھ ہی وہ نظروں سے غائب ہو گئے مگر سعد ان سے مزید پوچھنا چاہتا تھا لیکن وہ اسے اتنا ہی بتا گئے یہ کافی تھا اب اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے سچے دل سے ان بوڑھوں کے ساتھ وہی کرنا ہے جو وہ کر رہے ہیں اور اسے کتنا عرصہ کرنا ہوگا یہ سب اس کی محنت پر منحصر ہے اس کی منزل وہی پر اسرار مکان اوران بوڑھوں کی تھی جو آگ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ اس بات سے خوش تھا کہ ساجد بھی اس منزل سے کامیاب لوٹا ہے اور وہ بھی ضرور کامیاب لوٹے گا۔ وہ واپس آیا تو بوڑھے اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہ انکو چھوڑ کر گیا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ میں ان کے ساتھ کیسے شامل ہوتا ہوں اور پھر ان کا ردعمل کیا ہوگا۔ کیا وہ اسے اس بات کی اجازت دیں گے یا اسے مزید کوئی امتحان میں سے گزرنا ہوگا یہ سوال ایسا تھا کہ جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا یہ ریاضت کافی کٹھن تھی نہ جانے کتنے عرصہ تک اسے بھوکا پیاسا رہنا ہوگا وہ دیوار کے پاس بیٹھ کر سوچتا رہا۔ مگر اسے کوئی جواب نہ ملا آخر اس نے یہی سوچا کہ اسے ہمت کر کے ان بوڑھوں کے پاس بیٹھ جانا چاہیے پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا وہ یہ سوچ کر اٹھا اور کمرے میں جھجکتے ہوئے قدموں سے داخل ہوا اسے دیکھ کر ایک بوڑھے نے اسی طرح آگ میں ہاتھ ڈال کر کھانا اور پانی نکال کر ہاتھ کی مدد سے اس کے سامنے رکھ دیا شاید وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ سعد ان سے کھانا مانگنے آیا ہے کھانا دیکھ کر سعد کے دماغ میں یہ بات آئی کہ اسے ریاضت سے پہلے کچھ کھا پی لینا چاہیے پھر نجانے کیا ہو یہ سوچ کر اس نے کھانے کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر پھر اسے احساس ہوا کہ نہیں یہ غلط ہوگا یہ کم ہمتی اور بزدلی ہوگی اسے اگر مقصد کو پانا ہے تو پھر یہ سب اسے چھوڑنا ہوگا ورنہ اسے وہ کبھی نہیں ملے گا۔ جس کے لیے وہ ادھر آیا ہے یہ سوچ کر اس نے کھانا اور پانی کا برتن دو پھینک دیا پانی برتن میں سے نکل کر زمین میں جذب ہونے لگا اور گوشت ادھر ادھر بکھر گیا۔ اس نے گھوم کر ان بوڑھوں کو دیکھا جن کی کھال جسم سے الگ ہو کر لٹکی ہوئی تھی جن میں کئی راز تھے کئی قربانیاں تھیں اور نجانے اس کا کیا مقصد تھا جس کے لیے ان کا یہ حال ہو چکا تھا وہ اس کے ہر عمل سے بے نیاز تھے اور زیرلب کوئی منتر پڑھنے میں مگن تھے اور آگ اسی طرح روشن تھی جس کا کوئی منبع نہ تھا کہ اسے کیسے جلایا گیا ہے یا یہ کس وجہ سے لگا تار رات دن روشن ہے ان بوڑھوں کی ملی جلی آوازوں سے ایسے آواز آرہی تھی کہ جیسے دور کسی آبشار کے گرنے کی آواز آتی ہے سعد پورے جوش سے ان کی طرف بڑھا اور وہ آگ کے گرد کافی کم فاصلے پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھنے لگا مگر ان کے درمیان فاصل کم تھا جس کی وجہ سے سعد ان کے درمیان نہیں بیٹھ سکتا تھا وہ ان کے نزدیک آیا اوران پر نگاہ دوڑا کے بولا۔

اے عظیم لوگو۔ میری بات سنو میں بھی ریاضت کے لیے تمہارے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہوں اور اب

جو بھی ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے میں نے وہ حاصل کرنا ہے جس کی وجہ سے میں ادھر آیا ہوں ان کے استغراق میں کوئی فرق نہ آیا انہوں نے سعد کی پیش قدمی پر کسی بھی قسم کا ردعمل کا اظہار نہ کیا۔ تو اسے حوصلہ ہوا اور وہ ایک بوڑھے کے نزدیک آ کر ان الفاظ پر غور کرنے لگا جو وہ ادا کر رہے تھے وہ زبان اس کی سمجھ سے بالاتر تھی اک عجیب سی قدیم زبان جس کے الفاظ سے وہ نا آشنا تھا اس نے زندگی میں کبھی بھی یہ لفظ نہ سننے نہ ہی ادا کیئے تھے وہ یکسوئی سے ان کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ یاد کرنے لگا مگر اسے کافی مشکل ہو رہی تھی کیونکہ وہ الفاظ ایک ساتھ ادا کر رہے تھے اس لیے اس کو سمجھنے میں مشکل آ رہی تھی اس نے اپنی سماعت اور ذہن کی تمام توانیاں بروئے کار لاتے ہوئے الفاظ پر مرکوز کر دی اپنی توجہ وہ ایک طویل عمل تھا اور الفاظ اس قدر مشکل تھے کہ اسے سمجھنے میں کافی وقت گزر گیا۔ وہ خود ایک عمل کرنے والا تھا اس نے کئی مشکل الفاظ یاد کیئے تھے مگر یہ الفاظ مشکل تھے ان سے بھی وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکا اس نے الفاظ کو دہرانا شروع کر دیا اور عمل کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے پہلے ایک حصہ یاد کیا پھر دوسرا اور اسی طرح وہ یاد کرتا رہا۔ اور پھر اسے طویل محنت کے بعد سارا عمل یاد ہو گیا تو سعد بہت خوش ہو گیا سب سے مشکل کام اس نے ادا کر دیا تھا۔

میں نے عمل یاد کر لیا اب مجھے ریاضت کے لیے جگہ دو سعد نے بلند آواز سے کہا۔ تو پہلی بار ان کے لب ساکت ہوئے اور انہوں نے عمل پڑھنا بند کر دیا۔ ان میں سے سب سے بوڑھے آدمی نے وظیفہ توڑا اور نجانے کس زبان میں اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا جس پر تمام ساتھیوں نے اس کے باری باری ہاتھ چومے اور پھر ایک شخص اٹھا اس کی پوری کھال اس کے بدن پر جھول رہی تھی اسے اٹھتا ہوا دیکھ کر باقی بوڑھوں نے چھٹی چھٹی آواز میں کچھ ہذیان بکنا شروع کر دیا۔ سعد یہ دیکھ کر حیران و پریشان کھڑا رہ گیا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اچانک وہ معمر بوڑھا دیکھتے ہی دیکھتے اس آگ میں کود گیا آگ کے گرد بوڑھوں کا حلقہ ٹوٹ گیا تھا باقی بوڑھوں نے اس کو آگ میں کودتا ہوا دیکھ کر عجیب سی حرکتیں کرنے لگے وہ اپنے ہاتھ بار بار بلند کرنے لگے اور پھر اپنے ماتھے کو چھو کر ٹانگوں تک لاتے شاید وہ اپنے ساتھی کا جشن مرگ منا رہے تھے یا پھر سوگ سعد صحیح نہ جان سکا بوڑھے کا جسم حیرت انگیز طور پر آگ نے جلانا شروع کر دیا تھا مگر وہ چیخ نہیں رہا تھا اور آگ میں خاموش پڑا تھا نجانے کیا اسرار تھا بوڑھے کے جسم کے جلنے سے فضا میں گوشت کے جلنے کی بو پھیلنے لگی اور سعد کو ناک بند کرنا پڑ گیا ورنہ اسے قے آ جاتی لاش کے جلنے کی بدبو اتنی گندی تھی کہ سعد کا دماغ ماؤف ہونے لگا بوڑھے کا جسم لمحوں میں ہی جل کر راکھ بن گیا اور یہ اندازہ کرنا مشکل ہو گیا کہ آیا اس آگ نے کسی کا وجود جلا ڈالا ہے اچانک ایک بوڑھے نے سعد کو اپنی شعلہ بار آنکھوں سے گھور کر بوڑھے شخص کی جگہ لینے کا اشارہ کیا اس کی آنکھیں بہت خوفناک تھیں جو سعد کو اپنے اندر تک اترتی ہوئی محسوس ہوئیں سعد سمجھ گیا کہ حلقے میں اب اس کے شامل ہونے اور بیٹھنے کی جگہ بن چکی ہے۔ لہذا وہ بنا کسی تاخیر کے اس جگہ جا بیٹھا پھر انہوں نے اسی طرح پھر سے عمل شروع کر دیا۔ تو سعد نے دھیمی آواز میں وہ الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ آگ کی تمازت اس کے جسم کو جھلسانے لگی اور اس کا دھیان ان الفاظوں سے ہٹنے لگا وہ کبھی ساجد کے خیالوں میں گم ہو جاتا تو کبھی نوشین کے ان سب کی صورتیں اس کے ذہن میں نمودار ہونے لگیں وہ ذہن کو بار بار جھٹکتا اور کبھی آنکھیں بند کرتا تو کبھی کھولتا اور بار بار وہ ذہن کی سرزنش کرتا کہ ورد شروع کرو مگر وہ اپنا دھیان ایک طرف نہ رکھ سکا۔ کچھ دیر تک تو وہ بوڑھوں کے ساتھ عمل میں مصروف

رہتا پھر چند لمحوں میں یہ صورتیں اس کے سامنے آجاتیں اوراس کا عمل خراب ہوجاتا۔ وہ خود سے سوال کرنے لگا سعد مت بھولو کہ تم ادھر کس مقصد کے لیے آئے ہواور تم کو کیا کرنا ہے تم اندر اپنے حوصلہ پیدا کرو من کو ایک طرف لگاؤ اگر ایسا نہیں کرسکتے تو اس آگ میں کود جاؤ تجھ کو نہیں معلوم کہ یہ ریاضت کتنی سخت ہے اور نجانے کب ختم ہواور نہ ہی کسی نے وقت مقرر کیا ہے اگر تم نے سی طرح وقت ضائع کیا تو تمہاری کھال بھی جھول جائے گی یہ کمزوری ہے جو تم دکھا رہے ہواور اس کمزوری سے آگ میں کود جانا بہتر ہے اسی طرح تم کمزوری اور بے عقلی دکھاتے رہے تو ہوسکتا ہے کہ کافی وقت ضائع ہوجائے جو سالوں پر محیط ہواور پھر مایہ کال اپنا مقصد حاصل کرلے۔ ساجد تیری راہ دیکھتا رہ جائے اور تم دیر کردو یوں من لگاؤ کہ جیسے ان بوڑھوں نے لگایا ہے جن کی کھال جھولنے لگی ہے مگر ان کے استغراق میں فرق نہیں آیا ان کے چہرے آگ کی تمازت سے تپ کر جھڑ جھڑا گئے ہیں کھال کا رنگ بدل گیا ہے کیا تم بھی اپنا یہی حال کرنا چاہو گے۔ نوشین کا سوچو جس کے ساتھ کیا ہوا اس کا انجام سامنے رکھواور اپنے دشمن کو مارنے کے لیے من لگاؤ ورنہ تم دیکھتے رہ جاؤ گے اور وہ اپنا کام کرجائے گا۔ اس نے اپنی سخت سرزنش کی مگر یہ منتشر اور پراگندہ خیالات تھے جن کی آمد پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی تھی انسان کا سب سے بڑا دوست اور سب سے بڑا دشمن اس کا ذہن ہوتا ہے اس ضدی خود سر نازک مزاج اور کوف زدہ چیزوں کے منبع یہ انسانی ذہن اگر نہ ہوتا تو انسان درختوں کیطرح خوش رہتا اور پتھروں کی طرح مطمئن زندگی گزارتا اس کا دل کرنے لگا کہ ان بوڑھوں کی حالت دیکھتے ہوئے وہ بھی ان جیسا حال کرنے کی بجائے بھاگ جائے اور ساجد کی مدد سے مایہ کال کو مارے لیکن اسے خدشہ تھا کہ اگر وہ اسی طرح سے اٹھ گیا تو ہوسکتا ہے کہ وہ زندہ واپس نہ جاسکے اس نے خود کو پھر سرزنش کی اور اپنا ذہن نوشین کے انجام کی طرف کیا تو اس کے اندر مارے غصہ کے چنگاڑیاں پھوٹنے لگی اور انتقام کا جذبہ ابھرنے لگا جس سے اس کا منتشر ذہن یکجا ہوا اور اس نے تمام خیالات کو ذہن سے نکال دیا پہلے پہل تو اسے پریشانی ہوئی آگ کی تمازت سے گھبرایا اور بیٹھے بیٹھے ٹانگیں اور پیٹھ میں بھی درد ہوا مگر نوشین کی یاد نے اسے یہ سب خود پر حاوی نہ ہونے دیا اور وہ یکسوئی سے عمل میں مصروف ہوگیا۔

وہ پوری طرح عمل میں ڈوب گیا اسے دن رات کے گزرنے کا ہوش نہ رہا۔ بھوک و پیاس اور تمام احساسات مٹ گئے وہ پوری طرح ان بوڑھوں کے ساتھ اس عمل میں مصروف ہوگیا اسے اپنا احساس بھی بھول گیا کہ وہ کون ہے اور ادھر کس مقصد سے آیا بس وہ تھا اور اس کا عمل اور باقی ہوش اس سے ہٹ گئے کتنے دن ہفتے یا مہینے بیت گئے اسے علم نہ ہوسکا بس اتنا یاد رہا کہ کسی دن اس مکان میں ایک شخص نے داخل ہوکر سعد کی طرح پانی اور کھانا مانگا جسے سعد نے آگ میں ہاتھ ڈال کر دیا نجانے یہ سب کیسے ہوا اور کیسے خود بخود اس کے ہاتھ آگ میں گئے اور کھانا کیسے نکالا اسے کچھ علم نہ ہوسکا۔ بس یہ سب مشینی انداز میں ہوا تھا جس میں سعد کا کوئی عمل دخل نہ تھا اور حیرت انگیز طور پر سعد کا ہاتھ بھی اسی طرح دراز ہوا تھا اور کھڑکی تک گیا تھا پھر وہ دوبارہ اسی طرح نکال کے اس انسان کو دیا اور پھر اچانک ہی وہ شخص انکے قریب آکر بیٹھا اور ریاضت میں شامل ہونے کی درخواست کی اور پھر اس نے اسی طرح سے وہ الفاظ یاد کیے تو اس نے ان سے جگہ طلب کی تو سعد سمیت تم بوڑھوں نے عمل روک دیا اور سب بوڑھوں نے ایک ساتھ سعد کی طرف دیکھا ان کے لب رک گئے تھے اور بھنبھناہٹ بھی رک گئی تھی وہ سعد کو ایسے دیکھ رہے تھے کہ جیسے وہ اسے اٹھا کر آگ میں ڈالنے والے ہیں سعد کا دل ذرا بھی نہیں ڈرا اس کو اس عمل نے اتنی طاقت دے دی

تھی کہ اس کے اندر سے ڈر اور خوف دور ہوگیا تھا اسے آگ کے اندر ڈالے جانے کا بھی کوئی خوف نہ تھا بلکہ وہ تو صدق دل سے ایسا کرنے کو تیار تھا اچانک بوڑھے کھڑے ہوگئے اور پھر وہ آگ کے گرد بے ہنگم انداز میں ناچنے لگے جس سے ماحول میں زندگی کے آثار پیدا ہوئے ورنہ تو سب بت بنے بیٹھے تھے اچانک ایک بوڑھے نے ہاتھ آگ میں ڈال کر ایک انگارہ اٹھایا اور سعد کے ہاتھ کو پکڑ کر ہتھیلی پر رکھ دیا دہکتا ہوا انگارہ اس کی ہتھیلی پر آکر ایک محلول کی شکل میں آگیا۔ آگ سبز محلول تھا جو ہتھیلی سے ادھر ادھر چھلکنے لگا سعد نے تیزی سے وہ محلول پی لیا اور وہ اچانک وہ بوڑھا اپنی اصل آواز میں پہلی بار بولا۔

تم ادھر سے جاؤ۔ تمہارا کام پورا ہوگیا ہے تیرے اندر سے تمام شیطانی گند صاف ہو چکا ہے اور اس نیلے پوتر پانی نے تیری نورانی شکتیاں تجھے واپس لوٹا دیں ہیں جا اور جا کر اس شیطان کو مار ورنہ وہ اس چھوری کو مار دے گا۔ جا سعد بے اختیار سینے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

معزز بزرگ میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں کہ میری شکتی مجھے واپس مل گئی ہے مگر میرا ادھر سے جانے کو اب دل نہیں کرتا یہاں بڑا سکون ہے امن ہے بس ریاضت کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ لذت نفس اور ضبط نفس میں کیا فرق ہے مجھے وہ سکون ملا ہے جس نے میری زندگی بدل دی ہے میں نے وہ سرور پایا ہے جو میں نے تلاش کیا مگر مجھے نہ ملا۔ ہر غم سے مجھے نجات ملی اور من پر سکون ہوگیا مہربانی کر کے مجھے اسی طرح ادھر رہنے دو اور مجھے یہاں سے نہ نکالو۔

نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تم ادھر شکتی پانے کے لیے آئے تھے اور من کی طاقت سے شکتی پالی تم نے اب تم جاؤ اور اس شیطان کو مار ڈالو پھر تم کو وہ بھی جائے گی جس کو تم چاہتے ہو جاؤ مگر نہ جانے اسے کیا ہوگیا تھا وہ شکتی پا کر بھی ادھر سے نہیں جانا چاہتا تھا بحر حال وہ اٹھا اور ایک طرف چل دیا مکان سے نکل کر اس نے اپنے دل میں ساجد سے ملنے کا ارادہ کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ساجد کے سامنے تھا اپنی تمام شکتیوں اور جاہ جلال کے ساتھ اس نے اپنی شکتی پالی تھی اب وہ ایک طوفان تھا جو مایہ کال کی اینٹ سے اینٹ بجانے آیا تھا اسے روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ تھا نہ ہی اسے کسی کا ڈر تھا یا کسی کی مدد کی ضرورت تھی وہ اپنی شکتی حاصل کر چکا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا یہ سب جاننے کے لیے آئندہ شمارے میں مایہ کال کی آخری قسط ضرور پڑھیں۔

آمنہ افضل اعوان۔ فیصل آباد کے نام

ہر پل ہر سانس میں ہر دل کی دھڑکن کے ساتھ لگتا ہے کہ تم ہو
گھر کی دیواروں میں موسم کے نظاروں میں لگتا ہے کہ تم ہو
گلشن کی بہاروں میں آسمان کے تاروں میں لگتا ہے کہ تم ہو
مگر میری جان آمنہ تم کہیں بھی نہیں ہو مگر پھر بھی لگتا ہے کہ تم ہو

محمد افضل اعوان۔ گوجرہ

مس صبا۔ کلر سیداں کے نام

یہ سوچ کر پلکوں میں چھپا لیتا ہوں آنسو صبا جی!
گر کر یہ میری آنکھ سے میری طرح تنہا نہ ہو جائے

سفیر اداس۔ مظفر آباد

کسی اپنے کے نام

آج اداس ہوں تو کسی نے بھی آواز نہ دی محسن
کیا یہ مٹی کے انسان کسی سے وفا نہیں کرتے؟

ایم اشفاق بٹ۔ لالہ موسیٰ

افضل جواد۔ کالا باغ

لبوں پہ تو جو تبسم سجائے پھرتا ہے
ہماری ذات کی نیند میں چرائے پھرتا ہے
بجھا بجھا سا وہ بے کیف سانولا چہرہ علی
نجانے کتنے غموں کو چھپائے پھرتا ہے

محمد علی۔ کالا باغ

دشت جنون

۔۔۔۔تحریر۔ریاض احمد۔باغبانپورہ۔لاہور۔۔۔

مجھ پر ایک سکتہ سوار تھا میں بار بار اسے دیکھ رہا تھا وہ وہی تھی ہاں وہی تھی ماہ رخ جس کو میں ویرانے میں پھینک کر آیا تھا جو میرے گھر کے صحن میں کٹی گردن کے ساتھ مری پڑی تھی یہ یہ زندہ کیسے ہوگئی۔ہاں یہ زندہ کیسے ہوگئی میں اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میرے سامنے کوئی اور نہیں میری اپنی جان میری اپنی چاہت ماہ رخ کھڑی ہے۔میں نے اپنے دوستوں کو اس کے مرنے کا کچھ بھی نہیں بتایا تھا یہی کہا تھا کہ اس کو بھوت اٹھا کر لے گیا ہے اور پتہ نہیں وہ اس وقت کہاں ہے میں نے جہاں جہاں ہو سکا تھا اس کو ڈھونڈتا تھا لیکن وہ نہیں ملی تھی اور اب تو وہ میری سامنے تھی میرے دوست شاید اس کو دیکھ کر خوش ہوتے کہ وہ آگئی تھی لیکن میں حیرت میں ڈوبا ہوا تھا میرے جسم کا ایک ایک پور لرز رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ماہ رخ میرے سامنے موجود ہے۔آپ۔۔آپ۔میں ان سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن یوں لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی تھی وہی چہرہ۔وہی حسن۔وہ مسکراہٹ وہی آنکھیں۔وہ وہی تھی۔۔ہاں بالکل وہی۔یاقوت صاحب۔۔اس نے گویا مجھے میرا نام لے کر بلایا اور ساتھ ہی وہ ہنس دی اس کی مسکراہٹ اف اتنی ظالم تھی۔کہ بس میں لمحوں میں ہی اس کا دیوانہ ہو گیا۔دیوانہ تو میں پہلے ہی اس کا تھا لیکن اب وہ ایک نئے روپ میں میرے سامنے تھی اس کے حسن میں بہت زیادہ نکھار آچکا تھا لیکن کیا یہ مری نہ تھی زندہ تھی میں اسے دیکھ کر سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اس کا سراپا بھی دیکھ رہا تھا۔۔وہ بولتی جا رہی تھی اور میں حیرت میں ڈوبا ہوا اس کو دیکھ رہا تھا۔اور وہ مسکرا مسکرا کر باتیں کرتی جا رہی تھا۔اچھا زیادہ حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔اتنا کہہ کر اس نے ایک کارڈ میری طرف بڑھا دیا اور کہا شام کو یہاں مل لینا۔لیکن لیکن میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ بولی ابھی کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ بھی کہنا ہے وہاں جا کر کہنا ابھی میں بہت جلدی میں ہوں اتنا کہہ کر وہ چلی گئی اور میں سکتہ کے عالم میں اسے جاتا ہوا دیکھتا رہ گیا۔وہ تو مر چکی تھی اور پھر وہ یہاں کیسے یہ کیا چکر ہے وہ کون ہے کہاں سے آئی ہے اور اس کو مجھ سے کیا کام ہے میرا دماغ چکرانے لگا میں اپنے ہوش کھونے لگا۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

یہ رات میرے لیے اذیت بن کر آئی تھی اسے میں اچھا بھلا کو چھوڑ کر آیا تھا لیکن اب۔۔اب وہ کہاں ہے۔کس جگہ ہے۔اس نے ابھی ابھی فون کیا تھا وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی یوں جیسے اس کو کسی نے شدت سے قابو کر رکھا تھا۔اس کی آواز ڈگمگا رہی تھی وہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔میں نے ارشد۔کاشف کو فون کیا تھا اور ان سے بھی پوچھا تھا کہ ماہ رخ کا کچھ پتہ چلا کہ وہ کہاں ہے۔میری بات سن کر وہ بھی حیران رہ گئے تھے جیسے ان کو میری بات پر یقین نہیں آیا تھا کہہ رہے تھے کہ یاقوت تم یہ کیا کہہ رہے ہو ابھی کچھ ہی دیر قبل ہم سب ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے اور پھر یہ سب۔۔ہاں یار یہی تو بات ہے کہ وہ گھر نہیں پہنچی ہے یوں لگتا ہے کہ راستے میں ہی اس کے ساتھ کوئی گہرا حادثہ ہوا ہے اس کا کچھ دیر قبل فون آیا تھا لیکن وہ بات نہ کر سکی بات کرنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی زبان سے لفظ ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔

اف یہ تو بہت بری خبر ہے۔ لیکن یار ایک بات میرے ذہن مین آ رہی ہے۔ کاشف نے کہا۔ کون سی بات تمہیں یاد ہے کہ وہ اکثر یہی کہتی تھی کہ اسے رات کو ڈراؤنے خواب آتے ہیں اور ان خوابوں میں وہ کسی سائے کو دیکھتی ہے کسی ایسے سائے کو جو اس کو دکھائی نہیں دیتا ہے لیکن وہ اسے پوری طرح محسوس کرتی ہے۔ ہاں ہاں میں نے جلدی سے کہا لیکن اس میں اس کے خواب کا کیا ذکر۔ وہ تو محض خواب تھے اور وہ گھر نہیں پہنچی ہے۔ خواب میں سایہ نکل کر اسے بھگا کر تو نہیں لے گیا۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہے بالکل ایسا ہی ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہوگا تمہاری بات بالکل درست ہے اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا گا میں کانپنے لگا تھا مجھے سب کچھ یاد آنے لگا تھا جو بیتا تھا سب کچھ یاد آنے لگا تھا اس کا ڈرا ڈرا اور بجھا بجھا چہرہ میری نظروں سامنے گھومنے لگا تھا۔ مجھے اس کی فکر ہو رہی ہے اور باہر طوفانی بارش بھی ہے۔ اگر موسم صاف ہوتا تو میں اس وقت ہی اس کی تلاش میں نکل پڑتا جب اس کی کال آئی تھی۔

ایک تو یہ بارش بھی ناں اس کو بھی آج ہی برسنا تھا رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے میں خود کو کوسنے لگا میں چاہتا تھا کہ میں اس جگہ پہنچ جاؤں جہاں وہ اس کو لے کر گیا تھا میں اس کو جگہ کو جانتا تھا وہ ایک پر اسرار پرخار ویرانہ تھا دلدلت پرخار۔ جہاں کی ہر چیز ہی بنجر تھی جہاں نہ ہریالی تھی نہ ہی پانی۔ سوکھے ہوئے درخت تھے بے شاخوں کے لمبے لمبے تنے تھے بس یہی کچھ تھا وہاں۔۔ میں اس کے پاس جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا میں اس کو واپس لے کر آؤں گا ہاں میں اس کو لے کر واپس آؤں گا وہ میرا پیار ہے میری چاہت ہے ہاں وہ میرا سب کچھ ہے وہ ہے تو میں ہوں وہ نہیں تو میں زندہ رہ کر کیا کروں گا اتنا سوچ کر میں باہر نکلنے لگا تو یکدم تیزی بجلی چمکی اور گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی تیز بادل گرجا مجھے چمکتے بادلوں سے خوف سا آیا میں نے فوری کھڑکی کا پٹ بند کر دیا مجھے سب سے زیادہ خوف گرجتے ہوئے بادلوں سے آتا تھا پتہ نہیں کیوں۔ اس کی وجہ تھی بچپن میں مجھ پر آسمانی بجلی گری تھی جس سے میں بہت ہی مشکل سے بچا تھا بجلی کا نشانہ خطا ہو گیا تھا اور وہ مجھ سے کچھ دور ایک مکان کی چھت پر گری تھی اور چھت کو اڑا کر ساتھ لے گئی تھی تب سے مجھے آسمانی بجلی سے خوف آتا تھا۔ لیکن یہ کاشف کیا کہہ رہا ہے اس نے اس کے خواب کی بات کیوں کی ہے۔

کیا اسے شک ہے کہ خواب والا سایہ ہی ایسا کر سکتا ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہو کیونکہ ماہ رخ نے مجھ سے بھی کئی بار کہا تھا کہ یاقوت میری زندگی عذاب بنتی جا رہی ہے جب بھی سورج ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے شام کے سائے پھیلنے لگتے ہیں تو مجھے اپنے گھر سے خوف آنے لگتا ہے یوں لگتا ہے کہ کوئی ہمارے گھر میں موجود ہے جو مجھے اٹھا کر لے جائے گا۔ اور میں اسے صرف یہ کہہ کر تسلی دے دیتا تھا کہ ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے یہ محض اس کا وہم ہے حقیقت سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے اور میں محسوس کرتا تھا کہ میری تسلیاں بھی اس کو اس اذیت سے نہیں نکال پاتی تھیں اس کی حالت خوف کی وجہ سے بدتر ہوتی جاتی تھی۔ وہ راتوں کو سوتی نہ تھی پوری پوری رات جاگتی اور ڈرتی رہتی تھی اور اس خوف سے بچنے کے لیے وہ ہم تینوں میں کسی ایک کو فون کر دیتی تھی اور اپنی سوچ کو کچھ دیر کے لیے بدل لیتی تھی وہ کوشش کرتی تھی کہ وہ اس سائے کے خوف سے دور ہی رہے لیکن یہ محض اس کی سوچ تھی وہ سایہ مسلسل اس کا پیچھا کر رہا تھا ایک لمحہ بھی اس سے دور نہ ہوتا تھا اور آج یقیناً کاشف کی بات درست ہوگی وہ سایہ اس کے سامنے آ گیا ہوگا اور اس کو جکڑ لیا ہوگا اس نے دیکھا ہوگا کہ وہ شام کے بعد اکیلی ہے تو اس پر جھپٹ پڑا ہوگا میں ایسی ہی سوچیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ میں اسکا نمبر بار بار ٹرائی کر رہا تھا لیکن اس کا نمبر آف ملتا جاتا تھا اس کا نمبر آف ملنے سے میرے دل کو ٹیس سی لگ رہی تھی جی چاہ رہا تھا کہ میں اپنا موبائل ہی توڑ دوں۔

❁❁❁

صبح کا آغاز رات سے بھی بدتر تھا صبح اٹھا تو میرے گھر کے اندر ماہ رخ کی لاش موجود تھی۔ خون میں ڈوبی ہوئی گلا کٹا ہوا۔ میرے منہ سے ایک چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ میں پوری طرح کانپ رہا تھا میرے۔

ن سے پسینہ چھوٹنے لگا تھا۔زبان گنگ ہو کر رہ گئی تھی اپنے حواس کھو چکا تھا نظروں سے کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا اور نہ ہی کچھ سمجھ آرہا تھا وہ وہ میرے سامنے مردہ پڑی تھی اس کو اس نے مار دیا تھا وہ اس سے بہت ڈرتی تھی اس کو معلوم تھا کہ وہ اس کو مار دے گا اب اس نے اس کو مار دیا۔ ماہ رخ میں اس کی لاش کو دیکھ کر تڑپ سا گیا یہ تم نے کیا کر دیا ہے تم تو کہتی تھی کہ میں موت سے لڑ جاؤں گی لیکن اب دیکھو تم موت سے لڑ نہ سکی ہو موت نے تم کو پکڑ لیا ہے تم کو مجھ سے جدا کر دیا ہے ہاں ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا ہے۔اب میں ہاں اب میں جی کر کیا کروں گا لیکن نہیں مجھے جینا ہو گا اس سے بدلہ لینا ہو گا جس نے تم کو مارا ہے جس نے تم کو مار کر یہاں میرے گھر میں پھینکا ہے۔ اس نے وہ کچھ کر دیا تھا جو اس نے کہا تھا اس نے کہا تھا کہ میں اس کو جان سے مار دوں گا اور اس نے اس کو جان سے مار دیا ہے ہاں وہ مر گئی ہے اس کے ہاتھوں اس نے اس کی لاش جان بوجھ کر میرے گھر کے صحن میں پھینکا ہے کہ میں اس کو دیکھ سکوں اور جان سکوں کہ وہ مر گئی ہے۔اور ساتھ ہی مجھے دوسرا خیال آیا تو میں کانپ کر رہ گیا۔

اگر کسی نے ماہ رخ کی لاش کو دیکھ لیا تو مجھے اس کا قاتل کہے گا۔یہی کہے گا کہ میں نے اس کو مارا ہے وہ میرے پاس ہی اکثر آتی جاتی تھی اور یہ بات سب ہی جانتے تھے میرے دونوں جانتے تھے۔نہیں نہیں میں قاتل نہیں بننا چاہتا مجھے کچھ کرنا ہو گا ہاں مجھے کچھ کرنا ہو گا۔اگر میں نے کچھ نہ کیا تو میں پکڑا جاؤں گا میں اس کا قاتل بن جاؤں گا اور کوئی بھی میری تائید نہیں کرے گا۔ یکدم میرے دل میں یہ سوچ آئی تو میں ماہ رخ لاش کی طرف بڑھا اور اس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جن میں ابھی تک خوف اترا ہوا تھا جیسے وہ سامنے والے کو دیکھ کر کانپ کر رہ گئی تھی اور اس کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ چہرہ بالکل شفاف تھا لیکن گردن اور کپڑے خون سے تر تھے ۔میں نے اس کو ہلایا۔

ماہ رخ ماہ رخ دیکھو میری طرف۔ہاں دیکھو میری طرف میں تم کو پکار رہا ہوں تم کو آوازیں دے رہا ہوں میری بات سنو مجھے یوں اکیلا چھوڑ کر نہ جاؤ تم نے تو اپنی خواہش کو پورا کرنا تھا ہاں تم کو میری دلہن بننا تھا تم نے بہت وعدے کیے تھے میرے ساتھ سب کے سب وعدے کہاں گئے۔ اور میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اپنی کھلی آنکھوں سے مجھے گھور رہی ہو جیسے کہہ رہی ہو کہ یاقوت دیکھو اس نے مجھے مار دیا ہے اس نے مجھے تمہاری نہیں بننے دیا ہے میرے تمام خوابوں کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے میرے تمام سپنوں کو میرے ہی لہو میں بھگو دیا ہے۔میری روح تمہارے لیے تڑپ رہی ہے تمہاری چاہت کے لیے تڑپ رہی ہے میری آنکھوں کے آنسو بھیگے ہوئے موسم کے ساتھ اس کے چہرے پر گر رہے تھے موسم ابھی بھی ابر آلود تھا بادل کی گرج ویسی ہی تھی جیسے رات کو تھی اور بجلی کی چمک میں کوئی کمی نہ آئی تھی وہ باہر صحن میں پڑی ہوئی تھی اس کے سر کے براؤن بال بارش سے پوری طرح بھیگ گئے تھے نہ صرف بال ہی بلکہ اس کے کپڑے بھی بھیگے ہوئے تھے وہ پوری کی طرح پوری بھیگی ہوئی تھی میں نے اس کو ہاتھوں میں اٹھا لیا اور ایک کمرے کی طرف چل دیا میں اس کمرے کی طرف جا رہا تھا جس کو میں نے سٹور روم بنا رکھا تھا یہاں کوئی بھی نہیں آتا تھا اس کمرے کو میں نے کھولا اور ماہ رخ کی لاش کو لے کر اس کمرے میں چلا گیا اس کو میں نے ایک بچھی ہوئی چارپائی کے نیچے لٹا دیا اور دل میں یہ پروگرام بنا لیا کہ رات کو اسے کہیں دور جا کر دفن کر دوں گا۔

میرے دل میں خوف پوری طرح موجود تھا کیونکہ کاشف کے آنے کا وقت ہو گیا تھا وہ میرے ساتھ ہی جاتا تھا اور میرے ساتھ ہی واپس آتا تھا اس کے پاس موٹر بائیک تھی جس کا فائدہ میں بھی اٹھا رہا تھا۔اور یہ سہولت اس نے خود ہی مجھے دی تھی کہ میں اکیلا آفس نہ جاؤں اس کے ساتھ جاؤں۔میرا دھیان بار بار باہر کی طرف بھی جا رہا تھا کہ کہیں وہ آ نہ جائے لیکن بارش کی وجہ سے وہ ابھی تک نہیں آیا تھا میں نے لاش کو چھپانے کے بعد باہر کا رخ کیا اور جہاں وہ پڑی ہوئی تھی وہاں اس جگہ سے اس کی گردن سے بہنے والے خون کو صاف کیا اور پر سکون ہو گیا لیکن

میری سوچوں میں وہی تھی اس کو کس نے قتل کیا تھا کیا اس کا قاتل وہی سایہ تھا جو کافی عرصہ سے اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ ہر وقت اس کو خوفزدہ کرتا رہتا تھا اگر وہی ہے تو وہ ہم کو بھی پکڑنے کی کوشش کرے گا لیکن ہمیں وہ کیوں پکڑے گا ہم کون سا اس کے خواب دیکھتے ہیں عجیب عجیب سی سوچیں میرے دماغ میں گھوم رہی تھی اور میں کسی بھی فیصلہ پر نہیں پہنچ پایا تھا۔ ہاں البتہ مجھے کاشف کا انتظار تھا کہ وہ آئے اور میں اس کے ساتھ آفس جاؤں اور جا کر ماہ رخ کے بارے میں باتیں کروں کہ وہ رات سے غائب ہے اس کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے ہم کو اس کو تلاش کرنا ہوگا۔ وہ نہ آیا اس کا فون آ گیا بولا یار آج موسم ٹھیک نہیں ہے آفس جانا پاگل پن ہے گھر میں ہی رہتے ہیں میں نے کہا ٹھیک ہے۔

پھر وہ بولا بتاؤ کہ ماہ رخ کا دوبارہ کوئی فون تو نہیں آیا ہے میں نے کہا نہیں یار میں اس کی وجہ سے بہت ہی پریشان ہوں وہ رات کو کچھ کہنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ میری بات سن کر وہ بولا یار ہو سکتا ہے کہ رات کو اسے وہی سایہ نظر آ گیا ہو جس سے وہ ڈرتی ہے اور اس کے خوف سے اس کی زبان سے آواز نہیں نکل رہی ہو۔ اس کا فون بند ہے جب کھلے گا تو پوچھ لیں گے کہ وہ کہاں تھی اور اس کے ساتھ رات کو کیا واقعہ ہوا تھا۔ میں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی لیکن جو کچھ میں دیکھ چکا تھا اس کو بتا نہیں سکتا تھا اور نہ ہی کہہ سکتا تھا کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہے وہ مر گئی ہے اس کو اس سائے نے قتل کر دیا ہے اس کی گردن کو کاٹ دیا ہے میں یہ بات کبھی بھی نہیں کر سکتا تھا اگر کر دیتا تو اس نے اسی وقت پوچھ لینا تھا کہ مجھے ان سب باتوں کا کیسے پتہ ہے۔ اور اس کے اس سوال پر میرے پاس کوئی بھی جواب نہ ہونا تھا۔ بس خاموش رہا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا

❀❀❀

یہ دریا کا کنارا تھا اور ایک ویرانہ کی شکل کا تھا جہاں میں ماہ رخ کی لاش کو اٹھا کر لایا تھا شکر تھا کہ مجھے یہاں تک آتے ہوئے کسی نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ یہاں پہلے میں نے اس کو دفنانے کا پروگرام بنایا لیکن پھر سوچا کہ میرے پاس کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جس سے میں اس کی قبر کھود سکوں بہتر یہی ہے کہ اس کو دریا کی اچھلتی ہوئی لہراؤں میں بہا دوں میرا کام اس کو اپنے سے دور کرنا ہے اس کے علاوہ میرا کوئی بھی مقصد نہیں ہے۔ بس یہی سوچ کر میں اس کی لاش کو اٹھا کر دریا کے بہتے ہوئے پانی کے پاس لے آیا اور اس کو بڑے آرام سے لہروں کے سپرد کرنے لگا تو پھر خیال آیا کہ نہیں یار ایسا کرنے سے لاش کسی کے ہاتھ بھی لگ سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ میرے ہاتھوں کا کوئی نشان اس کے جسم پر ظاہر ہو جائے اور میں مفت میں پکڑا جاؤں بہتر یہی ہے کہ اس کو اس ویرانے میں کہیں گڑھا دیکھ کر دفن کر دیتا ہوں یہ خیال آتے ہی میں ایک بار اس کو اٹھائے ہوئے اوپر کنارے پر آیا اور اپنا رخ ویرانے کی طرف کر دیا یہاں دن کو بھی آتے ہوئے ڈر لگتا تھا لیکن میری ہمت دیکھو کہ میں رات کی تاریکی میں یہاں آیا تھا اور وہ بھی ایک لاش کے ساتھ میں خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ میں ایسا کرتے ہوئے ڈر کیوں نہیں رہا ہوں مجھے خوف کیوں نہیں آ رہا ہے میرا دل رو رہا تھا میں اس کی لاش کو کندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہا تھا جو میری دلہن بننے کے خواب دیکھتی تھی جو کہتی تھی کہ میری زندگی میں ایک ہی خواہش ہے تم سے شادی لیکن۔۔ لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی تھی میں رو رہا تھا خود کو کوس رہا تھا کہ میں نے اس کو تنہا کیوں چھوڑا اس کو اپنے ساتھ گھر لے آتا لیکن وہ بھی تو ضد کی پکی تھی جو کہتی تھی کرتی تھی اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ گھر جائے گی سو چلی گئی تھی اس نے یہ بھی نہ سوچا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے کوئی اس کے تعاقب میں چل رہا ہے وہ تو سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بنی ہوئی تھی اور پھر۔۔ پھر وہ مر گئی اس کو مار دیا گیا تھا۔۔ میں یہ سوچتے ہوئے چلتے چلتے میں اونچے اونچے سرکنڈوں میں گھس گیا اور اس سرکنڈوں میں ہی اس کی لاش کو ایک جگہ رکھ دیا یہاں کوئی بھی نہیں آ سکتا تھا میں اس کی لاش کو رکھنے کے بعد کافی دیر تک اس کو دیکھتا رہا، اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا رہا اور پھر گھر کی طرف چل دیا۔ یہ کام کرتے ہوئے ایک سرد آہ بھری آنکھوں

نیں آنسو امڈ آئے تھے یوں لگا تھا کہ جیسے میں اس دنیا میں اکیلا رہ گیا ہوں اور پھر جس طرح میں لوگوں کی نظروں سے بچتا ہوا دریا کے کنارے ویرانے میں گیا تھا اسی طرح واپس آ گیا اب میں مطمئن تھا۔لیکن دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ اسے میرے گھر کے صحن میں لا کر کیوں چھینکا گیا۔ایسا کون کر سکتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی سایہ نہ ہو بلکہ کوئی ہمارا جاننے والا ہو یہ ایسی سوچ تھی جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا۔

❀❀❀

وہ انتہا کی خوبصورت تھی اس کے نقش ونگار جاذب نظر تھے کہ دیکھنے والا ایک بار اسے دیکھ لیتا تو مڑ مڑ کر اسے دیکھتا۔میرا بھی ایسا ہی حال ہوا تھا جب وہ پہلے دن میرے آفس آئی تھی اور سیدھی میری ہی ٹیبل پر آئی تھی میں اپنے کام میں مگن تھا کہ اس کی آواز گونجی ایکسکیوز می۔ مجھے ایک کرنٹ سا لگا تھا ایسی آواز میں نے اس سے قبل سنی نہ تھی میں نے جونہی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو بس دیکھتا ہی چلا گیا۔ میں یہ بھی بھول گیا کہ میں اس وقت آفس میں ہوں۔اور اکیلا نہیں ہوں میرے اردگرد لوگوں کا لمبا ہجوم ہے۔اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔کیا میں بیٹھ سکتی ہوں۔اس کی اس بات پر میں سکتہ کی سی کیفیت سے باہر نکلا۔ہاں ہاں کیوں نہیں ضرور۔۔۔میں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا مجھے ماہ رخ کہتے ہیں۔اور مجھے یاقوت۔میں نے بھی اپنا تعارف کروایا۔ہاں میں جانتی ہوں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔اس کی اس بات پر میں حیران رہ گیا اور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بول پڑی مجھے جس نے اس آفس میں بھیجا ہے اس نے کہا تھا کہ وہاں پر یاقوت صاحب ہوں گے ان سے مل لیجئے گا ان نے آپ کی سیٹ کی نشانی بھی مجھے بتا دی تھی اور میں آپ کو دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ ہی یاقوت صاحب ہیں۔اور ساتھ ہی اس نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے کر دیا جس پر شاید کچھ لکھا ہوا تھا میں نے کاغذ پکڑا تو یہ میرے دوست کا کاغذ تھا اس نے ہی اس کو بھیجا تھا اور جو کچھ اس نے اس پر لکھا تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا وہ والدین کی اکلوتی اولاد تھی اور گاؤں میں رہتے تھے کہ کوئی سایہ اس پر عاشق ہو گیا تھا اس کی وجہ سے ان لوگوں کو گاؤں چھوڑنا پڑا تھا اور اب اس کو یہاں رہنے کے لیے کسی کام کی ضرورت تھی اور ہمیں بھی اس وقت کسی لیڈیز کی ضرورت تھی چلو اچھا ہوا کہ وہ آ گئی بوس نے یہ کام میرے ہی ذمہ لگایا تھا اور پھر میں نے اس کو اس کی سیٹ دکھائی اور کوشش کر کے اس کی سوچ کے مطابق اس کی تنخواہ بھی رکھوا دی تھی اس کی نظروں میں میرا ایک مقام بن گیا تھا۔

میں نے چند دنوں میں ہی محسوس کر لیا تھا کہ اس کی براؤن آنکھیں مجھے ادھر آتے جاتے گھورتی ہیں بلکہ سچ بات تو یہ ہوگی کہ مجھے بھی اس سے پیار ہونے لگا تھا وہ تھی ہی پیار کے قابل۔ کسی جن کا اس پر عاشق ہونا کوئی اہم بات نہ تھی جن چھوڑ کر کوئی دیو بھی اس کو دیکھ لیتا تو وہ بھی اس کا دیوانہ ہو جاتا۔اور میں تو پھر بھی انسان تھا اور ایک ایسا انسان جو حسن پرست تھا جس کو حسن سے شروع سے لگاؤ تھا اور آج میری پسند کا چہرہ مجھے مل گیا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی تھی نہ صرف میں ہی بالکہ وہ بھی میری طرف بڑھنے لگی تھی ہماری چند ہی دنوں میں ایک دوسرے میں گہری دوستی ہو گئی تھی جو پیار محبت چاہت میں بدل گئی۔اس نے مجھے تب اپنی سٹوری سنائی کہ تین سال قبل ایک سایہ اس پر عاشق ہو گیا تھا وہ کیسا تھا اس نے نہیں دیکھا ہاں اس کی موجودگی کا احساس ہوتا تھا اور کبھی کبھی اس کی آواز سنائی دیتی تھی اس کی آواز مردانہ تھی یعنی وہ کوئی مرد ذات جن تھا۔کوئی چڑیل نہ تھی مجھے اس سے خوف سا آنے لگا لیکن میں نے یہ بات کسی کو نہ بتائی کیونکہ یہ بات کسی کو بتانے والی نہ تھی۔لیکن جب اس نے ہر وقت میرا پیچھا کرنا شروع کر دیا تب میں نے اپنے بابا کو یہ بتا دی وہ میری سن کر جیسے اچھل پڑے ان کو کوئی پرانا واقعہ یاد آ گیا تھا وہ فوراً بولے۔

ماہ رخ بیٹی یہ تمہارے ساتھ کب سے ہو رہا تھا اس وقت چونکہ تقریباً تین ماہ ہوئے تھے اس کو میں محسوس کرتے ہوئے تو میں نے تین ماہ کا کہہ دیا تو انہوں نے کچھ سکون کا سانس لیا لیکن مجھے کچھ بھی نہ بتایا ہاں اتنا جانتی ہوں کہ وہ

مجھے کبھی کسی کے پاس اور کبھی کسی کے پاس لے جاتے اور میرے گلے میں تعویذ وغیرہ ڈالوتے جن سے مجھے کچھ سکون سا مل جاتا تھا وہ سایہ کچھ عرصہ کے لیے خاموش ہو جاتا اس کی موجودگی کا احساس مجھے نہ ہوتا۔ لیکن پچھلے تین ماہ سے وہ پھر سے مجھے دکھائی دینے لگا تھا اس کے اندر وہ چاہت نہ تھی بلکہ اس کی آواز میں رعب اور غصہ ہوتا تھا وہ مجھے اٹھا کر لے جانے کی دھمکیاں دینے لگا اور ساتھ ہی میرے ماں باپ کو مارنے کی دھمکیاں دینے لگا اس کی یہ دھمکیاں سن کر میں کانپ سی گئی مجھے یوں لگا کہ جیسے مجھ سے میری دنیا میری خوشیاں سب کچھ چھینا جا رہا ہے میں نے یہ بات بابا کو بتا دی اور جو جو اس نے مجھے کہا تھا وہ سب بھی بتا دیا تب بابا نے فوری طور پر گاؤں چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ہم دو دن میں ہی گاؤں چھوڑ کر شہر آ گئے یہاں آتے ہی اس نے ہم سے سب کچھ چھیننا شروع کر دیا ہمارے پاس بہت کچھ تھا جو گھر کے اندر ہی غائب ہونے لگا جو بھی چیز رکھتے وہ ہی غائب ہو جاتی گھر کی چیزیں بکنے لگیں گھر میں فاقے ہونے لگے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ بابا کی چلتے ہوئے گرتے وقت دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئیں ماں کو فالج ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی گہری براؤن آنکھیں آنسوؤں سے بھی ہوئی تھیں وہ رو رہی تھی۔

ماہ رخ سنو میں نے اس کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا ہمت سے کام لو یہ جن بھوت واقعی یہ بہت ہی خوفناک مخلوق ہوتے ہیں لیکن میں کوشش کروں کہ کسی طرح تم کو اس سے چھٹکارا دلا سکوں۔ میری اس بات وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی اس کی آنکھیں ابھی تک بہہ رہی تھیں اور میں تڑپ رہا تھا میں چاہتا تھا کہ وہ رونا بند کر دے میری ہر کوشش بیکار جا رہی تھی وہ مسلسل روئے جا رہی تھی میں نے کہا اگر کہو تو میں تمہارے گھر جا کر تمہارے ماما بابا کو مل سکتا ہوں وہ بولی اس کا جواب میں کل دوں گا بابا سے پوچھ کر اور پھر وہ چلی گئی

❀❀❀

میں ان کے گھر بیٹھا ہوا تھا واقعی اس نے جو کچھ بھی کہا تھا وہ سب سچ تھا اس کا باپ دونوں ٹانگوں سے معذور تھا اور ماں ایک چارپائی پر پڑی ہوئی تھی وہ بول نہیں سکتی تھی صرف دیکھ سکتی تھی اس کی زبان پر کھچاؤ تھا مجھے اس کے گھر جا کر شدید دکھ ہوا تھا اس کے حالات ایسے تھے کہ یوں لگ رہا تھا کہ میں کسی گندگی کے ڈھیر میں آ گیا ہوں۔ یاقوت۔ میں صبح سویرے ہر روز گھر کو اچھی طرح صاف کرتی ہوں لیکن کچھ ہی لمحات بعد یہ یوں ہو جاتا ہے کہ گویا کسی گندگی کا ڈھیر ہو بدبو پھیل جاتی ہے اور میں جانتی ہوں کہ یہ سب کچھ وہ سایہ کر رہا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ میرے لبوں پر مسکراہٹ نہ بکھرے کیونکہ میری وجہ سے اس کو کسی نے تین سال تک قید میں رکھا تھا اور یہ اس کا بدلہ لے رہا ہے۔ کبھی کچھ کرتا ہے اور کبھی کچھ کل رات کو وہ میرے کمرے میں آ گیا تھا پہلے دھواں کا عکس مجھے دکھائی دیتا تھا لیکن رات کو وہ سیاہ دھواں کا عکس لے کر ظاہر ہوا تھا اور اس کی آواز بھی بدلی ہوئی تھی یوں جیسے وہ کوئی بوڑھا شخص ہو وہ سیاہ ہیولہ جب میرے کمرے چلتا تو اس کی ہڈیوں کے کھڑکنے کی آواز مجھے واضح سنائی دیتی۔ جیسے اس کے جسم کی تمام کی تمام ہڈیاں توڑ دی گئی ہوں۔ تیرے باپ کا اس طرح میں حال کروں گا۔

اس کے منہ سے ایک خوفناک آواز سنائی دی تھی جس نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا نہیں نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے ہو بتاؤ مجھ سے کیا چاہتے ہو میری جان لینا چاہتے ہو یہ لو میری جان میں تڑپ کر بول پڑی۔ تیری جان ۔۔ہاہاہا۔۔ اس کے منہ سے کئی قہقہے بلند ہوئے تیری جان تو میں لوں گا ہی لیکن اس سے پہلے تمہارے یہ دونوں بوڑھے ان کو بھی تو کچھ سبق سکھانا ہے انہوں نے مجھے قید کروایا تھا ان کو تم پیاری تھی یہ مجھ سے تم کو بچانا چاہتے تھے ان سے پوچھو کہ تم مجھ سے بچ گئی ہو نہیں ہرگز نہیں تم کبھی بھی مجھ سے نہیں بچ سکتی ہو اور بچ کر جا بھی کہاں سکتی ہو جہاں بھی جاؤ میں وہاں ہی تمہیں ملوں گا تم ہر لمحہ ہر پل میری نظروں کے سامنے ہوتی ہو اور ہاں تم اپنے نئے عاشق یاقوت کو سمجھا دو کہ وہ تمہارا پیچھا چھوڑ دے۔ ورنہ وہ نہیں جانتا کہ میں کیا کچھ کر سکتا ہوں میں ابھی صرف اسے دیکھ رہا ہوں

ابھی اسے کچھ بھی نہیں کہا ہے اگر کچھ کہہ دیا تو پھر وہ ایسے گرداب میں پھنس جائے گا کہ جس سے وہ کبھی بھی نہیں نکل سکے گا۔ وہ میرے پاس بیٹھی کہانی سنا رہی تھی اور میں اس کی سنائی ہوئی کہانی پر غور کر رہا تھا لیکن جب اس نے میرا نام لیا تو میں کانپ کر رہ گیا کیا کیا وہ مجھے۔۔۔ مجھے۔۔۔ مجھ سے اس سے آگے کچھ بھی بولا نہیں گیا تھا۔ ہاں تم کو بھی وہ وہی سزا دینا چاہتا ہے جو اس نے سوچ رکھی ہے وہ سزا کیا ہوگی نہ تم جانتے ہو نہ میں جانتی ہوں بس وہی جانتا ہے۔ یاقوت میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اتنا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے ہو لیکن آج تک میں تم سے اس کا کھلم کھلا اظہار نہیں کیا ہے کیونکہ میں اپنی زندگی کو جانتی ہوں کہ جو بھی میری زندگی میں آیا وہ ہی برباد ہو گیا اور میں تم کو برباد نہیں کرنا چاہتی ہوں

❀❀❀

میری حالت بہت ہی عجیب ہو رہی تھی پوری رات میں سو نہ سکا تھا رات بھر مجھے ماہ رخ کی باتیں یاد آتی رہی تھیں اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ سائے کہ مجھ پر نظر ہے وہ پوری طرح مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتا ہے نہیں نہیں وہ مجھے کچھ بھی کہے گا میں ماہ رخ سے تمام رابطے ختم کر دوں گا مجھے ماہ رخ سے خوف سا آنے لگا کیونکہ اس کا پیار میرے لیے موت تھا میری زندگی کا خاتمہ تھا۔ اور میں ابھی ابھی۔۔۔ نہیں نہیں میں ماہ رخ کو چھوڑ بھی تو نہیں سکتا ہوں زندگی میں صرف اسے ہی پیار کیا ہے زندگی میں اگر کسی کو اپنی زندگی میں لایا ہوں وہ ماہ رخ ہی ہے وہ میرا پیار ہے اور پیار کبھی بھی کچھ بھی نہیں دیکھتا ہے موت کو بھی نہیں دیکھتا ہے وہ مر جاتا ہے لیکن اپنا پیار امر کر جاتا ہے اور میں کبھی بھی بزدل نہیں بنوں گا کبھی بھی ماہ رخ کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ چاہے وہ مجھے مار ڈالے میری زندگی کا خاتمہ کر دے میں نے دل میں پختہ فیصلہ کر لیا اور اس فیصلہ پر عمل کرنے کا بھی سوچنے لگا میں نے کاشف کو کال کر دی وہ ابھی سویا نہ تھا میں سمجھا تھا کہ وہ سو رہا ہوگا لیکن سویا کیوں نہ تھا میں نہیں جانتا تھا اس نے ہیلو کہا تو میں نے سامنے لگے ہوئے کلاک میں ٹائم دیکھا رات کا ایک بج رہا تھا۔ تم جاگ رہے ہو میں نے اس کے ہیلو کرتے ہی کہا۔ ہاں یار نیند نہیں آ رہی ہے اس کی کوئی وجہ میں نے جان بوجھ کر بات کو بڑھانا چاہا کیونکہ جو خوف اس وقت مجھ پر مسلط تھا میں اس سے نکلنا چاہتا تھا۔ وجہ کوئی بھی نہیں ہے سویا تھا کہ اٹھ گیا پھر دوبارہ نیند نہیں آئی کئی سگریٹ پھونک چکا ہوں لیکن تم بھی تو جاگ رہے ہو تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے اس نے مجھ سے سوال کر دیا۔ میں نے ایک سرد سی آہ بھری اور کہا۔ ہاں یار مجھے آج نیند نہیں آ رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب کے بعد میں کبھی بھی رات کو نہ سو سکوں میری اس بات پر جیسے وہ اچھل پڑا تھا کیا کیا مطلب ہے تیرا۔ اس کی اس بات پر میں نے ایک بار پھر سرد سی آہ بھری اور کہا مجھے ماہ رخ نہیں سونے دے رہی میری اس بات پر اس نے کچھ غصہ دکھایا اور بولا۔ تم سے کہا تھا کہ پیار میں اتنا آگے نہ بڑھنا کہ اپنی نیندیں بھی گنوا دو تم نے میری ایک نہ سنی اور اس کے پیار میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔

اب یہ اب۔۔۔ نہیں یار بات یہ نہیں ہے میں نے اس کو چپ کروایا تو وہ بولا پھر کیا بات ہے۔ میری زندگی کو خطرہ ہے۔ کیا مطلب۔ وہ کچھ بھی نہ سمجھتے ہوئے بولا مطلب یہ کہ میری زندگی کو خطرہ ہے وہ کسی بھی وقت مجھے مار سکتا ہے۔ سکتا ہے کا لفظ سن کر وہ اچھل پڑا کون ہے وہ جس سے تم خوفزدہ ہو بتاؤ مجھے دیکھنا ایک منٹ میں ہی اس کو ایسا سبق سکھاؤں گا کہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔

اف یار تم نہیں سمجھو گے تم کبھی بھی نہیں سمجھو گے۔ وہ کوئی انسان نہیں ہے وہ جن ہے وہی سایہ ہے جو ماہ رخ پر عاشق ہے اس کو معلوم ہو گیا ہے کہ میں ماہ رخ کو پسند کرتا ہوں اس سے پیار کرتا ہوں اس نے ماہ رخ کو کہہ دیا ہے کہ اس کو کہہ دو کہ وہ اپنی حد میں رہے ورنہ وہ کبھی بھی نہیں بچ سکے گا۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری۔۔۔ ہاں

مجھے کچھ کچھ شک پڑ تا تھا کہ تیرے ساتھ ایسا ہونے والا ہے۔ کیا مطلب۔ میں نے نہ سمجھتے ہوئے کہا تو اس نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں ایسا ہی ہوا تھا نعمان ایک لڑکی سے بہت پیار کرتا تھا وہ یہ بات نہیں جانتا تھا کہ لڑکی پر کوئی بھوت عاشق ہے پھر کیا تھا کہ نہ لڑکی زندہ بچی اور نہ ہی وہ لڑکا نعمان دونوں کی لاشیں ایک تاریک کنویں سے نکالی تھیں۔ اس کی کہانی سن کر میں اور زیادہ کانپ کر رہ گیا۔

تو بھی ناں۔ میں تم کو کچھ کہہ رہا ہوں اور تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ نہیں یار میں تم کو ڈرا نہیں رہا ہوں بلکہ میں وہی کچھ کہہ رہا ہوں جو دیکھا تھا میں نے اپنی آنکھوں سے ان دونوں کی تاریک کنویں میں گلی سڑی لاشیں دیکھی تھیں۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے نعمان تو یہ نہیں جانتا تھا کہ اس لڑکی پر بھوت عاشق ہے لیکن تم کو تو پتہ تھا۔ اس کے باوجود بھی تم اس کے قریب ہوتے چلے گئے نہ صرف قریب ہوتے چلے گئے بلکہ اس کو اپنا ہمسفر بنانے کی سوچیں سوچنے لگے جبکہ تم جانتے ہو کہ ہم بھی اسی آفس میں کام کرتے ہیں ہم نے کبھی بھی نگاہ بھر کر ماہ رخ کو نہیں دیکھا ہے اور دیکھیں بھی کیسے ہمارے سامنے کنویں میں گلی سڑی لاشیں ہیں اور ہم جان بوجھ کر خود کو کسی تاریک کنویں میں تو نہیں مرا ہوا دیکھنا چاہتے۔ اس کی باتیں سن کر بجائے کہ مجھے کچھ حوصلہ ملتا بلکہ تو نے مجھے اور زیادہ ڈرا دیا ہے میں تو پہلے ہی اس کا تصور میں عکس اپنے کمرے میں محسوس کر رہا ہوں۔

اچھا اب سو جا صبح کچھ سوچتے ہیں اس بارے میں میں تم کو ایک بابا کا پتہ دوں گا بلکہ تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا وہ جو بھی تم کو کہیں گے اس پر عمل کرنا۔ ٹھیک ہے ناں۔ اس نے جیسے سوال کیا۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔ میں صبح تمہارے ساتھ ضرور چلوں گا اگر مجھے زندگی کے کچھ آثار دکھائی دیئے تو پھر میں ماہ رخ کو بھی ساتھ لے کر جاؤں گا۔ او کے ٹھیک ہے اس نے کہا اور پھر ساتھ ہی فون بند کر دیا میں ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا۔

❁❁❁

ہم دونوں بابا کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے بابا کو اپنی تمام کہانی سنا چکے تھے۔ اور وہ کسی مراقبے کی حالت میں تھے شاید ہماری سنائی ہوئی کہانی کے بارے میں کوئی چلہ کر رہے تھے۔ کافی دیر کی خاموشی کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور کہا یا قوت تمہاری زندگی کو اتنا خطرہ نہیں ہے لیکن ماہ رخ کی زندگی کو خطرہ ہے وہ پوری طرح خطرے میں ڈوبی ہوئی ہے بھوت کا پیار انتقام میں بدل گیا ہے اب وہ اس کو صرف سزائیں دینا چاہتا ہے اس کے ماں باپ نے بہت بڑی غلطی کی تھی جو اس کو قید کروا دیا تھا ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میں تمہیں تعویذ دیتا ہوں تم پہن لینا اور ایک تعویذ ماہ رخ کو بھی پہنا دینا لیکن تعویذ کے باوجود میں اس کی حفاظت کی ضمانت نہیں دوں گا ہوسکتا ہے وہ بچ بھی جائے اور ہوسکتا ہے کہ وہ نہ بھی بچے۔ بابا کی باتوں سے مجھے کچھ تسلی ہوئی کہ مجھے وہ بھوت نقصان نہیں پہنچا سکتا لیکن مجھے ماہ رخ کی مزید فکر ہونے لگی تھی اس کی موت میری نظروں کے سامنے گھومتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی دل درد سے پھٹا جا رہا تھا کہ میں نے پیار بھی کیا تو اس لڑکی سے جو ایک بہت بڑی اذیت میں مبتلا ہے لیکن دل کا کیا جانئے یہ جس پر چاہے آ جائے۔ ہم دونوں وہاں سے واپس نکل پڑے۔

❁❁❁

کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ماہ رخ گھر سے غائب ہوگئی۔ اس بات کا کسی کو پتہ نہ چلا تھا کسی نے بھی ہمیں نہ بتایا تھا وہ دو دن سے آفس نہ آئی تھی اور اس کے آفس نہ آنے پر میرے دل میں عجیب سے وسوسے جنم لینے لگے تھے یوں لگنے لگا تھا کہ جیسے وہ کسی مصیبت کا شکار ہو میں اس کے گھر جا پہنچا وہاں جا کر مجھے عجیب سے حیرانگی کا سامنا ہوا نہ صرف حیرانگی ہوئی تھی بلکہ دل کئی بار دکھ سے پھٹا بھی تھا گھر میں کوئی بھی نہ تھا نہ اس کی ماں نہ اس کا باپ پورا گھر خالی تھا حیرت تھی وہ کہاں چلے گئے تھے ماہ رخ سے ایسی امید نہ تھی وہ اگر جاتی بھی مجھے کم از کم بتا کر جاتی لیکن میرا اندازہ

وقت چکرانے لگا تھا جب مجھے ایک کمرے میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے دکھائی دیئے وہ اس کے ماں باپ کے ڈھانچے تھے میں نے ان کو پہنچان لیا تھا وہ وہی تھی ماہ رخ کے ماں باپ میرا دل ڈوبنے لگا آنکھوں سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ ماہ رخ ماہ رخ میرے حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں ابھرنے لگیں میں اس کو پکارنے لگا میں جان گیا تھا کہ اس سائے نے ان سب کو ختم کر دیا ہے خوف سے میرا پور پور پسینہ پسینہ ہونے لگا اور پھر میں گھر سے نکل آیا میرا رخ گھر کی طرف تھا جو کچھ میں نے دیکھا تھا یہ ایک بہت ہی خوفناک منظر تھا اس سے خوفناک منظر میرے لیے اور کیا ہو سکتا تھا میں رو بھی نہیں سکتا تھا آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں ماہ رخ کا حسین اور ڈراؤنا سا چہرہ بار بار نظروں سامنے آنے لگا۔ وہ مجھے پکارتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو یاقوت دیکھو اس نے مجھے مار دیا ہے میں مرنا نہیں چاہتی تھی تمہارے ساتھ جینا چاہتی تھی ہمیشہ کی زندگی لیکن دیکھو اس نے مجھ سے میری زندگی چھین لی تمہارا ساتھ چھین لیا ہے اس نے ایسا کرنا تھا اور وہ ایسا کر گیا ہے نجانے کیسے میری آنکھوں کے پتھر پگھلنے لگے میری آنکھیں بہنے لگے میں کسی کمزور عورت کی مانند زور زور اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور روتا ہی چلا گیا دوسرے دن میں نے ارشد اور کاشف کو تمام بتا دی میں نے اس کو بتا دیا۔ میں نے کہہ دیا کہ میں اس کے گھر گیا تھا اس کے گھر میں دو ڈھانچے مجھے دکھائی دیئے تھے جو اس کے ماں باپ کے تھے اور وہ گھر سے غائب تھی یعنی وہ بھی کسی ویرانے میں مری ہوگی اس کا ان جیسا وہاں نہیں پڑا ہوگا۔ ان کو میری بات سن کر شدید دکھ ہوا دلوں کو جھٹکا لگا اور پھر میرے ساتھ وہ ان کے گھر گئے میں ان کو اس کمرے میں لے گیا جہاں ماہ رخ کے ماں باپ کے ڈھانچے میں نے دیکھے تھے لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا نہ ڈھانچے اور نہ ہی ان کے جسموں کی کوئی نشانی وہ یہاں ہی پڑے تھے میں نے خوف سے کہا میں نے ان کو یہاں دیکھا تھا اب نہیں ہیں ہو سکتا ہے کسی نے ان کو دفنا دیا ہو۔ گلی میں بھی مکمل سکوت تھا جیسے وہاں کے لوگوں کے دلوں میں ان کے مرنے کا گہرا صدمہ اور خوف ہو ہم گھروں کو چلے گئے۔

❀❀❀

مجھے ایک پل بھی سکون نہ تھا ماہ رخ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دے رہی تھی وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی ہمیشہ کے لیے چلی گئی تھی مجھے ہمیشہ کے لیے تنہا کر گئی تھی میں اس کو ڈھونڈنا چاہتا تھا لیکن کہاں ڈھونڈتا نجانے وہ خبیث سایہ اس کو کہاں لے گیا تھا کس دنیا میں لے گیا تھا اور وہ زندہ بھی تھی یا نہیں۔ میں کچھ بھی نہ کر سکا تھا پھر یکدم مجھے امید کی کرن دکھائی دی وہی بزرگ جس سے میں نے تعویذ لیے تھے جس کے پاس کاشف مجھے لے کر گیا تھا اس کا چہرہ میری نظروں سامنے گھوما میں نے اس کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا اور صبح سویرے ہی میں تنہا اس کے ٹھکانے پر چلا گیا میرا چہرہ سرخی سے خالی تھا پیلا پن چہرے پر واضح تھا وہ مجھے دیکھتے ہی سب کچھ سمجھ گئے۔ وہ جان گئے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں لیکن اسکے باوجود بھی انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے سب کچھ بتا دیا جو جو دیکھا تھا ان کے گوش گزار دیا میری باتیں انہوں نے حسب عادت بہت ہی غور سے سنیں اور پھر اسی طرح مراقبے میں چلے گئے کافی دیر تک وہ اسی حالت میں رہے اور میں خاموش بیٹھا ان کی اصل کیفیت میں آنے کا انتظار کرتا رہا وہ تقریباً ایک گھنٹہ بعد سر کو جھٹکا دینے کے بعد آنکھیں کھولنے کے بعد مجھے دیکھنے لگے۔ یاقوت وہ مری نہیں ہے زندہ ہے لیکن شہر سے وہ بہت دور ہے ایک ویرانہ ہے جہاں وہ موجود ہے ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں سے کبھی بھی واپس نہ آئے اگر تم چاہو تو تم اس کو واپس لا سکتے ہو۔ اسے اس وقت کسی انسان کے سہارے کی ضرورت ہے یقیناً تمہارے سہارے کی ضرورت۔

ہاں بابا میں جاؤں گا میں اس کے پاس جاؤں گا میں اس کو واپس لے کر آؤں گا لیکن کسی سائے سے لڑنا میرے بس کی بات نہیں ہے اگر وہ کسی انسان کے قبضے میں ہوتی تو میں اسے جان بھی مار سکتا تھا اس سائے کو میں کیسے مار سکتا ہوں وہ بتاتی تھی کہ وہ دھواں تھا اس کا کوئی وجود نہ تھا وہ سفید دھواں تھا اس کو نہ تو پکڑا جا سکتا ہے نہ قتل

جا سکتا ہے اور نہ ہی مارا جا سکتا ہے۔نہیں بیٹا وہ دھواں ضرور ہے لیکن اس کو پکڑا بھی جا سکتا ہے اس کو مارا بھی جا سکتا ہے۔وہ کیسے بابا وہ کیسے میرے دل میں بے چینی سی اٹھنے لگی علم کے ذریعے۔تمہیں ایک چلہ کرنا ہوگا۔چلہ کا نام سن کر میرا دل بجھ سا گیا کیونکہ میں نے چلوں کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا کہ چلے کرنے والوں کو بہت ہی ڈراؤنی شکلیں دیکھنے کو ملتی ہیں اور میں جانتا تھا کہ میں کسی بھی ڈراؤنی شکل کو دیکھ نہ سکوں گا مجھے تو ان کے نام سے بھی خوف آتا تھا۔میں نے کہا بابا میں یہ سب نہیں کر پاؤں گا مجھے بہت خوف آتا ہے میری بات سن کر وہ کچھ سوچنے لگے اور بولے ٹھیک ہے میں خود ہی کچھ کرتا ہوں۔تم بے فکر رہو اگر میرے عمل میں کوئی دم ہوا تو میں اس کو واپس لے آؤں گا اگر وہ سایہ میرے علم سے بھاری ہوا تو پھر شاید میں کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔ان کی باتیں سن کر مجھے کچھ کچھ سکون سا ہوا میں نے کہا ہاں بابا جی آپ ہی اس کو بچا کر میرے پاس لا سکتے ہیں۔

وہ بولے تم جاؤ اور وہ خود ہی تمہارے پاس آجائے گی میں کوئی ایسا کام کرتا ہوں کہ وہ جہاں بھی ہے جس بھی جگہ پر ہے وہاں سے اس کو واپس لے آؤں گا تم جاؤ اور ساتھ ہی مجھے پھر سے تعویذ دیئے اور کہا ان کو گلے سے کبھی بھی مت اتارنا ہو سکتا ہے کہ سایہ تم پر ایسا ہی کوئی وار کرے جیسا اس نے ماہ رخ کے گھر والوں پر کیا ہے اس پر کیا ہے میں نے وہ تعویذ پہن لیے اور گھر آگیا۔

❁❁❁

آج ایک مہینہ بعد وہ مجھے دکھائی دی تھی یہ رات کا وقت تھا مجھے کہیں بھی سکون نہ مل رہا تھا میں اس کے بغیر کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اور میں اس کی سوچوں میں ڈوبا ہوا دریا کنارے چلا گیا تھا جو شہر سے باہر تھا اور اس کے ارد گرد ویرانہ تھا پتہ نہیں مجھے وہاں جاتے ہوئے کیوں خوف نہ آیا تھا وہ مجھے وہاں دکھائی دی تھی اس کا حسن چھن گیا تھا چہرہ زرد ہو گیا تھا جسم لاغر انسان کی طرح کمزور ہو گیا تھا میں اس کو پہچان بھی نہ سکا تھا اس کو دیکھ کر میرا دل اچھل پڑا تھا ماہ رخ تم آگئی میں جانتا تھا کہ تم ضرور آؤ گی۔وہ کچھ بھی نہ بولی تھی بس خالی خالی نظروں سے مجھے دیکھتی چلی گئی اس کی آنکھوں میں اس وقت جیسے صرف میں ہی تھا۔یا قوت۔وہ بہت ہی مشکل سے بولی اس کی آواز ڈھمگا رہی تھی۔مجھے ایک مار ڈالو مجھے مار ڈالو اس کے الفاظ سن کر میں کانپ کر رہ گیا یہ وہ کیا کہہ رہی تھی ماہ رخ ماہ رخ ہوش کرو تم نہیں جانتی ہو کہ تم کیا کہہ رہی ہو میری بات پر اس نے ایک گہری سانس لی اور بولی تم نہیں جانتے میں کس اذیت سے گزر رہی ہو میرے جسم کو آگ لگی ہوئی ہے میرا جسم جل رہا ہے میں تپ رہی ہو جھلس رہی ہو دھیرے دھیرے مر رہی ہوں اور ایسی موت میں مرنا نہیں چاہتی ہوں جھلس جھلس کر میں مرنا نہیں چاہتی ہوں مجھے مار ڈالو خدا کے لیے مجھے مار ڈالو میں اس اذیت سے چھٹکارا چاہتی ہوں۔ماہ رخ تم پاگل ہو گئی ہو تم ایسی باتیں نہ کرو دیکھا تمہاری جدائی نے میرا کیا حال کر دیا ہے تم کیا سمجھتی ہو کہ تمہارے بغیر میں جی سکوں گا ہر گز نہیں آؤ میرے ساتھ میں تمہیں اپنے گھر لے چلتا ہوں اب وہ تم کو مجھ سے کبھی بھی چرا نہ سکے گا میں اس کے لیے ایک دیوار بن جاؤں گا میں نے بہت ڈر لیا ہے بہت خوف کھا لیا ہے لیکن اب ایسا نہیں کروں گا میں تمہارے لیے موت سے بھی لڑوں گا۔میں جو میرے منہ میں آتا گیا اس سے کہتا گیا وہ میری تمام باتیں بہت ہی خاموشی سے سنتی رہی شاید وہ جان گئی تھی کہ میں کچھ بھی جھوٹ نہیں کہہ رہا ہوں

ہاں تمہاری حالت دیکھ لی ہے اور جان لیا ہے کہ تم مجھ سے بہت ہی زیادہ پیار کرتے ہو اتنا شاید میں بھی نہ کرتی ہوں گی اور بھلا میں پیار کی انتہا کو پہنچوں کی بھی کیسے جب بھی تمہارے زیادہ سوچتی ہوں تو تمہاری موت میری نظروں سامنے گھومنے لگتی ہے وہ سایہ دکھائی دینے لگتا ہے جو جس کے لہراتے ہوئے دونوں ہاتھ تمہاری گردن میں دیکھتی ہوں میں تڑپ جاتی ہوں اور اپنے پیار کو کمزور کر لیتی ہوں میں نہیں چاہتی ہوں کہ تم مرو اگر تم بھی مر گئے تو میری قبر پر پھول

کون جھے جائے گا مجھے یاد کون کرے گا۔ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا پاگلوں کی طرح جو جو منہ میں کہہ دیتی ہو تمہیں کچھ بھی نہ ہوگا اور نہ ہی مجھے کچھ ہوگا یہ دیکھو میں نے گلے میں ہاتھ ڈالا اور اپنا تعویذ پکڑ لیا اور اس کو دکھایا یہ تعویذ مجھے مرنے نہیں دے گا وہ چاہے جتنا بھی طاقتور ہے مجھے کچھ بھی نہیں کہہ سکے گا۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی پھر مسکرا دی۔ وہ کیوں مسکرائی تھی میں نہ جان سکا۔ اس نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

یاقوت مجھے خود سے جدا نہ کرنا میں تمہارے بغیر جی نہیں پاؤں گی بہت پیار کرتی ہوں تم سے۔ اظہار نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تم کو چاہتی نہیں ہوں بہت چاہتی ہوں ہاں یاقوت تمہیں بہت چاہتی ہوں۔ میرا ایک کام کرو گے میری ایک خواہش کو پورا کرو گے۔

ہاں ہاں بولو۔ ایک تو کیا ہزاروں خواہشوں کو پورا کروں گا تم کہہ کر دیکھو۔ میری بات سن کر اس نے اپنا چہرہ اٹھا کر میری طرف دیکھو مجھے اپنا نام دے دو مجھے اپنا لو مرتے ہوئے میں تمہاری ہو کر مرنا چاہتی ہوں۔ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا۔ جی چاہا کہ اس کو اپنے بازوؤں میں بھینچ لوں اور کہوں ہاں ماہ رخ میں تم کو کبھی بھی تنہا نہیں ہوتے ہوئے دیکھنا میں تم کو اپنانے میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کروں گا۔

❀❀❀

آج میں نے اس سے نکاح کرنا تھا نہ صرف اس کے دل کی حسرتوں کو پورا کرنا تھا بلکہ اپنے دل کی بھی حسرتوں کو پورا کرنا میں اسے اپنا چاہتا تھا اور سب کچھ میں نے اپنے دوستوں کاشف اور ارشد کو بتادیا تھا ان کو بتادیا تھا کہ وہ واپس آگئی ہے اور میں اس کو اپنانا چاہتا ہوں۔ وہ گئی کہاں تھی۔ کاشف نے پوچھا وہی سایہ اس کو اٹھا کرلے گیا تھا اور جانتے ہو کہ وہی بزرگ اس کو لے کر آئے ہیں انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں فکر مند ہوں نہ ہوں وہ اس کو لے کر آئیں گے اور پھر وہ اس کو لے آئے۔ پورا دن گزر گیا تھا لیکن وہ نہیں آئی تھی حالانکہ اس نے کہا تھا کہ وہ صبح اس سے بھی پہلے آجائے گی لیکن کیا وجہ تھی کہ وہ کیوں نہیں آئی تھی میں نے اس کو فون کیا تھا اور کہا تھا ماہ رخ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں تم کہاں ہو دیکھو میں تم کو اپنانا چاہتا ہوں سب تیاری کر رکھی ہے بس تمہارا ہی انتظار ہے میری بات پر وہ ایک آہ بھر کر رہ گئی تھی بولی یاقوت۔ ہوسکتا ہے کہ میری یہ خواہش کبھی بھی پوری نہ ہوگی کبھی بھی تمہارے نام کی مہندی میرے ہاتھوں کو نہ لگے گی۔ لیکن کیوں کیا ہوا ہے تم ہو کہاں۔ میں پتہ نہیں میں کہاں ہوں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس کا لہراتا ہوا وجود مجھے اپنے قبضے میں لئے ہوئے ہے نہ تو میں چل سکتی ہوں اور نہ ہی تمہارے پاس پہنچ سکتی ہوں اف خدایا اس کی بات سنکر میں کانپ گیا ماہ رخ مجھے صرف اتنا بتادو کہ تم ہو کہاں پھر دیکھنا میں تم تک کیسے پہنچتا ہوں تمہیں کیسے اپناتا ہوں میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ تم میرے گھر میں رہو لیکن تم نے نہ مانی اپنے گھر جانے کی ضد کی اور پھر چلی گئیں۔

یاقوت میں کوشش کر رہی ہوں کہ اس کے چنگل سے باہر نکل سکوں بس تم اسی طرح میرا انتظار کرتے رہنا میں آؤں گی اور ضرور آؤں گا مجھے تم کو اپنانا ہے تمہارے نام کی مہندی کو اپنے ہاتھوں میں سجانا ہے وہ جذباتی ہوگئی تھی یکدم ہی جذباتی ہوگئی تھی یہ مجھے کب تک روکے گا کب تک اپنا پہرہ مجھ پر لگائے گا جب بھی یہ کچھ لمحات کے لیے مجھ سے دور ہوا میں اڑتی ہوئی تمہارے پہلو میں آجاؤں گی تم میرا پیار ہو۔ ہاں ہاں یاقوت تم میرا عشق ہو۔ وہ یہ بات چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی جیسے وہ سائے کو سنا رہی ہو۔

ہاں اس نے ایسا ہی کیا تھا آج وہ اپنے جذبات کی رو میں بہہ گئی تھی آج اس نے کھلم کھلا اظہار کر دیا تھا یاقوت تم میرے ہو ہاں میرے اور سن لو ماہ رخ تمہاری ہے صرف تمہاری یہ سب ہی سن رہے ہیں وہ بھی سن رہا ہے جس نے مجھے قبضہ میں لے رکھا ہے اور یہ سب میں اس کو سنا رہی ہوں اس کو بتا رہی ہوں کہ مجھے اس سے نفرت ہے شدید نفرت

وہ چاہے مجھے جان سے بھی مار ڈالے میں کبھی بھی اس کو اپناؤں گی نہیں مر جاؤں گی لیکن اس کو کبھی بھی نہیں اپناؤں گی یاقوت یہ خبیث سایہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے میں اس کی یہ خواہش کبھی بھی پوری نہیں کروں گی اور کئی سالوں سے میں خود سے لڑ رہی ہوں اگر یہ میری جان لیتا ہے تو لے لے مجھے مارنا چاہتا ہے تو مار ڈالے لیکن میں اس کی یہ خواہش پوری نہیں کروں مجھے تم چاہیے ہاں یاقوت مجھے تم چاہیے۔ اور میں ایسا ہی کر کے مروں گی چاہے اس وقت مجھے موت سے بھی لڑنا پڑا تو میں لڑوں گی اس کے ساتھ ہی اس کی ایک گونجتی ہوئی چیخ سنائی دی تھی بس پھر خاموشی چھا گئی تھی فون بند ہو گیا تھا۔ وہ نہیں آئے گی ہاں وہ آج نہیں آئے گی وہ کب آئے گی مجھے اس کے انتظار کرنا ہوگا میں خود ہی سے باتیں کرنے لگا۔ یاقوت یاقوت۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو وہ کیوں نہیں آئے گی۔

تم نے تو کہا تھا کہ وہ صبح ہم لوگوں سے بھی پہلے پہنچ جائے گی اور اب تو دوپہر بھی ڈھلتی جا رہی ہے بتاؤ کیا کہا اس نے کاشف نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ وہ سائے کی قید میں ہے۔ بس اب میں چپ نہیں رہوں گا مجھے اس تک پہنچنا ہے اس کو اس سائے سے نجات دلانی ہے وہ مصیبت میں مبتلا ہے اور میں میں کتنا برا ہوں کہ اس کی مدد بھی نہیں کر پا رہا ہوں محبت کے دعوے کرتا جا رہا ہوں یہ کہتا جا رہا ہوں کہ میں اس کے بغیر مر جاؤں گا لیکن کر کچھ بھی نہیں رہا ہوں مجھے اب چپ نہیں رہنا ہے اس کو اس اذیت سے چھٹکارا دلانا ہے۔ ہاں مجھے اس اذیت سے چھٹکارا دلانا ہے۔

❁❁❁

میں ایک دشت پر خار میں کھڑا تھا یہاں ہر طرف سوکھا پن تھا کسی بھی درخت کی کسی بھی شاخ میں کوئی بھی ہرا پتا نہیں تھا ہر سو پھیلی ہوئی ایک وحشت تھی خوفناک وحشت۔ بابا نے مجھے یہاں ہی آنے کو کہا تھا اور میں کئی دنوں کی مسافت کے بعد یہاں تک پہنچا تھا کیسے کیسے پہنچا تھا یہ ایک الگ کہانی تھی اور میں اس کہانی کو سنانا نہیں چاہتا ہوں یوں سمجھ لو کہ میرا جنون مجھے یہاں تک لے آیا تھا بابا نے ہر طرح کا حساب لگا کر کہا تھا ماہ رخ یہاں ہی اس دشت پر خار میں ہے وہ سایہ اس کو یہاں ہی لے آیا ہے۔ ماہ رخ ماہ رخ۔۔ میں نے آواز لگائی میں جاننا چاہتا تھا کہ واقعی وہ یہاں ہی موجود ہے ناں۔ ہاں وہ یہاں ہی تھی میری آواز کے جواب میں میں نے یہاں پھیلی ہوئی ہلچل دیکھی تھی ہر چیز کو کانپتے ہوئے دیکھا تھا سب کچھ میری نظروں سامنے ہو رہا تھا سب کچھ میں دیکھ رہا تھا درختوں کے سوکھے پتے جھڑنے لگے تھے سخت زمین کے اندر دھنسے ہوئے کانٹے سر ابھارنے لگے تھے۔ سب کچھ بہت ہی وحشت ناک دکھائی دے رہا تھا لیکن میں خود پر حیران تھا کہ مجھے کسی بھی چیز سے ذرا بھی خوف نہ آ رہا تھا میں ہر چیز کا مقابلہ کرنے کو تیار تھا چاہے وہ موت ہی کیوں نہ ہوتی۔ کچھ ہی دیر میں ایک سایہ لہرایا۔ وہ بہت دور تھا لیکن اس کا رخ میری ہی طرف تھا وہ تیزی سے میری طرف اڑتا ہوا آ رہا تھا میری نظریں اس پر جمی ہوئی تھی میں جان گیا تھا کہ یہ وہی سایہ ہے جو میری ماہ رخ کو اٹھا کر لایا ہے ماہ رخ نے سچ کہا تھا کہ وہ لہراتا ہوا دھواں عام دھواں نہیں ہے اس میں دنیا بھر کا زہر پوشیدہ ہے دنیا بھر کا خوف ڈھکا ہوا ہے وہ آج میرے سامنے تھا میں اس کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے میرے گرد دو چکر کاٹنے اور پھر میرے سامنے اپنا وجود اپنانے لگا میری نظریں اسی پر تھیں اس کو دیکھے جا رہا تھا۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد میرے سامنے ایک کالا سیاہ انسانی وجود کھڑا تھا اف خدایا اتنا بھیانک شکل کہ میں دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اس کے دانت ہونٹوں سے باہر تک آئے ہوئے تھے آنکھیں انگاروں کی مانند تھیں چہرہ حد سے زیادہ بھدا تھا۔۔

تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے ہاں بہت ہی بڑی غلطی اس کی گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ نہیں میں نے کوئی بھی غلطی نہیں کی ہے وہی کیا ہے جو مجھے کرنا چاہیے تھا۔ نجانے مجھ میں اتنی ہمت کیسے آ گئی تھی کہ میں نے یہ سب کچھ کہہ دیا اور پھر کہتا ہی چلا گیا۔ ماہ رخ میری جان ہے میری زندگی ہے میری سانسوں میں دوڑتی ہے اور سب سے

بڑھ کر وہ بھی مجھے حد سے زیادہ چاہتی ہے اس کے دل میں میں بستا ہوں وہ میری پوجا کرتی ہے تیری طرح وہ مجھ سے نفرت نہیں کرتی ہے اور نہ ہی میں اس پر قبضہ جما کر اس کو بے بس کرنا چاہتا ہوں۔ تم اپنی طاقت اسے دکھانا چاہتے ہو اور یہ طاقت ہمیشہ کے لیے نہیں ہوتی ہے بڑی سے بڑی طاقت بھی موت کے ہاتھوں بے بس ہوئی ہے تمہاری بھی طاقت بے بس ہو جائے گی تو نے انسان کو کمزور سمجھا ہوا ہے جبکہ انسان کمزور نہیں ہے انسان ہی سب سے بڑی طاقت ہے۔ یہ سب ایسی باتیں تھیں جو خود بخود میرے منہ سے نکلتی جا رہی تھیں۔

وہ میری باتیں سنتا جا رہا تھا اور پھر اس کے منہ سے قہقہے نکلنے لگے۔ تم تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں میرا نام ڈریکولہ ہے۔ میرا جسم دیکھو نہ ہے ہو ناں تمہیں بالکل ڈریکولوں جیسا دکھائی دے رہا ہے ناں نہ۔ میرے جسم پر کسی سیاہ ریچھ کی طرح بال تم کو نظر آ رہے ہیں دو باہر کو نکلے ہوئے دانت دکھائی دے رہے ہیں یہ عام جن بھوتوں کو نہیں ملتے ہیں یہ ان کو ملتے ہیں جو اپنے اندر زمانے بھر کی طاقت رکھتے ہوں اور میں۔۔ میں سردار ہوں اپنے علاقے کا سردار ہزاروں جنات میرے خادم ہیں سب میرا نام سنتے ہی کانپ جاتے ہیں اور تم تم ایک معمولی سے انسان اتنا کچھ کہہ گئے وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے ہاں میں جانتا ہوں اور کئی سالوں سے جانتا ہوں لیکن مجھے اس کی نفرت کی پرواہ نہیں ہے مجھے وہی کرنا ہے جو میں کر رہا ہوں تم کہہ رہے ہو کہ انسان میں سب سے زیادہ طاقت ہے آ دیکھ انسان میں کتنی طاقت ہے وہ بھی انسان ہی ہے ناں آ دیکھ وہ میرے ہاتھوں کتنی بے بس ہے زندگی کو ترس رہی ہے جینا چاہتی ہے لیکن شاید وہ میرے ہاتھوں تڑپ تڑپ کر جان دے دے۔

اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چل دیا میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا جو بات اس نے کہہ دی تھی اس بات نے مجھے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اس نے ماہ رخ کے ساتھ کیا کچھ کیا ہوا ہے چلتے چلتے وہ ایک جگہ جا کھڑا ہوا۔ اور بولا کچھ نظر آیا میں ارد گرد آگے پیچھے دیکھا لیکن مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ میں نے کہا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے لگتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی بھی طاقت نہیں ہے تم خواہ مخواہ مجھے پریشان کر رہے ہو میری بات سن کر اس کے منہ سے قہقہے بلند ہونے لگے۔

تمہیں سب کچھ دکھائی دے رہا ہے تم سب کچھ ہی دیکھ سکتے ہو وہ دیکھو۔ ابھی یہ کہا تھا کہ میرے سامنے کی زمین پھٹنے لگی اس میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ اور پھر مٹی روئی کی مانند اڑنے لگی یہ سب کچھ مجھے حیران کر دینے والی بات ایک انہونی بات تھی جو میں دیکھ تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ یہ اتنا کچھ کر سکتا ہے منظر بھی ایک حیران کن تھا ایک قبر کی مانند گھڑا بننے لگا تھا میری نظریں اسی جانب جمی ہوئی تھی مٹی ہوا میں ایسے اڑ رہی تھی جیسے کوئی تیز آندھی چل رہی ہو بھی کچھ بہت انہونا لگ رہا تھا بھی کچھ بہت ہی اچھا لگ رہا تھا۔ اور پھر سارا منظر رک گیا قبر تیار ہو گیا مجھے ماہ رخ اس میں لیٹی ہوئی دکھائی دی اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں وہ مجھے دیکھ رہی تھی۔

ماہ رخ۔۔ میرے منہ سے اس کا نام نکل گیا یا قوت مجھے بچا لو یہ مجھے مار دے گا ہاں یہ مجھے مار دے گا اس کو میری زندگی سے ذرا بھی سروکار نہیں ہے اس کو میرے جینے سے کوئی بھی مطلب نہیں ہے یہ مجھ سے اپنی نفرت کا بدلہ لینا چاہتا ہے جو میں اس سے کرتی ہوں۔ اس کی آواز لرزنے لگی تھی نہیں ماہ رخ میں ایسا کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا ہاں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا اتنا کہ میں نے یکدم قبر میں چھلانگ لگا دی اور اسکو اٹھا کر قبر سے باہر نکال لیا یہ سب کچھ میں اس قدر جلدی اور اچانک کیا تھا کہ میرے سامنے لہراتا ہوا ڈریکولہ کا لہراتا ہوا سایہ بھی حیران رہ گیا میں نے دیکھا کہ اس کے چہرے کے رنگ بدلنے لگے وہ مجھے یوں گھور رہا تھا کہ جیسے میں نے اس کے ساتھ بہت ہی غلط کیا ہو ہاں بہت ہی غلط۔ اس کا لہراتا ہوا جسم میرے سامنے بننے لگا اور ایک سیاہ ڈریکولہ میرے سامنے کھڑا تھا جو اپنی سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا مجھے اس سے خوف آنے لگا۔

ماہ رخ میری بانہوں میں تھی میں اسے اٹھائے ہوئے تھا وہ مجھے گھور رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ یہاں سے بھاگ جاؤں ماہ رخ کو ایسے ہی اٹھائے ہوئے بھاگ جاؤں لیکن ایسا کرنا میرے لیے بہت مشکل تھا بہت ہی مشکل لیکن پھر یکدم جو کچھ ہوا وہ مجھے حیران کر دینے کے لیے کافی تھا اس کے جسم میں دراڑیں پڑنے لگیں ویسی ہی دراڑیں جو میں نے کچھ دیر قبل زمین پر پڑتی ہوئی دیکھی تھیں اس کا جسم چھوٹے چھوٹے ذروں میں بدلنے لگا زمین پر اس کے جسم کا ایک ڈھیر لگنے لگا۔ یاقوت تم نے اس کو چھو کر مجھے مات دے دی ہے ہاں بری طرح سے مات میرے سارے طلسم کو ختم کر دیا ہے لیکن میں مرنے سے بچ گیا ہوں ہاں میں مرا نہیں ہوں اگر میں مر جاتا تو ایک طوفان یہاں بیت جاتا میں بہت جلد پھر آؤں گا ہاں بہت ہی جلد آؤں گا۔ اتنا کہہ کر وہ پورے کا پورا ذروں میں بٹ گیا۔ میری آنکھیں خوشی سے پھیلنے لگیں۔

ماہ رخ۔۔ ماہ رخ دیکھو میں نے تم کو اس درندے کے ہاتھوں سے بچا لیا ہے ہاں میں نے تم کو اس کے ہاتھوں سے بچا لیا ہے میں کامیاب ہو گیا ہوں اب میں کبھی بھی تم کو اس کے حوالے نہیں کروں گا کبھی بھی نہیں۔ وہ میری طرف دیکھ رہی تھی اسکی آنکھوں میں آنسو تھے میں جانتی تھی کہ مجھے یہاں سے کوئی بھی بچانے نہیں آئیگا لیکن تم آ گئے۔ تم کو آنا ہی چاہیے تھا میری زبان گو کہ بند تھی لیکن میرے دل سے میرے حلق سے آوازیں اٹھ رہی تھیں میں تم کو پکار رہی تھی تم کو اپنی مدد کے لیے بلا رہی تھی۔

یاقوت مجھے یہاں سے لے چلو مجھے یہاں سے بہت خوف آ رہا ہے ہاں بہت ہی خوف آ رہا ہے میرا یہاں دم گھٹ رہا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے میرا چہرہ پکڑتے ہوئے کہا۔ ہاں ماہ رخ تمہیں یہاں سے نکالنے کے لیے تو آیا ہوں۔ یہاں سے لے جانے کے لیے تو آیا ہوں اتنا کہہ کر میں نے اس کو نیچے اتار دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک طرف کو دوڑ پڑے ہم کس طرف جا رہے تھے ہم کو کوئی بھی خبر نہ تھی لیکن ہم جانتے تھے کہ جس طرف بھی جا رہے ہیں کم از کم اس وحشت پر خار سے تو باہر نکل سکیں گے۔ اس کے بھاگنے کا انداز تیز نہ تھا وہ تھکی تھکی سی تھی وہ بھوک سے نڈھال تھی پتہ نہیں کتنے دنوں سے اس نے اس کو بھوکا رکھا ہوا تھا وہ گر گئی۔ یاقوت مجھ سے نہیں چلا جاتا وہ رو دی اور ساتھ ہی ادھر ادھر دیکھنے لگی مجھے اس سے خوف آ رہا ہے وہ آ جائے گا ہاں وہ آ جائے گا مجھے پھر سے اٹھا کر لے جائے گا وہ مجھے اذیتیں دینا چاہتا ہے مجھے نفرت کی سزا دینا چاہتا ہے وہ وہی کچھ کرنا چاہتا ہے جو اس نے میرے بارے میں سوچ رکھا ہوا ہے وہ ظالم ہے حد سے بڑھ کر ظالم۔ نہیں ماہ رخ تم اب ذرہ بھی اس سے نہ ڈرو تم نے دیکھا نہیں ہے کہ اس کا جسم دراڑوں میں بٹ گیا تھا اس نے کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو مات دے دی ہے وہ دوبارہ آئے گا لیکن کب آئے گا یہ پتہ نہیں ہے لیکن اتنا تو پتہ ہے کہ وہ اتنی جلدی نہیں آئیگا۔ واپس آنے کے لیے اس کو کچھ عرصہ تو لگے گا ناں تو پریشان نہ ہو میں آ گیا ہوں ناں میں تیرے ساتھ ہوں اگر اب وہ مارے گا تو پہلے مجھے مارے گا پھر تمہیں مارے گا اپنی زندگی میں میں تم کو مرنے نہیں دوں گا۔ ہاں کبھی بھی مرنے نہیں دوں گا یہ میرا تم سے وعدہ ہے۔ میں نے اس کو ڈھیروں سارے دلاسے دے دیئے اور وہ مطمئن ہو گئی۔

میں نے ایک بار پھر اس کو اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا میں خود بھی چاہتا تھا کہ اس وحشت پر خار سے جتنی جلدی ہو سکے نکل سکوں جب تک یہاں ہوں اس کے آنے کا ڈر لگا رہے گا اور میں اس کا دل میں رکھنا نہیں چاہتا تھا میں چلتا چلا تھا وہ میرے ہاتھوں میں جھولتی رہی ایک لمبا سفر تھا جو میں نے اس کو اٹھا کے کیا دشت پر خار ختم ہو گیا میں اس کو اس ویرانے سے باہر لے آیا ہم دونوں ہی اب پر سکون تھے جہاں پہنچے تھے وہاں ہر طرف ہریالی تھی ہر طرف سبزہ زار تھا پھلوں سے لدے ہوئے درخت تھے۔ جو زمین تک جھکے ہوئے تھے ہم کھڑے ہو کر تو کیا لیٹ کر بھی ان پھلوں کو چھو سکتے تھے کھا سکتے تھے سو ہم نے ایسا ہی کیا تھا یہ خدا کی قدرت تھی کہ ان میں نہ صرف کھانے کا مزا تھا بلکہ پانی کا اثر

بھی موجود تھا ہم ان کو نچوڑتے تو پانی سے ہاتھ بھر جاتا جو ہم پیتے۔ اور جلد ہی ہم دونوں سیراب ہو گئے ہمارے بھوک پیاس مٹ گئی پھلوں کے چھلکوں کا ایک ڈھیر ہمارے سامنے لگ گیا تھا جو ہم نے کھائے تھے پھر وہ چلنے لگی اب وہ تھک نہیں رہی تھی بلکہ میرے ساتھ ساتھ شانہ بشانہ چل رہی تھی۔

❀❀❀

ہم اپنے شہر میں موجود تھے ایک طویل اور تھکا دینے والا سفر طے کر کے ہم یہاں تک پہنچے تھے۔ وہ بہت خوش تھی حد سے زیادہ خوش۔ یاقوت۔ وہ بولی میں اب تنہا نہیں رہنا چاہتی ہوں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں ہاں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ مجھے اپنی دلہن بنالو میری یہ خواہش پوری کر دو۔ دل میں بہت ارمان ہیں تمہاری دلہن بننے کے میں نہیں چاہتی کہ میرے یہ ارمان دل میں ہی دفن ہو کر رہ جائیں اور میں خود بھی دفن ہو جاؤں۔ نہیں ماہ رخ نہیں اب تم دفن نہیں ہو گی کبھی بھی نہیں ہو گی۔ تمہاری یہ خواہش میں جلد ہی پوری کروں گا میں اپنے دوستوں کو بتادوں گا کہ میں تم کو ڈھونڈ لایا ہوں وہ جانتے ہیں کہ تم کہ وہ تم کو اٹھا کر لے گیا ہے جس دن تم نے مجھ سے شادی کرنی تھی اسی دن تم غائب ہو گئی اور ہم سب تمہارا انتظار کرتے رہ گئے۔

❀❀❀

مجھ پر ایک سکتہ سوار تھا میں بار بار اسے دیکھ رہا تھا وہ وہی تھی ہاں وہی تھی ماہ رخ جس کو میں ویرانے میں پھینک کر آیا تھا جو میرے گھر کے صحن میں کٹی گردن کے ساتھ مری پڑی تھی یہ یہ زندہ کیسے ہو گئی۔ ہاں یہ زندہ کیسے ہو گئی میں اس کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میرے سامنے کوئی اور نہیں میری اپنی جان میری اپنی چاہت ماہ رخ کھڑی ہے۔ میں نے اپنے دوستوں کو اس کے مرنے کا کچھ بھی نہیں بتایا تھا یہی کہا تھا کہ اس کو بھوت اٹھا کر لے گیا ہے اور پتہ نہیں وہ اس وقت کہاں ہے میں نے جہاں جہاں ہو سکا تھا اس کو ڈھونڈتا تھا لیکن وہ نہیں ملی تھی اور اب تو وہ میری سامنے تھی میرے دوست شاید اس کو دیکھ کر خوش ہوتے کہ وہ آ گئی تھی لیکن میں حیرت میں ڈوبا ہوا تھا میرے جسم کا ایک ایک پور لرز رہا تھا مجھے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ماہ رخ میرے سامنے موجود ہے۔

آپ۔۔آپ۔ میں اس سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن یوں لگ رہا تھا کہ وہ مجھے کچھ بھی بتانا نہیں چاہتی تھی وہی چہرہ۔ وہی حسن۔ وہ مسکراہٹ وہی آنکھیں۔ وہ وہی تھی۔۔ ہاں بالکل وہی۔

یاقوت صاحب۔۔ اس نے گویا مجھے میرا نام لے کر بلایا اور ساتھ ہی وہ ہنس دی اس کی مسکراہٹ اف اتنی ظالم تھی کہ بس میں لمحوں میں ہی اس کا دیوانہ ہو گیا۔ دیوانہ تو میں پہلے ہی اس کا تھا لیکن اب وہ ایک نئے روپ میں میرے سامنے تھی اس کے حسن میں بہت زیادہ نکھار آچکا تھا لیکن کیا یہ مری نہ تھی زندہ تھی میں اسے دیکھ کر سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور ساتھ ساتھ اس کا سراپا بھی دیکھ رہا تھا۔۔ وہ بولتی جا رہی تھی اور میں حیرت میں ڈوبا ہوا اس کو دیکھ رہا تھا۔ اور وہ مسکرا مسکرا کر باتیں کرتی جا رہی تھا۔

اچھا زیادہ حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے مجھے تم لوگوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک کارڈ میری طرف بڑھا دیا اور کہا شام کو یہاں مل لینا۔ لیکن لیکن میں نے کچھ کہنا چاہا تو وہ بولی ابھی کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ بھی کہنا ہے وہاں جا کر کہنا ابھی میں بہت جلدی میں ہوں۔ پلیز ماہ رخ۔۔ میں نے اس کو روکا وہ میرے پکارنے سے رک گئی۔

جی فرمائیے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ کچھ دیر میں نے کچھ کہنا ہے بہت کچھ کہنا ہے ہاں جانتی ہوں کہ تم بہت کچھ کہنا چاہ رہے ہو لیکن مجھے جلدی ہے ابھی اس نے اتنی بات کی تھی کہ کاشف اور ارشد بھی اسے دیکھ کر آ گئے۔ ماہ رخ تم یہاں ہم تمہاری وجہ سے بہت پریشان تھے کہاں چلی گئی تھی یاقوت نے بتایا تھا کہ تم کسی مصیبت میں ہو کم از کم

کچھ تو بتا دیتی کہ تم کہاں تھی۔

یہ کون ہیں۔ اس نے انکو دیکھ کر کہا تو میرے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی حیران رہ گئے۔ کیا۔ کیا۔۔ وہ اتنا ہی کہہ سکے۔ یہ یہ میرے دوست ہمارے ساتھی ہیں ہم چاروں ہی تو ہیں جو ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ اوہ سمجھ گئی دراصل میرے سر میں گہری چوٹ لگی تھی اس نے ان کو پہچان نہ سکی گویا اس نے اداکاری دکھائی اور پھر ان سے بھی باتیں کرنے لگی لیکن اس کے باتیں کرنے کا انداز ظاہر کر رہا تھا کہ جیسے ان کو ان سے کوئی بھی دلچسپی بھی نہ ہو ایک رسمی سی ان کو لفٹ دے رہی ہو اور پھر اس نے ان کو بھی وہی کارڈ دیئے جو مجھے دیا تھا اور کہا کہ تم بھی یاقوت صاحب کے ساتھ آ جانا تم لوگوں سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ کرسی سے اٹھ گئی تھی اور سیڑھیاں اترنے لگی تھی ہم اس کو جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ کمال ہے کہ اس نے ہمیں پہچانا نہیں ایک عرصہ وہ ہمارے ساتھ رہی ہے اور اب دیکھو وہ کیا کچھ کہہ رہی تھی وہ کس جگہ کام کرتی ہے کس کا کام کرتی ہے اور دکھاؤ یہ کارڈ کس کا ہے ارشد نے مجھ سے کارڈ لیتے ہوئے کہا کاشف بھی حیرت میں ڈوبا ہوا تھا ضرور کچھ نہ کچھ چکر ہے یہی وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں اگر وہ ہوتی تو ہم کو پہچان لیتی یہ کوئی اور ہے اس کی آنکھوں کی کشش بتا رہی تھی کہ وہ وہ نہیں ہے کوئی اور ہے اور یہ جو کوئی بھی ہے بہت ہی خطرناک ہو سکتی ہے مجھے اس کی باتوں پر ذرا بھی یقین نہیں ہے اور یاقوت یاقوت تم بھی نہیں جاؤ گے۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں جائے گا۔ اس نے ہم سے بے رخی کا مظاہرہ کیا ہے تو ٹھیک ہے وہ کسی اور کو اپنے کام کے لیے رکھ لے ہم اپنا آفس چھوڑ کر کیوں جائیں۔ کاشف بولتا ہی چلا گیا۔

یار ایسا بھی کچھ نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو میں نے انکی سوچوں کو بدلنا چاہا جبکہ میں خود بھی اپنی ہی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کیونکہ میں نے اس کی مردہ لاش کو خود ویرانے میں پھینکا تھا میں نے اچھی طرح اس کو دیکھا تھا اس کے جسم کو ہر طرح سے چھو چھو کر دیکھا تھا اس کے جسم میں زندگی کی رمق نہ تھی پھر یہ زندہ کیسے ہو گئی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے دوہ وہ نہیں ہے اس کے روپ میں کوئی اور ہے۔

تم نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا ہے کاشف نے گویا اچھلتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں کچھ عجیب سا تھا یوں وہ کسی سحر میں مبتلا ہو۔ ہاں ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے اس کی بات کی تصدیق کی اور تصدیق کرتا بھی کیوں مجھے بھی پورا یقین تھا کہ وہ وہ نہیں ہے جو وہ بن کر آئی تھی وہ ماہ رخ کے روپ میں کوئی اور ہے وہ تو مر چکی ہے اور اسکی لاش کو میں۔۔ میں۔۔ میں بری طرح کانپ کر رہ گیا اور پھر خود کو کچھ کچھ سنبھالا۔

ہمیں اس جگہ جانا ہوگا اور دیکھنا ہوگا کہ یہ سب کیا چکر ہے وہ کن لوگوں کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اگر وہ حقیقت میں ماہ رخ ہی ہے تو نہیں وہ واقعی کسی غلط ہاتھ میں تو نہیں لگ گئی ہے۔ لیکن نہیں۔ یار میں خود ہی بول رہا تھا۔ اپنے لفظوں کی خود ہی تردید کر رہا تھا وہ وہ نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ وہ وہ نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کی روشنی بتا رہی ہے کہ وہ ضرور کسی سحر میں مبتلا ہے اور جس سحر میں مبتلا ہے اس کو بھی ہم جانتے ہیں وہی اس کے خوابوں والا ہے جو اس کے وجود میں گھس گیا ہے میں نے ایک سرد سی آہ بھری۔۔

تمہاری بات اب میری سمجھ میں آ رہی ہے کہ تم نے کہا تھا کہ وہ ڈری ڈری بول رہی تھی اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا بات کرتے ہوئے اس کی آواز اس کے حلق میں دب رہی تھی۔ ضرور اسکے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔ آج اس کو دیکھ لیا ہے اس کا مسئلہ ہماری سمجھ میں آ گیا ہے وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے۔ ہاں وہ بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہے۔ ہمیں اس کی مدد کرنا ہوگا۔ کاشف کی باتیں سن کر میرے دل میں آیا کہ اس کو سب کچھ بتا دوں کہ وہ زندہ نہیں ہے وہ مر چکی ہے اور اس کے روپ میں کوئی اور ہے اس کو میں نے خود دریا کنارے ویرانے میں پھینکا ہے کوئی اس کی لاش کو میرے گھر میں پھینک گیا تھا لیکن چپ رہا۔

❁❁❁

یہ کوئی پرانی عمارت تھی جس کے سامنے میں ارشد اور کاشف کھڑے تھے ہمارے ہاتھوں میں اس کا دیا ہوا کارڈ تھا یہی کا ایڈریس تھا۔ اس کے اردگرد آبادی بہت ہی کم تھی یوں جیسے کسی ویرانے میں ہو بے تو یہ ہمارا اپنا ہی شہر تھا لیکن شہر کا یہ حصہ شہر سے باہر تھا۔ لگتا ہے کچھ گڑ بڑ ہے کاشف نے کہا۔ مجھے یہ عمارت دیکھ کر ہی خوف آنے لگا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے اس کو پہلی بار دیکھا ہے لیکن وہ نہ صرف ہمیں جانتی ہے بلکہ ہمارے گھر والوں کو بھی جانتی ہے۔ وہ کون ہے اور ہمارے خاندان کے اتنے قریب کیسے ہے۔ میری طرح وہ دونوں بھی حیرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ابھی ہم اس کے بارے میں مزید تبصرہ کرنا چاہ رہے تھے کہ عمارت کا لکڑی کا بنا ہوا بڑا سا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا شخص جس کی شکل دیکھ کر ہی خوف آ گیا تھا وہ باہر نکلا۔ اور جلتی ہوئی نظروں سے ہمیں دیکھا اس کے دیکھنے کا انداز وہ ہی وحشیانہ تھا۔ ہمارے دل اچھل کر حلق سے باہر آ گئے تھے۔

آ ؤ اندر اس نے صرف اتنا ہی کہا اور ایک طرف اندر کی طرف چلنے لگا ہم تینوں ایک ربورٹ کی مانند اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے جیسے ہم نہیں چل رہے تھے کوئی ہمیں اندر لے جا رہا تھا۔ یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ میں دل میں سوچنے لگا تھا۔ خاموشی ہمارے لبوں پر پوری طرح سوار تھی یہاں تک کہ ہم چلتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں رہے تھے عجیب سی حالت تھی ہماری۔ بے بسی ہم پر پوری طرح سوار تھی۔ وہ ہمارے آگے چلتا جا رہا تھا اس کے چلنے کا انداز جوانوں کی طرح تھا دیکھنے میں وہ بوڑھا تھا لیکن چال ہم سے بھی زیادہ تیز رہا تھا۔ ایک لمبی راہداری تھی جس میں ہم اس کے پیچھے چلتے جا رہے تھے۔ وہ ہمیں کہاں لے کر جا رہا تھا اس لمحے ہمیں یہ سب سوچ نہیں آ رہی تھی ہم مدہوشی کی سی کیفیت میں بس اس کے پیچھے چلتے جا رہے تھے راہداری کے ختم ہوتے ہی اس نے دائیں جانب کا دروازہ کھول دیا۔ اور بولا اندر چلے جاؤ۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چلا گیا ہم نے ایک بار اسے جاتا ہوا دیکھا اس کے بعد ایک دوسرے کو دیکھا جیسے ہم ایک دوسرے کو کہہ رہے ہوں کہ ہمارے ساتھ بہت ہی برا ہونے والا ہے۔ کوئی ایسا حادثہ جو اس سے قبل ہمارے ساتھ نہ ہوا ہو لیکن اب کیا کر سکتے تھے ہم بہت اندر تک آ گئے تھے باہر جاتے ہوئے ہو سکتا تھا کہ کئی کمرے کھل جاتے اور ان میں سے ہیبت ناک شکلوں والے نکل کر ہمارا راستہ روک لیتے

باہر کیوں کھڑے ہو اندر آؤ ہمیں جانی پہچانی سی آواز سنائی دی یہ اسی لڑکی کی آواز تھی جو ماہ رخ کے روپ میں صبح ہمارے آفس آئی تھی۔ اس کی آواز سنتے ہی ہم جان گئے کہ وہ ہم پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے ہم اس کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ سو ہم تینوں اندر کمرے میں چلے گئے لیکن اندر کا ماحول دیکھ کر ہمارے دل کانپ کر رہ گئے اندر کوئی بھی نہ تھا بالکل کمرہ خالی تھا۔ لیکن اس کی آواز اسی کمرے سے آئی تھی۔ ہمارے دلوں کی دھڑکن تیز سے تیز ہونے لگی تھی ہم کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ ماہ رخ نہیں ہے ماہ رخ کے روپ میں کوئی اور ہے۔ کیونکہ کمرے چاروں پر ماہ رخ کی بڑی بڑی تصادیر لگی ہوئی تھیں مختلف قسم کے پوز ہر دیوار پر ایسے تھے کہ جیسے وہ ابھی وہاں سے نکل کر باہر آ جائے گی اور پھر ہوا بھی ایسے ہی ایک تصویر نے کچھ حرکت کی اور وہ ہمارے سامنے لہرانے لگی اس تصویر کے حرکت میں آتے ہی فریم کا شیشہ گر کر چکنا چور ہو گیا تھا ہمارے دل اچھل پڑے

مجھ سے ڈرو نہیں میں کوئی اور نہیں ہوں ماہ رخ ہی ہوں۔ ہمیں اس کی آواز سنائی دی گویا وہ جہاں بھی تھی ہمارے دلوں کی بات کو بھی پڑھ رہی تھی کہ ہمارے دلوں میں اس وقت کیا کیا باتیں گردش کر رہی ہیں۔ ساتھ ہی ایک سایہ سا لہرایا۔ یہ ہوا کا ایک بیولہ تھا جو سامنے صوفے پر دکھائی دیا تھا دھندلا سا دھواں کی مانند۔ اس میں سے آواز ابھری تھی۔ اور ساتھ ہی مسکراہٹ بھی ابھرنے لگی تھی یہ مسکراہٹ ماہ رخ کی تھی وہ ایسے ہی مسکراتی تھی ایسے ہی اس کی

مسکراہٹ تھی چند لمحوں کو یوں لگا کہ جیسے وہ کوئی اور نہیں ہے ماہ رخ ہی ہے۔
ماہ رخ میں نے اپنی زبان کو جنبش دی۔ یہ سب کیا ہے تم ہمیں یہ کہاں لے آئی ہو۔ میری بات سن کر وہ ہنس دی اور پھر ایک وجود ہمارے سامنے ابھرنے لگا وہ دھواں اب دھواں نہ رہا تھا ایک نقش و نگار بنا ہوا کوئی وحشت ناک مجسمہ تھا جو ہمارے سامنے تھا وہ ایک حسینہ کے روپ میں ہمارے سامنے کھڑی تھی۔
بیٹھو۔ اس نے ہماری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا لیکن ہم حیران اس بات پر ہو رہے تھے کہ اس کی آواز ہو بہو ماہ رخ کی آواز جیسی تھی وہی انداز تھا۔ وہ وہی تھی کوئی اور نہیں تھی لیکن اسے دیکھ کر ہم پر ایک سکتہ سا طاری ہو گیا ہم جان گئے کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے کیا ہونے والا ہے ہم نہیں جانتے تھے۔ وہ ایک ہیولہ کے روپ میں ہم پر ظاہر ہوئی تھی اور ہم سب کو حیرتوں میں ڈبو دیا تھا۔
یاقوت زیادہ حیرت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں جو بھی ہوں تمہارے سامنے ہوں۔ لیکن تم تو۔ تم تو میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے مجھے بولنے سے روک دیا کچھ باتیں پردہ کی ہوتی ہیں جو ایک راز ہوتی ہیں راز کو راز ہی رہنے دینا چاہیے ورنہ نقصان ہوتا ہے۔ گویا اس نے تمام بات مجھے سمجھا دی تھی میں سب کچھ سمجھ گیا تھا۔ لہٰذا چپ ہی رہا ہاں سنو میری بات کو غور سے سنو۔
وہ اتنا کہہ کر اٹھ گئی اور چلتے ہوئے دوسرے کمرے میں چلی گئی اور کچھ ہی دیر بعد وہ دوبارہ ہمارے سامنے آ گئی ہم اس کو دیکھ کر حیران سے رہ گئے ایک سیکنڈ کے اندر اس کے جسم پر موجود کپڑے بدل چکے تھے پہلے سرخ رنگ کے کپڑے تھے اب نیلے رنگ کے ہو گئے تھے اور ان کپڑے سے شعاعیں ابھرتی ہوئی ہمیں محسوس ہو رہی تھیں مجھے تو پورا یقین ہو چکا تھا کہ وہ ماہ رخ کی بدروح ہے لیکن میرے دوستوں کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا لیکن اس نے ہمیں یہاں کیوں بلایا تھا یہی جاننے کے لیے ہم سب تجسس زدہ تھے وہ ہمیں کون سا کام دینا چاہتی ہے۔ ہم سب کے رنگ اڑے ہوئے تھے گویا ہم سمجھ رہے تھے کہ ہم سب ہی کسی مصیبت میں پھنس چکے ہیں۔ اس نے ہاتھ میں کچھ پکڑا ہوا تھا۔ جو اس نے ہمارے سامنے ٹیبل پر پھیلا دیا یہ کاغذ تھا موٹا کاغذ۔ جو بالکل سفید تھا۔ جسے ہم بغور دیکھ رہے تھے۔
یاقوت۔ وہ مجھ سے گویا ہوئی۔ اس کو غور سے دیکھو یہ ایک بھوت بنگلہ ہے۔ بھوت بنگلہ کا نام سنتے ہی میں کانپ سا گیا۔ اور سمجھ بھی گیا کہ کون سا بھوت بنگلہ ہے یقیناً اسی بھوت کا بھوت بنگلہ ہوگا جس نے اس کو مارا تھا۔ ہاں وہی ہوگا۔ لیکن کاغذ تو سفید تھا وہ ہمیں کیوں دکھا رہی ہے اگر دکھاتی تو اس کا عکس دکھاتی۔ اور پھر یہ تجسس بھی ختم ہو گیا اس کاغذ سے دھواں اٹھنے لگا اور چند ہی لمحوں میں ہمارے سامنے ایک عکس موجود تھا۔ ایک بہت ہی ہیبت ناک منظر ہمیں دکھائی دینے لگا عجیب طرز کا ایک بنگلہ ہمیں واضح دکھائی دے رہا تھا اور اس میں ایک سیاہ چادر میں ڈھکا ہوا عکس ابھر رہا تھا۔ جو ایک قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور یہ کوئی ویرانہ تھا میں سب کچھ جان گیا تھا اس ویرانے کو بھی جان گیا تھا میں وہاں گیا تھا ہاں میں ماہ رخ کی تلاش میں وہاں گیا تھا لیکن اس وقت وہاں پر یہ بھوت بنگلہ نہ تھا وہاں کچھ بھی نہ تھا نہ یہ قبر تھی اور نہ یہ بنگلہ تھا اس کے باوجود بھی مجھے لگ رہا تھا کہ یہ سب کچھ میں نے دیکھا ہوا ہے۔
ہاں ہاں بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا۔ میں نے بے چینی ظاہر کی۔
بتاتی ہوں۔ بتانے کے لیے تو تم کو یہاں بلایا ہے اس کا لہجہ نرم تھا۔ یوں جیسے پھول بکھر رہے ہوں۔ ہم سب کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں جو ہماری ساتھی ہونے کے باوجود کچھ کچھ غیر لگ رہی تھی اس کی باتیں کرنے کا انداز اور ایک دوسرے کو دیکھنے کا انداز مختلف تھا غیرانہ تھا جیسے اسے ہم سے کام لینے کے علاوہ کوئی تعلق نہ ہو لیکن مجھے یقین تھا کہ وہ وہ بھی بالکل وہی اگر وہ کوئی ہوتی تو اسے میرا نام بھی یاد نہ ہوتا کچھ بھی یاد نہ ہوتا۔ تم میں کس کا دل بہت بڑا ہے اس نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میرا دل بہت بڑا ہے میں نے یکدم کہہ دیا۔ اس نے میری بات سن کر میری

طرف دیکھا اس بار مجھے اس کی آنکھوں وہ کشش دکھائی دی جو اس سے قبل میں نے کبھی بھی ماہ رخ کی آنکھوں میں نہ دیکھی تھی اس کا مطلب تھا وہ کوئی اور ہی تھی وہ نہ تھی جو میں اب تک سمجھ رہا تھا مجھے اب کچھ خوف سا محسوس ہوا لیکن اس کے باوجود بھی میں خود کو سنبھالے ہوئے تھا۔

ٹھیک ہے یہ کام تم ہی کرو گے اور اگر چاہو تو تم اپنے ساتھیوں کی مدد بھی لے سکتے ہو لیکن ہمیں وہاں کرنا کیا ہوگا کیا ہمیں اس بھوت بنگلہ میں جانا ہوگا ۔ میں نے بے چینی ظاہر کی ہاں تم کو وہاں جانا ہوگا ۔ لیکن ہمیں کرنا کیا ہوگا میں نے دوبارہ پوچھا۔ وہاں ایک قبر کھودنی ہوگی ۔ ۔ کیا کیا ہم یہ سن کر اچھل پڑے ۔ ہاں جانتی ہوں یہ کام مشکل بہت ہے اور اس میں ڈر بھی بہت لگے گا لیکن تم کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے اب تک ایک سو ایک انسانوں کو یہ کام کرنے کو کہا ہے لیکن کسی نے بھی نہیں کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ راتو رات ہی گھروں سے غائب ہو گئے انکا آج تک پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے ہیں زندہ بھی ہیں یا نہیں ۔ اس کی یہ بات سن کر میں بھی کانپ کر رہ گیا کیونکہ ہو سکتا تھا کہ یہ قبر کوئی عام قبر نہ ہو جو کھودنی ہوگی اور پھر ایک سو ایک انسان اس چکر میں اپنی جان بھی گنوا چکے ہیں ۔ وہ میری طرف گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور پھر یکدم اس کی شکل بدلنے لگی ہمارے دیکھتے ہی ہمارے سامنے ایک ہیبت ناک شکل والی بڑھیا موجود تھی ۔ اس کو دیکھ کر ہماری چیخیں نکل گئی اتنی بدصورت عورت ہم نے پوری زندگی نہیں دیکھی تھی وہ نہ صرف خود بدصورت تھی بلکہ اس کے دیکھنے کا انداز بھی خوفناک تھا۔

میں جانتی تھی کہ اگر میں اپنے اصلی روپ میں تمہارے سامنے آتی تو تم بھی اپنی جان دے بیٹھتے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ میرا کام رک جائے میں نے تمہاری محبوبہ کا روپ اپنایا اور وہی روپ تمہیں یہاں تک لے آیا میں نے اس کے علاوہ دیواروں کی طرف دیکھا تو جہاں ماہ رخ کی بڑی بڑی تصاویر لگی ہوئی تھیں وہاں اس بڑھیا کی ہیبت سے بھری ہوئی تصاویر آویزاں تھیں سب کچھ ہی بدل گیا تھا ہاں سب کچھ ہی بدل گیا تھا اور ہم جانتے تھے کہ ہم اس کے چنگل میں پھنس چکے ہیں اس کو ہم شروع میں ماہ رخ کے روپ میں کوئی اور سمجھ رہے تھے اور سمجھتے بھی کیسے نہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو ویرانے میں پھینکا تھا ہاں پھر وہ بھلا زندہ کیسے ہو سکتی تھی۔

وہاں جانے کا راستہ مجھے معلوم نہیں ہے میں نے ڈرے لہجے میں کہا۔ سب کچھ معلوم ہے تم سب کچھ تمہیں معلوم ہے تم وہاں جاؤ گے اور ضرور جاؤ گے کوئی بھی بہانہ نہیں بناؤ گے۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی ہم اس کو جاتا ہوا دیکھتے رہ گئے۔

❀❀❀

تم جانا چاہتے ہو تو ہم نہیں جائیں گے ۔ کاشف نے میرے گھر میں بیٹھے ہوئے مجھے دیکھتے ہوئے ڈرے لہجے میں کہا۔ اور ایسا ہی حال ارشد کا بھی تھا لیکن یار یہ بھی تو دیکھو کہ میں وہاں اکیلے کیسے جاؤں گا مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں ہے ۔ پتہ ہو نہ ہو ہمیں کیا ہم نہیں جائیں ہم پہلے دن ہی سمجھ گئے تھے کہ وہ ماہ رخ نہیں ہے اس کے روپ میں کوئی جادوگرنی ہے اور ہمارا اندازہ سو فیصد سچ ثابت ہوا ہے۔

اس کی باتیں نہیں سنی تھیں کہ اس نے اب تک ایک سو ایک انسانوں کو کہا ہے اور سب ہی گھر سے غائب ہو گئے ہیں اور ہم اب کہیں بھی نہیں جائیں گے ۔ ٹھیک ہے نہ جاؤ اگر نہ جاؤ گے تو انکار کی صورت میں تم بھی اپنے گھروں سے غائب ہو جاؤ گے میری بات سن کر وہ دونوں ہی اچھل پڑے جیسے میں نے کوئی انہونی بات کہہ دی ہو۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہوگا ۔ کیوں نہیں ہوگا ایسا ہی ہوگا مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوگا اور تم کو دوسرے لوگوں کی طرح مرنا ہوگا تمہارا ابھی کسی کو پتہ نہیں ہوگا کہ تم کہاں گئے ہو۔

میرا چھوڑا ہوا تیر نشانے پر لگا وہ میری بات سن کر مان گئے اور بولے ٹھیک ہے یار اگر ایسی ہی بات تو پھر ہم تمہارا

ساتھ کیوں چھوڑیں مرنا ہی تو تیرے ساتھ ہی مریں گے ان کی بات سن کر مجھے کچھ حوصلہ ہوا میں نے کہا کہ اگر ہم تینوں ہوں گے تو یہ کام جلدی کر سکیں گے ورنہ اس نے کہا تھا کہ وہاں پر بہت ڈر لگے گا بہت کچھ ہوگا کم از کم ایک ساتھ ہوں گے تو ڈر پر قابو تو پالیں گے میری باتیں سن کر وہ مان گئے اور بولے۔

ٹھیک ہے ہمیں یہ کام صبح ہی کرنا ہوگا۔ کرنا تو ہے ہی پھر دیر کیوں کریں جلدی جلدی کام سے فارغ ہو کر واپس آجائیں گے لیکن ایسے نہیں جائیں گے پہلے بابا کے پاس جائیں گے اس کو تمام صورت حال سے آگاہ کریں گے اس کے بعد وہ جو کہیں گے وہی کریں گے ہوسکتا ہے کہ وہ ہمیں کوئی ایسی بات کہہ دیں جو ہماری زندگی کے لیے اہم ہو ہاں ایسا ہی کریں میں نے بھی کاشف کی بات پر اتفاق کیا اور پھر ہم تینوں ہی گھر سے باہر نکل گئے۔

❁❁❁

بابا کو ہم سب کچھ بتا چکے تھے وہ پریشانی کے عالم میں کھوئے ہوئے تھے جیسے وہ کسی گہری سوچ میں مبتلا ہوں تم کو اس بڑھیا کی بات مان لینی چاہیے۔ ورنہ وہ تمہارے لیے خطرہ بن سکتی ہے بہت بڑا خطرہ بابا نے سوچ کر ہمیں بتایا جو جو تم نے مجھے بتایا ہے اس کا مطلب یہ ہے وہ کوئی عام جادوگرنی نہیں ہے بلکہ بہت ہی خوفناک قسم کی ہے لیکن میں تمہاری زندگی کی حفاظت کے لیے تعویذ دے دیتا ہوں اگر یہ تعویذ اپنا کام کر گئے تو تم لوگ واپس آجاؤ گے اگر جادوگرنی کی طاقت زیادہ ہوگی تو پھر وہی کچھ ہوگا جو وہ چاہے گی اتنا کہہ کر بابا نے تین تعویذ ہمیں دیئے جو ہم نے اپنے اپنے گلوں میں ڈال لیے۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہمیں ڈر سا لگ رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ جادوگرنی عام نہیں ہے وہ بہت بڑی طاقت والی ہے اور جہاں تک مجھے یقین ہے کہ میں نے اس سے قبل اس کو کہیں دیکھا تھا کہاں دیکھا مجھے یاد نہیں آرہا تھا بس یوں لگ رہا تھا کہ اسے دیکھا ہوا ہے۔ اور پھر مجھے یاد آگیا میں نے اس کو ماہ رخ کے گھر دیکھا تھا جب اس کے ماں باپ کے گھر میں ڈھانچے موجود تھے وہاں مجھے ایک جگہ دکھائی دی تھی میں کانپ گیا اس کا مطلب ہے کہ بھوت کے ساتھ اس کا کوئی گہرا تعلق ہے۔ اور یہ جو بھی ہیں ہمیں کچھ نہ کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں میں ایسی ہی سوچوں میں کھویا ہوا تھا اور کچھ بھی بولنے کی ہمت نہ تھی ہمت ہوتی بھی کیسے ایک کٹھن منزل ہمارے سامنے تھی موت سے ہم کو لڑنا تھا اور یہ سب عشق کا نتیجہ تھا جو میں نے ماہ رخ سے کیا تھا اس بھوت نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ ماہ رخ کے بعد میری باری ہوگی اور اب میری باری آچکی تھی وہ مر چکی تھی اس کے بعد مجھے مرنا تھا ہاں وہ یہی چاہتا تھا اس کا اس کے علاوہ کوئی بھی مقصد نہ تھا ارشد اور کاشف کے رنگ بھی زرد پڑے ہوئے تھے بابا کی باتوں نے اس کے حوصلوں کو بھی پست کر دیا تھا انہوں نے گو کہ تعویذ پہنے ہوئے تھے لیکن ان پر اتنا یقین نہ تھا کیونکہ بابا نے خود ہی کہا تھا کہ اگر جادوگرنی کی طاقت زیادہ ہوئی تو پھر تعویذ بیکار ہو جائیں گے اور یہی ایک خوف دل میں بیٹھ گیا تھا۔

❁❁❁

ہم تینوں منزل کی طرف رواں دواں تھے کئی مشکل مرحلے طے کرنے کے بعد ہم لوگ اس ویرانے کے قریب پہنچنے والے تھے گو کہ وہ ابھی بہت دور تھا لیکن اس کے آثار نمایاں دکھائی دینے لگے تھے وہ سب کچھ نظر آنے لگا تھا جو ہم دیکھنا چاہتے تھے موسم بہار میں بھی پت جھڑ کا سلسلہ ہم دیکھ رہے تھے درختوں کو بغیر پتوں کے اور شاخوں کے دیکھ رہے تھے ہمیں حیرت نہیں ہو رہی تھی بلکہ خوف آرہا تھا کیونکہ ہم کو کسی بھی وقت کچھ بھی ہوسکتا تھا کسی بھی وقت کوئی ایسی بلا ہمارے سامنے آسکتی تھی جسے دیکھتے ہی دل کی دھڑکنیں بند ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اور پھر ایسا ہی ہونے لگا ہمیں خوف کے واضح اشارے ملنے لگے۔ مجھے واپس جانا ہے مجھے واپس جانا ہے یکدم ارشد نے بولنا شروع کر دیا میں آگے نہیں جاؤں وہ دیکھو وہ دیکھو وہ مجھے مار دے گا۔

اس کی باتیں سن کر ہم دونوں خوفزدہ ہو گئے ہمیں کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن وہ ڈرے ہوئے لہجے میں

تا جا رہا تھا۔ پاگل ہو گیا ہے کیا ایسا کچھ بھی نہیں ہے ہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہے تم اکیلے نہیں ہو ہم دونوں تمہارے ساتھ ہیں ہم تم کو کچھ بھی نہیں ہونے دیں گے۔ ہم اس کے اندر ہمت پیدا کرنے لگے لیکن اس کی زبان پر ایک ہی بات بار بار آ کر رک رہی تھی۔

مجھے واپس جانا وہ مجھے مار دے گا دیکھو اس کی طرف اس کے ہاتھ آگ کی طرح جل رہے ہیں اس کا جسم آگ کی طرح جل رہا ہے وہ پورے کا پورا آگ کا بنا ہوا ہے وہ مجھے اشارہ کر رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ میری طرف آؤ مجھے آگے نہیں جانا ہے مجھے اس کے پاس نہیں جانا ہے میں مرنا نہیں چاہتا ہوں مجھے زندہ رہنا ہے اتنا کہہ کر وہ یکدم واپس بھاگنے لگا۔ یہ یہ اسے کیا ہو گیا ہے یہ کیسی باتیں کرنے لگا ہے یہ اتنا ڈر کیوں رہا ہے کاشف نے ڈرے ہوئے لہجے میں کہا ہمیں اس کو بچانا ہو گا وہ ہمارا ساتھی ہے اتنا کہہ کر کاشف بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگا۔ اسے بھاگتا دیکھ کر میں بھی بھاگ پڑا مجھے بھی ڈر لگنے لگا تھا حالانکہ میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا لیکن جو کچھ سن رہا تھا اس سے مجھے بھی خوف آنے لگا تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا ارشد کہاں ہو تم ارشد کہاں ہو تم مجھے کاشف کی آواز سنائی دی جو اسے آوازیں دیتا ہوا بھاگ رہا تھا میرا بھی رخ ان دونوں کی طرف تھا میں بھی ان کی طرح تیز بھاگ رہا تھا اور میں بھی اب محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے کوئی ہمارے تعاقب میں ہے جو ہمیں پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے میرے بھاگنے کی رفتار تیز ہوتی چلی گئی لیکن پھر بھی ان کی رفتار سے کم رہی وہ دونوں مجھ سے بہت دور بھاگتے ہوئے کہیں غائب ہو گئے تھے ان کے دھندلے سائے جو مجھے دکھائی دے رہے تھے وہ بھی اب کہیں چھپ گئے تھے میری سانسیں پھولنے لگیں بہت حیرت والی بات تھی کہ ہمارے ساتھ ایسا ہو رہا تھا جو کچھ بھی دکھائی نہ دینے کے باوجود بھی سب کچھ دکھائی دے رہا تھا اور پھر میرے خود بخود رک گئے میری سانسیں بند ہونے لگیں اس نے غلط نہ تھا ٹھیک کہا تھا اور میں بھی جو محسوس کیا تھا غلط محسوس نہ کیا تھا حقیقت تھی ارشد کی جلی ہوئی لاش میرے سامنے پڑی ہوئی تھی وہ جل رہا تھا اس کا جسم راکھ بنتا جا رہا تھا اس کے کچھ دور کاشف بھی کھڑا تھا اس کی آنکھیں خوف سے جل رہی تھی وہ جلتے ہوئے ارشد کو نہیں دیکھ رہا تھا بلکہ اس کا دھیان ایک طرف تھا اور وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہا تھا جیسے اسکو کوئی دکھائی دے رہا ہو یہ سب کیا ہے یہ سب کیا ہے میں چیخ پڑا اور اس کی طرف بھاگا اس کو جا کر جھنجھوڑ دیا۔ کاشف ہوش کرو ہاں ہوش کرو اور بتاؤ یہ سب کیا ہے اس کو کیا ہوا ہے اس کو آگ کیوں لگی ہے یہ کیوں جلا ہے نتیجہ مجھے ایک جھٹکا لگا آگ کا جھٹکا مجھے لگا کہ اس کو چھونے سے میرے ہاتھ جلنے لگے ہوں۔ میں ہاتھوں میں پوری طرح تپش محسوس کرنے لگا اور پھر وہ بھاگ گیا ہاں وہ بھاگ گیا وہ شاید بہت ڈر گیا تھا۔ میں بے بسی کے انداز میں اس کو جلتے ہوئے دیکھنے لگا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ بھی نہ نکلی تھی شاید وہ جلنے سے پہلے ہی مر گیا تھا۔ شاید اس کے بے جان جسم کو آگ نے پکڑ لیا تھا۔ میری آنکھیں پتھرا گئیں میں جیتا جاگتا انسان ہونے کے باوجود بھی پتھر کا مجسمہ بن گیا تھا میرا جسم ایک بت کی مانند کھڑا تھا جس میں صرف سانسیں بھاگ رہی تھی اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا نہ ہاتھ ہل رہے تھے اور نہ ہی جسم کا کوئی دوسرا حصہ حرکت کر رہا تھا میری آنکھیں چاروں طرف گھوم رہی تھیں اس کو تلاش کر رہی تھیں جس نے ارشد کو جلا دیا تھا وہ آگ کا انسان تھا ارشد نے ایسا ہی کچھ بتایا تھا۔ لیکن مجھے ابھی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ارشد میں پاگلوں کی طرح دونوں کو پکارنے لگا یہ تم دونوں کو کیا ہو گیا ہے کیوں دونوں مجھے چھوڑ گئے ہو ایک مر گیا دوسرا ساتھ چھوڑ گیا مجھے بھی بتاؤ کہ تم کو ایسا کیا نظر آیا ہے جسے دیکھ کر تم دونوں کو آگ لگ گئی تھی تم دونوں جلنے لگے تھے۔ اس ویرانے میں میری آوازیں بلند سے بلند ہوتی جا رہی تھیں میں خوف میں پوری طرح بھیگ گیا تھا میرا پور پور خوف سے کانپ رہا تھا میں پاگلوں کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر بھاگ رہا تھا میں اس شخص کو دیکھنا چاہتا تھا جس نے ان کو مارا تھا لیکن ان کو تو کسی نے نہیں مارا تھا کسی نے ان کو چھوا بھی نہیں تھا پھر یہ سب کیسے ہو گیا ہاں پھر یہ سب کیسے ہو گیا۔

❁❁❁

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔ دور سے مجھے قہقہوں کی آوازیں سنائیں دیں ۔میرے بت بنے ہوئے جسم میں حرکت پیدا ہوئی میں نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا وہ مجھے دیکھائی دیا ہاں ارشد نے ٹھیک کہا تھا وہ آگ کا انسان تھا اس کے ہاتھ پاؤں آگ کی طرح جل رہے تھے اس کی آنکھوں میں آگ کے شعلے موجود تھے وہ بھیانک انداز میں قہقہے لگا رہا تھا لیکن یہ وہ بھوت نہ تھا وہ ڈریکولہ نہیں تھا جسے میں نے پہلے دیکھا جو ماہ رخ کے عاشق تھا یہ کوئی اور تھا ہاں کوئی اور ۔اسے میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

بہت کمزور دل نکلے ہیں تمہارے دوست ۔گویا وہ بول پڑا تھا وہ مجھ سے مخاطب تھا اس کی آواز بہت بھاری اور بھیانک تھی ۔میں اس کو بس دیکھے جا رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ مرگیا ایک بھاگ گیا۔ بہت ہی کمزور انسان تھے وہ میں نے تو اپنا جادو ان کی طرف پھینکا تھا بس اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا تھا لیکن وہ میرا جادو برداشت نہ کر سکے اور تو بھی میرا جادو برداشت نہ کر سکے گا بچے گا تو بھی نہیں اگر پندرہ منٹ تک زندہ رہ گئے تو پھر وہ کام کرسکو گے جس کے لیے تم کو بھیجا گیا ہے ورنہ ان دونوں کی طرح جل کر راکھ ہو جاؤ گے ۔اتنا کہہ کر اس نے جلتی ہوئی آنکھوں سے میری طرف دیکھا گویا اس نے مجھ پر اپنا جادو پھینک دیا تھا اور ساتھ ہی اس نے مجھے میری زندگی کے لمحات بتا دیئے تھے پندرہ منٹ میری زندگی تھی اگر میں پندرہ زندہ رہ گیا تو پھر ہو سکتا تھا کہ ہمیشہ کے لیے زندہ رہ پاتا ۔میں نے اپنے ہاتھوں سے جسم کو چھوا میرا جسم بالکل نارمل تھا اس پر کوئی بھی تپش کا نام ونشان نہ تھا یعنی مرنے کے کوئی بھی چانس نہ تھے دل سے ایک آواز ابھرنے لگی اگر میں پندرہ منٹ زندہ رہ گیا تو پھر تم زندہ نہیں بچو گے تم کو ایسے ہی جلاؤں گا جیسے تو نے میرے دوست کو جلایا ہے یہ اچھے بھلے تھے یہاں تک آنے میں ان کے چہروں پر صرف خوف تھا اسکے علاوہ کچھ نہ تھا لیکن یہاں آنے کے بعد وہ یکدم ہی آگ کی نظر ہو گئے میری آنکھوں کے سامنے ہی ایک جل کر مرگیا اور دوسرا ساتھ چھوڑ گیا اس کی راکھ بھی ختم ہو گئی تھی وہ نشان بھی مٹ گئے تھے جو ظاہر کرتے ہوں کہ کچھ لمحات پہلے یہاں کوئی جلا تھا کوئی جل کر مرا تھا کچھ بھی باقی نہ بچا تھا۔اور مجھے یقین تھا کہ ارشد کی طرح کاشف بھی زندہ نہیں بچے گا اس کا جسم بھی آگ کی طرح جل رہا تھا۔لیکن وہ میرے سامنے ہوتا تو میں اس کے بارے میں کچھ کہتا وہ تو نجانے کہاں غائب ہو گیا تھا کہاں چلا تھا اس کو آسمان اٹھا لے گیا تھا یا زمین نگل گئی تھی کچھ بھی تو اس کا پتہ نہ چلا تھا۔اور وہ دیو مجھے میری موت کا پیغام دے چکا تھا۔

وہ واپس جانے لگا تھا ہاں وہ مڑ گیا تھا میری نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھی اس کا رخ ایک بہت بڑے درخت کی طرف تھا جو سوکھا ہوا تھا سوکھے ہوئے تو سب ہی درخت تھے لیکن ان میں یہ درخت سب سے بڑا تھا اور دیکھنے میں اس کا تنا ایسے تھا کہ کوئی بھوت ہو چلتے چلتے وہ اس سے جا ٹکرایا اور پھر ایک نیا منظر میرے سامنے ناچنے لگا درخت کو آگ لگ گئی وہ جلنے لگا اس انسان کا وجود اس درخت سے ٹکرانے کے بعد ختم ہو گیا تھا وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا صرف درخت جلتا ہو دکھائی دے رہا تھا درخت کے جلتے ہی میرے جسم میں تپش ابھرنے لگی اف اللہ میں کانپ سا گیا مجھے یقین ہونے لگا کہ جیسے میرے پندرہ منٹ جو اس نے دیئے تھے میرے لیے بہت زیادہ تھے ابھی بہت وقت پڑا ہوا تھا اور میری حالت ایسی ہونے لگی تھی کہ میں کسی بھی جل جاؤں گا میری سانسوں کو بھی آگ لگ جائے گی میں پاگلوں کی طرح ادھر ادھر بھاگنے لگا میرا رخ ایک ہی طرف تھا اور یہ ویرانے سے باہر کو نہیں تھا بلکہ مزید اندر کو تھا جس طرف سے میں ان کے پیچھے بھاگتا ہوا واپس آیا تھا اس طرف تھا میرے جسم کی تپش دھیرے دھیرے تیز ہوتی جا رہی تھی میری سانسیں جلنے لگی تھی جو حلق کے اندر ہی گھٹنے لگیں تھیں میری آنکھوں کے آگے اندھیرا پھیلنے لگا اور پھر میں کسی درخت سے ٹکرا گیا اور میرا دماغ کہیں دور گہرائیوں میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اس کے بعد مجھے نہیں معلوم کہ میں کہاں

ہوں کس جگہ ہوں۔

❁❁❁

جب ہوش آیا تو خود کو اس کھنڈر میں موجود پایا جہاں مجھے آنا تھا۔ میں جان گیا جو بھی مجھے یہاں لایا ہے وہ جانتا تھا کہ میری منزل یہی ہے وہ سب کچھ جانتا تھا اس لیے مجھے نجانے کہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا تھا میں ادھر ادھر دیکھنے لگا مجھے سیاہ چادر میں ڈھکے ہوئے انسان کو دیکھنا تھا کیونکہ جہاں وہ بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس قبر تھی جسے میں نے کھودنا تھا اس کے اندر سے کیا نکلنا تھا یہ میں نہیں جانتا تھا ہاں بس اتنا جانتا تھا کہ مجھے اس قبر کو کھودنا ہے میں نے ایک بار اپنے جسم کو چھو کر دیکھا اس نے تپش نہ تھی یعنی میں مرنے سے بچ گیا تھا میرے پندرہ منٹ پورے ہو گئے تھے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کھنڈر کے اندر چلا گیا۔ وہ بہت ہی بھیانک کھنڈر تھا اس کی ایک ایک اینٹ سے ڈر لگ رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ صدیوں سے یہاں کوئی آیا ہوا نہ ہو اندر کئی کمرے تھے جو سب کے سب تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے اف۔ میں کانپ سا گیا اور تیزی سے باہر نکل آیا کئی جھٹکے خوف کے مجھے لگے تھے میں ایک منٹ بھی یہاں نہیں رکوں گا مجھے کسی کی بھی قبر نہیں کھودنی ہے ہاں میں ایک لمحہ بھی یہاں نہیں رکوں گا میں جانتا تھا کہ وہ بوڑھی چڑیل ہمیں موت کے منہ میں ڈالنا چاہتی ہے اس نے ایسا ہی کیا ہے میرے دوست کو وہ نگل گئی ہے اب وہ مجھے مارنا چاہتی ہے لیکن میں مروں گا نہیں میں بچ نکلوں گا اگر مرنا ہوتا تو مجھے پندرہ منٹ دیئے گئے میں ان پندرہ منٹوں میں مرجاتا مجھے یہاں سے چلے جانا ہوگا۔ اتنا کہہ کر میں اس ویرانے سے باہر نکل گیا اور پھر بھاگنے لگا میں اس کھنڈر سے بہت دور چلے جانا چاہتا تھا بہت ہی دور۔۔ لیکن پھر میں رک گیا نجانے ایسی کون سی بات تھی جس نے مجھے روک لیا تھا میں وہاں اکیلا نہیں ہوں وہ سیاہ چادر میں ڈھکا ہوا انسان بھی تو وہاں موجود ہوگا مجھے اس کو تلاش کرنا ہوگا اس سے پوچھنا ہوگا کہ مجھے کس کی قبر کھودنی ہے کس کو دفنانا ہے۔ ہاں مجھے اس چادر والے کو تلاش کرنا ہوگا یہی سوچ کر میں پھر سے واپس کو ہولیا اور چلتا ہی رہا میرا جنون مجھے واپس اسی ویرانے میں لانے لگا۔ میں ایک بار پھر اس کھنڈر میں آگیا اور ان اندھیر کمروں میں گھس کر اسے تلاش کرنے لگا کوئی ہے کوئی ہے میں نے پکارنا شروع کر دیا۔ کوئی ہے کوئی ہے میری آوازیں مجھے سنائی دینے لگیں جو ایک بھوت کی آواز جیسی لگ رہی تھیں مجھے اپنی آوازوں سے خود ہی خوف آنے لگا لیکن میں نے خود کو سنبھالے رکھا کیونکہ میں نے خود ہی فیصلہ کیا تھا کہ میں اس قبر کے راز سے پردہ اٹھاؤں گا یقیناً وہ سب کچھ جانتا ہوگا۔

چلتے آؤ چلتے آؤ۔ اس آواز نے مجھے چونکا کر رکھ دیا یہ آواز اندر کمرے سے آئی تھی کس کمرے میں سے آئی تھی یہ میں نہیں جانتا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ انہی اندھیرے میں ڈوبے ہوئے کمروں میں کسی ایک کمرے سے آئی تھی اور یہ آواز کسی اور کی نہ تھی ماہ رخ کی تھی ہاں ماہ رخ کی آواز تھی میں نے اس کی آواز کو پہچان لیا تھا وہ اسی کی آواز تھی۔ میں تیزی سے اس آواز کے تعاقب میں ادھر ادھر بھاگا اور کئی کمرے دیکھ لیئے لیکن مجھے وہ دکھائی نہ دی کہاں ہو تم۔۔ کہاں ہو تم۔۔۔ میں نے ایک کمرے میں کھڑے ہو کر اسے پکارا بس چلتے آؤ میرے بہت ہی قریب پہنچ چکے ہو اس بار مجھے آواز قریب سے ہی سنائی دی تھی تقریباً ایک دو کمروں کے فاصلے سے آئی تھی میں پھر جلدی ہی اس تک جا پہنچا لیکن کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا نہیں تھا یہاں روشنی موجود تھی یہ روشنی کہاں سے آرہی تھی کچھ علم نہیں لیکن یہاں روشنی تھی۔ مجھے وہ دکھائی دی وہی سیاہ چادر اس کے جسم پر موجود تھی وہی قبر تھی۔ وہاں قبر کھودنے والا سامان موجود تھا۔ میں اس کے پاس چلا گیا ماہ رخ۔۔۔ میں نے اس کو پکارا اس نے گردن اٹھا کر میری طرف دیکھا ہاں وہ ماہ رخ تھی وہی تھی وہی حسن وہی چہرہ وہی تھی۔ ماہ رخ تم یہاں کیسے آئی تم کو یہاں کون لایا ہے۔ میں یہ بات بھی بھول گیا تھا کہ وہ مری ہوئی ہے اس کو میں نے خود ایک ویرانے میں پھینکا تھا۔ میں سب کچھ ہی بھول گیا تھا۔ میری بات سن کر اس کے حلق

سے ایک سرد سی آہ ابھری اس نے میری طرف دیکھا۔

مجھے یہاں ہی آنا تھا اس نے مجھے یہاں ہی لانا تھا ہاں اس نے کہا تھا کہ میری منزل یہی ہے اور تمہیں بھی یہاں ہی آنا تھا تمہاری بھی منزل میری منزل کے ساتھ تھی اس کی آواز میں درد تھی وہ پوری کی پوری درد میں ڈوبی ہوئی تھی ہاں یقیناً مجھے بھی یہاں ہی آنا تھا دیکھو میں یہاں آگیا ہوں مجھے میرا جنون یہاں لے آیا ہے میں یہاں آ کر چلا گیا پھر میرا جنون مجھے یہاں لے آیا میں جانتا تھا کہ تم مجھ کو ملو گی اور دیکھا مل گئی اب مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے جو چاہیے تھا وہ مجھے مل گیا ہے۔ اور پھر میں نے اس کو سٹوری سنا دی اس بڑھیا کی سٹوری جس نے اس کا روپ بدلا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے میں نے اس کو تمہارے گھر دیکھا تھا اس کے بعد دوبارہ اب دیکھا ہے۔ وہ اس بھوت کی بھوتنی ہے ۔وہ بھوت مر گیا ہے میں نے اس کو آگ لگا دی تھی۔ ہاں میں نے اس کو آگ لگا دی تھی وہ جل گیا تھا۔ جلتا ہوا وہ یہاں سے بھاگ گیا تھا اور پھر وہ دوبارہ مجھے دکھائی نہیں دیا ہے اس کی بات سن کر مجھے ایک جھٹکا لگا میں سمجھ گیا کہ میرے دوستوں کو مارنے والا کون ہے وہی تھا ہاں وہی تھا جس کو ماہ رخ نے جلایا تھا اس کے جسم کو لگی آگ نے میرے دوستوں کو بھی جلا دیا ہے۔ میں نے کہا۔

ماہ رخ میرے دوست بھی میرے ساتھ آئے تھے لیکن ایک جل مر دوسرا مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا وہ کہاں گیا کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ چلتے چلتے ہی اس کے جسم کو آگ نے پکڑ لیا اس کو جلانے والا کوئی نہیں تھا خود بخود آگ نے اس کے جسم کو پکڑ لیا۔ میری بات سن کر اس نے ایک سرد سانس لی اور بولی ہاں یہاں موت کا کھیل جاتا ہے کوئی بھی زندہ نہیں بچتا ہے جو بھی آتا ہے موت کے منہ میں دب جاتا ہے اور پھر کبھی بھی سامنے نہیں آتا ہے میں یہاں بہت کچھ دیکھ رہی ہوں اور انتظار کر رہی تھی کہ کوئی آئے گا جو مجھے اس اذیت سے نکالے گا جس میں میں کئی دنوں سے مبتلا ہوں ۔دیکھو ماہ رخ میں آگیا ہوں تم کو اس اذیت سے نکالنے کے لیے میں تو سمجھ بیٹھا تھا کہ تم مر چکی ہو لیکن آج تم کو اپنے سامنے دیکھ کر میرے دل کو وہ خوشی ملی ہے جو شاید اس سے پہلے کبھی نہیں ملی تھی لیکن حیرانگی اس بات کی ہے کہ تم زندہ کیسے بچ گئی اس روز تو تمہارے جسم میں سانس کی ایک بھی کرن باقی نہ تھی میری بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی۔

یا قوت یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے ان کاموں کا جو ہم کو کرنے ہیں ۔تم سے کہا تھا کہ میں تم کو ہمیشہ کے لیے اپنانا چاہتی ہوں سو وہ وقت آگیا ہے میں تم کو اپنانے والی ہوں اب مجھے کسی کا بھی ڈر نہیں ہے سب ڈر ختم ہو گئے ہیں اب کوئی بھی میرے راستے کی دیوار نہ بنے گا یہ محبت جو ہوتی ہے ناں یہ کچھ بھی نہیں دیکھتی موت سے لڑ جاتی ہے تم بھی تو میرے لیے موت سے لڑنا چاہتے تھے ناں ہاں ماہ رخ میں تمہارے لیے موت تو کیا ہر اس چیز سے لڑ سکتا ہوں جو ہمارے سامنے آئے گی لیکن ایک بات کی حیرانگی ابھی تک مجھے نہیں گئی ہے اس بڑھیا نے بالکل تمہاری شکل اپنا کر مجھے یہاں بھیجا ہے۔

میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی میں نے ہی اس سے کہا تھا کہ تم میرے علاوہ کسی کی بھی نہیں مانو گے لہذا اس کو یہاں لانے کے لیے میرا روپ اپنانا ہوگا سو اس نے ایسا ہی کیا اور تم یہاں چلے آئے ۔تم بہت ہی سویٹ ہو میں نے تم کو بہت مس کیا ہے تمہاری جدائی نے مجھے بے موت مار دیا ہے لیکن اب ہم میں کبھی بھی کوئی بھی جدائی نہیں پڑے گی کبھی بھی تم مجھ سے دور نہ ہو گے۔ ہاں ماہ رخ میں ایسا ہی چاہتا ہوں کہ تم کو ہمیشہ کے لیے اپنا لوں پھر تم ہو اور میں ہوں کوئی بھی تیسرا ہمارے درمیان میں نہ ہو میری بات سن کر وہ ہنس دی اور بولی اب ایسا ہی ہوگا۔ یا قوت تم یہ سامان دیکھ رہے ہو ناں اس نے میرا دھیان کدال اور قبر کھودنے والے دوسرے سامان کی طرف دلوائی۔ ہاں ماہ رخ دیکھ رہا ہوں۔ لیکن مجھے قبر کھودنی کس کی ہے۔

میری بات سن کر وہ بولی یہ وقت سوال کرنے کا نہیں ہے کام کرنے کا ہے تم جانتے ہو ناں کہ بڑھیا نے تم کو یہی کام سونپا تھا۔ ہاں جانتا ہوں کہ اس نے مجھے یہی کہا تھا کہ میں قبر کھودوں اس کے بعد میرا کام ختم۔۔ ہاں یاقوت اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔ کوئی بھی کام تم کو پھر نہیں کرنا ہوگا۔ تمام کاموں سے آزاد ہو جاؤ گے۔ اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور کہا۔ دنیا میں زندہ رہنے کے لیے کام تو کرنا ہی پڑتا ہے ناں ہے میری بات سن کر وہ ایک سرد سی آہ بھر کر بولی ہاں شاید زندہ رہنے والوں کو کام کرنا پڑتا ہے لیکن خیر چھوڑیں اپنا کام شروع کرو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کام تو ہوتے ہی رہیں گے پہلے یہ بتاؤ کہ تم یہاں کب سے ہو اور واپس کیوں نہیں گئی ہو میری بات سن کر اس نے گہری نظروں سے مجھے دیکھا اور بولی۔

مجھے تم لینے ہی نہیں آئے تھے میں تو کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں میں سوچ رہی تھی کہ شاید تم مجھے بھول گئے ہو میری چاہتیں کو بھول گئے ہو یہ بھی بھول گئے ہو کہ کوئی ماہ رخ نام کی کوئی لڑکی تم کو چاہتی تھی اتنا کہ اس کا شمار لفظوں میں نہیں جاسکتا ہے تم آتے تو میں تمہارے ساتھ جاتی اب تم آگئے تو میں جانے کو تیار ہو گئی ہوں میں چاہتی ہوں کہ تم کو جس کام کے لیے یہاں بلایا ہے وہ کام ختم کرو اور پھر میں جاتوں اور میرا کام اس کی بات سن کر میں نے بھی ایک سرد آہ بھری اور کہا نہیں ماہ رخ میں تم کو بھول نہیں سکا تھا اور بھولتا بھی کیسے تمہارے علاوہ میرا اور کون ہے اس دُنیا میں تم ہو تو میں ہوں تم نہیں تو میں بھی نہیں ہوں اب میں آگیا ہوں تو سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن وہ بھوت مرا نہیں ہے وہ زندہ ہے۔ اس کے مرنے یا زندہ رہنے سے اب مجھے کوئی بھی فرق نہیں پڑتا۔ اس کا ہونا نہ ہونا ایک ہی برابر ہے اس نے اپنا کام کر دیا ہے اور میں اب اپنا کام کرنے والی ہوں میں نے کہا تھا کہ میں تم کو اپنانا چاہتی ہوں اور میں اب ایسا کرنا چاہتی ہوں اب جدائی میرے بس میں نہیں ہے میں نے بہت اکیلے رہ کر جی لیا ہے اب ایسا نہیں چاہتی ہوں اب میں تمہارے علاوہ کچھ بھی نہیں چاہتی ہوں جو چاہتی ہوں وہ میرا بننے والا ہے اس نے یہ کہہ کر ایک گہری نظر میرے چہرے پر ڈالی مجھے اس کے چہرے پر بہت کچھ دکھائی دیا اپنی تمام محبتیں دکھائی دیں تمام چاہتیں دکھائی دیں اور میں مسکرا دیا۔

میں نے کہا میں ابھی سے کام کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ تاکہ اس کام سے فارغ ہو کر وہ کام کریں جس کا تم کو بھی انتظار تھا اور مجھے بھی انتظار تھا ہمیشہ کے لیے ایک ہو جاتے ہیں اتنا کہہ کر میں اٹھا اور کدال کو ہاتھوں میں پکڑ لیا اور پوچھا کس جگہ قبر تیار کرنی ہے وہ بولی اس قبر کو ہی کھودنا ہے اور یہاں ہی قبر تیار کرنی ہے اس قبر میں کون ہے کس کی قبر ہے میں نے ایک نظر قبر پر ڈالتے ہوئے کہا۔ وہ بولی جس کی بھی ہے اس میں ماسوائے ہڈیوں کے ڈھانچے سے کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ بس اس کو نکال دو میں نے کہا ٹھیک ہے اتنا کہہ کر میں نے قبر کی کھدائی شروع کر دی میں سمجھ رہا تھا کہ یہ کوئی نرم جگہ ہوگی جو میں کچھ ہی دیر میں کھود دوں گا لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ نرم جگہ نہیں ہے بلکہ کوئی پتھریلی جگہ ہے میرے ہر وار سے قبر کی مٹی سے چنگاڑیاں نکلتیں۔ جس نے مجھے حیران سا کر دیا۔ اور میں دیکھ رہا تھا کہ میرے ہر وار سے ماہ رخ کانپ جاتی تھی اور ایسے تڑپتی تھی جیسے یہ وار میں نے اس قبر پر نہ کیا ہو بلکہ اس پر کیا ہو ماہ رخ تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم نے اس سے قبل کبھی بھی قبر کھدتی ہوئی نہیں دیکھی ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے میں نے اس قبر کو اپنی آنکھوں سے کھدتا ہوا دیکھا تھا لیکن پہلے اس میں سے چنگاڑیاں نہیں نکلی تھیں اب چنگاڑیاں نکل رہی ہیں۔ خیر تم میری فکر نہ کرو اپنا کام کرو مجھے دیکھنے دو میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم میں کتنی طاقت ہے کیونکہ یہ جگہ طلسمی ہے اس کو کھودنا آسان کام نہیں ہے کئی لوگ یہاں قبر کھودنے کے لیے آئے اور ناکام واپس چلے گئے ان لوگوں کو میری ضرورت نہ تھی اس لیے ناکام واپس چلے گئے تم کو میری ضرورت ہے تم کبھی بھی ناکام واپس نہیں جاؤ گے اپنا کام نبٹا کر مجھے ساتھ لے کر ہی جاؤ گے۔

ہاں ماہ رخ میں تم کو ساتھ لے کر ہی جاؤں گے اب میں اکیلا یہاں سے نہیں جاؤں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے اتنا کہہ کر میں نے پھر سے قبر پر وار کرنا شروع کر دیئے اور پہلے کی طرح اب بھی قبر سے چنگاڑیاں نکلتی نظر آنے لگیں اور ماہ رخ اسی طرح ہر وار کے ساتھ تڑپ سی جاتی میں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے وہ رونے لگی تھی میں نے ایک مرتبہ پھر کام چھوڑ دیا۔

ماہ رخ ہمت کرو کچھ بھی نہیں ہو گا تم کو کہا تو ہے کہ تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ تم یہ سب دیکھ نہ پاؤ گی لیکن تم شاید سب کچھ دیکھنا چاہتی ہو اور یہ تم رو کیوں رہی ہو کیا کوئی خاص قبر ہے جس کو دیکھ کر تم رو رہی ہو نہیں نہیں ایسی کوئی بھی بات بھی نہیں ہے ہے تو خاص لیکن تم سے خاص نہیں ہے میرے لیے اب سب سے زیادہ تم ہی خاص ہو اس کے علاوہ کچھ بھی خاص نہیں ہے جو میرے دل میں تھا میں نے کہہ دیا ہے اب مجھے کچھ بھی نہیں کہنا ہے اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی شاید وہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی کہ میں کیا کر رہا ہوں کیسے کر رہا ہوں اور پھر اس کی حالت بھی تو ایسی ہی تھی میرے ہر وار پر اس کے دل پر جیسے ٹیس سی اٹھتی تھی وہ کانپ جاتی تھی اور یہ سب مجھ سے بھی برداشت نہیں ہوتا تھا۔ اچھا ہوا وہ خود ہی باہر نکل گئی میں سکون سے کام تو کر سکوں گا۔

وہ اندھیرے میں ڈوبے ہوئے کمروں میں چلتی ہوئی نجانے کس طرف چلی گئی میں نے اپنا کام پھر سے شروع کر دیا اور حیرانگی بھی ہو رہی تھی کہ دیکھنے میں یہ نرم مٹی کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا لیکن جب میں کدال اس میں چلاتا تھا تو یوں لگتا تھا کہ جیسے میری کدال کسی پتھر سے ٹکرا رہی ہو یہ بہت ہی حیرت والی تھی لیکن جو بھی تھا مجھے یہ سب کرنا تھا اس کے بعد ہی میں ماہ رخ کو اپنا سکتا تھا یہی ایک شرط تھی جس کو میں نے پورا کرنا تھا۔ اب پھر میرے ساتھ وہ پہلے والا کام ہونے لگا میرے ہر وار پر آگ کی چنگاڑیاں اڑتی ہوئی محسوس ہوتیں۔ یوں جیسے میں کسی پتھر کو تراش رہا ہوں لیکن اس بار میں نے ہمت نہ ہاری اور اپنا کام کرتا رہا مجھے بہت زیادہ تھکاوٹ ہونے لگی تھی یہ کام مشکل ہی نہ تھا بلکہ ناممکن بھی تھا میں نے ابھی تک کچھ بھی نہ کیا تھا اور تھک ایسے گیا تھا کہ جیسے میں نے ایک نہر کھود دی ہو میں تھکاوٹ سے چور وہاں ہی ڈھیر ہو گیا بے سدھ ہو کر لیٹ گیا میرا پورا جسم پسینہ سے بھیگ چکا تھا کپڑے پانی کی طرح ہو چکے تھے سانس پھول چکے تھے لیکن ابھی تک کچھ بھی کام نہ ہوا تھا میں اب کیا کرتا کچھ بھی سمجھ نہ آ رہا تھا ہر طرح سے میں اس کام کے بارے میں سوچا لیکن کچھ بھی حل نہ نکل سکا میں بے سدھ لیٹا ہوا تھا کہ وہ آ گئی اس نے آتے ہی اس جگہ کو دیکھا جو میں نے کھودی تھی۔

لگتا ہے آپ سے یہ کام نہ ہو سکے گا دوسرے لوگوں کی طرح تم کو موت کے منہ میں جانا ہو گا اس کی یہ بات سن کر میں کانپ کر رہ گیا۔ نہیں نہیں میں مرنا نہیں چاہتا ہوں میں یہ کام کروں گا اور کر کے ہی رہوں گا میری بات سن کر اس نے گہری نظروں سے دیکھا بہت محبت ہے تم کو اپنی زندگی سے۔ ہاں بھلا محبت کسے نہیں ہوتی ہے اور پھر دنیا میں رہ ہی تو میں تم کو اپنا سکوں گا تم سے شادی کر سکوں گا اور مرنے کے بعد ایسے کام تو نہیں ہوتے ہیں ناں۔ ہوتے ہیں ہوتے ہیں بالکل ہوتے ہیں وہ فوراً بول پڑی میں نے ایسے کاموں کو ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ کیسے میں نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھا تو وہ بولی میں یہاں کئی عرصہ سے رہ رہی ہوں مرے ہوئے لوگوں کو دیکھا ہے ان کو پھر سے زندہ ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے میں نے مرنے کے بعد ایک دوسرے کو ایک دوسرے کے ساتھ دیکھا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرنے کے بعد کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے اس کی باتیں سن کر میں حیران سا رہ گیا لیکن شاید وہ بھی غلط نہ کہہ رہی تھی کیونکہ وہ واقعی کافی عرصہ سے یہاں رہ رہی تھی اور اس نے جو جو دیکھا تھا وہ سب بتا رہی تھی میں نے کہا ٹھیک ہے ماہ رخ اگر مجھے مر کر تم کو اپنانا پڑا تو میں یہ بھی کر گزروں گا۔ میری اس بات پر اس نے ایک گہری سانس لی لیکن زبان سے کچھ بھی نہ کہا صرف میرے چہرے کو دیکھتی رہی۔

میں نے کہا ماہ رخ تم بہت ہی بدل گئی ہو تمہارے اندر وہ شوخیاں وہ مسکراہٹیں باقی نہیں رہی ہیں جو کبھی ہوتی تھیں میری بات سن کر وہ بولی۔

یاقوت تم نہیں جانتے ہو میں کس کرب میں مبتلا ہوں اگر تم جان پاتے تو ایسا سوال نہ کرتے اگر میری جگہ تم ہوتے تو تمہاری بھی ایسی ہی حالت ہوتی تجھے تمہارا جنون اس دشت میں لے کر آیا ہے جبکہ مجھے یہاں اٹھا کر لایا گیا تھا میں خود نہیں آئی تھی اگر خود آتی تو شاید یہاں کی ہر چیز میں دلچسپی لیتی میں نے تو کسی میں بھی دلچسپی نہیں لی میں تو یہی چاہتی رہی کہ کس وقت یہاں سے نکلوں گی لیکن دیکھو میں آج تک یہاں سے نکل نہ سکی ہوں اور اب مجھے یقین تھا کہ تم مجھے اس اذیت سے باہر نکالو گے لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ تم بھی شاید کچھ بھی نہ کر سکو بلکہ دوسرے لوگوں کی طرح تمہاری ہڈیوں کا پنجر بھی یہاں کے کسی کمرے میں پڑا ملے گا آؤ میں تمہیں کچھ دکھاؤں اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کو چل دی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ مجھے کیا دکھانا چاہتی ہے ایسی کیا چیز دکھانا چاہتی ہے جو اس کے لیے اذیت بنی ہوئی تھی چلتے چلتے وہ ایک کمرے میں جا کر رک گئی اور کمرے کی حالت دیکھ کر میرے منہ سے ایک چیخ بلند ہوتے ہوتے رہ گئی وہاں انسانی ڈھانچوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے خوف سے میری آنکھیں پھیلتی چلی گئیں

یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ سب کیا ہے۔مجھ سے بولا نہیں جا رہا تھا یہ ان لوگوں کی ہڈیاں ہیں جو قبر کھودنے آئے تھے لیکن ناکام رہ گئے اور ناکامی ان کی موت بن گئی نہیں نہیں میں ناکام نہیں ہوں گا میں ہڈیوں کا ڈھانچہ نہیں بنوں گا۔ میں وہ کام کروں گا جو یہ لوگ نہ کر سکے لیکن ماہ رخ میری کچھ مدد کرو کوئی ایسی بات جانتی ہو گی جس سے وہ زمین جو پتھریلی دکھائی دیتی ہے وہاں قبر کھود سکوں۔۔۔میری بات سن کر وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی ہاں ایک چیز ہے لیکن اس کو حاصل کرنا مشکل ہے وہ بھوت کی ایک چھڑی ہے اس کو زمین پر مارنے سے پتھر پگھل جاتے ہیں زمین پانی اگلنے لگتی ہے لیکن اس کو چھونا موت کو دعوت دینا ہے وہ آگ کی چھڑی ہے اس کو ہاتھ لگانے سے انسان کے اندر تپش پیدا ہونے لگتی ہے تم نے اس آگ کے انسان کو دیکھا تھا ناں جس نے تمہارے دوستوں کو جلا دیا تھا۔۔ہاں ہاں دیکھا تھا میرے سامنے یہ سب ہوا تھا۔ میں جلدی سے بولا۔

یہ اسی انسان کی چھڑی ہے جو آگ کی بنی ہوئی ہے لیکن ساتھ ہی وہ یوں ہو گئی جیسے اس کے دماغ میں کوئی اور بات آئی ہو بولی ہاں ہاں ایک کام کرنے سے اس کے اندر سے تپش ختم ہو سکتی ہے میں جانتی ہوں کہ وہ کیسے تم میرے ساتھ آؤ میں تمہاری مشکل کو آسان کر دیتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ جلدی سے کمرے سے باہر کی طرف بھاگی میں بھی اس تیزی سے اس کے پیچھے بھاگا وہ تیز انداز میں اسی طرح کے ایک اور کمرے میں داخل ہو گئی یہ کمرہ دوسرے تمام کمروں سے گرم تھا یوں جیسے آگ کا کمرہ ہو اس نے ایک جگہ پڑی ہوئی کوئی گیلن اٹھائی اس میں سرخ رنگ کا کوئی محلول موجود تھا شاید وہ خون تھا وہ اس گیلن کا ڈھکن کھولنے لگی میں اس کو دیکھتا رہا وہ کام کرتی رہی میں اس کو دیکھتا رہا اور پھر ایک قطار میں وہ وہ سرخ محلول ڈالتی چلی گئی اور اس پر چلتی بھی چلی گئی یوں جیسے وہ راستہ بناتی جا رہی ہو میری نظریں اس پر ہی تھیں وہ جہاں جہاں جا رہی تھی میری نظریں اس کا تعاقب کر رہی تھیں۔وہ چھڑی تک جا پہنچی جو ایک پتھر کے مجسمہ پر پڑی ہوئی تھی اس نے اس مجسمہ پر تمام خون انڈیل دیا اور چھڑی خون سے بھر گئی ساتھ ہی اس نے وہ چھڑی اس مجسمہ سے اتاری اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل آئی یہ کام کرتے ہوئے وہ بہت ہی زیادہ خوفزدہ تھی اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بہت ڈری ہوئی تھی لیکن کمرے سے باہر آتے ہی وہ مطمئن ہو گئی۔اس نے ایک پرسکون سی سانس لی اور میری طرف گہری نظروں سے دیکھا۔

یاقوت میں نے بہت ہی مشکل کام کر دیا ہے میں جانتی ہوں کہ اس کام کرنے سے مجھے کس مشکل کا سامنا تھا

موت کا سامنا تھا جو میں نے کیا اور یہ کام مجھے کرنا ہی تھا مجھے تم کو حاصل کرنا تھا تم کو اپنانا تھا میرے پاس ٹائم بہت کم ہے اور تمہارے پاس بھی وقت بہت کم ہے تمہیں اب یہ کام تیزی سے کرنا ہوگا اس قبر کو جلدی سے تیار کرنا ہوگا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے چھری میرے ہاتھ میں دے میں نے دیکھا کہ وہ ابھی تک کافی گرم تھی لیکن اتنی بھی نہیں کہ مجھے جلا دیتی میں نے اس چھری کو پکڑ لیا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اس کا رخ اسی کمرے کی طرف تھا جہاں میں نے قبر تیار کرنی تھی جہاں میری منزل تھی جہاں میں نے اس کو حاصل کرنا تھا میں نے جاتے ہی چھری کو زور سے زمین پر دے مارا اور پھر حیرت سے میرا چہرہ پھیلتا چلا گیا زمین پر دراڑیں پڑنے لگیں ایسی دراڑیں میں نے بھی ایک بار دیکھی تھیں کہاں دیکھی تھیں میں سوچنے لگا اور پھر جلد ہی وہ منظر میری نظروں سامنے گھومنے لگا وہ بھوت اسی کی دراڑوں میں کہیں زمین میں گم ہو گیا تھا ہاں وہی بھوت جو ماہ رخ پر عاشق تھا جس نے مرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ پھر آئے گا اور ایک نئے روپ میں آئیگا اور پھر وہ ایک نئے روپ میں آیا تھا آگ کے روپ میں اس کا یہ روپ بہت ہی خطرناک تھا اس نے میرے دوستوں کی جان لے لی تھی میری بھی جان لینا چاہتا تھا لیکن میں بچ گیا تھا میں صرف بے ہوش ہوا تھا مرا نہ تھا۔ ان دراڑوں کو دیکھتے ہوئے میرے ساتھ جو کچھ ہوا تھا میں نے دیکھ لیا تھا اور سوچ لیا تھا سب کچھ میرے سامنے تھا میں وہاں بیٹھ گیا اور ان دراڑوں کو ہاتھ سے چیک کرنے لگا میں محسوس کرنے لگا کہ جہاں جہاں میں ہاتھ لگاتا مٹی خود بخود میرے ہاتھ میں آجاتی گویا وہ مٹی حد سے زیادہ نرم ہو گئی تھی میں نے کدال پکڑ لی اور قبر کھودنے لگا اب میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہ تھا بہت ہی آسان کام ہو گیا تھا اب میں قبر کو نہ کھود رہا تھا بلکہ قبر خود بخود کھدتی جا رہی تھی جس پر میں حیران بھی ہو رہا تھا۔

ماہ رخ۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مجھے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا ہے کہ یہ قبر کس کی کھود رہا ہوں ۔اپنی۔ اس نے ایک انداز سے کہا۔ میرے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ میرا جسم کانپ کر رہ گیا۔ ہاتھ لرز گئے کدال میرے ہاتھ سے نیچے گر پڑی۔ کیا۔ کیا۔۔ میری زبان سے لفظ نہ نکل سکے۔ ہاں یہ تم اپنی قبر کو کھود رہے ہو تمہاری موت تم کو یہاں کھینچ کر لائی ہے تم یہاں سے چلے گئے تھے لیکن تمہارا جنون پھر سے تم کو یہاں دشت میں لے آیا۔ تمہاری موت تم کو واپس یہاں لے آئی۔ نہیں نہیں یہ سب جھوٹ ہے تم مجھ سے مذاق کر رہی ہو ایسا بھلا کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی قبر خود ہی کھودے۔ ہاں ایسا کبھی نہیں ہوا ہے لیکن آج پہلی بار ہو رہا ہے اور ہو چکا ہے تم اپنی قبر کو خود ہی تیار کر چکے ہو ۔اتنا کہہ کر اس نے ایک سرد سی آہ بھری۔

یاقوت میں زندہ نہیں ہوں تم مجھے زندہ سمجھ رہے ہو ناں غلط سمجھ رہے ہو میں زندہ نہیں ہوں اسی دن مر گئی تھی جب تمہارے گھر کے صحن میں میری لاش پڑی ہوئی تھی پھر وہ بھوت مجھے اس ویرانے سے اٹھا لایا جو مجھ پر عاشق تھا اس نے میری روح کو اپنے قبضے میں لے لیا اور پھر ایسی ایسی اذیتیں دینے لگا کہ میں بلبلا اٹھی اس نے میرا جینا حرام کر دیا وہ مجھ کو نفرت کی سزا دینے لگا اور میں اس کی سزا کو برداشت کرنے لگی اور کرتی ہی رہی اس نے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ مجھے اور میرے عاشق کو مار کر دم لے گا تب مجھ نے اپنی ساتھی چڑیل کا سہارا لیا اور جو میرا روپ اپنا کر تمہارے سامنے آئی تھی تم مجھے بہت حد تک بھول چکے تھے لیکن میری صورت دیکھ کر تمہیں پھر سے وہ سب کچھ یاد آ گیا جو تم بھول گئے تھے میرا روپ دیکھ کر تم حیرت زدہ رہ گئے تھے اور تمہارے ساتھی بھی اور تمہارے ساتھی تو ایک جھٹکے کی مار نکلے تھے وہ کچھ بھی برداشت نہ کر سکے تھے آرام سے جل مرے اور تم نے ہمت سے کام لیا اور پھر اپنی قبر کھود دی۔ یاقوت تم میری خواہش رکھتے ہو مجھے اپنانا چاہتے ہو ناں تو پھر تم کو مرنا ہو گا تم نے کہا تھا ناں کہ انسان زندہ رہ کر مل سکتا ہے مرنے کے بعد لیکن دیکھو اب ایسا ہو رہا ہے تم مرنے کے بعد مجھے ملو گے تم مرنے کے بعد مجھے حاصل کرو گے۔ یاقوت کئی سالوں سے میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں تمہارے بغیر جی رہی ہوں اب مجھ سے تمہاری جدائی برداشت نہیں ہوتی ہے میں اب تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی ہوں

مجھے تمہاری ضرورت ہے ہاں یاقوت مجھے تمہاری ضرورت ہے تم میرا پیار ہو اور میں اپنے پیار کو ساتھ رکھنا چاہتی ہوں اپنے سامنے رکھنا چاہتی ہوں آؤ میری طرف آؤ خود کو موت کے حوالے کر کے مجھے اپنا لو یاقوت مجھے اپنا لو میں تمہارے بغیر ادھوری ہوں مجھے مکمل کر دو میرے اس ہاتھ کو تھام لو جو کئی سالوں سے تمہاری طرف بڑھائے ہوئے ہوں وہ بولتی جا رہی تھی اور مجھ پر ایک سکتہ سوار تھا میرے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت جواب دیتی جا رہی تھی میں سمجھ رہا تھا کہ میں بھی زندہ نہیں ہوں میں بھی مر چکا ہوں میرے وجود میں سانسیں بھاگ رہی تھیں جن کی رفتار حد سے بڑھ رہی تھی میرا حلق خشک ہونے لگا تھا میرے اندر موت کی تیزی بھرتی جا رہی تھی۔

ہاں ماہ رخ مجھے بھی تمہاری ضرورت ہے بہت ضرورت ہے میں بھی تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں تمہارے بغیر میں بھی ادھورا ہوں میں تم کو اپنانا چاہتا ہوں اور میں خود کو موت کے حوالے کر دوں گا اتنا کہہ کر میں نے گری ہوئی کدال کو تھام لیا اور اب میرے ہاتھ بہت تیزی دکھانے لگے تھے میں اپنی قبر خود ہی تیار کرنے لگا تھا مجھے بہت سکون مل رہا تھا میرے اندر کا تمام موت کا خوف رفو ہو گیا تھا مجھے موت سے پیار ہونے لگا تھا زندگی سے نفرت ہونے لگی تھی کیونکہ زندگی نے مجھے ماہ رخ سے جدائی دی تھی اور موت مجھے اس سے ملانے والی تھی ہاں مجھے میری ماہ رخ سے ملانے والی تھی میرے اندر ایک جنون سا پیدا ہو گیا موت کا جنون ماہ رخ سے ملنے کا جنون اور میرے ہاتھ ایسے چلنے لگے کہ میں خود بھی حیران ہو رہا تھا ماہ رخ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھرتی جا رہی تھی وہ دیکھ رہی تھی کہ میں اس کو اپنانے کے لیے موت کو گلے سے لگانے کے لیے کس قدر جلدی میں ہوں میں نے پھر اپنی قبر خود ہی تیار کر لی اور پھر مجھے چکر سا ایسا چکر کہ جس نے مجھے اندر تک ہلا دیا ہر چیز مجھے گھومتی ہوئی دکھائی دی میں نے دیکھا کہ ماہ رخ میری قبر کے اندر کھڑی ہے اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا رکھے ہیں اور مجھے قبر میں اترنے کو کہہ رہی ہے میں چھلانگ لگا کر قبر میں اتر گیا اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو تھام لیا بس مجھے اتنا یاد کہ قبر کی مٹی خود بخود ہوا میں اڑنے لگی اور میں اس میں دبتا جانے لگا تھا۔۔۔

اف خدایا میں نے یاقوت کو خود قبر میں دبتے ہوئے دیکھا تھا کتنا اذیت ناک وہ منظر تھا جب میرے سامنے ایسا سب کچھ ہوا تھا سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا میں نے ماہ رخ کو بھی دیکھا تھا وہ ایک دھواں کی شکل میں مجھے دکھائی دی تھی اور پھر یاقوت کا جسم بھی دھواں میں بدل گیا تھا اس کے بعد میں کچھ بھی نہ دیکھ سکا صرف مجھے قبر دکھائی دے رہی تھی جو پوری طرح بند تھی اس میں شاید کوئی بھی دفن نہ تھا یا پھر وہ دونوں ہی اس میں دفن تھے۔ مجھے شک ہو گیا تھا کہ یاقوت کچھ کرنے والا ارشد کی موت کو بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس کے جسم کو لگی ہوئی آگ کو میں نے دیکھا تھا پھر میں بھاگ گیا تھا لیکن کہاں تک بھاگتا مجھے یاقوت کی فکر ہونے لگی تھی مجھے اب یاقوت کو بچانا تھا ہاں اپنے دوست کو بچانا تھا لیکن میں اس کو بچا نہ سکا۔ وہ میری آنکھوں کے سامنے موت کے منہ میں چلا گیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور اور ماہ رخ کے پاس چلا گیا تھا۔۔۔

کاشف نے ایک سرد سی آہ بھری اور پھر ایک طرف کو چلا گیا میں اس کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا وہ ایک بوڑھا انسان تھا جس نے مجھے کہانی سنائی تھی وہ بوڑھا انسان کاشف تھا ہاں کاشف جس نے سب کچھ دیکھا تھا جب کچھ ہی دیکھا تھا۔ اپنے دوستوں کو مرتے ہوئے دیکھا تھا ماہ رخ کی روح کو دیکھا تھا۔ میں بھی اس کی سٹوری سننے کے بعد ایک طرف کو چل دیا کتنا جنون تھا اس میں اس کو جنون وحشت کہتے ہیں بہر حال میں کئی دن تک اس سٹوری میں کھویا رہا کاشف کا چہرہ بار بار میری نظروں آتا رہا میں اس کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ مجھے دوبارہ نہ ملا۔

❁❁❁

بکھرتے گلاب

---تحریر: ساحل دعا بخاری۔ بصیر پور۔-

گھر میں الو بولنے لگے پھر میں ایک دم انشال کے پیچھے جنے ک فیصلہ کرلیا اور زریم واپس نہیں آیا تھا پتہ ہے یہ محبت بہت عجیب سے ہے جہاں یہ قیس کو مجنوں بن کر صحراؤں کی خاک چھاننے پر مجبور کرسکتی ہے سوہنی کو کچے گھڑے پر دریائے بجر پار کرنے پر مجبور کرسکتی ہے فرہاد کو پتھر کاٹ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالنے پر مجبور کرسکتی ہے وہیں یہ مہامراہ کو تن تنہا طویل راستے اقتبلہ پا کاٹنے پہ بھی مجبور کرسکتی ہے میں نے تنہا جنگلوں میں صحراؤں میں ویرانوں میں سفر کیا ہے اس سفر میں کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں وہ ایک الگ داستان ہے بہرحال میں یہاں جب پہنچی تو انشال کو جانے کیسے خبر ہوگئی وہ آگیا مہر پلیز تم آگے مت آنا اس سے آگے ہماری سرحد شروع ہوگی تم آگے مت آنا میں جلد ہی یہاں آؤں گا مگر انشال میں۔۔ میں نے کچھ بولنا چاہا مگر وہ میری بات قطع کرتا عجلت آمیز انداز میں بولا مہر پلیز تمہیں میری قسم یہیں رک کر میرا انتظار کرنا میں بڑی مشکل سے آیا ہوں لیکن میں سب کچھ جلد ہی ٹھیک کرلوں گا اور پھر آؤں گا اپنا خیال رکھنا وہ چلا گیا مجھے پابند کر کے چلا گیا وہ اتنی جلدی چلا بھی گیا تھا ابھی تو میری آنکھیں سیراب بھی نہ ہوئی تھیں ابھی تو ابھی تو میں نے اس سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کی تھی اور وہ چلا بھی گیا تھا بس پھر میں نے اس کا وعدہ نبھایا بلکہ نبھایا کیا ابھی تک نبھا رہی ہوں سرد ہو یا گرمی میں ہمیشہ یہیں اسی جگہ اسی جگہ رہتی ہوں بھلے گرمی سے جان جلتی رہے بھلے بارش میں جسم اکڑتا رہے میں ہمیشہ یہیں رہتی ہوں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں کہیں چلی گئی تو وہ آئے مجھے نہ پا کر وہ کہیں۔۔۔ واپس نہ چلا جائے مگر وہ نہیں آیا۔ وہ کبھی نہیں آیا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

وہ ریگستان میں تھی تا حد نگاہ ریت کا سمندر تھا آسمان کا رنگ گدلا ہو رہا تھا اور اس گدلے آسمان پر سورج کا زرد تھال دہک رہا تھا سورج سے برستی ہوئی آگ کی تپش اس کے وجود کو جلا رہی تھی وہ کسی سائے کی تلاش میں نگاہ دوہرانے لگی چہار اطراف ریت ہی ریت تھی وہ ایک جانب چلنے لگی جا بجا ریت کے ٹیلے سے بنے ہوئے تھے وہ ایک ایسے ہی ٹیلے پر چڑھنے لگی ٹیلے کے وسط میں پہنچ کر اس نے ایک بار پھر گردو پیش کا جائزہ لینے لگی اسے اس سلگتی ہوئی دھوپ سے نجات کے لیے کسی سائے کی تلاش تھی مگر کوئی جائے پناہ تھی نہ جائے امان اس کی نظروں میں مایوسی اترنے لگی اس نے حسرت و یاس سے آسمان کو دیکھا کہ شاید کہیں ابر نیساں۔۔

سورج اسے دیکھ کر حظ اٹھانے لگا معا اس کی نگاہ گلاب کے ایک پودے پر جا ٹھہری صحرا میں گلاب باعث حیرت تھا وہ دھیرے دھیرے چلتی وہاں جا پہنچی ۔۔وہ پودا خشک ہو چکا تھا پتے خشک ہونے کے باعث انکا رنگ بھور ہو چکا تھا تاہم پودا تازہ سرخ گلابوں سے بھرا ہوا تھا وہ ٹرانس کے عالم میں چلتی ہوئی وہاں تک پہنچی تھی اور ٹرانس کے ہی عالم میں وہ پودے کے پاس بیٹھ گئی اس لیے دھیرے دھیرے لرزتے ہاتھوں سے ایک پھول کو چھوا اس کی پتیاں بکھر گئیں صرف یہی نہیں بلکہ باقی پھول بھی پتی پتی ہو کر بکھر گئے وہ دھک سے رہ گئی۔

اسے یونہی محسوس ہوا پھولوں کی پتیاں نم زدہ سی ہیں اس نے ریت پر بکھری پتیوں کو چھو کر اپنی انگلیوں کو دیکھا اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اس کی انگلیاں خون آلود تھیں معاً بکھرتے پھولوں کی بارش ہونے لگی یہ سرخ پتیاں بھی خون آلود تھیں وہ ہراساں نظروں سے دیکھتی رہ گئی اسے بے پناہ خوف محسوس ہو رہا تھا وہ خود کو خوف کے پنجوں میں جکڑتا ہوا محسوس کر رہی تھی بارش میں بھیگتا اس کا وجود بری طرح لرز رہا تھا گلاب کی پتیاں جا بجا اس کے سیاہ سیدھے لمبے بالوں پہ اٹکی تھیں سورج کی کرنوں سے چمکتی ہوئی سرمئی وسنہری ریت بکھرتے گلابوں میں چھپنے لگی زمین سے آسمان تک گلاب کی پتیوں کی چادر سی تن گئی تھی سورج نظر آ رہا تھا نہ آسمان چہار سو تا حد نگاہ بکھرتے گلابوں کی پتیاں تھیں جن میں سے خون کی چھچھاہٹ وہ اندر تک محسوس کر رہی تھی۔ وہ بنا سوچے سمجھے ایک جانب بھاگنے لگی اس کے قدم گلاب کی ان پتیوں پر پڑ رہے تھے اور وہ پتیاں اس کے پیروں سے چپک جاتی تھیں وہ نیچے پتیوں پر نظریں جمائے ہوئے اندھا دھند بھاگتی جا رہی تھی۔

دفعتاً وہ کسی ٹھوس شے سے ٹکرائی لڑکھڑاتے ہوئے اس نے دیکھا وہ اس کا اپنا تھا اس کا چہرہ اس کا وجود اس کے لیے مانوس تھا اس کے سہمے دل کو ڈھارس ہوئی مصیبت میں اجنبی فضاؤں میں کوئی آشنا دکھ جائے تو دل کو تقویت کا احساس ہوتا ہے وہ بھی خوش ہوگئی اس کی خوشی اس وقت ماند پڑ گئی جب وہ شخص اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گیا وہ اسے پکارتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگنے لگی بھاگتے بھاگتے اس کا سانس پھولنے لگا وہ بے وقت اسے پکار رہی تھی۔

وہ شخص بنا اس کی سمت دیکھے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا بلیک تھری پیس میں اس وجیہہ سراپا اور دراز قد نمایاں تھا وہ ہنوز بنا ارد گرد دیکھے ناک کی سیدھ میں چل رہا تھا اور وہ ہنوز اسے آوازیں دیتی اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی دفعتاً اسے ٹھوکر لگی اور ٹھوکر دفعتاً ہی لگا کرتی ہے اگر پہلے سے علم ہو تو کبھی کوئی ٹھوکر نہ کھائے وہ بری طرح لڑکھڑا کر گری درد کی ایک شدید لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی اس کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں اس نے پلکیں جھپک کر دیکھا وہ اس کو بہت دور جاتا ہوا دکھائی دیا تھا۔ تو کیا وہ اسے اس ریگستان میں مرنے کے لیے چھوڑ کر چلا گیا یہ خیال ہی اسے پاگل کر دینے کو کافی تھا وہ درد کی پرواہ کیے بغیر پھر سے اٹھی اور بھاگنے لگی اسے ایک مرتبہ پھر ٹھوکر لگی وہ پھر لڑکھڑائی اور لڑھکتی چلی گئی اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں اس کا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا دل سینے میں سرپٹ دوڑ رہا تھا۔

کیا ہوا ہیلا۔ راحیل بھی اٹھ گیا وہ متفکر سا رابیل کو دیکھ رہا تھا اس نے چونک کر راحیل کو دیکھا او اس کے کندھے سے لگ کر رونے لگی کیا ہوا ہے یار پلیز بتاؤ تو اس نے ہیلا کا نازک وجود بانہوں کے گھیرے میں لے لیا کوئی برا خواب دیکھا۔ سائیڈ ٹیبل پر دھرے جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر اس نے رابیل کے ہونٹوں سے لگایا ہاں یار بہت برا خواب تھا وہ پھر سسکتے ہوئے اس کے فراخ سینے میں چہرہ چھپا گئی خواب ہی تھا ناں اب ٹھیک ہے یار وہ اسے تھپکتے ہوئے تسلی دینے لگا۔

ان کی شادی دو سال قبل ہوئی تھی راحیل اس کا کزن تھا وہ جاب کے سلسلے میں اسلام آباد ہوتا تھا وہ بھی یہیں آ گئی وہ بظاہر بہترین زندگی گزار رہے تھے تاہم پھر بھی کوئی کمی سی تھی ایک غیر معلوم سی کمی راحیل ابھی بچے نہیں چاہتا تھا کہا بھی کون سا ہم بوڑھے ہو رہے ہیں راحیل نے بوریت سے بچنے کے لیے ایک این جی او جوائن کر لی تھی وہ راحیل کے ساتھ ہی نکلتی تھی اور اسے پہلے واپس آ جاتی تھی کھانا وہ خود بناتی تھی جبکہ دیگر کاموں کے لیے ماسی آتی تھی

❀❀❀

وہ ہیلا مجھے آفس کے کام سے ایک ہفتے کے لیے باہر جانا ہے کل کی فلائٹ ہے پلیز پیکنگ کر دینا رات

کو کھانے وہ اس کے لیے چائے کر آئی تھی جب راحیل نے بتایا تھا ایک ہفتہ وہ اس کے جانے کے خیال سے اداس ہو گئی ایک ہفتہ ہی ہے نا۔ یوں گزر جائے گا راحیل نے چٹکی بجائی وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا کر پیکنگ میں مصروف ہو گئی اگلے روز وہ آفس سے سیدھا ایئر پورٹ چلا گیا تھا رابعل نے رات کو حسب عادت گھر کے تمام دروازے چیک کیے اور اپنے کمرے میں آ گئی سے نیند دیر سے آتی تھی اس نے امی کے ہاں فون کیا ایک گھنٹے تک بات ہوتی رہی فون بند کرنے کے بعد وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی نیند اس سے کوسوں دور کھڑی تھی وہ اسٹڈی روم سے ایک ناول اٹھا لائی ناول کافی دلچسپ تھا۔

اچانک باہر کھٹکا سا ہوا اس نے صفحے کا کونہ موڑ کر ناول بند کیا اور کھڑکی سے جھانکنے لگی وہ ایک چوہا تھا جو روئی کا ایک ٹکڑا کھا رہا تھا اس نے کھڑکی بند کی اور سو گئی وہ پھر اسی ریگستان میں تھی پھر وہی دھوپ تھی وہی گلاب کا پودا وہی خون آلود بکھرتے گلابوں کی بارش وہی وحشت اور وہی مانوس چہرہ جو اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا وہ ہانپتے ہوئے اٹھ بیٹھی وہ بے ساختہ چیخ اٹھی اس کے بستر پر ایک سیاہ ناگن پھن پھیلائے ہوئے بیٹھی اسی کو گھور رہی تھی اس کی گہری سبز آنکھیں نیم تاریکی میں چمک رہی تھیں وہ سن سی بیٹھی تھی پھر ناگن چشم زدن میں غائب ہو گئی اس نے اپنی آنکھیں رگڑ ڈالیں پھر اسے اپنا وہم گردانتے ہوئے سر جھٹک دیا اس کے اس اقدام پر حقیقت سفاکیت سے مسکرائی تھی۔

❁❁❁

اور حقیقت تو ہوتی ہی سفاک ترین ہے ہماری خوش گمانیوں اور خوش فہمیوں کو پل بھر میں سفاکی سے زمین بوس کر دیتی ہے ایک پل میں عرش سے فرش پہ پٹختی ہے خاک میں ملا دیتی ہے ہر خواب کو اور خواب خواہ کتنے بھی دلکش اور دلفریب سہی محض خواب ہی ہوتے ہیں حقیقت خواہ کتنی بھی تلخ سی حقیقت ہوتی ہے پور ہمیں زندگی بہر حال خوابوں میں نہیں حقیقت میں بسر کرنا ہوتی ہے اس کی خوش گمانیوں کے عقب میں پنہاں حقیقت نے دھیرے دھیرے پردہ سرکانا شروع کر دیا تھا اس کے خوابوں کو حقیقت نے کچھ اس طرح بکھیرا تھا کہ وہ آن کی آن میں ریزہ ریزہ ہو گئے تھے ان کی کرچیوں نے اس کی روح تک کو زخمی کر ڈالا تھا۔

❁❁❁

وہ یک ٹک سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ اس معصوم سی لڑکی کو دیکھ رہی تھی وہ غیر معمولی طور پر خوبصورت تھی اس کے چہرے سے پھوٹتی معصومیت نے اسے مبہوت کر ڈالا تھا وہ مسز صدیقی کو ایک گاؤں سے ملی تھی اس کا شوہر اور دیگر لوگ اسے زندہ جلانے والے تھے بقول ان کے یہ ایک ناگن ہے جو دھیرے دھیرے سب کو کھاتی جا رہی ہے مسز صدیقی نے اپنی این جی او کو کال کی تھی اور وہ لوگ اسے بمشکل چھڑا کر لائے تھے اب وہ اسے اپنے گھر لے جانا چاہ رہی تھی وہ چاہتی تھی کہ جب تک راحیل نہیں آ جاتا وہ اس کے پاس رہے۔

مسز صدیقی اتنی معصوم سی لڑکی بھلا اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہے اس نے سر جھٹکا اور اس لڑکی سے مخاطب ہوئی تمہارا نام کیا ہے ندا وہ جھکے سر کے ساتھ بولی رابعل اسے اپنے گھر لے آئی سوہی اس کی بلی کو غالباً تو پسند نہیں آئی تھی جبھی وہ اسے دیکھ کر غراتی ہوئی اس پر جھپٹی تھی اس کا نوکیلا پنجہ ندا کی گردن میں گھس سا گیا تھا رابعل نے سوہی کو ڈانٹ کر پیچھے ہٹایا اور ڈیٹول سے اس کا زخم صاف کر کے پائیوڈین لگا دی اس دوران اسے عجیب سی مہک آتی رہی تھی سوہی ندا کو دیکھتے ہوئے مسلسل غراتی رہی۔

❁❁❁

آج ندا کے کیس کی آخری تاریخ تھی اس پر اٹھ لوگوں کے قتل کا الزام تھا جن میں دو معصوم بچے بھی شامل تھے تاہم ثبوت نہ ہونے کی بنا پر اسے باعزت بری کر دیا گیا رابعل ندا کو لیے گاڑی میں بیٹھ رہی تھی جب اس کا شوہر چلا آیا بی بی صاحب آپ اسے لیجا تو

رہی ہیں مگر یہ زہریلی ناگن ہے ناگ کو جتنا بھی دودھ پلالو وہ ضرور ڈستا ہے کیونکہ ڈسنا اس کی فطرت ہے اور میری یہ بات یاد رکھنا یہ ڈائن ہے ڈائن ۔۔۔وہ زہریلے لہجے میں چبا چبا کر بولتا ایک قہر آفرین نگاہ اس پر ڈال کے چلا گیا راٹیل سر جھٹک کر ندا کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیونگ سیٹ پر آن بیٹھی۔

❁❁❁

راٹیل نے چائے بنانا چاہی تو دودھ کا برتن خالی تھا ایک گہری سانس لے کر کھانا بنانے کے لیے فریج کھولا تو خالی فریج اس کا منہ چڑھا رہا تھا وہ الجھے ہوئے ذہن کے ساتھ وہیں بیٹھ گئی ایسا اکثر ہونے لگا تھا راحیل بھی اب اس سے اکھڑا اکھڑا سا رہنے لگا تھا ندا کا وہی معمول تھا چپ چاپ سر جھکا کر بیٹھی رہتی یا پھر باہر نکل جاتی گھر میں ہمہ وقت ایک عجیب سی یاسیت چھائی رہتی تھی اور اب تو اس یاسیت نے دھیرے دھیرے اس کے اندر پنجے گاڑنا شروع کر دیے تھے۔

وہ بھی ایک عام سی سہ پہر تھی آفس میں اس کا دل نہیں لگا تو وہ جلدی گھر آگئی پورچ میں راحیل کی گاڑی دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی وہ کافی دیر سے گھر آتا تھا شاید وہ بھی فارغ تھا اس لیے جلدی آگیا تھا اپنے بیڈ روم میں جاتے ہوئے اس کی نگاہ سرسری سی کھڑکی میں پڑی تھی اور اس کے قدم منجمد ہو گئے تھے راحیل اور ندا بیڈ روم میں تھے اور جس حال میں تھے وہ زمین میں گڑی جانے لگی وہ وہیں لاؤنج میں صوفے پر گر سی گئی تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ندا مسکراتے چہرے کے ساتھ باہر نکلی راٹیل بے قابو ہو کر اس پر جھپٹی۔

تم واقعی ایک ناگن ہو میں نے تمہیں پناہ دی اور تم نے مجھے ہی ڈس لیا تمہیں شرم آنی چاہیے تھی راحیل نے درشتی سے اس کا بازو پکڑ کر اسے پیچھے ہٹایا اور اگلے ہی لمحے اس کا بھاری ہاتھ اس کے نازک گال پر پوری قوت سے اپنا نشان چھوڑ گیا۔وہ گال پر ہاتھ رکھے ساکت سی راحیل کو دیکھے گئی تمہاری ہمت کیسے ہوئی ندا کو ہاتھ لگانے کی یہ اب میری بیوی ہے سنا تم نے وہ بہت بلندی سے یکدم گہری کھائی میں گری تھی وہ حیرت و بے یقینی سے اپنے محبوب شوہر کو دیکھتی رہی وہ مسلسل کچھ بول رہا تھا مگر اسے کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا تھا اس کی سماعتوں میں ایک ہی جملے کی بازگشت ہو رہی تھی یہ اب میری بیوی ہے۔

❁❁❁

باہر تو ایک سمت تھا ہنگامہ، محشر

سناٹے کا پہرہ تو فقط دل پہ لگا تھا

اس کے اندر تک سناٹے اتر آئے تھے سناٹا تو ویسے بھی یاسیت زدہ کر دیا کرتا ہے اور جب یہ آپ کے اندر پنجے گاڑے تو اور بھی وحشت میں مبتلا کر دیتا ہے ایسے میں ہم اپنے اندر کی اس خموش اس سناٹے سے گھبرا کر باہر کے شور و غل میں پناہ ڈھونڈنے لگتے ہیں لیکن وہ کہاں پناہ ڈھونڈتی۔

اسے گھر کے در و دیوار تک پرائے لگنے لگے تھے زمین اس کے قدموں تلے سے سرک گئی تھی آسمان سر سے ہٹ گیا تھا وہ گویا خلا میں معلق تھی راحیل اس کا محبوب ترین شوہر کیسے ایک پل میں پرایا ہو گیا تھا وہ راحیل کے ساتھ پر ہمیشہ نازاں رہی تھی اور اب صدیوں کے مضبوط رشتوں کے ٹوٹنے کے لیے کتنا وقت درکار ہوتا ہے ایک پل محض ایک پل پھر زیادہ طاقتور کون ہوا صدیاں نہیں یقیناً ایک پل بس ایک پل صدیوں میں بسائے گئے محل کو یہ ایک پل ایک جھٹکے سے زمین بوس کر دیتا ہے صدیاں اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی ہیں یہ وہی پل جسے ہم ذرہ بھر اہمیت نہیں دیتے مگر جب یہ خود کو منوانے پر آتا ہے تو ہم بعض اوقات حیران ہونا بھی بھول جاتے ہیں اور یہ ایک پل ہماری کیفیت پر مسکراتا لطف اندوز ہوتا حظ اٹھاتا یونہی چپ چاپ چلا جاتا ہے رانی نے بجتے دکھتے سر کو بمشکل اٹھایا اور اٹھنے کی کوشش میں لہرا کر

صرف نے پر گر گئی تدا مغرور چال چلتی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

میں ۔۔ہوں تم مجھے چڑیل روح یا بدروح کچھ بھی کہہ سکتی ہو میری اصل عمر مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے میں نے کئی صدیاں گزاری ہیں تمہاری اس دنیا میں۔ایک وہ وقت تھا جب انسان جنگلوں میں رہتا تھا لباس کے نام پر پتے اور کھانے کے نام پر صرف گوشت مجھے انسانوں کے طورواطوار بہت متاثر کرتے تھے اس لیے میں نے بضد ہوکر ان میں سمولیت اختیار کر لی وہ وقت بہت اچھا تھا لوگ جنگلوں اور غاروں میں رہا کرتے تھے ان کی خستہ حال جھونپڑیاں اگر چہ ان کے تحفظ کے لیے ناکافی تھیں تاہم پھر بھی اچھی تھیں زرشام بھی ایسے ہی ایک جنگل میں رہتا تھا ایک غار اس کا گھر تھا۔

❀❀❀

میں اس دن بھوک سے نڈھال تھی مجھے باوجود کوشش کے شکار نہیں ملا تھا شاہ بلوط کا ایک طویل قامت درخت میرا مسکن تھا اس دن مجھے قدرے حرارت محسوس ہو رہی تھی تو اس لیے میں شکار نہ کر سکی بھوک جب حد سے بڑھی تو مجھے مجبوراً شکار کی تلاش میں نکلنا پڑا تاہم مجھے ناکامی ہوئی میں نے بھوک مٹانے کے لیے ہرن کا شکار کیا لیکن ہی کھانہ پائی میں انسانی گوشت کی عادی ہوئی تھی جیسے کسی شیر کے آگے گھاس رکھ دو ویسی ہی کیفیت میری تھی میں نے ہرن وہیں چھوڑا اور بے بسی سے رونے لگی اے تم روکیوں رہی ہو۔

اس آواز پہ میں نے چونک کر دیکھا وہ کافی طویل قامت مضبوط جسم کا انسان تھا سنہرے بال کندھوں تک آرہے تھے وہ بہت ہی خوبصورت تھا ہاں۔۔ مجھے بھوک لگی ہے شدت بھوک سے میری آنکھیں نم ہوگئی ہاہاہا۔۔ بھوک کی وجہ سے رو رہی ہو۔اس کی ہنسی بہت خوبصورت تھی اتنی بھوک لگے تو پتہ چلے گا میں چڑ گئی وہ مسکرایا کیا کھاؤ گی اس کی نظریں ہرن کے مردہ وجود پر تھیں وہ یقیناً بھانپ گیا تھا کہ مجھے کس چیز کی طلب ہے انسان میری خوراک ہیں اس کے خوبصورت لب بھینچ گئے وہ مضبوطی سے قدم اٹھاتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا اس کے جانے کے بعد میں خود کو کوسنے لگی کہ کیوں نہ اسی کو شکار کر لیا کچھ دیر بعد وہ آتا ہوا دکھائی دیا اس کے کندھوں پر کوئی بے ہوش انسان جھول رہا تھا اس نے وہ میرے آگے پھینک دیا میں اس پر ٹوٹ پڑی وہ سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا آخری ہڈی چبانے کے بعد میں نے مشکورانہ انداز میں اسے دیکھا تمہارا شکریہ میں کافی دنوں سے بھوکی تھی میں نے ہاتھ کی پشت سے منہ صاف کیا وہ اثبات میں سر ہلا کر پلٹا اور چلا گیا وہ زرشام سے میری پہلی ملاقات تھی۔

❀❀❀

اس دن موسم ابر آلود تھا نیلے آسمان پر سفید بادل ایک دوسرے کے تعاقب میں بھاگ رہے تھے فضا میں خنکی بڑھ گئی تھی جنگل میں جابجا آگ کے الاؤ دہک رہے تھے سردی سے بچنے کا تب یہی واحد ذریعہ تھا لوگوں کے بستر درختوں کے جمع شدہ پتے ہوا کرتے تھے میں سردی سے کپکپا رہی تھی بالآخر میں دبے قدموں ایک الاؤ کی جانب بڑھنے لگی آگ کے گرد چند نفوس بیٹھے تھے اور سخت سردی سے بچنے کی تدابیر پر غور کر رہے تھے ان میں سے ایک کی نگاہ مجھ پر پڑی اور وہ چلانے لگا باقی لوگ اٹھے اور مجھے پکڑ لیا میری طاقت اس وقت نہ ہونے کے برابر ہوا کرتی تھی سوانہوں نے بآسانی مجھ پہ قابو پالیا یہی ہے وہ میں نے پہچان لیا ہے ان میں سے ایک شخص بولا میں نے چند دن قبل اس کا ایک ساتھی شکار کیا تھا چلو اسے اسی آگ میں پھینک دیتے ہیں ایک شخص نے تجویز پیش کی جس پر سبھی متفق ہو گئے تھے تبھی وہ چلا آیا تھا کیا ہو رہا ہے۔

اس نے پوچھا۔جواباً اسے سارا واقعہ سنایا گیا اس نے چونک کر مجھے دیکھا اور ان سے بولا وہ کوئی

اور ہوگی سے میں جانتا ہوں اس کی بات پر وہ سب پیچھے ہٹ گئے شاید وہ اس پر بہت اعتماد کرتے تھے وہ ایک ایک کر کے چلے گئے تو میں واپسی کے لیے مڑی رکو۔ میں ٹھٹھک کر رک گئی آج پھر بھوکی ہو نہیں آج مجھے بہت سردی لگ رہی تھی تو میں اطمینان سے وہیں ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گئی اس رات ہم نے بہت باتیں کیں زرشام اپنے قبیلے کا سردار کا بیٹا تھا میں اسے پہلی نظر میں ہی اچھی لگی تھی میری زندگی میں بہت سے لوگ آئے مگر زرشام ان سب سے مختلف تھا مخلص بے لوث اور ہوس سے کوسوں دور اس کی محبت سے بے لوث تھی میں پوری دنیا میں گھومی پھری ہوں مگر اس جیسا کوئی نہیں ملا بہت بہت اچھا تھا وہ۔

❀❀❀

ہم روز ہی ملنے لگے جب کبھی مجھے شکار نہ ملتا تو زرشام میری مدد کرتا تھا زندگی بہت اچھی گزر رہی تھی وہ دور وہ دن میری زندگی کے یادگار اور سب سے اچھے دن تھے ہم ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے جنگل میں گھوما کرتے تھے پھر یوں ہوا لوگوں کو مجھ پر شک ہو گیا میں ہفتے میں ایک شکار کرتی تھی تاہم پھر بھی اصل میں تب آبادی بھی اتنی کہاں ہوتی تھی وہ ایک سرد سی رات تھی میں درخت کی شاخوں پر سو رہی تھی جب کسی نے مجھے جھنجھوڑا میں نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں وہ زرشام تھا اس نے میرے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کیا اور سرگوشیوں میں بتانے لگا۔

کل وہ لوگ مجھے جلانے والے ہیں زرشام نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور ہم رات کی دبیز تاریکی میں وہاں سے بھاگ نکلے اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا اور اس اندھیرے کی وجہ سے ہمیں بھاگنے میں دشواری کا سامنا تھا جب میں انسانی دنیا میں آئی تھی تو میرے بابا نے میری ساری شکتیاں چھین لی تھیں ورنہ میں چشم زدن میں دنیا کے دوسرے کونے تک پہنچ سکتی تھی اس وقت میں عام لوگوں کی طرح ہی تھی بہرحال میں بھی زرشام کے ساتھ تیزی سے بھاگ رہی تھی اگر چہ اس کا ساتھ دینے کی کوشش میں میں بری طرح ہانپ رہی تھی زرشام جنگل آشنا تھا لہٰذا جنگل کے چپے چپے سے واقف تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اطمینان سے چل رہا تھا مجھے وہاں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اسی لیے جنگلی بیلیں اور لمبی گھاس پیروں سے الجھتی تھی بہرحال پو پھوٹنے تک ہم جنگل کے کنارے پر پہنچ چکے تھے۔

مم مجھے بھوک لگی ہے میں نے قدرے ہچکچا کر کہا مارے بھوک کے برا حال تھا وہ ٹھٹھک کر رکا ہم اس وقت ایک برف زار سے گزر رہے تھے تاحد نظر برف پوش پہاڑ تھے سورج بادلوں میں چھپا تھا یہاں کوئی نہیں ملے گا ہم صرف دو گھنٹے تک یہاں سے نکل جائیں گے اس نے گویا مجھے تسلی دی تھی میں بس سر ہلا کر رہ گئی شام ہونے تک ہم اس برف زار سے نکل چکے تھے میں نے سکون کا سانس لیا کیونکہ برف میں تو گویا رگوں میں خون بھی منجمد ہو چکا تھا شکار پھر بھی نہیں ملا تھا کیونکہ تب انسانی آبادیاں بھی بہت کم ہوا کرتی تھیں زرشام نے جنگلی بھیڑ کا شکار کیا تھا اور مجبوراً اس کے اصرار پر مجھے بھی وہی زہر مار کرنا پڑا تھا اور رات ہم نے ایک درخت پر بسر کی تھی اگلے روز ہم پھر روانہ ہوئے ہمیں انسانی آبادی کی تلاش تھی۔

❀❀❀

مجھ سے اور نہیں چلا جاتا اگر مجھے کھانا نہیں ملا تو میں مر جاؤں گی میں نڈھال سی ہو کر ایک جھاڑی کے پاس گر گئی بھوک کے باعث آنتیں کلبلا رہی تھیں اور حلق میں کانٹے سے پڑ رہے تھے وہ میدانی علاقہ تھا دور دور تک بنجر زمین پھیلی ہوئی تھی اور اکا دکا درخت اور جھاڑیاں تھیں وہ بھی میرے پاس بیٹھ گیا اس نے زمین پر ایک تنکے کی مدد سے چند آڑھی ترچھی لکیریں کھینچیں اور انہیں بغور دیکھنے لگا اس کے چہرے پر تفکر کے سائے لہرائے آبادی یہاں سے سات دن کی مسافت پر ہے اس کی بات نے مجھے مزید نڈھال کر دیا یعنی سات دن مزید بھوکا رہنا ہوگا میں نہیں رہ سکوں گی میں نہیں رہ سکتی میں نے گھٹنوں میں سر دے کر رونا

اگرچہ اس نے کئی بار وغیرہ شکار کیے تھے مگر میں محض چکھ کر رہ جاتی یہ سب کھانا میرے بس میں نہ تھا تم مجھے کھالو میں اس کی بات پہ ششدر رہ گئی تھیں میں نے نفی سے سر ہلایا تھا۔

دیکھو شاما آبادی یہاں سے سات دن کی مسافت پر ہے تم اگر مجھے کھالیتی ہو تو آرام سے وہاں تک پہنچ جاؤں گی اور میں تو ویسے بھی انسان ہوں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہوں گا اور میرا وعدہ ہے کہ ایک بار پھر میں تم سے ضرور ٹکراؤں گا تب ہم ہمیشہ کے لیے ایک ساتھ رہیں گے اس نے گویا مجھے سمجھایا تھا میں نفی میں سر ہلا کر اٹھ گئی شام کے سائے گہرے ہوئے تو میری بھوک میں مزید اضافہ ہو چکا تھا مجھ میں مزید چلنے کی سکت نہ رہی تھی زرشام نے پھر اصرار کیا اور میں۔۔ میں نے اسے کھالیا اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ دوبارہ مجھے ضرور ملے گا اور مجھے بھی یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔

❀❀❀

وہاں سے چلتے ہوئے میں راستہ بھٹک گئی اور ایک جادوگر کے ہتھے چڑھ گئی اس نے مجھ پر بہت ظلم ڈھائے اور بہت سے کام لیے پھر وہ مرگیا مرتے وقت وہ مجھ سے خوش تھا لہذا اس نے اپنی ساری شکتیاں مجھے دان کردیں صرف وہی نہیں بلکہ میں نے پوری دنیا میں چن چن کر بڑے بڑے سادھو پنڈت اور جادوگروں کی شاگردی اختیار کرلی اب میں کچھ بھی کرسکتی ہوں بہت شکتیاں ہیں میرے پاس میں نے پوری دنیا میں تلاش کیا مگر مجھے زرشام نہیں ملا مگر اب میری تلاش ختم ہوگئی ہے مجھے زرشام مل گیا ہے جاننا چاہوگی کہ وہ کس روپ میں ملا ہے اس نے استفسار یہ نگاہوں سے رابیل کو دیکھا پھر مسکرا کر بولی تمہارے راحیل کے روپ میں رابیل بے ساختہ نفی میں سر ہلانے لگی تم جھوٹ بول رہی ہو اور زرشام نہیں راحیل ہے میرا راحیل اس کی بات پر شاما کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔

❀❀❀

میں نے دیکھ لیا ہے چکھ کر نہ سہہ سیر نہ سکر
تیرے عشق سے بیٹھا کچھ بھی نہیں تیرے عشق سے بیٹھا کچھ بھی نہیں۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی بند کیا اور تھکے تھکے سے انداز میں وہیں کارپٹ پر بیٹھ گئی بیلا میں جارہا ہوں شاما کے ساتھ تم اپنا خیال رکھنا اور باقی لوگوں کا بھی راحیل کی بات پر وہ ششدر رہ گئی کیا وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا وہ بھی ایک چڑیل یا بدروح کے لیے رابیل کا دل گویا کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ لیا نہیں راحیل تم اس کے ساتھ نہیں جاؤ گے یہ ۔۔ یہ ڈائن ہے وہ اس کی تمام تر التجاؤں کو نظر انداز کرتا نظریں چراتا ہوں شاما کو آوازیں دینے لگا وہ ایک شان تفاخر سے چلتی ہوئی آئی تھی اس نے زیرلب کچھ کہا چہار اطراف دھواں سا پھیل گیا اور جب دھواں چھٹا تو وہاں نہ شاما تھی اور نہ ہی راحیل وہ آنکھیں پھاڑے ششدر سی دیکھتی رہ گئی اس کی آنکھوں میں بے یقینی و حیرانگی منجمد ہو کر رہ گئی تھی۔

❀❀❀

سانس لینے بھی تاوان لیا ہے اس نے
ہم آئے تھے اس کی تنہائی میں۔
خاموشی کی چادر میں فون کی گھنٹی نے شکنیں ڈال دیں اس نے دکھتے سر کو بمشکل اٹھایا اور گرتے پڑتے فون تک پہنچی ہیلو۔۔۔۔ جی امی جی۔۔ وہ بھی ٹھیک ہیں وہ کچھ دیر بات کرتی رہی پھر ریسور کریڈل پر رکھ کر سر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا وہ خود کو کسی گہری کھائی میں گرا محسوس کر رہی تھی اسے تقدیر نے بہت بلندی سے نہایت پستی میں دھکا دیا تھا بلندی پر جانے کے لیے بہت کٹھن راستوں پر دشوار گزار سفر کرنا پڑتا ہے جبکہ پستی میں اترنا اس کے برعکس ہے وہ بھی بہت تیزی سے بلندی سے پستی تک پہنچی تھی اور اسے اس پستی سے نکلنے کی کوئی راہ بھائی نہیں دے رہی تھی معاً اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا وہ اپنی نقاہت کو نظر انداز کرتی ہوئی سرعت سے اٹھی اور ہیڈ روم کی جانب

لگی اس نے الماری کھولی اور کپڑے وغیرہ ہٹاتے ہوئے کچھ تلاش کرنے لگی کچھ ثانئے بعد الماری کے پٹ یونہی کھلے چھوڑ کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی دراز یں کھنگالنے لگی اس کے ہاتھ تیزی سے دراز میں موجود اشیا کو الٹ پلٹ کررہے تھے بالوں کی لٹیں بار بار اس کے چہرے پر جھول جاتیں جنہیں وہ جھنجھلاہٹ آمیز انداز میں کانوں کے پیچھے اڑس دیتی بے چینی اس کے ہر انداز سے عیاں تھی۔

کہاں گیا یہیں تو رکھا تھا میں وہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑائی پھر اس نے دراز کا رپٹ ہی الٹ دیا چیزوں کو ادھر ادھر ہٹاتے اس کی نگاہ وزٹنگ کارڈ پر پڑی اس نے تیزی سے کارڈ جھپٹا اور موبائل اٹھالیا۔

❁❁❁

یہ نقشہ اس جگہ کا ہے اور یہ لو تعویذ تمہاری حفاظت کرے گا وسیم شہ نے اسے ایک تہہ شدہ کاغذ اور چندی کے ورق میں ملفوف تعویذ دیا اور اسے مزید تفصیلات بتانے لگے وہ بغور سن رہی تھی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

❁❁❁

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی گاڑی سے اتر کر اس نے بونٹ کھولا کافی دیر کی مغز مری کے باوجود اسے کوئی خرابی نہ ملی تو وہ دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھی اس کی سرتوڑ کوشش کے باوجود انجن محض غرا کر رہ گیا۔ وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی شام کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے آسمان پر اکادکا پرندے اپنے اپنے ٹھکانوں کو لوٹ رہے تھے وہ اس وقت ویرانے میں تھی ارد گرد خار دار جھاڑیاں تھیں قرب وجوار میں کوئی آبادی یا اس کے آثار دکھائی نہ دے رہے تھے اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکایا اور سوگئی رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب ایک عجیب احساس کے تحت اس کی آنکھ کھل گئی اس نے بوتل کھول کر چند گھونٹ پانی پیا اور نظریں طائرانہ انداز میں دوڑانے لگی ایک درخت کی برہنہ شاخوں کے عقب سے چاند سرکتا ہوا اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا خودرو خاردار جھاڑیاں عجیب اداسی سے سر پہوڑائے کھڑی تھیں ایک جھاڑی میں سرسراہٹ سی ہوئی ساتھ ہی میں کوئی شے چمکی تھی وہ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ گاڑی سے نکلی گاڑی کا دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہوا تھا اور اس کی گونج خاموشی کے سمندر میں ارتعاش کا باعث بنی تھی وہ محتاط انداز میں چلتی ہوئی اس جھاڑی تک پہنچی تھی اس نے جیکٹ کی جیب تھپتھپا کر ریوالور کی موجود گی کو محسوس کیا اور جھاڑی کے عقب میں جھانکا جھاڑی کی شاخون کے سائے کے سبب وہاں جو بھی شے تھی صاف نظر نہیں آرہی تھی بس کوئی سفید سی چیز دکھائی دے رہی تھی اس نے بنا سوچے سمجھے جھک کر اسے چھونا چاہا ہاتھ اس چیز سے مس ہوتے ہی اس نے اضطراری انداز میں ہاتھ جھٹکا اسے یوں محسوس ہوا تھا گویا اس نے دہکتے ہوئے انگاروں کو چھولیا ہے ہو اس کی انگلیاں جھلس کر رہ گئیں اس کی نظریں بدستور اسی چیز پر جمی تھیں۔

دفعتا اس میں حرکت پیدا ہوئی لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ اس کے سامنے تھا رابیل کا دل سکڑ کر پھیلا تھا وہ ایک ڈھانچہ تھ گوشت پوست سے عاری کسی شیر وغیرہ کا ڈھانچہ دھیرے دھیرے اس کا جسم بھرنا شروع ہو گیا اور رابیل کی سانسیں اٹکنے لگیں جوں جوں وہ گوشت پوست سے بھرتا جارہا تھا توں توں وہ گویا کسی سنگی مجسمے میں ڈھلتی جارہی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ فوراسے بیشتر بھاگ جائے مگر اس کے قدم منجمد ہو چکے تھے حتی کہ اس کا پورا وجود منجمد ہو چکا تھا یہاں تک وہ پلکیں تک جھپکنے سے قاصر تھی اس کا پورا وجود چاند کی روشنی میں ہیروں کی مانند دمک رہا تھا اور اس کی دم تیزی سے دائیں بائیں حرکت کررہی تھی اس نے ایک دم اپنی اگلی ٹانگیں اٹھائیں پھر ایکدم زمین پر جما دیں اس نے اپنا سر جھکایا اس کے بھورے جسم پر سیاہ دھاریاں کسی سیاہ ناگ کی مانند لپٹی ہوئی تھیں وہ ایکدم پلٹا اور تیزی سے جھاڑیوں میں غائب ہو گیا وہ

بے تحاشا دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ وہیں بے حس وحرکت کھڑی رہ گئی۔

❁❁❁

اس نے تیز ہوتی بارش کو تشویش سے دیکھا اور پھر سر جھکا لیا سرمئی بادل نیلے آسمان کا سینہ ڈھانپے ہوئے تھے بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جارہی تھی وہ اگرچہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی تھی لیکن درخت اتنا گھنا نہ تھا کہ اس کے سائبان بن پاتا اس کی شاخیں ایک دوسرے سے منہ موڑے ہوئے تھیں قرب وجوار میں آبادی کا نام ونشان بھی نہ تھا تنہائی خوف بارش اور بجلی کی چمک سے مل کر اس پر حملہ آور تھے بادل بھی ٹکا بے بگا بے غصے سے دھاڑ اٹھتے تھے ایسے ہی ایک لمحے بجلی تڑپی بادل چلائے تو بے ساختہ اس کے لبوں سے ایک گھٹی گھٹی سی چیخ برآمد ہوئی تند ہوائیں بارش کی بوندوں کو وحشیانہ انداز میں ادھر ادھر بکھیر رہی تھیں لاچار بوندیں بھی اپنی بے بسی کا غصہ زمین پر نکال رہی تھیں ہوا کے جھکڑ بوندوں کے ہمراہ اس پہ تابڑتوڑ حملے کررہے تھے وہ پوری طرح بھیگ چکی تھی سیاہ ریشمی بالوں کی لٹیں اس کے دودھیا رخساروں سے لپٹی تھیں مگر اس میں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ انہیں چہرے سے ہٹا دیتی اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا بارش جو ہمیشہ اس کے لیے اٹریکشن کا باعث رہی تھی اب اسے بے انتہا خوفزدہ کررہی تھی ہوا کی شائیں شائیں اس کو مزید دہلا رہی تھی ہوا کے جھکڑ بوندوں کو اس پہ گولیوں کی طرح برسا رہے تھے اور دن جھڑوں کے آگے تو تن آور درخت بھی بے بس تھے جبھی لاچاری سے ادھر ادھر سر پٹخ رہے تھے بجلی چمکتی تو قرب وجوار تانیے بھر کے لیے روشن ہوجاتے اور پھر تاریکی چھا جاتی اسے میں درخت اسے کسی عفریت کی مانند لگتے جو اسے دبوچنے کو تیار تھے یکلخت بجلی بری طرح تڑپی بادل عالم اشتعال میں گرج اٹھے ان کی گڑگڑاہٹ سے رانیل سمیت قرب وجوار لرز اٹھے وہ گھٹنوں میں سر چھپا کر رونے لگی۔

بجلی پھر چمکی تو لمحہ بھر کو اجالا سا پھیل گیا اس اجالے میں اس کی نظر بائیں جانب ایک درخت کی سمت اٹھی وہاں کوئی تھا اور اسی سمت متوجہ رہی پھر بجلی کی چمک میں اس نے دیکھا وہاں واقعی کوئی تھا اس کا سفید لباس تیز ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا وہ اٹھی اور دھڑکتے دل کے ساتھ اس طرف جانے لگی تیز ہوا کے جھکڑ اور بارش کی موٹی موٹی بوندیں اس پر وحشیانہ انداز میں تابڑتوڑ حملہ کررہی تھیں اس کا لباس اور دوپٹہ بری طرح پھڑ پھڑا رہا تھا اسے چلنے میں بے حد دشواری کا سامنا تھا بہر طور وہ اس درخت تک پہنچ گئی

کک۔۔کون ہو تم۔

اس نے اٹک اٹک کر پوچھا۔وہ جو کوئی بھی تھا اس نے رانیل کی جانب رخ پھیرا گری لگ رہی تھی بہت گری لگ رہی تھی کافی عرصے بعد بارش ہوئی تو میں اندر رہ نہیں سکا سرسراتی ہوئی آواز میں عجیب سی کیفیت پنہاں تھی یکایک بجلی کی چمک اس چہرے پر پڑی رانیل کا دل یکبارگی زور سے لرزا وہ کفن میں ملبوس تھا اس کا چہرہ عجیب پھولا پھولا سا لگ رہا تھا اور گوشت میں دراڑیں سی پڑ رہی تھیں جیسے کہ بنجر زمین میں پڑی ہوتی ہیں ان دراڑوں سے ننھے ننھے بچھو رینگتے ہوئے اس کے چہرے پر گشت کررہے تھے اس کی بے نور آنکھیں رانیل کو گھور رہی تھیں لگتا ہے لڑکی تجھے میرا باہر آنا کچھ اچھا نہیں لگا یاد ہے یہ وقت بھی آنا تھا کبھی یہ شہر میرا تھا زمین میری تھی خیر اگر تمہیں اعتراض ہے تو میں چلا جاتا ہوں بھلے گری ہو جبس ہو دم گھٹے پھر بھی چلا جاتا ہوں اسکے لہجے میں عجیب سی بے بسی آن سمائی بجلی پھر لپکی تو ایسے میں اس نے دیکھا کہ وہ زمین میں بعدوم ہوگیا اس کا کفن ہوا میں پھڑ پھڑا رہا تھا وہ اپنی جگہ سن سی رہ گئی دل کی دھڑکن تک گویا ساکت ہوچکی تھی بادلوں کی گڑگڑاہٹ بلند ہوئی تو وہ لہرا کر زمین پر آرہی بارش میں مزید تیزی آگئی تھی۔

❁❁❁

اس نے بغور قرب وجوار کا جائزہ لیا تاحد نگاہ خاردار جھاڑیاں تھیں اسے چلنے میں دشواری کا سامنا تھا تاہم وہ پھر بھی چل رہی تھی سورج نصف النہار پہ دیک رہا تھا اس کی تپش اس کے پورے وجود کو جلا رہی تھی اس نے پشت سے بیگ اتار کر نسبتاً ایک بڑی چھاؤں کے سائے میں رکھا اور خود بھی ہانپتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی گاڑی اس کا ساتھ کب کا چھوڑ گئی تھی اس کے نازک پیروں پر آبلے پڑ چکے تھے تاہم وہ پھر بھی سفر جاری رکھے ہوئے تھی اس نے دوپٹے سے چہرے اور گردن پہ بہتی پسینے کی دھاریں پونچھیں اور بوتل نکال کر چند گھونٹ پانی پیا پانی بھی گرم ہو چلا تھا تاہم پھر بھی اس کے لئے غنیمت تھا۔

کچھ دیر ستانے کے بعد وہ پھر اٹھی بیگ اٹھانے کی مشقت اضافی تھی لیکن وہ بیگ چھوڑ بھی نہیں سکتی تھی وہ چلتے چلتے بار بار رک کر پسینہ صاف کرتی اور بے بسی سے سورج کو دیکھ کر رہ جاتی سورج بھی اس کے ہمراہ چل رہا تھا جا بجا خار اور جھاڑیاں تھیں اور اسے سنبھل سنبھل کر گزرنا پڑ رہا تھا اس کے باوجود اس کے وجود پر خراشیں آئی تھیں جن سے خون رسنے لگا تھا دھیرے دھیرے اس پر نقاہت طاری ہونے لگی اس نے رک کر شانوں سے لٹکتا بیگ اتار کر فروٹس سے مٹھی بھر کر کھائی اور چند گھونٹ پانی پی کر پھر روانہ ہو گئی

❀❀❀

دور دور تک ریت کا سمندر پھیلا تھا دہکتے ہوئے سورج نے اپنی تیز نوکیلی کرنیں نیاموں سے نکال کر حملہ کر دیا تھا ان تلواروں کی نوکیں اس کے پورے وجود میں گڑتی جا رہی تھیں ریت پہ چلنا کس قدر دشوار ہے یہ وہی جان سکتا ہے جو سلگتی دوپہروں میں آبلہ پا چلتا رہا ہو اسے اپنا وجود اس وقت ایک بادل کی مانند لگ رہا تھا جس سے پسینہ بارش کی طرح بہہ رہا تھا اس نے ایک بار پھر پسینہ پونچھا اور اپنے سست ہوتے قدموں کی رفتار بڑھا دی وہ پیر پیچھے جماتی تو وہ تپتی ریت میں دھنستے چلے جاتے وہ پیر بمشکل نکالتی سورج سے برستی آگ اور ریت کی تپش اسے بری طرح جلا رہی تھی اسے اپنا وجود بری طرح جھلستا محسوس ہو رہا تھا اس ریت کے سمندر میں ایک درخت تھا اس کی ٹیڑھی ترچھی شاخیں پتوں سے عاری تھیں سورج بدستور اسے جلا رہا تھا اس جلتے سورج کی تپش کو آج سے قبل کبھی اس طرح محسوس نہیں کیا تھا

تیری قربت کی آنچ سے تھا کبھی بہلتا سورج
آج بھی اسی آس میں شام و سحر ہے مچلتا سورج
ہم کہ سلگتی ریت کا صحرا ٹھہرے
سر پہ مسلط ہے آگ اگلتا سورج
جانے کس موسم لے گئیں اڑا کے بادلوں کو ہوائیں
جانے کس روز ڈھلے گا یہ جلتا سورج
شام وصل یادوں کی گھٹاؤں سے مہک اٹھتی ہے
جب بھی ہوتا ہے غروب ہجر کا ابلتا سورج
وہ موم کبھی قربت خاور میں بھی موم نہ ہوتے پایا
اس کی نفرت سے دیکھا تھا پگھلتا سورج
پاؤں شل ہیں سفر سے میرے ہونٹ ٹھہرے تشنہ
میرے سر پہ تنا ہے آگ اگلتا سورج
آج بھی اسی آس پہ قائم ہے یہ دشت دل
دور تیرگی میں ہوگا طلوع کسی شب سنہرا سورج
بادہ و جام کہاں اب مئے نوش کہاں
رات کی تلخی پی کے نمر ہے بہکتا سورج
اب بھی وقت ہے لوٹ آئے کہتا اسے
جانے کس روز تھم جائے یہ زیست کا چلتا سورج
کیا کیا نہ رنگ دکھلائے گردش ایام نے جہاں کو دعا گر
آج بھی ہے تلاش جائے پناہ میں سرگرداں بھٹکتا سورج

اسے سورج کی تلخی کا صحیح اندازہ اب ہو رہا تھا ورنہ وہ تو ہمیشہ گرمیاں اے سی روم میں گزارتی تھی اگر آفس بھی جاتی تو آفس روم بھی ظاہر ہے ٹھنڈا ہی ہوتا ہے اس نے از سر نو جسم سے بہتی دھاریں صاف کی اور آگ اگلتے سورج کو دیکھا شدت بے بسی سے

ان کی آنکھیں بھر آئیں معا اسے کوئی سفید نقطہ سا دکھائی دیا اس نے آنکھیں سکوڑ کر دیکھا تاہم سمجھ نہ پائی کہ وہ کیا شے ہے وہ قدرے ٹھٹک کر رک گئی وہ سفید چیز اسی جانب تھی جہاں سے اسے گزرنا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے چیتے کے ڈھانچے اور کفن پوش کے واقعات گردش کرنے لگے وہ سوچنے لگی کہ کیا کرے کتنی ہی دیر سے وہ کشمکش و پیچ کے عالم میں کھڑی تھی جو راستہ اسے بتایا گیا تھا اس کے مطابق اسے سیدھا جانا تھا اور وہ سفید سی شے اس کے راستے میں حائل تھی لوگ کالی بلی سے ڈرتے ہیں کہ راستہ نہ کاٹ جائے وہ سفید نقطے سے ڈر رہی تھی بلا خر تذبذب کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا اور ایک گہری سانس لیتی چل پڑی وہ چلتی گئی اور وہ سفید نقطہ بتدریج بڑا ہوتا چلا گیا۔

سورج سے بدستور آگ ٹپک رہی تھی جب وہ نزدیک گئی تو اسے پتہ چلا کہ وہ کوئی نسوانی وجود ہے وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے بیٹھی تھی بال جو کالی دراز تھے اس کی پشت پہ بکھرے تھے وہ دھوپ سے بے نیاز از حد اطمینان سے بیٹھی تھی رابیل نے ہانپتے ہوئے بیگ رکھا اور وہیں ریت پہ دھوپ سے بیٹھ گئی چند گھونٹ پانی پینے کے بعد اس کے حواس قدرے بحال ہوئے وہ لڑکی بائیں گھٹنے پہ ٹھوڑی ٹکائے جلتے سورج پہ نگاہیں جمائے اس کی آمد سے بے نیاز تھی۔

رابیل نے سورج کو نگاہ بھر کر دیکھا جو بنا پلکیں جھپکائے یک ٹک سورج کو دیکھے جا رہی تھی گویا وہ آگ برساتا سورج نہیں آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتی کوئی دلکش سی جھیل ہو اے کون ہو تم ۔۔ اس نے اسے بغور تکتے ہوئے پوچھا۔ مہر ماہ ۔ اس نے بنا چونکے یک لفظی جواب دیا تم یہاں اس قدر دھوپ میں کیوں بیٹھی ہو ۔ اس نے الجھن زدہ انداز میں دریافت کیا جوابا اس کے خوبصورت لبوں پہ زخمی مسکراہٹ پھیلی اس نے دور دھوپ میں سلگتے خود اپنے اجڑتے پہ نوحہ خوان سوگوار شاخوں کے ساتھ سر نیوڑائے پتوں سے عاری درخت کی جانب اشارہ کیا

تو نے دیکھا ہے کبھی صحرا میں جھلتا ہوا پیڑ
اس طرح جیتے ہی وفاؤں کو نبھانے والے

کیا مطلب ۔ اس نے پھر الجھ کر پوچھا۔ وفا نبھا رہی ہوں اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا نظریں ہنوز سلگتے سورج پہ تھیں یوں دھوپ میں بیٹھ کر۔ رابیل کی سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پر بکھریں ہاں ۔ وفا کا انجام تو یہی ہے اور آج سے نہیں سدا ہی سے یہی انجام ٹھہرا ہے وفا کا وہ خالی خالی نظروں سے رابیل کو دیکھ رہی تھی

❀❀❀

میں اب بھی گرتے پانیوں کی زد میں ہوں
اک آبشار میرا چارسو ابھی تک ہے
کوئی گمان مجھے تم ہے دور کیسے کرے
کہ اعتبار میرا چارسو ابھی تک ہے
میں جب بھی نکلا میرے پاؤں چھید ڈالے گا
جو خار زار میرے چارسو ابھی تک ہے

ہم دو بہنیں تھیں مہر نگار مجھ بڑی تھی بابا ایک بزنس مین تھے امی ہاؤس وائف تھیں ہمارا گھر بہت خوبصورت تھا اور ہم سب لوگ ایک دوسرے سے بے حد محبت کرتے تھے زندگی بے حد خوبصورت تھی مگر وقت ہمیشہ یک سا نہیں رہتا۔

میں فرسٹ ائیر میں تھی جب ہمارے کالج میں ایک لڑکا آیا دراز قامت وجیہہ سراپا سنہری رنگت اور یونانی دیوتاؤں کے سے نقوش وہ بے حد پرکشش تھا پروفیسر حیات کے کہنے پر اس نے ڈائس پہ آکر اپنا تعارف کروایا تھا میں شاہ انشال ہوں اس کی آواز بھی سحر انگیز تھی تقریبا سبھی لڑکیاں اس کے لیے آہیں بھرتی پائی جاتی تھیں اکثر لڑکیوں نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا تاہم وہ کافی ریزرو رہتا تھا وہ بس ہمہ وقت کتابوں میں مگن رہتا تھا صرف حسن اور شبیر سے اس کی دوستی تھی وہ بھی ایک حد تک

❀❀❀

وہ اٹھارہ اپریل کی نرم سی صبح تھی آسمان پہ بدل

تیرتے پھرتے تھے اور دو پہلی سنہری کی دھوپ پھیلی تھی سر رضوی کا پیریڈ تھا جب پیون نے آ کر اطلاع دی کہ شاہ انشال کو کوئی بلا رہا ہے وہ ایکسکیوز کر کے چلا گیا کچھ دیر کے بعد جب وہ واپس آیا تو اس کے خوبصورت چہرے پر پریشانی کے سائے لہرا رہے تھے میں چونکہ اس کی جانب متوجہ تھی اس لیے میں نے فوراً محسوس کر لیا اس دن اس کا دھیان بھی لیکچر کی جانب نہیں تھا بلکہ وہ کھویا کھویا سا رہا کئی بار میرا دل چاہا تھا کہ اس سے جا کر پوچھوں لیکن جھجک آڑے آ جاتی پھر وہ چلا گیا۔

اگلے دن وہ کالج نہیں آیا تھا مجھے سارا دن انتظار رہا مگر وہ نہیں آیا اور یہی نہیں وہ اگلے پورے دس دن تک نہیں آیا تھا میں سارا دن دعائیں کرتی کہ وہ آ جائے میری نظریں دروازہ پر منڈلاتی رہتیں بے چینی و اضطراب میرے روم روم میں سما گیا تھا ساری ساری رات میں جلے پیر کی بلی کی طرح چکراتی رہتی پھر بے بسی کی شدت سے پھوٹ پھوٹ کر رو دیتی امی پاپا اور مہر نگار بھی پریشان ہو گئے وہ بار بار پوچھتے کہ کیا ہوا ہے میں انہیں کیا بتاتی کہ کیا ہوا ہے اس سے پہلے میں خود بھی اپنے جذبات اپنی محبت کی شدت سے ناواقف تھی میں نے شبیر اور حسن سے بھی پوچھا مگر وہ بھی لاعلم تھے

❁❁❁

مجھے تھا زعم اور میں بکھر گیا محسن
وہ ریزہ ریزہ تھا اور اپنے اختیار میں تھا

تیس اپریل کو کالج سے چھٹی تھی نگار کو کچھ شاپنگ کرنا تھی سو میں اس کے ساتھ چلی گئی وہ فارغ ہوئی تو میں نے کہا میرا موڈ نہیں ہے ابھی گھر جانے کا میں پارک میں جا رہی ہوں وہ کندھے اچکا کر چلی گئی میں پارک میں گئی تو وہاں کافی رش تھا لوگ ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے خوش گپیوں میں مصروف تھے میں بھی یونہی چلتے گئی سورج زوال کی جانب گامزن تھا معاً مجھے کھجور کے کھردرے تنے کے پاس ایک مانوس سی جھلک دکھائی دی دل تیزی سے دھڑکا تھا میرے قدم بے ساختہ اسی جانب بڑھنے لگے وہ وہی تھا وہ واقعی وہی تھا وہ لوگوں سے الگ تھلگ ایک کونے میں کھجور کے تنے سے بائیں جانب ٹیک لگائے سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا مغرب میں سرکتے سورج کی کرنوں کے باعث اس کے لائٹ براؤن پیشانی پہ بکھرے سونے کی تاروں کی مانند محسوس ہو رہے تھے اس کی سنہری آنکھیں خلا میں گھور رہی تھیں اتنے دن بعد اسے دیکھ کر میں خود پہ ضبط نہ کر سکی۔

تم بہت برے ہو تمہیں ذرا بھی احساس نہیں ہے کسی کا اتنے دن سے غائب ہو تمہیں شرم آنی چاہیے میں اتنے دن تڑپتی رہی لیکن تم سے اتنا نہ ہو سکا کہ بہت بے حس ہو تم اور ظالم بھی کوئی بلا سے کوئی مرتا رہے تمہیں کیا میرے اندر گویا آتش فشاں دہک رہا تھا جس سے لاوا پھوٹ کر بہہ نکلا وہ ہکا بکا سا رہ گیا میرا حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا پھنسنے لگا آواز رندھ گئی میں وہاں سے بھاگتی ہوئی ایک بینچ پر بیٹھ گئی اور ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی مجھے اس وقت خود پہ کوئی اختیار نہ رہا تھا بے اختیاری سی بے اختیاری تھی کچھ دیر بعد کوئی دھیرے سے میرے پاس آ کر بیٹھا ایک مانوس سی خوشبو میرے اردگرد منڈلانے لگی۔

مہر ماہ۔ اس کی سحر انگیز آواز پہ میری گویا جان ہی نکل گئی تھی رہ رہ کر مجھے اپنی بے اختیاری پہ غصہ آ رہا تھا۔ آئم سو سوری۔ مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی پریشان ہو گی ورنہ میں۔۔ آئم رئیلی سوری اس کا گھمبیر لہجہ سماعتوں کے راستے میرے دل میں اترنے لگا میں اصل میں خود بہت اپ سیٹ تھا میں نے دھیرے سے سر اٹھایا ویسے مجھے نہیں پتہ تھا کہ کالج کی سب سے ریزرو لڑکی میرے لیے اتنی پریشان ہے اتنا چاہتی ہے مجھے اس کا شریر لہجہ آخر میں گھمبیر ہو گیا میں جھینپ سی گئی نہیں تو میں تو بس ایک کلاس فیلو کے ناطے پریشان تھی اپنے پست لہجے کا مجھے خود بھی

احساس تھا وہ دھیرے سے ہنس دیا۔

اف اللہ اس کی ہنسی کتنی خوبصورت تھی تو آپ ہر کلاس فیلو کی غیر حاضری پر یوں ہی بے چین ہو جایا کرتی ہو اس کے سوال نے مجھے لاجواب کر دیا تھا یک وہ سنجیدگی سے گویا ہوا پتہ ہے مہرماہ میں خود آپ سے محبت کرتا ہوں میں نے بری طرح چونک کر سر اٹھایا تھا وہ دھیرے سے مسکرا دیا ہاں مگر میں تمہیں کبھی بھی نہ بتاتا لیکن تمہاری بے اختیاری نے بے قراری نے مجھ سے اگلوا لیا اس کے پرکشش چہرے پر بہت خوبصورت سی کیفیت تھی ڈوبتے سورج کی نارنجی کرنیں سیدھی اس کے مقناطیسی نقوش کے حامل چہرے کو چوم رہی تھی اس کے بال اور سنہری رنگت دمک سی رہی تھی۔

تم اتنے دن سے کالج کیوں نہیں آرہے میں نے بات بدلنے کی غرض سے پوچھا تھا ایک مسئلہ پھر کبھی بتاؤں گا لیکن بیلیو می یار آئی رئیلی ویری مس یو اس کا لہجہ میری دھڑکنیں اتھل پتھل کر گیا دل گویا ہتھیلیوں میں اتر آیا تھا پتہ ہے اس وقت تمہارے چہرے پہ اتنے خوبصورت رنگ بکھرے ہیں کہ دل چاہ رہا ہے ۔۔اس کی ادھوری بات بھی میری دھڑکنوں میں قیامت مچا اٹھی تھی اب گھر جاؤ شام ہو رہی ہے اس نے ڈھلتی شام کا احساس دلایا تو میں اٹھ گئی وہ شام بہت خوبصورت تھی لوگ کہتے ہیں شام اداس کر دیتی ہے مگر مجھے تو لگ رہا تھا کہ شام بھی میرے ساتھ ساتھ بہت خوش ہے گنگنا رہی ہے ہر لمحہ میری سماعتوں میں شاہ انشال کی باتیں رس گھولتی رہی تھی میں گویا ہواؤں میں اڑی جا رہی تھی

❀❀❀

سامنے بٹھا کے تینوں کراں اپنا پیار وے
جندڑی تو منگے میں نہ کراں انکار وے۔ چناں وے چناں۔
تیرے نیناں دیاں چھریاں نے دل چیر چھڈیا
۔۔

وہ گا رہا تھا اور پوری کلاس دم بخود تھی میں سانس روکے سن رہی تھی میڈم نشاط کا وہ پیریڈ فری تھا اور سب لوگ اپنی اپنی پسند کا گانا سنا رہے تھے جب شاہ انشال کی باری آئی تو اس نے میرا فیورٹ سانگ گایا تھا میں جو رحیم شاہ کے صرف رحیم شاہ کی آواز میں ہی سنتی تھی اگر کوئی اور ان کا کوئی سانگ گاتا تھا تو مجھے غصہ آجاتا تھا لیکن شاہ انشال کی آواز میں مجھے بالکل بھی برا نہیں لگا تھا بلکہ بہت اچھا لگا تھا۔

تمہیں کیسا لگا میرا گانا ۔اس کی سنہری آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں بہت اچھا ۔۔میرے جواب نے اسے حیران کر دیا تھا ہم تیزی سے ایک دوسرے کے قریب ائے تھے میں تو خیر اس کے بغیر رہ ہی نہیں سکتی تھی وہ بھی مجھے دیکھ کر کھل اٹھتا تھا میں بلکہ ہم دونوں ہی ان دنوں بہت خوش رہنے لگے تھے اور یہ بت سبھی نے محسوس کی تھی۔

انشال ۔تم نے ایک مسئلے کا ذکر کیا تھا وہ وہ کون سا مسئلہ تھا میں نے سموسوں کا آرڈر دیتے ہوئے اس نے پوچھا ہم اس وقت کنٹین میں تھے آں ۔وہ چھوڑو یار وہ ٹال گیا نہیں مجھے بتاؤ میں نے دھونس سے کہا ارے تم نے یہ کیا فضول کلر پہن رکھا ہے اس نے میرے گہرے سوٹ کو تنقیدی نظروں سے گھورا تھا وہ ہمیشہ بات ٹال جاتا تھا۔

❀❀❀

وہ اس کمال سے کھیلا تھا عشق کی بازی
میں اپنی فتح سمجھتا رہا مات ہونے تک

مہرماہ میری بات سنو شہیر نے مجھے پکارا تھا انشال ابھی تک نہیں آیا تھا جی فرمایئے ۔میں نے بیزاری سے پوچھا انشال کا یہ دوست مجھے اب اچھا نہیں لگتا تھا کیونکہ وہ مجھ میں دلچسپی لینے لگا تھا مجھے تم سے انشال کے بارے میں بات کرنی ہے وہ سنجیدگی سے بولا تو میں سیڑھیوں پہ بیٹھ گئی مہرماہ انشال انسان نہیں ہے وہ ۔۔وہ درندہ ہے ۔شرم کرو شہیر وہ تمہارا دوست ہے مجھے بے حد غصہ آگیا میرا یقین کرو مہرماہ وہ یچ میں ۔۔میں نے چلاتے ہوئے اس کی بات

کلٹ دی میں اس سے لڑتی رہی وہ انسان نہیں ہے اس کا تعلق جنات سے ہے وہ سرخ چہرے سے کہہ کر پلٹا تو ٹھٹھک گیا میں نے گردن موڑ کر دیکھا اور اٹھ کر آگے بڑھی۔

انشال انشال دیکھو یہ تمہارا دوست کیا بکواس کر رہا ہے میں نے روتے ہوئے کہا تھا خود پوچھ لو اس سے اس سے کہو تمہارے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہے کہ اس کا تعلق جنات سے نہیں ہے کہو اس سے شہیر چیلنج بھری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔انشال کا چہرہ تاریک پڑ گیا انشال تم انسان ہو نا۔میں نے اس سے تائید چاہی تھی اس نے کچھ کہنا چاہا مگر لب بھینچ لیے انشال تم انسان ہو ناں۔میں نے بے تابی سے پوچھا وہ پھر بھی کچھ نہ بولا ۔وہ خاموش تھا وہ کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا وہ میری بات کی تائید کیوں نہیں کر رہا تھا۔

انشال میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم انسان ہو ناں۔میری بے قراری عروج پر پہنچ گئی انجانے خدشات میرے اردگرد رقصاں تھے وہ بدستور چپ تھا اور اس کی چپ میری جان نکال رہی تھی انشال میں نے کچھ پوچھا ہے کیا تم انسان ہو میں نے ہذیانی انداز میں چلا کر کہا۔میرا ضبط جواب دینے لگا تھا۔

نہیں۔۔اس کی آواز کسی کنویں سے آئی تھی میں نے بے یقینی سے اسے دیکھا کالج کی پوری عمارت میرے اوپر آن گری تھی میرا وجود بھاری ملبے تلے دبا تھا مجھے سانس لینے میں بے حد دشواری کا سامنا تھا اسے میرے چہرے پر نجانے کیا نظر آیا تھا کہ وہ بے تابی سے میری جانب لپکا۔

مہر۔۔مہر میری جان۔۔۔میں نے اس کا ہاتھ سختی سے جھٹک دیا مہر۔۔مہر پلیز میری بات سنو اس نے اضطراری انداز میں کہا تھا اب۔۔اب بھلا کیا کہنا تھا اسے میں پلٹی اور بھاگتی ہوئی گھر کی جانب چل دی سڑک پہ ٹریفک رواں دواں تھی میری آنکھوں کے سامنے آنسوؤں کی دھندلی چادر تنی تھی سڑک پار کرنے کی کوشش میں کسی گاڑی کی ٹکر نے مجھے سڑک کے کنارے پھینک دیا تھا درد تھا اور اذیت تھی صرف درد تھا۔۔صرف اذیت تھی اور کچھ بھی باقی نہ بچا تھا۔

❀❀❀

خواب و خط کے جلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
راکھ کے بکھرنے میں دیر کتنی لگتی ہے
ہم تو خواب والے تھے نیند میں رہے برسوں
ورنہ آنکھ کھلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
زعم کتنا کرتے ہو ایک چراغ پر اپنے
اور ہوا کے چلنے میں دیر کتنی لگتی ہے
بات جیسی بے معنی بات اور کیا ہوگی
بات سے مکرنے میں دیر کتنی لگتی ہے
جب یقین کی بانہوں پر شک کے پاؤں پڑ جائیں
چوڑیاں بکھرنے میں دیر کتنی لگتی ہے
جب ہوا مخالف ہو موج میں سمندر ہو
کشتیاں الٹنے میں دیر کتنی لگتی ہے

ایک پل صرف ایک پل لگتا ہے۔۔میں جو خواب دیکھتے دیکھتے بہت بلندی پہ پہنچ چکی تھی یکا یک کسی گہری بہت گہری کھائی میں جا گری تھی بلندی کا سفر ٹھہر ٹھہر کے بہت دیر میں طے ہوتا ہے لیکن پستی کا سفر طے کرنے میں بس ایک پل لگتا ہے۔

مہر ماہ اب کیسا محسوس کر رہی ہو امی بابا اور مہر نگار بہت پریشان تھے میں بس سر ہلا کر رہ گئی۔جسم سے زیادہ میرے دل میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں ایک محشر سا برپا تھا میرا ذہن پھر تاریکیوں میں ڈوبنے لگا نجانے کتنی دیر کے بعد میں نے پھر آنکھیں کھولیں تھیں کیسی ہو مہر انشال مجھ پر جھکا ہوا پوچھ رہا تھا مجھے اسے سامنے دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی تھی دل کے زخموں سے پھر تازہ خون بہنے لگا تھا مہر پلیز ایسے مت کرو میں پہلے ہی بکھر چکا ہوں تمہارے آنسو مجھے مزید تکلیف دے رہے ہیں وہ بکھرا بکھرا سا لگ رہا تھا مجھے خبر ہی نہ ہوئی تھی اور آنسو میرے چہرے پہ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔

مہر ۔۔مہر پلیز نہیں رونا ۔۔اس نے میرے آنسو صاف کرنا چاہے تھے ۔ڈونٹ ٹچ می ۔۔میں نے اس کا ہاتھ جھٹکا چلے جاؤ یہاں سے میں تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتی ہوں نفرت ہے مجھے تم سے ۔میں چلائی تھی آنسو اب میری گردن پر پھسل رہے تھے اس کے چہرے پہ سایہ سا لہرا گیا مہر ۔میں تمہیں بتانا چاہ رہا تھا مگر اس کا لہجہ پست تھا تم کبھی بھی نہیں بتاتے مجھے تم نے دھوکہ دیا ہے مجھے تم ۔۔اتنا عرصہ ۔۔میرے جذبات سے کھیلتے رہے ۔۔میں بے تحاشا رو رہی تھی میرے دل کا تاج محل شدید ترین زلزلے میں منہدم ہو گیا تھا ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور میں ملبے پہ بیٹھ کر ماتم کر رہی تھی مہر میری جان میں ۔۔میں تم سے بہت محبت ۔۔

جھوٹ مت بولو میں نے ہذیانی انداز میں اس کی بات کاٹ دی میں کہہ رہی تم چلے جاؤ یہاں سے میں نے طیش میں آکر دائیں بازو پہ لگی ڈرپ ایک جھٹکے سے اتاری میرے ہاتھ کی پشت سے بھل بھل خون بہنے لگا مہر پلیز ایسا مت کرو میں ۔۔میں چلا جاتا ہوں وہ تھکے تھکے انداز میں کہہ کر باہر لپکا کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے آکر مجھے ڈانٹتے ہوئے ہاتھ کی ڈریسنگ کی تھی

❀❀❀

میرے ایکسیڈنٹ کو ایک ماہ ہو گیا تھا زخم مندمل ہو چکے تھے لیکن دل ۔۔کاش دل کے زخم بھی مندمل ہو سکتے انشال نے کئی بار مجھ سے بات کرنا چاہی تھی وہ کئی بار یہاں آیا تھا مگر میں نے اس کی بات نہیں سنی تھی اب بھلا سننے کے لیے رہ ہی کیا گیا تھا میں اگرچہ کالج نہیں جانا چاہتی تھی مگر بابا کے کہنے پر چلی گئی کلاس روم میں انشال کی نظریں میرے چہرے پر بھٹکتی رہیں میرے گھورنے پر وہ نظریں چرا جاتا میں لائبریری میں نوٹس بنا رہی تھی کہ وہ لائبریری میں چلا آیا۔

مہر پلیز میری بات سنو وہ ملتجی انداز میں بولا جی فرمایئے انشال صاحب ۔اب کیا رہ گیا ہے کون سا جھوٹ بولنا ہے اب ۔۔میری بات پہ اس نے شاکی نظروں سے مجھے دیکھا تھا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی ۔وہ میرے سامنے چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا کر سکتی ہوں لیکن کس بات پر ۔محبت کے نام پہ اپنے جذباتی استحصال پہ دھوکہ دہی پر یا ۔میں نے استہزائیہ بات ادھوری چھوڑی اس کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا میں چاہتا تھا تمہیں بتا دوں لیکن نہیں بتا پایا لیکن کیوں میں نے بھینچی آواز میں پوچھا تھا کیونکہ میں تمہیں کھونے کا رسک نہیں لے سکتا تھا اس نے گویا اعتراف کیا تھا اس کے لہجے میں بھرپور بے بسی تھی میں مزید وہاں نہیں بیٹھی تھی اور اس نے مجھے روکنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

انہی دنوں میرے لیے احمد ضیا کا پروپوزل آیا تھا وہ دبئی میں ہوتا تھا اور امی کے کسی دور کے کزن کا بیٹا تھا میں نے امی کے استفسار پہ انکار کر دیا تھا اس دن میں کالج گئی تو انشال نے میرا راستہ روک لیا چند دنوں کی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ وہ کافی تھکا تھکا ہوا سا لگ رہا تھا مہر تمہاری شادی ہو رہی ہے اس نے عجیب سے انداز میں کہا تھا شاید اسے کسی نے مذاق میں کہہ دیا تھا کہ میری شادی ۔۔

ہاں ۔۔میں تلخی سے کہہ کر آگے بڑھ گئی تم واقعی شادی کر رہی ہو مہر ۔اس نے میرا بازو دبوچ کر مجھے اپنے سامنے کیا تھا میں نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی تمہیں میری ذرا بھی پروا نہیں ہے ۔۔اس نے عجیب آنچ دیتے لہجے میں پوچھا میرا دل ایک دم سکڑ کر پھیلا تھا ۔نہیں میں آنکھوں میں پھیلتی نمی چھپانے کو رخ پھیر گئی نہیں ۔اس نے بے یقینی سے دہرایا تھا ۔او کے جاؤ وہ پھیکی سی ہنسی ہنسا تھا میرے سینے میں دل کرلا تھا مگر میں چلی گئی ۔

❀❀❀

اس دن سے وہ کالج نہیں آیا میں نا چاہتے ہوئے اس کا انتظار کرتی رہی تھی مگر وہ اگلے پورے ایک ماہ غائب رہا اور میں کیا مجھے بتانے کی ضرورت

ہے کہ میری حالت کیا تھی بے شک میں اس سے ناراض تھی مگر محبت تو مجھے اب بھی اس سے تھی میں لاکھ چاہنے کے باوجود اپنے دل سے اس کی محبت نہیں نکال سکتی تھی محبت ایک ایسا ہی آکٹوپس ہے اس کے شکنجے سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے میں ہر روز اسی پارک میں جاتی تھی اور وہاں جا کر مزید اداس ہو جاتی تھی ایسے ہی ایک دن میں وہاں پہنچی تو وہ وہاں موجود تھا وہ اسی بینچ پر بیٹھا تھا۔

شرم کرو کچھ اتنا آزماتے ہیں کسی کے ضبط کو بس ایک مرنے کی کسر رہ گئی تھی مجھے دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا کہاں چلے گئے تھے تم اور کیوں۔ میں نہیں رہ سکتی تمہارے بغیر سنا تم نے تم کیوں چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر اس کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے میں بے تحاشا رونے لگی اس نے میرے گرد اپنے دائیں بازو کے حصار میں سمیٹ کر چپ کروانے کی کوشش کی لیکن اسے سامنے پا کر میں پھر سے اپنا ضبط کھو بیٹھی تھی

وہ مجھ کو دیکھ کے برسا تھا بادلوں کی طرح
میں زخم زخم تھا مگر پھر بھی اعتدال میں تھا

یار پلیز اب بس کرو ناں دیکھو میری ساری شرٹ بھیگ گئی ہے اس نے مجھے بینچ پر بٹھایا اور خود بائیں گھٹنے کے سہارے عین میرے سامنے نیچے گھاس پر بیٹھ گیا تم سے دور جاؤں تو لڑتی ہو پاس رہوں تو بھی لڑتی ہو تم ہی بتاؤ کہ کیا کروں میں وہ میرے رخساروں پہ بہتے آنسو صاف کرتا بھرپور بے بسی سے بولا پتہ نہیں جو مرضی کرو مگر آئندہ کبھی مجھے چھوڑ کر مت جانا ورنہ میں۔۔ میں نے اس کے ہاتھ تھام کر کہا تھا خود ہی تو جانے کے لیے کہا تھا میری شکل تک دیکھنا تو گوارا نہیں تھا۔ اس نے شکوہ کیا تو تم نے کون سا مجھے کم تنگ کیا ہے پتہ ہے مجھے کتنا دکھ ہوا تھا وہ بھی شبیر نے بتایا تھا تم نے نہیں۔۔ میں نے بھی گلہ آمیز انداز اپنایا ۔میں نے بتایا تو ہے کہ میں تمہیں کھونے کا رسک نہیں لینا چاہتا تھا مجھے ڈر تھا کہ تم مجھے چھوڑ دو گی۔ اس نے ملائمیت سے سمجھایا۔ واؤ۔۔ لیلیٰ مجنوں کی جوڑی۔۔ پاس سے گزرتے ہوئے دو نوجوان لڑکوں نے سیٹی بجاتے ہوئے ہم پر جملہ کسا مائی گاڈ میں بے ساختہ جھینپ گئی کئی لوگ ہماری جانب متوجہ تھے انشال بے ساختہ ہنس دیا تھا۔

❁❁❁

ہمارا دل چرا کر تم شکایت ہم سے کرتے ہو
ہمیں معلوم یہ بھی ہے محبت ہم سے کرتے ہو
چلو چھوڑو شکایت کو ہمارے پاس آؤ تم محبت

ایک مصیبت ہے محبت سے بچاؤ تم میں ٹی وی پہ اپنی فیورٹ ویڈیو دیکھ رہی تھی اس گانے کی ویڈیو مجھے بہت پسند تھی اور میں اسی میں کھوئی ہوئی تھی جب انشال کی کال آئی تھی ہیلو۔ میں نے سیل کان سے لگایا ہمارا فون پہ باتیں کرنا اب معمول بن گیا تھا اس نے مجھے اپنے بارے میں بتایا تھا وہ لوگ عیسائی تھے ان کا خاندان صدیوں سے ایک حویلی میں آباد تھا انشال اور اس کا ایک کزن زریم یوں ہی ایڈونچر کے طور پہ انسانوں کا روپ بدل کر انسانوں سے ہی تعلیم حاصل کرنے آ گئے تھے انشال اسلام سے اس قدر متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا جب اس کے گھر والوں کو پتہ چلا تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا اس پہ بہت زور دیا گیا کہ وہ اپنے آبائی مذہب پہ لوٹ آئے مگر وہ نہ مانا اسے بہت سزائیں دی گئیں تاہم وہ اپنے فیصلے پر قائم رہا اسے کافی عرصے تک قید میں رکھا گیا بھوکا پیاسا رکھا گیا اسے اذیت ناک سزائیں دی گئیں بالآخر اسے قبیلے سے نکال دیا گیا اور اس کے باقی خاندان والے واپس اپنی دنیا میں چلے گئے انشال بدستور یہیں رہا۔

اس دن اسے زریم نے اطلاع دی تھی کہ اس کی ماں کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اور وہ اس سے ملنا چاہتی ہے مگر باقی لوگوں کی یہ شرط تھی کہ اگر وہ اپنے مذہب پہ لوٹ آتا ہے تو اپنی ماں سے مل لے ورنہ نہیں اس لیے وہ اپسٹ رہا تھا وہ شروع دن سے ہی مجھے پسند کرنے لگا تھا اس کی پسندیدگی محبت میں کب ڈھلی اسے خود بھی خبر نہ ہوئی تھی شبیر اس محبت سے آگاہ

...چکا تھا سو اس نے انشال کو اظہار محبت پر اکسایا جواباً وہ پھیکے سے انداز میں مسکرا دیا تب اس نے شہیر کے اصرار پر اسے اپنی اصلیت بتائی تھی وہ ششدر رہ گیا تھا۔

❀❀❀

مہر میری ماں بہت بیمار ہے میں اس سے ملنے جا رہا ہوں اس نے مجھے بتایا تو میں چونک گئی اس کی آنکھیں بے حد سرخ ہو رہی تھیں شاید وہ رات جاگتا رہا تھا وہ لوگ کیا تمہیں اس سے ملنے دیں گے دیکھتا ہوں کیسے روک سکتے ہیں وہ مجھے اس کی سنہری رنگت غصے کی آنچ سے سرخ ہوئی ان سے لڑنا مت پلیز میں بے اختیار ٹوک دیا ٹھیک ہے نہیں لڑوں گا ڈونٹ وری۔ میرے چہرے پر ہراس کے سائے دیکھ کر وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا تھا اور پلیز اپنا خیال رکھنا او کے اور پھر اسنے کہنی ٹیبل کی سطح پہ ٹکائی اور بند مٹھی پہ چہرے ٹکا لیا اور پلیز جلدی واپس آنا کب آؤ گے میں اداس ہونے لگی جلدی آنے کی کوشش کروں گا اس کی نظریں وارفتگی سے میرے چہرے پر بکھری تھیں او کے میں چلتا ہوں مجھے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کر کے وہ چلا گیا۔

اسے گئے ہوئے تین ماہ ہونے کو آئے تھے مگر اس کی واپسی کی کچھ خبر نہ تھی میری حالت بہت بری تھی اس کا سیل بھی مسلسل آف تھا مجھے طرح طرح وہم ستانے لگے عجیب عجیب ہول اٹھتے تھے میں رو رو کر خدا سے اس کی سلامتی کی دعائیں مانگتی تھی ایک دن کال بیل بجی میں نے دروازہ کھولا تو ایک اجنبی نوجوان کو روبرو پایا۔

آپ کون ہیں میں زریم ہوں آپ سے بات کرنی تھی میں اگرچہ ویسے بھی آ سکتا تھا لیکن شاہ انشال نے تاکید کی تھی کہ مہذب طریقے سے جانا وہ مسکرایا۔ ان ۔۔ انشال کیسا ہے وہ ٹھیک تو ہے ناں وہ آیا کیوں نہیں میں نے بے قراری سے پوچھا اندر تو آنے دو پھر بتاتا ہوں وہ سنجیدہ ہو گیا میں نے اسے ڈرائنگ روم میں لا بٹھایا ریشم چائے لے آؤ ملازمہ کو چائے کا کہہ کر میں زریم کی جانب متوجہ ہو گئی وہ ٹھیک ہے مگر ان لوگوں نے اسے پھر سے قید کر رکھا ہے اسے کسی سے ملنے بھی نہیں دیتے ہیں میں بھی بمشکل اس سے ملا ہوں اس نے مجھے آپ سے ملنے کا کہا تھا کہ آپ پریشان ہوں گی اور تاکید کی تھی کہ بلاوجہ آپ کو خوفزدہ نہ کروں وہ چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے بولا۔

انشال خود بھی عام لوگوں کی طرح ہی مجھ سے بات کرتا تھا اس نے کبھی اپنی طاقت کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا تھا وہ کسی طرح سے وہاں سے نکل نہیں سکتا میں نے پوچھا نہیں ہاں مگر قبیلے کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ قدرے تذبذب سے بات ادھوری چھوڑ گیا کہ کیا بے قراری مجھ پہ حاوی تھی ان کا خیال ہے کہ اگر کوئی انسان خصوصاً مسلمان شاہ انشال کو چھڑانا چاہے تو شاید ۔۔ میں جاؤں گی تم پلیز مجھے پتہ بتاؤ میں نے سرعت سے کہا تھا نہیں میں آپ کو یہ مشورہ نہیں دے سکتا وہ نفی میں سر ہلا گیا نہیں پلیز مجھے پتہ بتا دو خدا کے لیے میں نے التجائیہ انداز میں کہا تھا ٹھیک ہے میں پتہ بتا دیتا ہوں مگر آپ اس وقت تک نہیں جائیں گی جب تک انشال نہ کہے میں جل ہی اس سے بات کر کے آؤں گا میرے اقرار پر وہ مجھے ایڈریس سمجھانے لگا اس کے جانے کے بعد اسی وقت سے میں نے اس کا انتظار کرنا شروع کر دیا تھا۔

چند دن بعد مجھ پر ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی امی بابا اور مہر نگار ایک شادی پہ گئے تھے وہ لوگ واپس آ رہے تھے جب میں نے بابا کو فون کیا کہاں ہیں بابا ۔۔ بیٹا ہم راستے میں ہیں میرا بیٹا بور تو نہیں ہو رہا وہ اپنے ازلی شفیق لہجے میں پوچھ رہے تھے نہیں بابا بس آپ میرے لیے کے ایف سی سے پیزا پیک کروا تے لائے گا میں نے لاڈ سے فرمائش جڑی او کے بیٹا اور کچھ۔ وہ شاید مسکراتے تھے ابھی میں نے کچھ نہیں کھایا بس آپ جلدی آ جائیں۔ بس ہم اس وقت جو بر۔۔

ان کی بات ادھور رہ گئی ایک ساعت شکن

دھماکہ ہوا تھا اور رابطہ کٹ گیا بابا میں ہسٹر یائی انداز میں چلائی تھی وہاں شدید حادثہ ہوا تھا۔

❀❀❀

گھر میں الو بولنے لگے پھر میں ایک دم انشال کے پیچھے جنے کی فیصلہ کرلیا اور زریم واپس نہیں آیا تھا پتہ ہے یہ محبت بہت عجیب سے ہے جہاں یہ قیس کو مجنوں بن کر صحراؤں کی خاک چھاننے پر مجبور کرسکتی ہے سوہنی کو کچے گھڑے پر دریائے ہجر پار کرنے پر مجبور کرسکتی ہے فرہاد کو پتھر کاٹ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالنے پر مجبور کرسکتی ہے وہیں یہ مہامراہ کو تن تنہا طویل راستے قبیلہ پا کاننے پہ بھی مجبور کرسکتی ہے میں نے تنہا جنگلوں میں صحراؤں میں ویرانوں میں سفر کیا ہے اس سفر میں کیا کیا صعوبتیں اٹھائیں وہ ایک الگ داستان ہے بہر حال میں یہاں جب پہنچی تو انشال کو جانے کیسے خبر ہوئی وہ آ گیا۔

مہر پلیز تم آگے مت آنا اس سے آگے ہماری سرحد شروع ہوگی تم آگے مت آنا میں جلد ہی یہاں آؤں گا مگر انشال میں ۔میں نے کچھ بولنا چاہا مگر وہ میری بات قطع کرتا عجلت آمیز انداز میں بولا مہر پلیز تمہیں میری قسم یہیں رک کر میرا انتظار کرنا میں بڑی مشکل سے آیا ہوں لیکن میں سب کچھ جلد ہی ٹھیک کراوں گا اور پھر آؤں گا اپنا خیال رکھنا وہ چلا گیا مجھے پابند کر کے چلا گیا وہ اتنی جلدی چلا بھی گیا تھا ابھی تو میری آنکھیں سیراب بھی نہ ہوئی تھیں ابھی تو ابھی تو میں نے اس سے ٹھیک سے بات بھی نہیں کی تھی اور وہ چلا بھی گیا تھا۔

بس پھر میں نے اس کا وعدہ نبھایا بلکہ نبھایا کیا ابھی تک نبھا رہی ہوں سرد ہو یا گرمی میں ہمیشہ یہیں اسی جگہ اسی جگہ رہتی ہوں بھلے گرمی سے جان جلتی رہے بھلے بارش میں جسم اکڑتا رہے میں ہمیشہ یہیں رہتی ہوں مجھے ڈر ہے کہ اگر میں کہیں چلی گئی تو وہ آئے مجھے نہ پا کر وہ کہیں ۔۔واپس نہ چلا جائے مگر وہ نہیں آیا۔وہ کبھی نہیں آیا۔

❀❀❀

کس طرح وفا کا ہم نے دیکھو مان رکھا ہے
صحراؤں کی خاک کو خوب چھان رکھا ہے
عشق ٹھہر مجبوری اور مجبوری مجبوری ہے
ہم نے جان رکھا ہے ہم نے مان رکھا ہے
اپنی ہر اک خوشی ہم نے تیرے سر سے واری ہے
تیرے قدموں میں جان کو میری جان رکھا ہے
ایک تیری ہی امیدی سے منسوب ٹھہریں دھڑکنیں
باقی ہر ایک سے انہیں میں نے انجان رکھا ہے
گردش وقت بھی تیز بہت تیز ہے
سر پہ آلائشوں کا سائبان رکھا ہے
ہم سا بھی کوئی دیوانہ کیا جہاں میں ہوگا
سر چڑھایا زمین کو پیروں تلے آسمان رکھا ہے
وقت بہت ہی ظالم ہے دعا فراموش نہ کہیں تم ہو جاؤ
اسی خدشے کے تحت تیری یاد کو سر پہ تان رکھا ہے

رابیل یک ٹک اسے دیکھے گئی وہ کبھی نہیں آیا مہرماہ از سر نو بڑبڑائی تھی رابیل کی نظروں میں از حد حیرت اور حد درجہ تاسف رقم تھا تم کتنے عرصے سے ہو ادھر رابیل نے اس کے موتی چہرے سے نظریں ہٹا کر پوچھا
میں
2 2 . 6 . 2 0 0 8 بائیس جون دو ہزار آٹھ سے ہوں ادھر اور بے تاثر لہجے میں بولی کیا پانچ سال ہونے والے ہیں اور تم ادھر ہی مائی گاڈ وہ حقیقتاً حیرت سے اچھل تھی کیونکہ خود اسے یہاں چند منٹ بیٹھنا بے حد دشوار لگ رہا تھا اور مہرماہ نے اتنے سال ادھر گزارے تھے ایک ایسی جگہ جہاں ضروریات زندگی کی کوئی بھی شے نہ تھی کھانا تو کجا رابیل کو تو وہاں پانی بھی دکھائی نہ پڑا تھا اس نے اپنی حیرت کو الفاظ کا روپ دیا۔

تم بھلا یہاں کیسے رہ رہی ہو کھانا وغیرہ کدھر سے کھاتی ہو جواباً مہرماہ کے لبوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ بکھری کھانے وغیرہ کی ضرورت تو زندہ لوگوں کو ہوتی ہے میں تو مر چکی ہوں وہ تلخی سے بولی

راحیل اسے دیکھ کر رہ گئی سورج افق کے مغربی کنارے میں ڈوبنے والا تھا آسمان پہ نارنجی روشنی بکھری ہوئی تھی چلو آؤ تمہیں ایک چیز دکھاتی ہوں وہ اٹھ کر ٹیلے سے نیچے اترنے لگی رابیل نے اس کی تقلید کی تم بھی اپنے شوہر کے پیچھے آئی ہو ناں رابیل کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

حت۔تم کیسے جانتی ہو مجھے سب پتہ ہے وہ پراسرار انداز میں مسکرائی نیچے جا کر وہ ایک جگہ سے ہاتھوں سے ریت ہٹانے لگی رابیل سب بھول کر متجسس سی دیکھنے لگی ذرا اپنے سامان سے چاقو تو دینا مہر ماہ کی بات پہ وہ چاقو نکالنے لگی۔

یہ لو۔۔۔ یہ کیا اس نے پلٹ کر چاقو اسے دینا چاہا مگر سامنے پڑی چیز کو دیکھ کر ششدر رہ گئی مہر ماں نے جو چیز نکالی تھی وہ سفید لباس میں ملبوس ایک لاش تھی خاص بات یہ کہ اس کی شکل ہو بہو مہر ماہ جیسی تھی نہ صرف شکل بلکہ یہ میری لاش ہے مہر ماہ نے سرسراتی ہوئی آواز میں فخر یہ انداز میں کہا تھا وہ ششدر رہی بے یقینی سے اپنی ہی لاش کے پاس بیٹھی مہر ماہ کو دیکھ رہی تھی دھیرے دھیرے اس کی حیرت خوف میں تبدیل ہونے لگی پر اس کی ایک سرد لہر نے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں جنم لیا اور یکا یک پورے وجود میں سرایت کر گئی۔

تم مر چکی ہو اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں بنا کسی پانی وغیرہ کے اس آگ اگلتی ہوئی دھوپ میں ابھی تک زندہ ہوں وہ زہریلے لہجے میں بولی تھی رابیل لہرا کر زمین پر آ رہی۔

❁❁❁

میں بھیگی آنکھوں سے اسے کیسے بتاؤں
مشکل ہے بہت ابر میں دیوار اٹھانی
نکلا تھا تجھے ڈھونڈنے اک ہجر کا تارا
پھر اس کے تعاقب میں گئی ساری جوانی

اس نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں تیز دھوپ اس کی آنکھوں میں چبھ رہی تھی اس نے جونہی آنکھیں کھولیں دھک سے رہ گئی وہ ریگستان میں تھی تا حد نگاہ ریت کا سمندر تھا آسمان کا رنگ گدلا ہو رہا تھا اور اس گدلے آسمان پر سورج کا زرد تھال دہک رہا تھا سورج سے برستی آگ کی تپش اس کے نازک وجود کو جلا رہی تھی وہ کسی سائے کی تلاش میں نگاہ دوڑانے لگی چہار اطراف ریت ہی ریت تھی وہ یونہی ایک جانب چل دی وہ سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں کیسے آ گئی وہ تو مہر ماہ کے پاس یا شاید یہ وہی صحرا تھا جا بجا ریت کے ٹیلے سے بنے ہوئے تھے وہ ایسے ہی ایک ٹیلے پر چڑھنے لگی ٹیلے پر چڑھنے میں اسے دشواری کا سامنا تھا پیر بار بار ریت میں دھنس جاتے تھے ٹیلے کے وسط میں پہنچ کر اس نے گردو پیش کا جائزہ لیا اسے دھوپ سے نجات کے لیے کسی جائے پناہ کی تلاش تھی مگر کوئی جائے پناہ تھی نہ ہی جائے امان۔اسکی نظروں میں مایوسی اترنے لگی۔

اس نے حسرت و یاس سے آسمان پہ نگاہ ڈالی کہ شاید کہیں سے کوئی ابر مہربان۔آسمان کے وسط میں دہکتا سورج اس کی بے بسی سے حظ اٹھا تا مسکرا دیا معا اس کی نگاہ گلاب کے ایک پودے پر جا اٹکی صحرا میں گلاب کا ہونا باعث حیرت ہی تھا وہ پودا خشک ہو چکا تھا پتے خشک ہونے کے باعث ان کا رنگ بھورا ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود پودا تازہ سرخ گلابوں سے بھرا ہوا تھا وہ ایک ٹرانس کے عالم میں چلتی ہوئی وہاں تک پہنچی تھی اور ٹرانس کے ہی عالم میں وہ پودے کے قریب بیٹھ گئی خشک ٹہنیوں پر خشک پتوں کے درمیان سرخ گلاب مسکرا رہے تھے اس نے دھیرے دھیرے لرزتے ہاتھوں سے ایک پھول کو چھوا اس کی پتیاں بکھر گئیں باقی پھول بھی پتی پتی ہو کر جھڑ گئے بقول شاعر

پتی پتی جھڑ جاوے پر خوشبو چپ نہ ہووے

وہ ششدر رہ گئی اسے یونہی محسوس ہوا کہ پھولوں کی پتیاں نم زدہ سی ہیں اس نے ریت پہ بکھری

پھولوں کی پتیوں کو چھو کر اپنی انگلیوں کو دیکھا اس کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکل گئی۔

دل اچھل کر حلق میں آ گیا جسم کے تمام مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ اس کی انگلیوں کی پوریں خون آلود تھیں تازہ تازہ سرخ خون۔ معاً بکھرتے پھولوں کی بارش ہونے لگی یہ بکھرتی پتیاں بھی خون سے نم زدہ تھیں وہ ہراساں نظروں سے دیکھتی رہ گئی اسے بے پناہ خوف محسوس ہو رہا تھا ہراس کے شکنجے میں اس کا وجود جکڑتا چلا جا رہا تھا پھولوں کی بارش میں بھیگتا اس کا وجود عالم دہشت میں لرزاں تھا بکھرتے گلاب جا بجا اس کے سیدھے سیاہ سلکی بالوں پر اٹکی تھیں سورج کی کرنوں سے چمکتی سنہری و سرمئی ریت بکھرتے گلابوں میں چھپنے لگی زمین سے آسمان تک پتیوں کی چادر سی تن گئی نہ زمین دکھائی دے رہی تھی نہ آسمان چار سو بکھرتے گلاب تھے جن میں بے خون کی چھچھاہٹ وہ اندر تک محسوس کر رہی تھی دفعتاً وہ بھاگ اٹھی۔

اس کے ننگے قدم خون آلود پتیوں پر پڑتے تھے اور وہ پتیاں اس کے تلووں سے چپکتی جاتی تھیں وہ نیچے بکھرے گلابوں کے قالین پہ نظریں جمائے اندھا دھند بھاگی چلی رہی تھی وہ ان بکھرتے گلابوں سے بچنا چاہ رہی تھی لہذا اپنا کسی سمت کا تعین کیے وہ بس بھاگ رہی تھی اس کے ذہن میں کسی بھولے بسرے خواب نے ہلچل کر رکھی تھی دل یوں دھڑک رہا تھا گویا سینہ توڑ کر باہر آنا چاہتا ہو دفعتاً وہ کسی ٹھوس شے سے ٹکرائی لڑکھڑاتے ہوئے اس نے دیکھا وہ اس کا اپنا تھا وہ اس کا راحیل تھا وہ خوشی سے کھل اٹھی مصیبت میں کوئی اپنا پاس ہو تو حوصلہ بڑھ جاتا ہے اور وہ تو پھر اس کا شوہر تھا اس کا محبوب تھا محبت اجنبی دیس میں اپنے گاؤں کی مانند۔۔

راحیل اس نے خوشی سے لرزتی آواز میں پکارا جس کے لیے اس نے اتنا کٹھن سفر کیا تھا مشکلات جھیلی تھیں وہ اس کے سامنے تھا منزل مل جائے تو سفر کی صعوبتیں بھول جایا کرتی ہیں راحیل نے ایک اچٹتی سی نگاہ اس پہ ڈالی اور گویا ہوا۔

شاما میرا انتظار کر رہی ہے تم چل جاؤ۔۔را۔۔حیل۔۔وہ بے یقینی سے چلائی راحیل نے ایک بیزار نگاہ اس پہ ڈالی اور آگے بڑھ گیا راحیل۔۔راحیل۔۔وہ اسے پکارتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگنے لگی اس کا سانس پھول رہا تھا اس کے حلق سے آوازیں بمشکل نکل رہی تھیں مگر وہ پھر بھی اسے پکار رہی تھی مگر راحیل اس پہ ایک نگاہ غلط ڈالے بنا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا بلیک تھری پیس سوٹ میں اس کا دراز قد اور وجیہ سراپا نمایاں تھا وہ بدستور اسے آوازیں دے رہی تھی اور وہ بدستور اردگرد متوجہ ہوئے ناک کی سیدھ میں چلا جا رہا تھا وہ بدستور اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ سراب کے پیچھے بھاگ رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ سراب کے پیچھے بھاگنے والے کبھی سیراب نہیں ہوتے نوکیلے پتھروں اور کانٹوں پر چلنا ہی اس کا مقدر ہوا کرتا ہے اس سفر میں آبلہ پائی ہے اور اس سفر کا حاصل کا حاصل صرف تشنگی ہے سیرابی نہیں۔

دفعتاً اسے ٹھوکر لگی اور وہ بری طرح لڑکھڑا کر گری شدید ترین درد کی ایک شدید ترین لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی اس کی شفاف آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں اس نے پلکیں جھپک کر دیکھا وہ اسے خود سے بہت دور جاتا دکھائی دیا تھا تو کیا وہ سچ مچ اسے اس ریگستان میں مرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا یہ خیال ہی اسے پاگل کر دینے کو کافی تھا دل اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبنے لگا اس کے وجود کو گویا کوئی آری سے کاٹ رہا تھا ٹکڑے ٹکڑے کر رہا تھا۔

اس نے اگرچہ یہ منظر بارہا خوابوں میں دیکھا تھا مگر دیکھنے اور جھیلنے میں بہت فرق ہوتا ہے دیکھ کر ہنسنا کبھی کو آتا ہے اور جھیل کر ہنسنا کسی کسی کو آتا ہے دیکھنا لطف اندوز کرتا ہے اور جھیلنا تکلیف دیتا ہے دیکھنا لبوں پہ مسکراہٹ بکھیر دیتا ہے اور جھیلنا آنکھیں نم کر دیتا ہے اس نے دیکھا ضرور تھا مگر جھیل اب رہی

تبھی وہ پھر اٹھی اور اس کے پیچھے پاگلوں کی طرح بھاگنے لگی ساتھ ساتھ وہ اسے پکار بھی رہی تھی ۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ اب بھی خواب دیکھ رہی ہے اور خواب سے جاگ جائے گی خواب سے جاگنے کیلئے بس ایک لمحہ درکار ہوتا ہے لیکن وہ ایک لمحہ گزر ہی نہ رہا تھا وہ لمحہ کیوں ٹھہر گیا تھا اسے لگ رہا تھا ابھی وہ اس بھیانک خواب سے جاگ جائے گی اور اپنے روم میں اپنے بستر پر ہوگی راحیل اسے اپنی بانہوں کی پناہ میں لے لے گا اور یہ خواب ختم کیوں نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے خواب سے جاگنے کے لیے اپنی انگلی چبا ڈالی انگلی سے خون رسنے لگا مگر اسے تکلیف کا ذرہ بھر احساس نہ ہو رہا تھا اسے تکلیف کا احساس کیوں نہیں ہو رہا تھا اس کے دل میں اتنا درد تھا کہ وہ باقی پر درد کو محسوس کرنے سے قاصر تھی اس نے سامنے نظر دوڑائی اور ٹھٹھک گئی راحیل وہاں نہیں تھا راحیل کہیں نہیں تھا وہ اسے اس ریگستان میں مرنے کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تھا وہ سے واقعی مرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ شدت غم سے بے دم ہو کر گھٹنوں کے بل گر گئی اس پر خون آلود گلاب پھر بکھرنے لگے وہ کرب واذیت کی انتہائیوں پر تھی خوف سے اس کا دل بند ہونے لگا اس کی بڑی بڑی حیران آنکھوں میں خوف وہراس جم کر رہ گیا تھا۔

❁❁❁

اس نے بکھرتے گلابوں کو ہراساں نظروں سے دیکھا۔ ان میں رچے خون کی نمی وہ اندر تک محسوس کر سکتی تھی بکھرتے گلابوں کی بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جا رہی تھی وہ اس بھیانک جگہ پر تنہا تھی وہ تیزی سے چلتی ہوئی ایک جگہ بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھوں سے ریت ہٹانے لگی پھر اس نے کھینچ کر سفید لباس میں ملبوس اپنی لاش نکالی اس پر بکھری ریت اس نے دوپٹے سے صاف کی اور تازہ بکھرنے والی پتیاں بھی۔

اس نے لاش کو کندھوں پر اٹھایا اور بھاگنے لگی وہ بکھرتے گلابوں سے بچنا چاہتی تھی بھاگتے بھاگتے وہ ایک ٹیلے پر پہنچی اور گرد و پیش کا جائزہ لیا کوئی جائے پناہ نہ تھی وہ بے چینی سے پلٹی اور برق رفتاری سے بھاگتے ہوئے دوسرے ٹیلے پر پہنچ گئی لاش ہنوز اس کے کندھوں پر جھول رہی تھی اس کے سیدھے سیاہ دراز بال پیچ و خم کھا رہے تھے اس نے قرب وجوار میں نگاہ دوڑائی کوئی جائے امان نہ تھی وہ پاگلوں کے سے انداز میں اس بارش سے بچنے کے لیے پورے ریگستان کے چکر کاٹنے لگی بکھرتے گلابوں کی بارش بدستور جاری تھی۔

بلآخر بے دم سا ہو کر اس نے لاش گلابوں کے قالین پر رکھ دی چند ہی ثانیوں میں اس پر بکھرتے گلابوں کا ایک ڈھیر جمع ہو گیا لاش چھپ گئی بکھرتے گلاب صرف اس کی لاش پہ نہیں اس پر بھی تھے وہ ہذیانی انداز میں لاش سے پتیاں ہٹانے لگی وہ جتنی تیزی سے پتیاں ہٹا رہی تھی اتنی ہی تیزی سے مزید گلاب بکھر رہے تھے وہ بے جان سی ہو کر ہانپنے لگی اس نے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ہچکیوں سے اس کی پشت پر بکھرے بال اور اور پورا وجود لرز رہا تھا بالعلل پہ بکھری پتیاں بالوں سے دھیرے دھیرے رک رہی تھی اور نئی پتیاں بکھر رہی تھیں اور یہ سب ہمیشہ یونہی ہوتا رہنا تھا۔

کس رات میری آنکھوں میں خواب نہیں ہوتے
کس شب دہلیز دل پہ اترے یہ عذاب نہیں ہوتے
گو زہر میں بجھا تو ہے مگر یہ کھلا سچ ہے
سراب کے پیچھے بھاگنے والے دعا کبھی سیراب نہیں ہوتے

❁❁❁

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے
لفظ جب تک وضو نہیں کرتے
ہم تیری گفتگو نہیں کرتے
(نازیہ، ساہیوال)

خونی انتقام

---تحریر: بلال شبیر، ہری پور---

رک جاؤ کابوس آگ دیوتا کے مندر میں جانے سے پہلے خون سے غسل کرلو اور گائے کے پیشاب سے سر کی مالش بھی کرلو کابوس جادوگر کو اپنے عقب سے ایک عورت کی آواز آئی آواز انتہائی کرب سے بھرپور تھی اور کانپ رہی تھی او مدوشالہ ماں آپ اور یہاں کابوس تیزی سے پلٹا اور اس بوڑھی کے پاس آ گیا ہاں بیٹا یہ تو مندر کا اصول ہے اور ہاں میں بہت خوش ہوں کہ تم نے وہ کام کر دیا ہے جسے آج تک کوئی نہ کر سکا بوڑھی چڑیل نے کابوس کے گھیرے اور بدبودار منہ کو چومتے ہوئے کہا ہاں ماں میں بہت خوش ہوں اب ناگ دیوتا اور آگ دیوتا کی شکتیاں لے لوں پھر میں بادشاہ بن جاؤں گا ہاہاہا۔۔ ہاہاہا۔ کابوس مسکرا دیا تھا جبکہ بوڑھی نے کہا اب چلو پہلے رسم پوری کرلو اور کابوس نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئے اچانک بوڑھی چڑیل نے زور سے چیخ ماری تو زمین پھٹ گئی وہاں سے ایک سانپ نمودار ہوا ناگ تم جاؤ اور ہمارے لال کابوس کے لیے خون کا بندوبست کرو چڑیل نے کہا تو سانپ رینگتا ہوا بستی کی طرف چل پڑا جبکہ وہ دونوں انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ سانپ دوبارہ آیا تو اس کے پیچھے تین نوجوان آہستہ آہستہ چلے آ رہے تھے جو کہ سری لنکا کے باشندے تھے وہ تینوں ان کے سامنے آ کر رک گئے بظاہر تو وہ بیدار لگ رہے تھے مگر ان کے دماغ اور جسم مفلوج تھے جبکہ تینوں کی پاؤں کی سب انگلیوں پر سوئی کی چبھن جیسے نشان تھے واہ ناگ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے چڑیل خوشی سے مسکرائی اور ناگ واپس اسی پھٹی ہوئی جگہ میں چلا گیا جہاں کابوس اور مدوشالہ چڑیل اس کا انتظار کر رہے تھے مدوشالہ ماں جلدی کرو میں جلد از جلد مندر جا کر عبادت کر کے اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں کابوس بے چین ہو گیا۔ چڑیل نے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو حکم دیا کہ وہ آگے آئے جبکہ وہ بغیر کچھ کہے آگے آ گیا چڑیل نے نیچے لٹا کر اس کی گردن پر منہ رکھ دیا اور پھر چھری کی آواز سے اس کی گردن کاٹ دی جبکہ اس کی گردن سے فوارے کی طرح خون نکلنے لگا جبکہ کابوس جلدی سے خون اپنے جسم پر ملنے لگ جبکہ چڑیل اس کے جسم کو مزید بھنبھوڑ رہی تھی دوسرے دونوں نوجوان یہ تماشہ دیکھ رہے تھے ان کے رنگ زرد تھے مگر وہ بے بس تھے ناگ کے کاٹنے سے وہ تینوں چڑیل کے سحر میں گرفتار تھے یہی وجہ تھی کہ وہ تینوں ناگ کی پیروی میں یہاں تک آ گئے ناگ کی خاصیت تھی کہ وہ بندوں کو چڑیل کے سحر میں گرفتار کر لیتا تھا۔ کابوس سب سے بے نیاز خون اٹھا اٹھا کر اپنے جسم پر مل رہا تھا جبکہ تھوڑی دیر بعد اس مرنے والے نوجوان کا خون بند ہو گیا مدوشالہ چڑیل نے دوسرے نوجوان کو جو کہ دونوں سے چھوٹا تھا پکڑا اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا کابوس نے اس کا خون بھی جسم پر ملا تھوڑی دیر بعد چڑیل نے اسے ایک بوتل میں سے گائے کا پیشاب دیا جس سے کابوس نے اس کو سر پر ڈال دیا اب کابوس خوشی سے مندر میں چلا گیا جبکہ وہ بوڑھی چڑیل ان لاشوں سے گوشت اتار اتار کر کھانے لگی۔۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

اوئے تو......تو کب آیا واصف اچانک ہی سامنے کھڑے نوجوان کو دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑا۔ جناب آپ کی یاد آ رہی تھی تو میں نے کہا چلو آپ سے آؤں نوجوان نے مسکرا کر کہا۔ یار عامر تم بھی کم از کم

مجھے بتا دیا ہوتا میں خود تجھے لینے آ جاتا ائیر پورٹ پر واصف نے اس سے گلا کیا۔ مطلب آنے والا نوجوان کسی دوسرے ملک سے پاکستان آیا تھا بہت ہو گیا جناب انگلینڈ میں دل نے کہا تو اچانک پروگرام بن گیا مجھے عجیب سی پریشانی ہو رہی تھی سوچا پاکستان جاؤں شاید وہاں دل لگ جائے سو یہاں آ گیا عامر نے واصف کو صاف طور پر آنے کی وجہ بتاتے ہوئے کہا۔

ارے کیا یار بدلے ابھی تک نہیں بالکل نہیں عامر نے واصف کے سوال پر جواب دیا دراصل عامر اور واصف دونوں بہت گہرے دوست تھے ساتھ ہی کالج میں پڑھتے تھے لیکن پھر عامر مزید پڑھائی کے لیے انگلینڈ چلا گیا جبکہ واصف نے یہاں کاروبار کر لیا۔ اب بھی دونوں دفتر میں ہی تھے عامر نے واصف کو سرپرائز دینے کے لیے اچانک اس کے آفس میں چھاپا مارا تھا۔

اور سنا میری جان کیسا ہے تو اور بھابھی اور سنی کیسے ہیں عامر نے واصف سے سوال کیا دونوں اس وقت گاڑی کے پاس جا چکے تھے کیونکہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور ساتھ ہی باتیں کر رہے تھے بالکل فٹ اور ٹھیک ٹھاک سنی بہت ہی شرارتیں کرتا ہے واصف نے عامر کو بتایا۔ تجھ پر ہی گیا ہو گا ناں عامر نے اس کے جواب میں کہا دونوں گاڑی میں بیٹھ چکے تھے اور گاڑی چل پڑی عامر نے جیب سے موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کیا ہیلو رحمو کاکا میں عامر بول رہا ہوں اس نے موبائل کان سے لگائے ہوئے کہا۔

ہاں بابا ہاں چھوٹے صاحب جی کیسے ہو آپ رحمو کاکا کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے خوشی سے ہاں کاکا میں ٹھیک ہوں میں صبح گاؤں آؤں گا میں پاکستان آ گیا ہوں اس نے رحمو کاکا کو اپنے آنے کی اطلاع دیتے ہوئے کہا۔ جبکہ واصف اسے دیکھنے لگا اچھا میں صبح آؤں گا کاکا اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ عامر نے رحمو کاکا کو جواب دے کر فون کاٹ دیا۔

کیا کر رہے ہو تم تم ہوش میں تو ہو تم پھر اسی خونی حویلی میں جاؤ گے جہاں تمہارا سب کچھ لٹ گیا جہاں سب برباد ہو گیا تمہارا واصف نے حیرانگی سے کہا۔ کیوں میں وہاں نہیں جا سکتا۔ عامر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ ارے جانے کو تو انسان جہنم میں بھی جا سکتا ہے مگر تم کیوں آئے اپنی جان گنوانا چاہتے ہو واصف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

او یار تم اتنے جدید دور میں ہو کر بھی جاہل لوگوں کی طرح باتیں کر رہے ہو عامر نے واصف کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا گاڑی اب گھر میں داخل ہو چکی تھی جبکہ شام ہو رہی تھی دونوں گاڑی میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ارے تمہارے ساتھ تو دماغ ہی خراب کرنا ہے تم کسی کی نہیں مانو گے واصف نے عامر سے پیچھا چھڑاتے ہوئے کہا اور دونوں گاڑی سے نیچے اتر گئے اور اندر کی طرف بڑھ گئے ارے آپ جناب عامر صاحب واصف کی بیوی نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جناب کیسی ہیں جی آپ میڈم فوزیہ جی عامر نے بھی اسی لہجے میں کہا جس میں فوزیہ نے اس سے کہا تھا۔

مگر آتی اچانک کیا مصیبت پڑ گئی تھی تمہیں جو یہاں آ گئے فوزیہ نے عامر سے پوچھتے ہوئے کہا۔ اس نے طنزاً کہا بس میں نے اپنے پیارے دوست کی پٹائی اور برداشت نہیں کر سکتا تھا عامر نے تم واصف کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ہا جو شوز اتار رہا تھا وہ بھلا کب پیچھے رہنے والا تھا کیا مطلب تیرا یعنی میں فوزی سے پٹتا ہوں عامر کے جواب پر واصف اسے دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا ہاں تمہاری حالت دیکھ کر تو یہی لگ رہا تھا عامر نے شرارت جاری رکھی۔

جی نہیں ہم دونوں تو بہت پیار کرتے ہیں ایک دوسرے سے فوزی نے عامر کی شرارت پر اسے بھرپور جواب دیتے ہوئے کہا ارے جناب اگر آپ ہم سے اتنا پیار نہ کرتی تو ہم یہاں ہوتے واصف نے رومنٹک موڈ سے فوزی سے بات کرتے ہوئے کہا جو اس کے یونیفارم کو ٹھیک کر رہی تھی ارے ہمارا منا کہاں ہے وہ نظر نہیں آ رہا واصف نے اپنے بیٹے سنی کا پوچھتے ہوئے کہا وہ ہوم ورک کر رہا ہے فوزی نے کہا۔

فوزی عامر اور واصف کی کلاس فیلو تھی وہ کالج کے زمانے سے ہی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اس لیے شادی کرلی دونوں نے اسی لیے فوزیہ عامر کو پہچان گئی تھی جو کہ گزشتہ تین سال انگلینڈ میں گزار کر آیا اس کا باپ اس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مرگیا جبکہ ماں تین سال کا تھا اس وقت اللہ کو پیاری ہوگئیں جبکہ اس کی پرورش اس کے دادا نے کی جو اس کے جوان ہونے کے بعد پراسرار طور پر حویلی میں قتل ہوگئے وہ اپنا سب کچھ اپنے دادا کو سمجھتا تھا اسی وجہ سے واصف اسے اس حویلی سے منع کررہا تھا لوگوں کا خیال تھا کہ اس حویلی میں بھوت پریت اور جنات ہیں جبکہ وہ ان چیزوں کو نہیں مانتا تھا۔

❁❁❁

ارے جلدی کرو ساجدہ چھوٹے مالک حویلی آرہے ہیں بوڑھے رحمو کاکا نے ایک بوڑھی عورت جو تقریباً پچاس سال کی تھی سے خوشی سے کہا۔ اف کیا مصیبت ہے تم تو ایسے خوش ہورہے ہو جیسے تمہارا کوئی انعام نکل آیا ہے ارے انعام ہی نکلا ہے جانتی ہو چھوٹے مالک کو میں نے ان ہاتھوں میں اٹھا کر بڑا کیا ہے اس وقت تم اور شائستہ دونوں دوسرے گاؤں تھی رحمو کاکا نے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

ارے رحمو میں نے تو تیرا چھوٹا مالک نہیں دیکھا ہے ہماری بیٹی شائستہ نے دیکھا اسے بوڑھی ساجدہ نے منہ بنا کر بندھے ہوئے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جبکہ رحمو کاکا حویلی چل پڑے۔

❁❁❁

ہوں تو تم نے حویلی جانے کا پکا ارادہ کرلیا ہے واصف نے جو کہ آفس سے ابھی ابھی آیا تھا عامر اور سنی کو کھیلتا ہوا دیکھ کر کہا اور عامر رک گیا اور اسے دیکھنے لگا جی جناب میں ضرور جاؤں گا حویلی کو اور کیوں نہ جاؤ وہاں آخر میں بھی دیکھوں کہ کیا راز ہے ان بے وقوف لوگوں کے بلاوجہ ڈرنے کا عامر نے قدرے طنزاً کہا۔

ارے پاگل ہوگیا ہے تو جو حویلی جانے کا سوچ رہا ہے تیرا شہر میں فلیٹ بھی ہے اور بڑا بنگلہ بھی ہے ہمارا کیوں اس حویلی میں جانا چاہتا ہے جو برسوں پرانی ہے واصف نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور بند بھی پڑا ہے ایک وقفے کے بعد اس نے کہا اور عامر کو دیکھنے لگا میں جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا میں ان باتوں کو نہیں مانتا ہوں عامر نے اپنا آخری فیصلہ سناتے ہوئے کہا جبکہ واصف بے بس ہوکر اس پر غصہ کرنے لگا جبکہ عامر کو خوشی ہورہی تھی کہ واصف اس سے اتنی محبت کرتا ہے مگر وہ حویلی جانے کا پکا ارادہ کرچکا تھا اس لیے واصف کو یقین تھا کہ وہ ضرور جائے گا وہ کسی کی بھی نہیں مانے گا آخر برسوں سے ایک دوسرے کے واقف تھے اور وہ لندن بھی تھا تو واصف اور فوزیہ سے باتیں کرتا رہتا تھا جبکہ وہ انکو بھائی اور بھابھی سمجھتا تھا اسی لیے اسے عامر کی فکر ہورہی تھی ان دونوں کو فوزی اور واصف سے بحث کرنے کے بعد آخر کار وہ حویلی کی طرف چل پڑا سیدھا گاؤں سے ہوکر حویلی گیا۔ اس نے گاؤں میں رکنا مناسب نہ سمجھا حویلی گاؤں سے تھوڑی ہٹ کر تھی رحمو کاکا پہلے ہی سے وہاں پر تھے رحمو کاکا عامر کے خاندان کے پرانے وفادار ملازم تھے اسی وجہ سے عامر ان کو بزرگوں کی طرح سمجھتا تھا۔

آپ آگئے چھوٹے مالک رحمو کاکا نے نہایت ہی ادب سے کہا جبکہ عامر ان کے گلے مل کر رونے لگا اور رحمو کاکا کی آنکھیں بھی نم ہوگئیں۔ جی رحمو کاکا میں آگیا ہوں بیٹا آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا رحمو کاکا نے اسے شفقت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیوں کاکا میرا یہاں آنا آپ کو اچھا نہیں لگا کیا اس نے مسکرا کر کہا۔ ارے نہیں نہیں بیٹا میں نے کب کہا کہ آپ کا آنا مجھے اچھا نہیں لگا ہے توبہ توبہ میں کیوں بولوں گا بوڑھے رحمو کاکا کے لہجے میں شفقت اور محبت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

اچھا تو اب پریشان ہونا بند کرو اور یہ بتایئے کہ دن کیسے گزر رہے ہیں اس نے رحمو کاکا سے سوال کیا ارے صاحب کیا بتاؤں گاؤں میں سے ہر ماہ ایک نوجوان لڑکی کا قتل ہوجاتا ہے موت سے تین دن پہلے لڑکی کا دماغ خراب ہوجاتا ہے اور وہ عجیب سی حرکات کرتی ہے رحمو کاکا

نے عامر کے سوال پر انہیں نہایت سادگی سے کہا وہ پریشان ہو گیا۔

کیا مطلب کاکا اس نے حیرت سے کہا۔ مطلب یہ ہی ہے بیٹا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ایسا پہلے تین دفعہ ہو چکا ہے رشید کالے اور سلطان تینوں کی لڑکیاں اسی طرح دماغ خراب ہونے کے بعد ماری گئیں جن کی لاش تک کا پتہ نہیں چلا گاؤں والے کہتے ہیں کہ یہ آفت ہے جو ہم پر نازل ہو رہی ہے نجانے اگلا بدنصیب کون ہوگا رحمو کاکا نے افسوس سے بھرپور لہجے میں کہا جبکہ اس بار عمار کو واقعی ایسا لگا کہ واقعی کوئی بات ہے جو سب کو پریشان کر رہی ہے اوہ رحمو کاکا آپ واقعی ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ ان تینوں لڑکیوں کو قتل کیا گیا ہو وہ اغوا بھی تو ہو سکتا ہے کسی خطرناک گروہ کا عامر نے رحمو کاکا پر سوال کرتے ہوئے کہا ارے نہیں بیٹا پولیس بھی اس معاملے میں بہت کچھ ڈھونڈ رہی ہے گاؤں کا پہرے دار بول رہا تھا کہ رات کے وقت اسے حویلی کے عقبی حصے میں چیخیں سنیں۔

رحمو کاکا نے پریشان لہجے میں کہا۔ اور وہ لڑکیاں تین دن پہلے پاگل بھی ہو جاتی ہیں اچھا چلیں چھوڑیں آپ میرے لیے کھانا تیار کروائیں میں آرام کرنا چاہتا ہوں عامر نے کاکا سے کہا جبکہ وہ ہاں میں سر ہلا کر باہر نکل گئے اور وہ بیڈ پر لیٹ کر کچھ سوچنے لگا پھر اس نے موبائل نکال لیا اور اس سے کھیلنے لگا مگر وہ تھوڑا پریشان تھا۔ کیا یہ تو کیا بکواس کر رہا ہے واصف کے کان سے موبائل لگا تھا جبکہ دوسری طرف عامر تھا عامر اور واصف موبائل پر باتیں کر رہے تھے ہاں یار سارا گاؤں کہہ رہا ہے کہ گاؤں میں آسیب اور جن بھوتوں کا بسیرا ہے اور سب بے چارے سیدھے سادھے لوگ ڈر رہے ہیں عامر نے واصف کو حال سناتے ہوئے کہا۔

وہ مسکرا رہا تھا۔ اوہ یار ٹھیک ہی کہتے ہیں تو وہ ہو سکتا ہے یہ بات سچ ہو اور ان لوگوں نے کچھ دیکھا ہو گا تو وہ باتیں کر رہے تھے ویسے انہیں کیا پڑی ہے باتیں کرنے کی جن بھوتوں کی واصف نے عامر کو سمجھاتے ہوئے کہا وہ ہنس پڑا۔

اوکم آن یار تو بھی مجھے کوئی پرانے وقتوں کا بابا لگتا ہے اس دور میں یہ سب کمال ہے تیری عقل پر بھی نہ عامر نے واصف پر طنز کرتے ہوئے کہا۔ او مسٹر یہ بات سمجھ لو اچھی طرح سے یہ چیزیں ابھی بھی ہیں تم ان پر یقین کیوں نہیں کرتے ہو عامر کو واصف سمجھانے لگا جبکہ وہ کسی بھی طرح نہیں مان رہا تھا صاحب جی کھانا تیار ہے رحمو کاکا اندر آ کر بولے۔

اچھا میں آتا ہوں عامر نے واصف سے اجازت لی اور کھانے کی طرف بڑھ گیا اسے بھوک لگی ہوئی تھی بے حد اس لیے جلدی کھانا کھانا چاہتا تھا ویسے رحمو کاکا پولیس نے کتنی کوشش کی لڑکیوں کو ڈھونڈنے کی عامر نے کھانا کھاتے ہوئے کہا جو ایک طرف نہایت ہی مودب انداز میں کھڑے تھے۔

ارے مالک جی بہت کوشش کی پولیس نے مگر بے سود صرف خون کے دھبے ہی ملے اور پھٹے ہوئے کپڑے رحمو کاکا نے عامر کو ایک اور نئی بات بتائی۔ کیا مطلب ہے تو آپ کہہ رہے تھے کہ ان کی لاشیں تک نہیں ملیں پھر یہ کپڑے۔ رحمو کاکا کیا آپ تفصیل بتا سکتے ہیں عامر نے رحمو کاکا کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ بیٹا تفصیل تو یہ ہے کہ اس گاؤں پر ایک مصیبت آن پڑی ہے ہر ماہ چاند کی چودہ تاریخ کو کسی نہ کسی لڑکی کے ساتھ ایک حلقہ سا بند جاتا ہے یہ ایک سایہ کی صورت میں آتا ہے جس کی وجہ سے وہ شکار ہونے والی لڑکی پاگل ہو جاتی ہے اسی پاگل پن کی وجہ سے وہ لڑکی موت کے منہ میں اسی حویلی کی پچھلی طرف موجود کھنڈرات میں چلی جاتی ہے جہاں پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

بیٹا ایک دفعہ گاؤں کے کچھ نوجوانوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ کھنڈرات میں جا کر لڑکیاں تلاش کریں گے ہو سکتا ہے وہ وہیں ہوں مگر وہ نوجوان بھی واپس نہیں آئے پھر ایک عامل کو بلایا گیا اس نے جب کھنڈرات میں قدم رکھا تو اس نے کہا کہ ہم سب وہاں سے چلے جائیں ہم سب چونکہ وہاں تھے اس لیے اس نے ہمیں واپس بھیج دیا۔ اندر خود وہ کھنڈرات میں چلا گیا پھر اچانک ہمیں آواز

آئی جیسے کوئی بہت تکلیف میں ہو اور ہمیں پکار رہا ہو وہ چیخیں ہم نے سنیں اور ہم بھاگ کر اس طرف گئے ہم نے دیکھا کہ اس عامل کی گردن پر سے گوشت اُدھڑا ہوا تھا جیسے اسے کسی شیر نے پنجے مار کر زخمی کیا ہو وہ تڑپ رہا تھا عامل نے ہمیں صرف یہ بتایا کہ وہ کوئی بدروح ہے جو انتقام لینا چاہتی ہے اس نے اس پر بھی حملہ کیا تھا عامل بابا کا کہنا تھا کہ اس کو ختم کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے وہ روپ بدل بدل کر حملے کرتی ہے۔

بیٹا اس نے صرف یہ ہی کہا کہ حویلی میں موجود کسی جگہ میں اس کا خاتمہ کا سامان ہے مطلب اس حویلی میں موجود کسی چیز سے اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے رحمو بابا نے عامر کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ہوں مطلب آپ کے سامنے سب کچھ ہوا ہے بھی یقین نہیں آ رہا تھا ہاں بالکل یہ سچ ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس عامل کا حال رحمو بابا نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چاند کی چودہ کو پھر کسی لڑکی کو وہ بدروح اپنا شکار کرے گی عامر نے رحمو بابا سے سوال کیا اور رحمو بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کمال ہے بابا آپ کی باتیں تو مجھے حیران کر رہی ہیں اس جدید دور میں ایسا ہونا ناممکن ہے عامر نے کندھے اچکا کر رحمو بابا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ارے بیٹا یہ سب اللہ کے کام ہیں میں تم کچھ نہیں کہہ سکتے بہرحال یہ سب کچھ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں رحمو بابا نے بھی کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اچھا جناب آپ آرام کریں میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دینا وہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا جبکہ عامر وہیں بیٹھا ایک کتاب اٹھا کر پڑھنے لگا جسے وہ ساتھ لے کر آیا تھا۔

❀❀❀

اف عامر تم یہ ضد چھوڑ کیوں نہیں دیتے ہو یار پلیز تم اس حویلی میں روز کیوں جاتے ہو واصف نے سامنے بیٹھے ہوئے عامر کو پریشان نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ میں اس راز سے پردہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ آ[illegible] کون سی آفت ہے جو بے چارے گاؤں والوں پر [illegible]

آخر میں بھی تو دیکھوں کیسی ہے وہ آسیب اس نے طنز کرتے ہوئے کہا۔

ارے بکواس مت کر تو انگلینڈ سے آیا ہے ناں تو ایسی باتیں کر رہا ہے دیکھ میرے بھائی زمانہ جتنا جدید ہے اتنا ہی قدیم بھی ہے تو کیوں نہیں مانتا یار اس نے آخر میں زور دیا جبکہ فوزیہ اور ننھا سنی چپ چاپ ان کی باتیں سن رہے تھے [illegible] بھوت نانی کی طرح ہوتے ہیں ناں سنی نے نہایت ہی معصومیت سے کہا جبکہ فوزی کو غصہ آ گیا جبکہ عامر اور واصف ہنسنے لگے کیوں نانی کی طرح کیوں بدتمیز یہ کیا بول رہے ہو اس نے سنی کو بے بسی سے ڈانٹتے ہوئے کہا ظاہر ہے جو اسے کہا تھا اس نے کہہ دیا تھا ماما پاپا ہی کہتے ہیں نانی [illegible] بھوت نانی کی طرح ہوتے ہیں جبکہ واصف کی [illegible] اور عامر مسلسل ہنسے جا رہا تھا جبکہ فوزی غصے سے واصف کو دیکھنے لگی ارے نہیں بیٹا بھوت میری طرح [illegible] نانی کی طرح نہیں اور مجھ سے بڑا بھوت [illegible] کی بات ہی نہیں مان رہا واصف نے [illegible] کہا جبکہ عامر [illegible] پیار کرنے لگا اور سنی بھی [illegible]

خیر [illegible] کو کچھ [illegible] فوزیہ نے تینوں کو ڈانٹا اور [illegible] عامر آج [illegible] ان کے ساتھ تھا فوزیہ [illegible] رات بھی شہر میں رہنے کے [illegible] کوئی [illegible] ایسا کوئی [illegible] ہو گیا تھا کہ [illegible]

❀❀❀

[illegible]

جیسے کسی ریچھ کی کھال ہو حویلی کے صحن میں آتے ہی اس نے شکل بدل لی نہایت ہی بدشکل اور بدصورت شکل میں تھا وہ کتے کی طرح دانت تھے اس کے سرخ آنکھیں پورا جسم بے حد بالوں سے بھرا ہوا تھا' اور اس کے گلے سے خرخر کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے خرانے لے رہا ہو اس بدصورت شکل والے انسان نے جس نے بڑا سا لبادہ پہنا تھا اور گلے میں ہڈیاں تھیں نے حویلی کے بڑے دروازے پر پہنچ کر پیچھے دیکھا پھر قدم عامر کے کمرے کی طرف بڑھا دیئے اور سیدھا اس کے کمرے میں آ گیا اس نے وہ چھ سونگھا اور پھر چیخنے لگا جیسے بہت ساری عورتیں مل کر بین کر رہی ہوں چیخوں سے فضا گونج رہی تھی اور عجیب سی آواز سنائی دے رہی تھی پھر اچانک اس نے خاموشی سے قدم حویلی سے باہر بڑھا دیئے رات کے ایک بجے کا ٹائم تھا گاؤں کا چوکیدار ہاتھ میں گھوم رہا تھا اور ساتھ میں آواز بھی لگا رہا تھا یکدم اسے وہ سایہ دکھائی دیا۔ چند لمحوں کے لیے چوکیدار اسے دیکھ کر کانپ سا گیا پھر ہمت کرنے لگا وہ اس سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا تھا لیکن اسے کچھ بھی پوچھنے کا موقع نہ ملا اور سایہ لہراتا ہوا اس کے پاس سے گزر گیا اور پھر اگلی صبح ہی چوکیدار کی بیٹی کی موت کی خبر گاؤں میں گونجنے لگی۔

❁❁❁

کیا -- یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ رحمو کاکا ٹیلی فون پر عامر سے بات کر رہا تھا جبکہ دوسری طرف رحمو کاکا تھے وہ شہر میں واصف کے ساتھ تھا صبح صبح ناشتہ کر رہے تھے کہ رحمو بابا کا فون آ گیا' اب وہ اٹھ کھڑا ہوا جبکہ واصف اسے مسلسل گھور رہا تھا وہ حیران تھا۔ کیا بات ہے تم اتنے پریشان کیوں ہو واصف سے نہ رہا گیا تو بول پڑا او کے رحمو بابا میں ابھی آ رہا ہوں عامر نے جلدی سے کہا اور فون جیب میں ڈال لیا غضب ہو گیا یار غضب ہو گیا عامر نے افسوس سے سانس باہر نکالتے ہوئے کہا وہ پریشان تھا کیا مطلب واصف نے سوالیہ نظر اس پر ڈالی مطلب یہ کہ ایک رات ہی میں گاؤں سے باہر رہا اور گاؤں میں مسلسل پانچویں لڑکی قتل ہو گئی یہ سن کر واصف کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

کیا پپ -- پا -- پانچویں لڑکی وہ ہکلایا۔ جی جناب اور اب مجھے جانا ہے وہ مزید اس بارے میں کوئی بھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جبکہ واصف اس سے مزید معلومات لینا چاہتا تھا۔

یار عامر کم از کم مجھے تو بتا دے کیا بات ہے عامر کے تیزی سے اندر جانے پر وہ اس کے پیچھے بھاگا بات کیا ہے آج اتنے دن گزر گئے کوئی ایسی خبر نہیں ہوئی اور آج یہ بات ہو گئی میرے گاؤں سے غیر حاضر ہونے پر وہ پریشان تھا دیکھو اب تم گاؤں نہیں جاؤ گے عامر پلیز خدا کے لیے مت جاؤ گاؤں فوزی جو کہ ان کی باتیں سن کر پاس آ گئی چونکہ اب وہ دوسرے کمرے میں آ گئے تھے جہاں پر وہ کام کر رہی تھی۔

نہیں بھابھی اب میں ضرور جاؤں گا اور پتہ کروں گا کہ وہ کون ہے جو گاؤں میں خوف و ہراس پھیلا رہا ہے عامر نے مضبوط لہجے میں کہا ہاں ہاں آپ کو جیسے طلسمی آئینے میں سب کچھ دکھائی دے گا بڑا آیا عمرو عیار واصف نے اسے ڈانٹا جبکہ وہ اپنا بیگ اٹھا کر گاڑی کی طرف جانے لگا وہ دونوں بے بس اسے دیکھنے لگے اس نے گاڑی کے پاس جا کر ان دونوں کو ہاتھ ہلایا اور گاڑی میں بیٹھ گیا اور گاڑی بھگا دی گیٹ سے نکال کر وہ دونوں اسے دیکھتے رہ گئے۔

❁❁❁

گاؤں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ سارا گاؤں سہما ہوا ہے ہر طرف خوف ہراس ہے ہر کوئی افسردہ اور پریشان ہے جبکہ ایک بوڑھا سہما ہوا تھا اور دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا وہ سیدھا اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا یہ وہی بوڑھا ہے شیراز جو گاؤں کے چوکیدار کو رات کے وقت ملا تھا گاؤں گاؤں والوں کے مطابق اس کے گھر میں نہ ہونے کی وجہ سے اس کی بیٹی کو کسی چیز نے مار دیا تھا گاؤں پہنچ کر اسے ساری حقیقت کا علم ہو گیا تھا لڑکی کی گردن پر بہت بڑا سوراخ تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کسی حیوان نے مارا ہے مگر نہ جسم پر پنجوں کے نشان ہیں اور نہ ہی کچھ

اور نشان ہے مگر گردن پر دانت گھڑے ہوئے تھے اس نے سارے گاؤں والوں کو لاش سے دور ہٹا دیا جبکہ خود اس کا معائنہ کرنے لگا پولیس بھی آ چکی تھی جو اپنی کاروائی مکمل کر رہی تھی۔

❁❁❁

لو جی جناب یہ رہی رپورٹ ایک پولیس والے نے رپورٹ عامر کے ہاتھ میں دی وہ اور واصف اس رپورٹ کو لے کر ڈاکٹر راشد کے پاس گئے جس نے معائنہ کیا تھا اور رپورٹ تیار کر کے پولیس کو بھجا دی تھا جو کہ عامر کے پاس تھی کیوں ڈاکٹر کیا کہتے ہو اس رپورٹ کے بارے میں واصف نے ڈاکٹر سے سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا یار سمجھ نہیں آ رہی ہے ہمیں یہ کام کسی آسیب کا لگتا ہے ڈاکٹر نے کہا جبکہ عامر اسے آنکھیں پھاڑے یوں دیکھنے لگا جیسے وہ کوئی نئی بات کر رہا ہو حالانکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی اب سب یہ ہی کہہ رہے تھے ڈاکٹر تم بھی عامر نے اسے حیران نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب تم بھی واصف جلدی سے بول پڑا یار اگر تم اب بھی نہیں مانتے ہو تو پھر لعنت ہے تم پر واصف نے پھر کہا جبکہ اس بار وہ نہ بولا بلکہ کچھ سوچنے لگا خیر وہ دونوں وہاں سے گھر آ گئے عامر پھر حویلی چلا گیا واصف نے اسے بہت منع کیا مگر وہ حویلی چلا گیا جبکہ واصف اور فوزی افسردہ حالان میں ٹہلنے لگے شام ہونے کو تھی۔

❁❁❁

کچھ دنوں تک ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا عامر گزشتہ دنوں قتل ہونے والی لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کا بوڑھا باپ اس کے غم میں نڈھال ہو گیا تھا رحمو کاکا شیراز چاچا کا کیا حال ہے عامر نے چائے کی چسکی لی جبکہ رحمو کاکا بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے کیا کہوں بیٹا بے چارہ زندگی کی سانسیں گن رہا ہے اللہ جانے بے چارے بہت سخت وقت بیت رہا ہے ہاں کاکا مگر آپ تو کہتے تھے کہ لڑکی کے گرد حصار سا بن جاتا ہے اور لڑکی پاگل بھی ہو جاتی ہے مگر اس بار تو ایسا نہیں ہوا کاکا عامر نے سوالیہ نظریں رحمو کاکا کی طرف کیں اور پوچھا ارے نہیں صاحب جی اس بار تو واقعی ایسا نہیں ہوا مگر حقیقت تو یہی ہے کہ یہ کام انسان کا نہیں ہے ورنہ گاؤں میں کون ایسی حرکت کر سکتا ہے اور بیٹا ان بے چاری لڑکیوں کو قتل کر کے کسی کو کیا ملے گا رحمو کاکا نے عامر کو سمجھاتے ہوئے کہا جبکہ اب اسے بھی یقین ہونے لگا اتنے میں ایک آدمی حویلی آیا اور بتایا کہ بوڑھا شیراز مر گیا ہے عامر اور رحمو کاکا پریشان اور تیز تیز اس کے گھر پہنچے وہ بے چارہ صدمہ برداشت نہ کر سکا اور فوت ہو گیا۔

عامر پریشان تھا اور افسردہ بھی بے چارہ رحمو کاکا بھی اپنے دوست شیراز کے سوگ میں اشک بہا رہا تھا شیراز کے سارے عزیز آ چکے تھے لاش کو غسل دیا گیا کفن پہنایا گیا اور پھر جنازے کی تیاری شروع ہو گئی کیونکہ وہ لاش کو مزید نہ رکھنا چاہتے تھے سارا دن رونے دھونے کے بعد شام چار بجے اسے دفنا دیا گیا۔

❁❁❁

عامر سوچ رہا تھا کہ یہ گاؤں میں کیا ہو رہا ہے اسے اس بات پر بھی حیرانی تھی کہ جب وہ حویلی میں ہوتا ہے تو کوئی بھی واقعہ نہیں ہوتا ہے جبکہ جیسے ہی وہ حویلی سے باہر شہر جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہو جاتا ہے وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اف میرے اللہ یہ کیا چکر ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا وہ سوچ رہا تھا کہ رحمو بابا وہاں آ گئے۔

بیٹا چلو آج گاؤں چلیں آپ جب کے آئے ہوئے ہو گاؤں نہیں گئے ساجدہ ضد کر رہی تھی کہ آپ کبھی ہمارے گھر آؤ رحمو کاکا نے شفقت سے کہا تو اس کے سوچ کا طلاطم ٹوٹ گیا اور وہ رحمو بابا کو دیکھنے لگا۔

ارے ہاں بابا میں بھی یہ چاہتا ہوں کے گاؤں جاؤں بہت دل کر رہا تھا ویسے بھی ذرا دل ادھر ادھر ہو جائے گا اور گاؤں کی سیر بھی ہو جائے گی عامر نے مسکرا کر کہا جبکہ رحمو بابا خوش ہو گئے۔

بیٹا چلو آج گاؤں چلیں آپ جب کے آئے ہوئے ہو گاؤں نہیں گئے ساجدہ ضد کر رہی تھی کہ آپ کبھی ہمارے گھر آؤ رحمو کاکا نے شفقت سے کہا تو اس کے سوچ کا

طلاطم ٹوٹ گیا اور وہ رحمو بابا کو دیکھنے لگا ارے ہاں بابا میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ گاؤں جاؤں بہت دل کر رہا ہے ویسے بھی ذرا دل ادھر ادھر ہو جائے گا اور گاؤں کی سیر بھی ہو جائے گی عامر نے مسکرا کر کہا جبکہ رحمو بابا خوش ہو گئے چلیں بیٹا پھر گاؤں رحمو بابا۔ نے قدرے خوشی سے کہا چلیں جی اس نے سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا تیاری کے بعد وہ پیدل ہی چل دیا کیونکہ پیدل دس منٹ کا راستہ تھا گاؤں کا اس لیے وہ اور رحمو بابا ساتھ گاؤں کو چل دیئے۔

بابا مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے عامر نے رحمو بابا سے کہا جبکہ وہ بھی قدرے پریشان تھے ہاں بیٹا سمجھ تو واقع نہیں آ رہی ہے کیا ہو رہا ہے بابا گاؤں میں دادا کے ہوتے ہوئے بھی ایسا ہوا تھا یا پہلے بھی کوئی ایسا واقعہ ہوا جس میں اس طرح کے عنصر ہوں عامر نے رحمو بابا سے کہا وہ دونوں چل رہے تھے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہے تھے بابا کو حیرت کا جھٹکا لگا وہ فورا کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

ہاں بیٹا ایک واقعہ ہوا تھا تمہارے دادا کے ہوتے ہوئے رحمو بابا رک گئے اور عامر بھی انہیں دیکھنے لگا کیا مطلب بابا مجھے بتائیں کیا ہوا تھا اور دادا جی کی موت کا بھی بتائیں مجھے عامر نے حیرانگی سے رحمو بابا کو دیکھ کر کہا جو کہ کافی پریشان اور الجھے ہوئے تھے بیٹا میں تمہیں سب بتاؤں گا مگر پہلے گاؤں تو چلو رحمو بابا نے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلا کر چلنے لگا کافی پریشان تھا کہ ہر موڑ پر اسے نئے نئے واقعات کا علم ہو رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں گاؤں میں تھے گاؤں کے لوگ عامر سے مل رہے تھے کیونکہ وہ اس سے محبت کرتے تھے وہ گاؤں والوں کا شہزادہ تھا بابا میں ذرا گاؤں میں گھومتا ہوں آپ گھر جائیں میں آتا ہوں عامر نے بابا سے کہا اور گاؤں میں گھومنے لگا جبکہ رحمو بابا بھی مطمئن ہو گئے کہ اب وہ آ جائے گا ویسے سارا گاؤں ایک گھر کی طرح تھا انہیں اس کی فکر نہ تھی۔ وہ چلتا ہوا ایک کنوئیں کے پاس پہنچا جہاں بہت سی لڑکیاں پانی بھر رہی تھیں ان میں ایک بہت ہی خوبصورت تھی اس نے اسے دیکھا تو اسے دیکھتا رہ گیا جبکہ وہ بھی اسے دیکھ کر مسکرانے لگی وہ چلتا ہوا اور بھی قریب آ گیا اور اس نے ان میں سے اسی لڑکی سے پانی مانگا۔

پانی ملے گا اس نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جی ہاں وہ مسکرائی تھینک یو وہ مسکرایا چونکہ کنوئیں میں ڈول ڈال کر پانی نکالا جاتا ہے بھرے ہوئے ڈول سے اس نے تھوڑا سا پانی پیا آپ کدھر سے آئے ہو اور کدھر جانا ہے ایک اور لڑکی نے پوچھا میں گاؤں میں نیا ہوں مجھے رحمو بابا کے گھر جانا ہے ویسے آپ کا گاؤں بہت خوبصورت ہے واہ اس نے گاؤں کی تعریف کی اور اس گاؤں کے لوگ ان لڑکیوں نے بھی اسے اور بھی تنگ کیا وہ اس خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر بولا جو کہ ابھی تک اسے دیکھ رہی تھی بہت اچھے اس نے بھی اسے دیکھتے ہوئے کہا وہ شرما گئی باقی ساری لڑکیاں چل دیں جبکہ وہ وہیں اس کے پاس کھڑی تھی وہ پھر اس سے مخاطب ہوئی۔

آپ کا نام عامر ہے آپ بابا کے چھوٹے مالک ہو اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا بلکہ وہ بہت حیران ہوا ارے آپ کو کیسے پتہ اور آپ رحمو بابا کی اوہ آپ ان کی بیٹی ہو اس نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جی ہاں ملک جی وہ آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں اس نے شرما کر کہا۔

چلیں گھر کو عامر نے اس سے کہا تو وہ چل پڑی دونوں باتیں کرتے ہوئے گھر پہنچ گئے رحمو بابا کے گھر اس کی بہت عزت ہوئی ساجدہ نے اور اس کی بیٹی نے خوب خاطر تواضع کی اس کی وہ اسے اپنا ہی گھر سمجھنے لگا شائستہ اسے نظریں چرا چرا کر دیکھتی اور وہ بھی اسے دیکھتا اس کا شرمانا اور مست ادائیں اسے دیوانہ کرنے لگیں ایک ہفتہ تک وہ مسلسل گاؤں جاتا رہا اور شائستہ سے محبت ہو گئی اسے وہ بھی اسے چاہنے لگی من ہی من میں۔

❁❁❁

بابا آپ نے ابھی تک بتایا نہیں مجھے کہ کیا واقعہ ہوا تھا پہلے عامر نے رحمو بابا سے مخاطب ہو کر کہا اور آج بھی ان کے گھر تھا شام ہونے کو تھی ہاں بیٹا میں واقعی تمہیں

بتانے ہی والا تھا کہ کیا ہوا تھا ان دنوں تو سنو بیٹا رحمو بابا نے بیان کرنا شروع کر دیا۔

میں اور تمہارے دادا ملک شاہ نواز دونوں سیر کے لیے جایا کرتے تھے چام کو چونکہ تمہارے دادا کو شکار کا بھی بہت شوق تھا ایک دن ہم دونوں نے پروگرام بنایا کہ جنگل میں جائیں گے سیر بھی ہو جائے گی اور شکار بھی ہو جائیگا پس ہم چل دیئے جنگل پہنچ کر ہم دونوں شکار ڈھونڈنے لگے جنگل چونکہ گاؤں سے کافی دور تھا اور رستہ بھی کچا تھا ہم دونوں گھوڑوں پر جنگل گئے تھے اور جنگل میں گھوڑے دوڑا رہے تھے اچانک ہم نے ہرن دیکھا تو بہت ہی خوبصورت تھا اور موٹا تازہ تھا شاہ نواز صاحب نے مجھے کہا کہ اسے مارنا نہیں بلکہ زندہ پکڑنا ہے سو ہم دونوں اس کے پیچھے بھاگنے لگے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے یہاں تک کہ ہرن بھی ہاتھ سے نکل گیا اور ہم دونوں بھی جدا ہو گئے۔

اب مجھے فکر تھی کہ اتنے بڑے جنگل میں ہم دونوں ایک دوسرے کو کیسے ڈھونڈیں گے بڑے بڑوں سے سنا تھا جنگل بھاری ہے شام ہوتے ہی یہاں بھوت پریت آ جاتے ہیں میں تمہارے دادا کو آوازیں دیتا رہا مگر کچھ پتہ نہیں شام ہونے کو تھی میں نے واپسی اختیار کی کہ شاید وہ مجھ سے پہلے واپس اس حویلی پہنچ جائیں اور میں انہیں ڈھونڈتا رہوں میں واپس آ گیا یہ کیا شاہنواز تو واپس نہیں آئے تھے میں پریشان ہو گیا خیر شام کو وہ واپس آ گئے مگر وہ کافی پریشان تھے میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ان سے ایک قتل ہو گیا ہے مگر وہ کسی جادوگر کا نام لے رہے تھے۔

جب تفصیل بتائی تو میں بھی پریشان ہو گیا کیونکہ وہ جادوگر نومولود بچوں کے خون سے جادو کرتا تھا اور وہ تھا بھی کافر چونکہ شاہنواز سچے مسلمان تھے اور نیک انسان تھے اس لیے شاید انہوں نے اسے مار دیا تھا مگر چونکہ وہ جادوگر تھا اس لیے اس نے کہا میں مرا نہیں میں بدلہ لینے ضرور آؤں گا سب کو ختم کر دوں گا تمہارے دادا کا کہنا تھا کہ پتہ نہیں میں واپس کیسے آ گیا شاید ان کے بروقت درود شریف پڑھنے اور نیک سیرت زندگی کی وجہ سے وہ واپس آ گئے تھے تو نہ کبھی کوئی واپس نہیں آتا جنگل سے۔

رحمو بابا کہتے گئے جبکہ وہ حیرت کا بت بنے رحمو بابا کو سنتا رہا کمال ہے بابا ہے آپ تو کبھی کہانی سنا رہے ہیں دادا نے تو کبھی ذکر نہیں کیا تھا اس بات کا عامر کافی حیران تھا بیٹا یہ کیا حیرت ہے تمہارے والد کا انتقال بھی ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا تھا جس دن تمہارے دادا نے جادوگر کا خاتمہ کیا تھا تمہاری والدہ کا انتقال بھی ٹھیک چار سال بعد اسی تاریخ کو ہوا تھا اور تمہارے دادا کا انتقال بھی اسی تاریخ کو ہوا تھا اس میں کیا راز ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے رہی بات تمہارے دادا کی تو انہوں نے تو کبھی اس طرف توجہ ہی نہ دی رحمو بابا نے قدرے توقف سے کہا۔

مطلب یہ سب وہ جادوگر کی وجہ سے ہو رہا ہے جس کو دادا نے مارا تھا عامر نے رحمو بابا سے رائے لینے والے انداز میں سوال کیا کیا پتہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے ایک دفعہ مرنے کے بعد تو وہ زندہ نہیں ہو سکتا دوبارہ زندہ کرنے کی طاقت تو صرف اللہ کے پاس ہے رحمو بابا نے جوش سے کہا۔ اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا او کے بابا میں چلتا ہوں اسنے رحمو بابا سے اجازت لی اور ان کے گھر حویلی کی طرف چل پڑا۔ حویلی پہنچ کر عامر سیدھا اپنے کمرے میں گیا جیسے ہی وہ کمرے میں گیا حیرت سے اچھل پڑا کمرہ خون سے بھرا ہوا تھا اور ایک کٹا ہوا سر اس کے بستر پر پڑا ہوا تھا جبکہ دھڑ جگہ جگہ سے ادھڑا ہوا تھا جیسے کسی جانور نے اسے نوچا ہو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا چونکہ آج کسی وجہ سے رحمو بابا حویلی نہیں آئے تھے شام کا وقت تھا عامر حویلی میں ہی اکیلا تھا بالکل اکیلا۔

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔اسے اپنے عقب سے کسی کے ہنسنے کی آوازیں سنائی دیں ہاہاہاہ۔ ہاہاہا۔۔تم خود ہی موت کے منہ میں آ گئے ہاہاہا۔۔انتہائی خوفناک اور ڈراؤنی آواز سن کر عامر کے اوسان خطا ہو گئے اس کے قدم بھاری ہو گئے اور وہ واپس پلٹا خوف سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں سامنے ایک نہایت ہی بدشکل بوڑھا کھڑا تھا اس کا چہرہ جھریوں سے بھرپور تھا لمبے دانت مڑے ہوئے بال

بدبودار جسم اور منہ خون سے بھرا ہوا تھا جبکہ عامر حیرت سے اور خوف سے اسے دیکھ رہا تھا اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا کک۔ک۔کون ہو۔ت۔۔ت تم۔۔اس کے منہ سے الفاظ ٹھیک طرح سے نہیں نکل رہے تھے۔

تم شاہنواز کی آخری نشانی ہو مگر تم نہیں رہو گے ختم کردوں گا تمہیں ہاہاہا۔۔میں سب کو ختم کردوں گا بس صرف دس دن ہیں اس کے بعد میں سب فنا کردوں گا ہاہاہا۔۔تمہارے دادا نے بہت بڑی غلطی کی تھی میرے بھائی کو مار کر بہت بڑی غلطی کی بوڑھے کی شکل اور بھیانک ہوگئی جبکہ عامر دہشت اور غم کے مارے آنکھیں حیرت سے پھاڑے بوڑھے کو دیکھ رہا تھا بوڑھے کی آواز میں کرب اور غصہ تھا جبکہ آواز کانپ رہی تھی اچانک بوڑھا کمرے سے نکل کر غائب ہوگیا جبکہ عامر حیرت کا بت بنا کھڑا تھا۔

❀❀❀

اس مسئلے کا کوئی مستقل حل تلاش کرنا ہوگا اب ہم مزید عامر کو اس موت کی حویلی میں نہیں جانے دیں گے واصف نے فوزیہ سے کہا جبکہ وہ بھی پریشانی کے عالم میں کپ واصف کے ہاتھ میں دے کر اس کے سامنے بیٹھ گئی میں کیا کہہ سکتی ہوں واصف وہ کسی کی مانتا نہیں ہے بہت خودسر ہے وہ فوزی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔دیکھتا ہوں وہ کیسے نہیں مانتا سرد ہوا کے جھونکے نے کھڑکی کے پردے کو لہرایا جبکہ واصف نے اٹھ کر کھڑکی بند کی کپ اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا اس نے چسکی لی اور فوزیہ کے پاس آگیا۔

واصف عامر مسلسل کئی دن سے شہر نہیں آیا پتہ نہیں کہیں مصیبت میں نہ ہو فوزیہ نے سوالیہ نظروں سے واصف کو دیکھا جو چونک پڑا۔

ارے ہاں اس نے واقعی شہر کا رخ نہیں کیا اور کل سے فون بھی نہیں کیا عامر نے کچھ یاد آجانے والے انداز میں کہا۔پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے فون کی گھنٹی واصف نے فون اٹھایا۔

ہیلو واصف گویا ہوا جبکہ فوزی وہیں بیٹھی رہی اس کی سمت دیکھنے لگی آج اتوار تھا اور چھٹی تھی واصف گھر میں ہی تھا جبکہ سنی سویا ہوا تھا صبح صبح کا وقت تھا صاحب جی چھوٹے مالک کو کچھ ہوگیا ہے آپ فوراً یہاں آ جائیں دوسری طرف سے ایک بوڑھے شخص کی آواز سنائی دی جو کہ رحمو بابا تھا گیا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں واصف نے رحمو بابا کی آواز پہچان لی جبکہ وہ حیرت سے اچھل پڑا فوزیہ بھی جلدی سے اٹھ کر اس کے پاس آگئی صاحب جی میں رات کو کسی وجہ سے حویلی نہیں آسکا تھا چھوٹے صاحب بے ہوش تھے آج صبح صبح رحمو بابا نے کہا بابا آپ کو پتہ بھی ہے کہ یہ حویلی خطرناک ہے پھر بھی آپ نے اچھا ٹھیک ہے میں آتا ہوں اوکے۔یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا واصف کافی پریشان تھا جبکہ فوزیہ بھی پریشانی کے عالم میں اسے دیکھنے لگی کتنا سمجھایا تھا اسے مگر نہیں یہ کسی کی مانتے تب تاں یہ تو راز سے پردہ اٹھانا چاہتا تھا واصف نے ماتھے سے پسینا پونچھتے ہوئے کہا۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی واصف فوزی نے جلدی سے کہا جبکہ واصف نے ہاں میں سر ہلایا تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں تیاری کر کے سنی کو ساتھ لے کر گاؤں کی طرف چل پڑے گاڑی گھر سے نکل کر گاؤں کی طرف گامزن تھی وہ جلدی عامر کے پاس پہنچنا چاہتے تھے تاکہ جان سکیں کہ کیا ہوا تھا گذشتہ رات کو۔

❀❀❀

کیا ضرورت تھی رات کو اکیلا حویلی میں رہنے کی تمہیں تم ثابت کیا کرنا چاہتے ہو واصف سامنے بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگائے عامر سے بولا واصف بہت غصے میں تھا اس نے عامر کے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔جبکہ کمرے میں موجود رحمو بابا اور اس کی بیٹی شائستہ چونک پڑے اور واصف اور فوزیہ کو دیکھنے لگے جو ابھی ابھی آئے تھے عامر سیدھا ہوگیا تم کیسے ہو عامر اور یہ سب کیا ہوا فوزیہ نے عامر کے قریب پہنچ کر کہا۔جبکہ عامر مسکرا دیا ارے کچھ نہیں یار میں تو بس ویسے ہی عامر نے واصف اور فوزیہ کو دیکھ کر کہا ہاں ہاں ویسے ہی کیا ویسے ہی رحمو بابا کیا ہوا تھا

اسے واصف نے رحمو بابا سے کہا تو وہ کچھ پریشان سے ہو گئے۔

ارے یار تو کیوں پریشان ہوتا ہے کچھ نہیں ہوا مجھے میں ٹھیک ٹھاک ہوں تیرے سامنے ہوں دیکھ مجھے عامر رحمو بابا سے پہلے ہی بول پڑا ہوں میں یہاں تیری بکواس سننے نہیں آیا ہوا واصف نے غصے میں مگر قدرے اپنے پن سے بولا جبکہ عامر مسکرا دیا۔

تم شہر بھی تو آ سکتے تھے اور تم نے دو تین دنوں سے فون بھی نہیں کیا اس بار فوزی بولی وہ پریشان تھی بس موقع ہی نہیں ملا کیوں یہاں تو چڑیلوں کی شادیاں کرار ہا تھا جو موقع نہیں ملا واصف نے فلسفانہ لہجے میں کہا شائستہ خاموشی سے دیکھ رہی تھی عامر اور واصف زبردست لڑائی کر رہے تھے جبکہ فوزی سر پیٹ کر رہ گئی اچانک واصف کو خیال آیا عامر تیرے ساتھ کیا ہوا تھا مجھے بتا پلیز یار واصف نے عامر کو بے بس نظروں سے دیکھ کر کہا۔

آرام سے آرام سے پہلے تھوڑا آرام کرلو سب بتادوں گا عامر نے پھر اسے اپنی عادت کے مطابق نرم مگر شرارت بھرے لہجے میں کہا جبکہ واصف نے غصے سے ہونٹ بھینچ لیے اور اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔ سنی شائستہ کے پاس کھڑا تھا جبکہ فوزی بھی ان کے پاس تھی واصف اور فوزیہ چونکہ گاؤں آتے رہتے تھے اس لیے رحمو بابا اور شائستہ کو بھی جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ سنی بھی شائستہ سے گھل مل گیا تھا رحمو بابا آپ لوگ دوسرے کمرے میں جائیں اور ہاں کھانا بھی تیار کروائیں جلدی عامر نے کہا جبکہ رحمو بابا اور شائستہ سنی فوزی بھی ان کے ساتھ نکل گئے کمرے میں واصف اور عامر ہی تھے پھر عامر نے رات والا واقعہ اسے سنا دیا جسے سن کر واصف کا چہرہ زرد پڑ گیا اور وہ حویلی کو اور اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کمال ہے یار عامر کے واقعہ سنانے کے بعد واصف نے کہا جبکہ عامر چپ ہو گیا تھا اب تو ہی بتا میں کیا کروں عامر نے واصف سے پوچھا تو وہ خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا ٹھیک ہے اس کا کوئی حل تلاش کرتے ہیں مل کر واصف نے عامر سے کہا جبکہ وہ خوش ہو گیا۔

❁❁❁

ایک سایہ گاؤں کی ایک دیوار پر نمودار ہوا اور سیدھا ایک گھر میں چلا گیا وہاں پہنچ کر تھوڑی دیر رکا پھر ایک کمرے میں بڑھنے لگا کمرہ اندر سے بند تھا جبکہ اس سایہ کے قریب جاتے ہی کمرے کا لاک اندر سے خود بخود کھل گیا اور ایک نہایت ہی بدشکل بدصورت بوڑھا جس کے سیاہ بال پورے جسم پر تھے بڑے بڑے ناخن لمبے بال کاندھوں تک پورے جسم پر کسی گوریلے کی طرح کھال منہ میں صرف چار سامنے کے دانت اور ناک سرے سے غائب رال ٹپکتی زبان سامنے ایک سوئی ہوئی لڑکی کے بستر کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا اور اسے کسی بھوکے بھیڑیے کی طرح دیکھنے لگا پھر اچانک حرکت میں آیا اور اسے اٹھا کر اس کی گردن پر دانت گاڑھ دیئے لڑکی نے ہلکی سی حرکت کی اور ساکت ہو گئی اس بدصورت بوڑھے کے جبڑے بری طرح سے اس کی گردن پر پڑنے کے بعد وہ معمولی سی آواز نہ نکال پائی اور ساکت ہو گئی لڑکی کا خون پی کر اس بوڑھے نے اسے وہیں چھوڑا اور وہاں سے چل پڑا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکل آیا اس کی آنکھیں لال تھیں جبکہ وہ غرا رہا تھا جیسے شیر غراتے ہیں۔

❁❁❁

اف میرے خدا یہ کیا ہو رہا ہے مجھے تو واقعی بہت پریشانی ہو رہی ہے واصف کافی پریشان اور اداس تھا کیونکہ گاؤں میں گزشتہ رات ایک اور لڑکی ماری گئی تھی مگر یہ قتل کچھ عجیب طرح سے ہوا تھا لڑکی کی لاش اس کے کمرے ہی میں ملی تھی اسی طرح لاک لگا ہوا تھا کمرہ اندر سے بند اور وہ لڑکی صبح اپنے کمرے میں مردہ پائی گئی اس کے گھر والوں کے مطابق وہ گھر والوں سے ناراض تھی اور کمرہ اندر سے بند کر لیا تھا اس نے وہ لوگ سمجھے شاید اس نے خود کشی کی ہے مگر لاش کے پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ اسے کسی نے بے دردی سے ذبح کیا ہے صاف ظاہر ہے اسے کسی آسیب نے مارا ہے۔

واصف نے سب کی طرف دیکھ کر کہا وہ گاؤں میں ہی تھا عامر کے اصرار پر وہ رات حویلی میں رک گیا تھا

فوزی اور سنی گاؤں میں ہی تھے۔ ہاں یہ کام کا بوس کا ہے اس بار عامر نے پورے یقین سے کہا۔ جبکہ واصف اسے حیرت سے دیکھنے لگا کا بوس یہ کون ہے جہانگیر انسپکٹر بولا جو پاس ہی کھڑا تھا اور کہیں آپ اس بھوت پریت کی بات تو نہیں کر رہے ہیں اس نے ڈرتے ہوئے اپنے سوال کے جواب میں کہا۔ عامر نے کوئی خاص توجہ نہ دی او کچھ سوچتے ہوئے کہا کہ اب میں واقعی اس کھیل کا تماشہ نہیں دیکھ سکتا شکر ہے کہ تجھے بھی یقین ہو گیا کہ ہم سب سچ کہہ رہے تھے واصف نے کہا اور عامر مسکرا دیا اب چلیں اس نے کہا۔ تو واصف نے ہاں میں سر ہلا دیا جبکہ پولیس والے بھی ان کے ساتھ چل پڑے گاؤں والوں نے لڑکی کو جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا جبکہ عامر واصف اور جہانگیر حویلی آ گئے

❁❁❁

عامر نے اور واصف نے شہر کے لیے سامان باندھنا شروع کر دیا جبکہ جہانگیر تھانے کو روانہ ہو گیا۔ یار واصف میں تو ڈر رہا تھا کہ تو میرا ساتھ نہیں دے گا عامر نے بیگ میں سامان رکھ کر اسے کہا۔ کیوں مجھے کیا ڈرپوک سمجھا تھا تم نے واصف نے اس کی طرف دیکھ کر دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے کہا نہیں یار میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں عامر نے سیریس ہو کر کہا۔

تو میں کون سا مذاق کے موڈ میں ہوں اب تو اس مسئلے میں پھنس گیا ہے تو میں ضرور تیرا ساتھ دوں گا واصف نے اسے پیار دیکھتے ہوئے کہا تھینکس یار عامر نے کہا اچھا اب جلدی کر فوزی اور سنی کو بھی رحمو بابا کے گھر سے لینا ہے وہ دونوں ادھر ہی تھے اس لیے وہ حویلی سے پہلے گاؤں اور پھر گاؤں سے شہر جانے والے تھے یار واصف ایک منٹ رک عامر کو کچھ خیال آیا اور وہ دوسرے کمرے بھاگ گیا۔

ارے کیا ہے یار دونوں تیار تھے کہ اچانک عامر کمرے کی طرف بھاگا واصف نکل برآمدے میں آ گیا۔ کیا ہے تیرے ہاتھ میں واصف نے عامر سے پوچھا یار کتاب ہے اس پر کچھ عجیب سی صورتیں بنی ہوئی ہیں اور کچھ عجیب سا لکھا ہوا ہے عامر نے کہا تو واصف نے ہاں میں سر ہلا دیا وہ کتاب ہاتھ میں لیے باہر آ گیا حویلی سے نکل کر وہ دونوں گاؤں کی طرف نکل پڑے سنی اور فوزیہ کی طرف۔

بابا میں آپ سے بہت دنوں سے ملنے کا سوچ رہا تھا مگر موقع نہیں ملا مجھے واصف نے سامنے بیٹھے ہوئے بزرگ سے کہا جو بہت ہی نورانی چہرے کے مالک تھے سفید داڑھی گلابی ہونٹ چہرہ بالکل پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح جبکہ ان کی آنکھیں بند تھیں وہ کچھ پڑھ رہے تھے پھر انہوں نے اچانک آنکھیں کھول دیں عامر بھی پاس بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں کتاب تھی ہاں کہو بیٹا کیسے آنا ہوا بزرگ نے دونوں کی طرف دیکھ کر نہایت شفقت سے کہا بابا دراصل ہم آپ سے مدد لینا چاہتے ہیں اس بار عامر بول پڑا کس طرح کی مدد۔

بیٹا اور میں کون ہوں جو تم لوگوں کی مدد کروں اللہ کی مدد مانگو بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ارے نہیں بابا مدد تو اللہ تعالیٰ ہی کریں گے مگر بابا ہم بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئے ہیں بہت ہی بڑی مصیبت میں واصف نے کہا جبکہ عامر نے سر ہلا دیا ارے بیٹا کوئی بھی مصیبت آ جائے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے صبر سے کام لینا چاہیے بابا نے کہا جبکہ وہ دونوں ہاں میں سر ہلانے لگے بابا نے عامر سے پوچھا عامر تم سناؤ کیسے ہو تم جبکہ عامر حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگا۔ جبکہ وہ مسکرا دیئے کیا بات ہے تم حیران کیوں ہو اتنا بابا نے اس سے پوچھا بابا کا نام فیروز تھا اور یہ عامر کے دادا کے دوست تھے آپ کو میرا نام کیسے پتہ چلا ہے بابا۔ عامر نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے شاہ نواز کے پوتے ہو تم اور تم بہت ہی شرارتی ہو اور بہادر بھی بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ واصف ادب سے دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ بابا آپ میرے بارے میں تو سب جانتے ہیں ہاں میں تمہارے بچپن میں تم سے ملا تھا جبکہ اب تم ماشاءاللہ جوان ہو چکے ہو خیر تم بتاؤ کس مصیبت کا ذکر رہے تھے تم دونوں بزرگ نے دونوں

کی طرف دیکھ کر کہا۔ بابا گاؤں میں بہت مصیبت آئی ہوئی ہے جوان لڑکیوں کا قتل ایک خاص طریقے سے کیا جاتا اور اب تو عام طریقے سے ماری جاتی ہیں حصار میں قید ہو کر کوئی نہ کوئی ماری جاتی ہیں جبکہ اب سرعام کوئی آسیب اسے قتل کر جاتا ہے بابا مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے کیا ہو رہا ہے یہ سب جبکہ آئے دن قتل بڑھتے جا رہے ہیں پھر عامر نے آپنے آنے سے لے کر ان کے شہر آنے تک کے حالات بزرگ کو سنا دیئے جن کو سن کر وہ جلال میں آگئے اور یہ کتاب وہی ہے جسے میں اس تہہ خانے میں سے اٹھا کر لایا ہوں عامر نے بزرگ سے کہا جسے انہوں نے دیکھا تو اس سے لے لی۔

❁❁❁

شائستہ کافی پریشان تھی کیونکہ عامر فوزیہ واصف اور نتھا سی اب گاؤں سے شہر جا چکے تھے کچھ دن ساتھ رہنے سے اسے کافی یاد آرہے تھے جبکہ واصف تو انہیں ساتھ لے جاتے وقت شائستہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا مگر وہ خود ہی نہیں گئی تھی اسے عامر کی فکر ہو رہی تھی نجانے وہ کیسا ہوگا کس حال میں ہوگا یہی سوچ کر وہ کافی پریشان تھی۔

ارے شائستہ بیٹا ادھر آ مجھے پانی تو دیتی جا ساجدہ جو کہ شائستہ کی ماں تھی نے اسے آواز دی جبکہ وہ عامر کے خیال میں کھوئی ہوئی تھی ارے شائستہ ری او شائستہ ساجدہ زور سے آواز دے رہی تھی اچانک اسے جھٹکا سا لگا وہ جلدی سے چارپائی سے اٹھ گئی اور باہر بھاگ پڑی آئی ماں اس نے پانی ڈالتے ہوئے کہا یہ لے ماں پانی اس نے ساجدہ کے پاس آ کر کہا کیا بات ہے تیرا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے ساجدہ نے شائستہ کے ہاتھ پانی کا کٹورہ لیتے ہوئے کہا۔

نہیں ماں نہیں تو نہیں کچھ بھی نہیں اس نے بالوں کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ ارے کیا ہوا تجھے تو اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہے ساجدہ نے حیرت سے کہا۔ ارے نہیں ماں میں کہاں گھبرائی ہوئی ہوں میں تو ٹھیک ہو شائستہ نے اپنی اداسی چھپاتے ہوئے کہا نہیں کچھ تو ہے جو تو اتنی پریشان ہے ساجدہ نے اٹھ کر اس کے سر کو پکڑ کر کہا پیار سے کہا۔ جبکہ وہ ماں کے سینے سے لگ گئی ماں وہ ملک نہیں چھوٹا ملک وہ لوگ گئے ہیں نہ تو اس وجہ سے تھوڑی اپ سیٹ سی ہوگئی ہوں جبکہ ساجدہ مسکرا دی وہ اسے سمجھ سکتی ہے

❁❁❁

ہوں تو تم تہہ خانے میں گئے ہو اور وہاں سے یہ کتاب لے کر آئے ہو تم بزرگ عامر کی طرف کر بولے۔

جی بابا دراصل مجھے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا اور میں تہہ خانے میں جا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں کچھ ہے تو نہیں۔ یہ اسی الماری سے مجھے ملی ہے کتاب عامر نے بزرگ سے کہا جبکہ انہوں نے کتاب کھول کر پڑھنا شروع کر دی وہ بزرگ اس کتاب کو پڑھ کر اس کے ورک اس طرح الٹ رہے تھے جیسے یہ کتاب اردو میں لکھی ہوئی ہو جبکہ اس میں تو کچھ عجیب سی زبان لکھی تھی جبکہ عامر واصف دونوں ان کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے جبکہ جوں جوں وہ بزرگ کتاب پڑھتے ان کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا کچھ دیر بعد انہوں نے کتاب اٹھائی اور اسے ایک طرف رکھ دیا اور وہ غصے میں تھے جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

کیا بات ہے بابا آپ پریشان سے لگ رہے ہیں اور کیا خاص بات ہے اس کتاب میں عامر نے حیرانگی سے اور پریشانی سے کہا بزرگ کی آنکھیں لال تھیں جن کو دیکھ کر وہ دونوں ڈر گئے بہت غضب ہو گیا بہت ہی غضب ہو گیا بزرگ کے چہرے پر پریشانی تھی جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت سے بزرگ بابا کو دیکھ رہے تھے کہ کون کیا غضب ہو گیا ہے۔

اس نے اپنا عمل پورا کر لیا ہے اور وہ اب بہت ہی تباہی مچائے گا بزرگ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا جبکہ عامر اور واصف کا چہرہ زرد ہو گیا کیا مطلب بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عامر نے پریشانی سے کہا مطلب یہ ہے کہ کابوس نے اکیس تو جوان لڑکیوں کا خون پینا تھا جو کہ وہ کر چکا ہے دراصل کابوس ایک جادوگر تھا مگر اپنی طاقتیں بڑھانے کے

لیے اس نے آدم خوری بھی شروع کردی جس کی وجہ سے اس کمینے نے اکیس لڑکیوں کا خون پیا ہے بابا نے کہا جبکہ وہ دونوں بزرگ کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انہیں ڈرا رہے ہوں۔

مگر بابا یہ کابوس کیا بلا ہے واصف نے حیرانگی سے کہا جبکہ بزرگ اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ شاہ نواز نے جس جادوگر کو مارا تھا یہ اس جادوگر کا بھائی ہے جس نے مرتے ہوئے جادوگر سے قسم لی کہ وہ شاہ نواز کی نسل کو ختم کردے گا تمہارے دادا نے کوئی غلط نہیں کیا تھا سانبا جادوگر نومولود بچوں کے خون سے جادو کیا کرتا تھا جسے تمہارے دادا نے مارا تھا جاتے وقت وہ اپنی طاقتیں کابوس کو دے گیا اور اس سے وعدہ بھی لیا کہ وہ تمہیں ضرور مارے اور اپنے باقی کا بدلہ لے اب کابوس واقعی بدلہ لینے آیا ہے تم سے اور تم نے یہ اچھا کیا کہ کتاب لے آئے اس پر اس جادوگر کے مرنے کا طریقہ لکھا ہوا ہے شاہ نواز کو مارنے والا بھی یہی جادوگر تھا شاہ نواز اس سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا تھا بیٹا اب اس کمینے کا مارا جانا بہت ہی ضروری ہے ورنہ یہ بہت تباہی مچائے گا۔

بابا آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں واصف پریشانی سے کہا سنو بیٹا یہ کمینہ جادوگر سری لنکا کے جنگلوں میں ایک پہاڑی کے غار میں خاص عمل کرنے گیا ہے اب شاید یہ مزید نو دن تک یہاں نہ آئے تم دونوں کو اسے مارنے کے لیے بہت محنت کرنا ہوگی اسے مارنے کے لیے تم دونوں نے عقل سے کام لینا ہے تم بہت ہوشیاری سے اس کو قابو میں کرنا ہے ورنہ یہ بہت تباہی مچائے گا بزرگ انہیں سمجھانے لگے جبکہ وہ دونوں ان کی باتیں سن کر سر ہلانے لگے۔

❁❁❁

رک جاؤ کابوس آگ دیوتا کے مندر میں جانے سے پہلے خون سے غسل کرلو اور گائے کے پیشاب سے سر کی مالش بھی کرلو کابوس جادوگر کو اپنے عقب سے ایک عورت کی آواز آئی آواز انتہائی کرب سے بھرپور تھی او رکانپ رہی تھی او مدوشالہ ماں آپ اور یہاں کابوس تیزی سے پلٹا اور اس بوڑھی کے پاس آگیا ہاں بیٹا یہ تو مندر کا اصول ہے اور ہاں میں بہت خوش ہوں کہ تم نے وہ کام کر دیا ہے جسے آج تک کوئی نہ کرسکا بوڑھی چڑیل نے کابوس کے گھیرے اور بدبودار منہ کو چومتے ہوئے کہا ہاں ماں میں بہت خوش ہوں اب ناگ دیوتا اور آگ دیوتا کی شکتیاں لے لوں پھر میں بادشاہ بن جاؤں گا ہاہاہا۔۔ ہاہاہا ۔کابوس مسکرا دیا تھا،

بوڑھی نے کہا اب چلو پہلے رسم پوری کرلو اور کابوس نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئے اچانک بوڑھی چڑیل نے زور سے چیخ ماری تو زمین پھٹ گئی وہاں سے ایک سانپ نمودار ہوا ناگ تم جاؤ اور ہمارے لال کابوس کے لیے خون کا بندوبست کرو چڑیل نے کہا تو سانپ رینگتا ہوا بستی کی طرف چل پڑا جبکہ وہ دونوں انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد وہ سانپ دوبارہ آیا تو اس کے پیچھے تین نوجوان آہستہ آہستہ چلے آرہے تھے جو کہ سری لنکا کے باشندے تھے وہ تینوں ان کے سامنے آکر رک گئے بظاہر تو وہ بیدار لگ رہے تھے مگر ان کے دماغ اور جسم مفلوج تھے جبکہ تینوں کی پاؤں کی سب انگلیوں پر سوئی کی چبھن جیسے نشان تھے واہ ناگ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے چڑیل خوشی سے مسکرائی اور ناگ واپس اسی پھٹی ہوئی جگہ میں چلا گیا جہاں کابوس اور مدوشالہ چڑیل اس کا انتظار کر رہے تھے مدوشالہ ماں جلدی کرو میں جلد از جلد مندر جا کر عبادت کر کے اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا ہوں کابوس بے چین ہوگی۔

چڑیل نے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو حکم دیا کہ وہ آگے آئے جبکہ وہ بغیر کچھ کہے آگے آگیا چڑیل نے پیچھے لٹا کر اس کی گردن پر منہ رکھ دیا اور پھر چھری کی آواز سے اس کی گردن کاٹ دی جبکہ اس کی گردن سے فوارا کی طرح خون نکلنے لگا جبکہ کابوس جلدی سے خون اپنے جسم پر ملنے لگ جبکہ چڑیل اس کے جسم کو مزید بھنبھوڑ رہی تھی دوسرے دونوں نوجوان یہ تماشہ دیکھ رہے تھے ان کے رنگ زرد تھے مگر وہ بے بس تھے ناگ کے کاٹنے سے وہ تینوں چڑیل کے سحر میں گرفتار تھے یہی وجہ تھی کہ وہ تینوں ناگ کی پیروی

میں یہاں تک آ گئے ناگ کی خاصیت تھی کہ وہ بندوں کو چڑیل کے سحر میں گرفتار کر لیتا تھا۔ کابوس سب سے بے نیاز خون اٹھا اٹھا کر اپنے جسم پر مل رہا تھا جبکہ تھوڑی دیر بعد اس مرنے والے نوجوان کا خون بند ہو گیا مدو شالہ چڑیل نے دوسرے نوجوان کو جو کہ دونوں سے چھوٹا تھا پکڑا اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا کابوس نے اس کا خون بھی جسم پر ملا۔

تھوڑی دیر بعد فارغ ہو کر چڑیل سے بولا اب اس کا کیا کیا جائے چڑیل اس کی طرف متوجہ ہوئی جوان تین نوجوانوں میں سے بچنے والا تھا اسے چھوڑ دو ہمارا کام ہو گیا اب اسے مارنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے جادوگر کابوس نے کہا جبکہ مدو شالہ نے اسے جانے کا اشارہ کیا وہ بستی کی طرف چل پڑا چڑیل نے اسے ایک بوتل میں سے گائے کا پیشاب دیا جس سے کابوس نے اس کو سر پر ڈال دیا اب میں اندر جا سکتا ہوں دیوی ماں کابوس نے جوش میں مدو شالہ چڑیل سے کہا ہاں کیوں نہیں جاؤ۔ اور کامیاب لوٹ کر آنا چلو جاؤ بوڑھی چڑیل نے کابوس سے خوش ہو کر کہا جبکہ وہ خوشی سے مندر میں چلا گیا جبکہ وہ بوڑھی چڑیل ان لاشوں سے گوشت اتار اتار کر کھانے لگی۔

❀❀❀

بابا ہم اسے پھر کس طرح ماریں گے نہ تو اس پر کوئی لوہے کا اوزار اثر کرتا ہے نہ گولی نہ بم نہ پتھر نہ لکڑی اس طرح سے تو مشکل ہو گی ہمیں واصف حیرانی اور پریشانی سے بزرگ کو دیکھ رہا تھا جبکہ عامر بھی پریشان نگاہوں سے بزرگ بابا کو دیکھنے لگا۔

بیٹا اس کتاب کے مطابق اسکا خاتمہ کرنے والے کو عقل کے استعمال سے ہی اس جادوگر کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرنی ہو گی اب یہ تم پر ہے کہ اسے کس طرح مارتے ہو اور ہاں سری لنکا میں تم یہ بھی یاد کرنا کہ وہاں پر اس کمینے کی مددگار ایک ڈائن بھی ہے جو وہاں پر اس کی حفاظت اور نگرانی کرتی ہے تم نے اسے بھی مارنا ہے اس کے علاوہ اپنی حفاظت کے لیے ضروری سامان بھی ساتھ رکھنا ہے

باقی باتیں میں تم کو سمجھا دوں گا اب گاؤں والوں کو اس مصیبت سے تم ہی نکال سکتے ہو بیٹا جب تم نے ٹھان لی ہے تو اب اس کام کو مکمل کر کے ہی دم لینا بابا کہتے گئے جبکہ وہ دونوں دھیان سے انکی باتیں سن رہے تھے

بابا اگر اللہ کو منظور ہوا تو ہم ضرور اس کا خاتمہ کر کے دم لیں گے آپ فکر نہ کریں۔ ٹھیک ہے تم لوگ جاؤ اب اسنے تمہیں دس دن کا کہا تھا جبکہ ایک دن تم ویسے ہی ضائع کر چکے ہو اب تم دوسرے ملک جا کر اسکا خاتمہ کرو جبکہ میں تمہاری حویلی جاتا ہوں تاکہ گاؤں میں مزید قتل و غارت کا سلسلہ بند ہو سکے کیونکہ اس نے اپنی ایک طاقت خاص طور پر گاؤں میں قتل و غارت کے لیے چھوڑ رکھی ہے جسے روکنا ضروری ہے اس لیے میں وہاں ضرور جاؤں گا تاکہ گاؤں والے اس سے نجات حاصل کر لیں گے بزرگ نے کہا جبکہ واصف اور عامر اٹھ کھڑے ہوئے ٹھیک ہے بابا ہم چلتے ہیں آپ ضرور جانا وہاں عامر نے کہا جبکہ وہ مسکرا دیے اللہ حافظ بزرگ نے کہا وہ دونوں چل پڑے سری لنکا۔

❀❀❀

ماتو لوشیے آتانی راگے متی۔ لادے دا۔ نی شے

ایک نوجوان بری طرح سہما ہوا تھا اور رو رہا تھا ان الفاظ کا مطلب تھا کہ میں نے ان دونوں کو اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا ہے جن کو ایک ڈائن نے مارا ہے جبکہ باقی سب لوگ اس نوجوان کو حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے شاید اس نے ان لوگوں کے پوچھنے پر ان کو دوسرے دو نوجوانوں کے مرنے کی بات بھی بتا دی تھی جسے سارے قبیلے والے سن کر حیران اور پریشان تھے پہاڑی علاقہ جس میں پتھریلی زمین تھی یہ قبیلہ سن راگ تھا جس کا سردار سنگالا نظر بہت ہی پریشان تھا۔

سردار ہمیں وہاں جانا چاہیے جہاں کی یہ نشاندہی کر رہا ہے ایک نوجوان نے سردار سے کہا۔ جبکہ اس نے

اثبات میں سر ہلا دیا چلو سب اگر یہ سچ کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ انکو اس نے ہی مارا ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے ایک اور بوڑھے شخص نے کہا جبکہ وہ نوجوان رو رہا تھا رک جاؤ تم سب یہ کیا کر رہے ہو قبیلے میں سے دو نوجوان بری طرح سے غائب ہو گئے ہیں جبکہ تم آپس میں لڑ رہے ہو سردار کافی دیر خاموش رہنے کے بعد جب وہ آپس میں لڑنے لگے تو غصے سے چیخا۔

سردار یہ جو بات کر رہا ہے کہ وہ یک ناگ نے ہمیں کا تا ہمارا دماغ کام کرنا بند ہو گیا ہم اپنی مرضی سے نہیں بلکہ ناگ کی مرضی سے اس کے پیچھے گئے پھر اس ڈائن نے راگو نا شو دونوں کو مار دیا اور یہ واپس آ گیا۔ یہ سب ہمیں تو اس پر یقین نہیں ہو رہا سب سے ادھیڑ عمر شخص جو اس لمحے میں تھا نے کہا چونکہ سردار نے سب قبیلے والوں کو اپنی جھونپڑی کے باہر جمع کر رکھا تھا ایک طرف عورتیں اور ایک طرف مرد سب بالکل سیاہ فام تھے جبکہ سردار سنگا لاغر کا جی جیم تیم اور قد آور تھا جو کہ شاید عقل مند بہادر ہونے کی وجہ سے ان کا سردار تھا۔

سردار ناگ دیوتا کا قہر بھی ہم پر نازل ہو سکتا ہے کیا پتہ یہ سچ کہہ رہا ہو اس نوجوان نے کہا جو کہ اس پر پہلے شک کر رہا تھا۔ جو بھی ہے پتہ تو کرنا ہے کہ یہ سب کیا ہے ؟ ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ سردار نے کہا تو سب اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ وہ نوجوان ان سب میں سے آگے تھا۔

❀❀❀

اوکم آن تم لوگ ہماری فکر نہ کرو اللہ نے چاہا تو ہم ضرور واپس آئیں گے اور ویسے بھی ہم دونوں کون سا برا کام کرنے جا رہے ہیں یہ تو بہت بڑا معرکہ ہے جسے سر کرنا بہت ہی ضروری ہے واصف فوزیہ سے کہہ رہا تھا جبکہ سنی رجو بابا شائستہ اور بوڑھی ساجدہ نم آنکھوں سے کھڑے انہیں جاتا دیکھ رہے تھے جبکہ عامر سامان باندھ کر حجرآمدے میں آ کھڑا ہوا چلیں اس نے واصف سے کہا جبکہ شائستہ اس کے پاس آ گئی۔

ملک جی اپنا خیال رکھنا جبکہ عامر مسکرا دیا اسے دیکھ کر خیر اس کے رونے دھونے کے بعد آخر وہ دونوں الوداع ہو گئے فیروز بابا کے کہنے پر ان دونوں کو ہیلی کا پٹر بھی مل گیا جو کہ عامر چلانے لگا وہ ہیلی کا پٹر چلا لیتا تھا ان کے جانے کا انتظام بزرگ فیروز نے کر دیا جبکہ انہیں جانے کی ہدایت بھی دے دی۔

عامر تعویز تو تیرے پاس ہے نہ وہ باندھ لے اور ہاں یسین بھی پاس رکھ لے عامر سے وصف نے کہا جبکہ اس نے سر ہلا دیا پھر کچھ دیر کے بعد ہیلی کا پٹر فضا میں بلند ہوا اور پاکستان سے سری لنکا روانہ ہو گیا شاید دونوں طرف کی حکومتوں کو ان کے آنے اور جانے کی اطلاع ہو چکی تھی اور دونوں اپنی منزل کی طرف گامزن تھے۔

❀❀❀

کہاں ہیں لاشیں سردار غصے سے اس نوجوان پر بھڑک رہا تھا سردار میرا یقین کرو ہمیں یہاں پر ہی موت کی سزا دی اس چڑیل نے ان دونوں کو مار دیا اور مجھے چھوڑ دیا ناگ دیوتا کی قسم میرا یقین کرو وہ نوجوان بوکھلایا ہوا تھا کہ اچانک اتنی جلدی یہ سب کیسے ہو گیا ابھی ابھی تو وہ گیا تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کی لاشیں یہیں تھیں اور اب ایک قطرہ خون کا نہیں ہڈی تک نہ تھی دراصل یہ لوگ ناگ دیوتا کی پوجا کرتے تھے اسی وجہ سے یہاں بہت بڑا محل نما مندر تھا یہ لوگ چونکہ جنگل میں رہتے تھے اس لیے شاید کافی جاہل بھی تھے جبکہ ان کا سردار کافی زبانیں جانتا تھا ان میں اردو بھی تھی۔

چونکہ سردار بچپن میں ایک ہندوستانی کے پاس رہا تھا جو یہاں آتا تھا اس لیے اسے اس نے ہندی اردو بھی سکھا دی تھی وہ نہ صرف سمجھ سکتا تھا بلکہ بول بھی لیتا تھا۔ سردار میری بات کا یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں ان کی لاشیں یہیں تھیں ابھی پتہ نہیں کہاں گئیں ہیں لاشیں وہ مسلسل روئے جا رہا تھا جبکہ سب اسے گناہ گار سمجھ رہے تھے اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو لاشیں کہاں ہیں ایک بوڑھے نے کہا۔

میں اس وقت ناگ کے سحر میں تھا ہاں اتنا جانتا ہوں کہ ان دونوں کا خون ہوا ہے اور وہ ایک ڈائن

نے کیا ہے اس کے ساتھ ایک بوڑھا بھی تھا جو کہ ان کے خون سے نہار ہا تھا جبکہ میرے اوپر سحر ختم کر کے اس نے مجھے جانے کو کہا وہ ان کو کھا رہی تھی شاید اس ڈائن نے ان دونوں کو کھا کر ختم کر دیا ہو اس نوجوان نے کہا تو سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

سردار شاید اس نے یہ سب کہانی گھڑی ہے اسے موت کی سزا دو یہ راکو اور ماشو کا قاتل ہے ابھی کیا کہہ رہا ہے تو ابھی کیا اب یہ بوڑھا کون ہے جو یہ بتا رہا ہے ایک اور شخص نے کہا جبکہ سردار اس نوجوان کے چہرے کو دیکھنے لگا جو کہ واقعی بے گناہ لگ رہا تھا۔ اس کا فیصلہ جے وی کا بزرگ ہی کرے گا سردار نے کہا تو وہ سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے جبکہ سردار پلٹا اور ان سب کو اپنے پیچھے آنے کا کہا جبکہ وہ نوجوان اور سب لوگ اس کے پیچھے چل پڑے واپس قبیلے۔۔

❁❁❁

رات کی تاریکی میں ہو کا عالم تھا ایک سایہ سا جنگل میں گردش کر رہا تھا پھر اچانک اس سائے نے قبیلے سن راگ کا رخ اختیار کر لیا۔ وہ سیدھا اس قبیلے کی طرف جانے لگا عین قبیلے میں جہاں جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں وہاں پہنچ کر سایہ سیدھا ایک بڑی جھونپڑی کی طرف چلا گیا عین باہر پہنچ کر اس نے شکل تبدیل کی اور ایک کالی بلی کی شکل دھار کر جھونپڑی میں وہ سایہ بلی کے روپ میں چلا گیا۔

جے وی کا بزرگ راشی جو کچھ کہہ رہا ہے یہ ٹھیک ہے کہ نہیں آپ ہمیں ناگ دیوتا کے خاص وچن اور کرپا سے بتائیں سردار نے ان بزرگ جو کہ نہایت ہی ضعیف عمر تھے ان سے کہا سردار نے اس بار ہندی زبان استعمال کی تھی بزرگ چونکہ ہندوستانی تھے جو کہ یہاں آ کر آباد ہوئے جبکہ باقی سب سری لنکن تھے اس لیے سردار کے علاوہ ان کی زبان کوئی نہیں سمجھ سکتا اس نے شاید اس لیے بات کی تا کہ ان سب کو اس کا علم نہ ہو سکے سردار نہ صرف یہ ٹھیک کہہ رہا ہے بلکہ یہ سارا قبیلہ خطرے میں ہے اگر اس کا حل نہ ملا تو راکو اور ماشو کی طرح سارا قبیلہ ختم ہو جائے گا

بزرگ نے سردار سے اسی زبان سے کہا اور ہاں سردار میری بات اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دینا فی الحال پوری بات سن کر کچھ سوچنا۔

دراصل کابوس جادوگر نہایت ہی چالاک اور مکار جادوگر ہے اور ہندوستان کے علاقے سے یہ جادو سیکھنے کے لیے علاقہ پاکستان میں گیا تھا اس کا بھائی سانبا جادوگر ایک مسلمان کے ہاتھوں مر گیا تھا اس نے بدلہ لینے کے لیے اپنی طاقتوں کا سہارا لیا اس شخص نے جس نے جادوگر سانبا کو مارا تھا کابوس نے اسے تو مار دیا لیکن یہ اس کی نسل ختم کرنے پر تلا ہوا ہے میرا علم یہ بتاتا ہے کہ کابوس اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا جے وی کا بزرگ تم یہ سب مجھے کیوں بتاتے ہو اور قبیلے کو کس بات سے خطرہ ہے تم وہ بتاؤ مجھے سردار نے حیرت سے کہا۔

سردار یہ مصیبت گاؤں جمال پور پاکستان سے نکل کر ہمارے قبیلے پر آن پڑی ہے مدوشالہ چڑیل اور وہ سے تین انسانوں کا خون پیتی ہے اور ہمارے قبیلے کی تعداد سات سو چودہ ہے جو کہ تین سو دو مہینے کی کا کھیل ہے اس چڑیل کا جے وی کا کے کہنے پر سردار کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ راشی ٹھیک کہہ رہا ہے سردار نے راشی سے بے گناہ ہونے کی توقع رکھنے والے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ جبکہ بوڑھا جے وی کا ہاں میں سر ہلا دینے لگا چن لے مورے گامی گا نے ون دے موتی مطلب یہ سب کیا ہو رہا ہے ہمیں بھی تو بتاؤ ایک بوڑھے نے کہا جو کہ دوسرے قبیلے والوں کے ساتھ سردار اور بوڑھے جے وی کا کی باتیں کافی دیر سے سن رہا تھا چونکہ وہ دونوں اردو میں باتیں کر رہے تھے ان کو ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی سردار نے سری لنکن زبان میں انہیں مطمئن کیا جبکہ اسے حیرت کا جھٹکا لگا کیونکہ وہاں راشی تو تھا ہی نہیں۔

یہ راشی کدھر ہے سردار نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا جبکہ سب حیرت سے راشی کو دیکھنے لگے جو کہ واقعی ان میں موجود نہیں تھا جبکہ ان کے بکھرنے سے ایک کالی بلی ان کے مجمع میں سے نکل کر بھاگ نکلی کسی نے اس کی

طرف توجہ نہ دی عین اسی وقت انہیں ایک ناگ نظر آیا جس نے کیے بعد دیگرے دو آدمیوں کو پیر پر ڈسا تھا اور جنگل بھاگ گیا جبکہ کالی بلی جھنڈ میں جا کر غائب ہوگئی دونو جوان اسی جھنڈ کی طرف چل دیئے جبکہ قبیلے والے پاشی کو تلاش کرنے لگے۔

❀❀❀

سری لنکا کے جزیرے کے قریب تھوڑی دور عامر اور واصف نے ہیلی کاپٹر کھڑا کیا اور وہ پیدل ہی جنگل کی طرف جانا چاہتے تھے ایک صاف سی جگہ ہیلی کاپٹر کھڑا کرنے کے بعد وہ دونوں اس سے ضروری سامان نکال کر جنگل کی طرف چل پڑے شام ہوگئی تھی ہلکا ہلکا اندھیرا تھا جنگل بہت ہی بھیانک منظر پیش کر رہا تھا جبکہ وہ دونوں مطمئن انداز میں جنگل کی طرف جا رہے تھے یار مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آ رہی اچانک واصف نے خاموشی کے سکوت کو توڑا اور عامر اس کی طرف متوجہ ہوا کون سی بات عامر نے سوالیہ نظروں سے واصف کو دیکھا کہ اس کمینے کابوس جادوگر کی موت کس طرح سے ہوگی اور اس پر تو کوئی چیز اثر بھی نہیں کرتی اور فیروز بابا کے کہنے کے مطابق اس کی ایک مددگار چڑیل مدوشالہ بھی ہے واصف نے عامر سے مشورہ کرنے والے انداز میں کہا۔

یار کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہاں گاؤں کہاں پاکستان کہاں یہ جنگل اور یہ وادی بہت عجیب لگ رہا ہے عامر نے بھی ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ چلتے چلتے اب جنگل میں آ گئے تھے جبکہ گھپ اندھیرا چھا گیا تھا چل کہیں رات بسر کرنے کا سامان دیکھ پھر کچھ سوچتے ہیں عامر نے واصف سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں کو چینل پر آنے والے بیر گرلز کے وہ عجیب طریقے یاد تھے جس سے وہ جنگل میں رات گزارنے کے لیے اپنی چارپائی بناتا تھا رات گزارنے کے لیے جھونپڑی کا بندوبست کر کے وہ دونوں بیٹھ گئے آگ روشن تھی جبکہ وہ دونوں بیٹھے تھے۔

چل یار کھانا نکال بہت بھوک لگی ہے عامر نے واصف سے کہا تو اس نے ٹفن کھولا جس میں وہ رات کا کھانا لایا تھا یہ لے اسے ٹفن کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جبکہ پانی کی چھاگل بھی پاس رکھ لی لیکن یہ کیا جیسے ہی اس نے کھانے کی طرف ہاتھ کیے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا عامر کے ہاتھ سے کھانا راکھ بن کر نیچے گر گیا۔ جبکہ واصف نے گلاس میں پانی بھر کر جو نہی منہ سے لگایا پانی بھاپ بن گیا جبکہ وہ دونوں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جتنی بار انہوں نے کھانے اور پانی کو ہاتھ لگایا یہی عمل ہوا یہاں تک کہ کھانا سارا راکھ بن گیا اور پانی بھاپ بن گیا دونوں حیرت سے اور پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ واصف پریشانی سے بھڑک اٹھا جبکہ۔ عامر بدستور نظریں پھاڑے کبھی راکھ کو اور کبھی پانی کو دیکھنے لگا یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے ہم کس مصیبت میں پھنس گئے ہیں واصف نے بے بس نظروں سے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ جبکہ واصف بہت ہی پریشان تھا اور عامر بھی بے بس نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا لگتا ہے ہم اس جزیرے پر آ کر جادو میں گر گئے ہیں اب ہمیں جلدی ہی کچھ کرنا ہوگا نہیں تو ہم بالکل بے بس ہو جائیں گے عامر نے واصف سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔ ٹھیک ہے اب تو بھوکا ہی سونا ہوگیا چلو سو جائیں واصف نے کہا تو عامر نے بھی ہاں میں ہاں ملائی اور دونوں سو گئے بھوکے پیاسے۔

❀❀❀

گاؤں پہنچ کر فیروز بابا نے حویلی میں وہی کمرہ چنا جس میں عامر رہتا تھا جبکہ رحمو بابا شائستہ ساجدہ اور فوزیہ کو بھی فیروز بابا نے تعویذ دے دئے تاکہ ان کی حفاظت ہو سکے اس کے علاوہ حویلی میں صرف فیروز بابا ہی تھے اور رحمو بابا جو کہ ان کی خدمت کے لیے وہاں تھے اس کے علاوہ حویلی میں آنے کی اجازت کسی کو نہیں تھی رحمو بابا فیروز بابا نے نہایت ہی نرم اور شفقت سے کہا جی حضور حکم کیجئے رحمو بابا نے ادب سے کہا۔

گاؤں والوں سے کہہ دیجئے کہ فکر نہ کریں۔ اور اب مطمئن ہو جائیں ہم اس کا حل تلاش کر لیں گے اور اس

کمینے جادوگر کو کبھی اس کے مقصد کے لیے کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور آپ اپنا تعویذ اپنے گلے سے الگ نہ کرنا عامر کے ساتھ رہنے کی وجہ سے آپ کو بھی نقصان ہوسکتا ہے بزرگ کی شیریں آواز سے رحمو بابا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹھیک ہے بابا آپ جاؤ میں عبادت کرتا ہوں رات تو میں اس کی اس طاقت کا حل بھی کر کے گاؤں والوں کو اس مصیبت سے نکال دوں گا۔ انشاء اللہ رحمو بابا نے خوش ہو کر کہا انشاء اللہ بزرگ مسکرانے لگے جبکہ رحمو بابا ادب سے جھکے جھکے کمرے سے باہر نکل گئے۔

❁❁❁

گہرے جھنڈ میں سے بلی نکلی اس نے اپنی شکل بدلی اب وہ بلی نکل ایک بدشکل ڈائن کا روپ دھار چکی تھی جس کا چہرہ نہایت ہی ڈراؤنا تھا بڑے بڑے دانت مڑے ہوئے بال سامنے سامنے کے چار ہی ناک سرے سے غائب آنکھوں کی جگہ بڑے بڑے گڑھے چہرے سے جگہ جگہ سے گوشت ادھڑا ہوا تھا انتہائی بدشکل ڈائن تھی وہ اس ڈائن نے آرام آرام سے چلنا شروع کر دیا گیدڑوں کی آوازیں آرہی تھیں جو کہ بہت بہت زور سے بھونک رہے تھے دھواں اٹھ رہا تھا ڈائن ہلکی ہلکی چال سے چل رہی تھی جبکہ اس کے دس قدم کے فاصلے پر دو نوجوان اس کے پیچھے آرہے تھے اس نے عقب میں پلٹ کر دیکھا اور انتہائی کرب ناک چیخ مار کر ہنسنے لگی۔

ڈائن چلتی جارہی تھی جبکہ وہ نوجوان بدستور اس ڈائن کے پیچھے آرہے تھے شاید وہ جادو میں گرفتار لگتے تھے وہ کافی آگے تک چلتے رہے یہاں تک کہ وہ لمبے درختوں کے پاس آ کر رک گئے ڈائن نے واپس پلٹ کر دونوں نوجوانوں کو دیکھا اور پھر وہ پلٹی دونوں نوجوان رک گئے تھے وہ ان کے قریب آگئی۔

چیخ کی آواز سن کر واصف کی آنکھ کھل گئی پھر رفتہ رفتہ وہ چیخیں اور آوازیں اسے قریب سے آتی ہوئی دکھائی دیں جبکہ واصف خوف اور حیرت سے اٹھ بیٹھا اسے قدموں کی آواز آئی وہ خوف اور پریشانی سے اٹھ بیٹھا واصف نے عامر کو جھنجھوڑا جو کہ اٹھ گیا تھا شاید چیخوں کی آواز سے وہ بھی بیدار ہو گیا تھا۔ عامر مجھے کوئی خطرہ لگتا ہے واصف نے سرگوشی سے کہا واصف کے چہرے پر پسینہ آرہا تھا جبکہ عامر بھی گھبراہٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں اٹھ کر جھونپڑی سے باہر نکلے لمبے لمبے درختوں سے نکل کر جیسے ہی وہ دونوں سامنے آئے سامنے کا منظر ہی کچھ اور تھا ایک بدشکل ڈائن ایک نوجوان کی گردن پر منہ رکھے ہوئے خون پی رہی تھی خون شر شر سے نکل رہا تھا جبکہ وہ ڈائن اس کا خون پی رہی تھی دوسرا نوجوان خاموشی سے ایک طرف کھڑا تھا اس ڈائن نے مارے جانے والے نوجوان کا خون صرف دس منٹ میں ہی لیا اور دوسرے کی گردن بھی کاٹ دی اور اس کا خون بھی پینے لگی جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت سے اسے دیکھ رہے چڑیل انتہائی اطمینان سے دونوں کا خون پی کر گوشت کھانے لگی جبکہ عامر اور واصف دونوں حیرت کا مجسمہ بنے اسے دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ اس نے دونوں لاشوں کا خون پی کر گوشت کھا کر لاشوں کا نام تک نہ چھوڑا صرف تیس منٹ میں دو بنے کٹے نوجوانوں کا خون اور گوشت کھا کر ڈائن نے لمبی چیخ ماری اور زور سے پاؤں زمین پر مارا تھوڑی دیر بعد وہاں ایک ناگ نمودار ہوا۔

سیاہ ناگ کہاں سے آرہے ہو اور کیا کہتے ہو کابوس کا دن کیسا رہا آج کا ڈائن نے ناگ سے سوال کیا جس نے سر ہلایا سیاہ ناگ آج کے بعد ہمارے شکار کا بندوبست تم خود ہی کر دیا کرو ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں جیسے ہی کابوس کا چلا پورا ہوگا میں بھی واپس کابوس کے ساتھ چلی جاؤں گی تب تک اس قبیلے کے لوگوں سے ہی کام چلاؤں گی۔

جبکہ ناگ نے سر ہلا دیا ٹھیک ہے تم جاؤ ڈائن نے انتہائی کرب اور گندی آواز میں کہا پھٹی پھٹی آواز تھی اس کی جبکہ عامر اور واصف دونوں کھڑے سن رہے تھے پھر اس نے آگے کا رخ اختیار کیا اور وہ ایک بوڑھی عورت کے روپ میں جھنڈ میں غائب ہو گئی۔

❁❁❁

اف میرے خدا ڈائن کے جانے کے بعد واصف زمین پر بیٹھ گیا جبکہ عامر حیرت سے اسی جھنڈ کو دیکھ رہا تھا جس میں وہ ڈائن غائب ہوئی تھی پسینے سے شرابور دونوں بیٹھے تھے کہ اچانک انہوں نے دیکھا کہ تین چار تیر دونوں کے عین سامنے آگرے۔ دونوں بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور ادھر ادھر دیکھنے لگے کون ہے کون ہے عامر نے اونچی آواز میں کہا تقریبا رات کا آخری پہر تھا مگر اچانک سامنے سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیئے ادھر ادھر سے نکل کر ان کے سامنے آگئے۔

کون ہو تم عامر نے ان کے آتے ہی ان سے سوال کیا جبکہ انہوں نے ایک اور آدمی کو بھی پکڑ رکھا تھا جو کہ بہت ہی پریشان تھا سن لے راد ے گانی ان میں سے ایک نے عامر کو دیکھ کر کہا۔ عامر نے اسے حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا وہ شخص سب سے بڑا اور موٹا تازہ تھا شاید یہ ہماری زبان نہیں سمجھتے اور ان سے بحث فضول ہے واصف نے عامر سے دھیمے لہجے میں کہا۔

مگر وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں یہ عامر نے پریشانی سے کہا ابھی جو کچھ پانچ منٹ پہلے ہوا ہے وہ تو دیکھ لیا نہ تم نے جو کچھ یہ کہتے ہیں وہی کرنا ہوگا ہم کو ورنہ ورنہ ہم یہاں بہت مشکل میں پڑ جائیں گے ایک مصیبت ختم نہیں ہوتی تو دوسری آجاتی ہے واصف نے عامر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

واصف واقعی کافی پریشان تھا آرے سن دی نادے لے موشو پن تری۔ یہ کیا کھسر پھسر کر رہے ہو تم دونوں ہمارے ساتھ چلو ایک شخص نے دونوں کو بازو سے پکڑ کر کہا عامر نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی جبکہ واصف نے آنکھوں ہی آنکھوں میں سے منع کر دیا وہ بے بس سا ہو کر ساتھ چل دیا ان سب کے ساتھ۔

❁❁❁

ہوں تو تم دونوں پاکستان سے آئے ہو ایک لمبے تڑنگے اور نہایت ہی تخیم شخص نے سامنے کھڑے نوجوانوں سے سوال کیا جو کہ عامر اور واصف تھے جبکہ سامنے سوال کرنے والا سردار سنگا لانڈر تھا ان کے پوچھنے پر دونوں نے بتایا تھا ہاں مگر تم ہماری زبان کیسے بول لیتے ہو عامر نے حیرانی سے کہا جبکہ سردار مسکرا دیا نوجوان میرے سوال کا جواب دو پھر میں بتاؤں گا۔ ہاں ہم پاکستان سے آئے ہیں اور ہم ایک بدی کو ختم کرنے آئے ہیں واصف نے سردار کو جوش سے جواب دیا۔ ہوں تو تم مسلمان ہو اور یہاں بدی کا خاتمہ کرنے آئے ہو سردار نے سوال کیا۔

ہاں اور اس نے ہمارے سامنے قبیلے کے دو نوجوانوں کو کھایا ہے اب سے پندرہ منٹ پہلے عامر نے سردار کو تشویش میں ڈالتے ہوئے کہا کس نے سردار حیرت سے اچھلا ڈائن مدوشالہ نے اور وہ تمہارے قبیلے کو ختم کر دے گی سردار میں سچ کہہ رہا ہوں عامر نے کہا تو سردار اس طرح اچھلا جیسے اسے کسی نے زور سے کرنٹ کا جھٹکا دیا ہو۔

اس کا مطلب ہے مانٹی اور دوشی دونوں بھی ہلاک ہو گئے ہیں ہم انہیں ایک گھنٹے سے ڈھونڈ رہے ہیں سردار کا چہرہ فکر اور پریشانی سے زرد ہو گیا۔ وہ چونکہ جھونپڑی میں تھے اس لیے وہاں ان تینوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا وہ چار نوجوان جو عامر اور واصف کو لے کر آئے تھے وہ جھونپڑی کے باہر تھے تم یہ بتاؤ تم ہماری زبان کیسے بول رہے ہو واصف نے سوال کیا ہاں میں تمہاری زبان کیسے بول لیتا ہوں میں بچپن میں ہندوستان جاتا تھا وہاں سے ہی سیکھی ہے یہ زبان مگر تم تو مجھے بہت فکر مند کر دیا ہے اگلے چوبیس گھنٹوں میں یہ چار قتل ہیں ٹھیک ہے تو جوانوں تم ہمارے مہمان خانے میں آرام کرو اور ہاں خبردار وہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرنا سردار ایک بات پوچھوں واصف نے اس سے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر کہا ہاں پوچھو سردار نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

تمہیں یہ کیسے پتہ چلا کہ ہم پاکستان سے آئے ہیں اور ہمارا کیا مقصد ہے دیکھو میں یہ نہیں جانتا کہ تم کس مقصد کے لیے آئے ہو مگر جے وی کا بابا میں نے مجھے سب بتا دیا ہے تم مسلمان ہو مجھے مسلمانوں سے ملنے کا شوق تھا تم بہت بہادر ہو اور میں بہادر لوگوں کو پسند کرتا ہوں اور ہاں

رہی بات یہ کہ تمہارا مقصد کیا ہے تو یہ سب کل صبح جے وی کا بابا کے ہاں جا کر ہی بات ہوگی فی الحال تم دونوں جا کر آرام کرو سردار نے تالی بجائی تو ایک محافظ اندر آیا۔ انہیں مہمان خانے میں چھوڑ آؤ عامر اور واصف دونوں اسکے ساتھ چل دیئے

❁❁❁

ہلکی ہلکی روشنی چھن چھن کر جھونپڑی میں آرہی تھی جبکہ پہاڑوں کے درمیان قبیلہ آباد تھا جس میں تقریبا سات سو چودہ افراد تھے ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مگن تھا کوئی لکڑیاں اٹھا کر جا رہا تھا اور کوئی جانوروں کا چارہ اکٹھا کرنے لگا تھا کوئی برتن اٹھائے جا رہا تھا کوئی پتھر توڑ رہا تھا جبکہ عامر اور واصف دونوں جھونپڑی سے باہر آ گئے پہلے عامر باہر آیا پھر واصف باہر کھڑے پہرے دار نے انہیں روکنے کی کوشش کی جبکہ باہر کھڑے دوسرے محافظ نے اسے اشارہ کیا۔

باہر دور سے سردار آرہا تھا جس نے بالکل جنگلی لباس پہن رکھا تھا اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا جبکہ خنجر اس کے نیفے میں اڑسا ہوا تھا وہ جھونپڑی کے باہر آ کر رک گیا جبکہ وہ دونوں اس کے اشارے سے باہر آ گئے تم دونوں نے ناشتہ نہیں کیا پہلے ناشتہ کرلو پھر چلتے ہیں سردار کے حکم سے ان کے لیے ہرن کا بھنا ہوا گوشت لایا گیا دونوں نے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا اٹھایا پہلے واصف نے اپنے منہ میں کیا گوشت لیکن یہ کیا گوشت تو راکھ بن گیا پھر عامر کے ساتھ بھی یہی ہوا جبکہ سردار حیرت سے دونوں کو دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ ہو اف میرے اللہ یہ مصیبت ابھی تک جان نہیں چھوڑ رہی ہماری واصف نے بقیہ گوشت دوسری طرف دھکیل دیا جبکہ عامر بھی بے بس اور پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگا جبکہ سردار حیرت سے یہ سب دیکھنے لگا۔

یہ کیا معاملہ ہے اس کے منہ سے نکلا جادو ہے ہم دونوں پر گزشتہ ایک دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا خیر تم چھوڑو چلو تمہارے اس بزرگ کے پاس عامر نے سردار ۔۔۔ کہ تو وہ سر جھٹک کر ان کے ساتھ چل پڑا لیکن وہ بدستور کچھ سوچ رہا تھا۔

❁❁❁

بابا یہ دونوں وہی لڑکے ہیں جن کا ذکر میں نے کل رات کیا تھا یہ دونوں پاکستانی ہیں اور یہ مسلمان ہیں آپ کے کہنے پر میں انہیں یہاں انہیں لے کر آیا ہوں سردار نے جے وی کا بابا سے کہا جو کہ اپنی جھونپڑی میں بیٹھا تھا عامر اور واصف دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے ہوں تم دونوں کابوس اور اس کی خاص طاقت مدوشالہ کا خاتمہ کرنے کا عزم رکھتے ہو۔

بوڑھے جے وی نے کہا ہاں اور ہم یہ کام ضرور کریں گے چاہے کچھ بھی ہو اور یہ کام ہم پوری انسانیت کی بھلائی کے لیے کریں گے میں اپنے گاؤں والوں کو اس مصیبت سے ضرور نکالوں گا انشاء اللہ عامر نے جوش سے کہا۔

بابا میں بھی مسلمان ہونا چاہتا ہوں کیا آپ کی اجازت ہے مجھے سردار نے بوڑھے جے وی کا سے کہا تو وہ مسکرا دیا تم میں ذرا صبر نہیں میں نے جس دین کا ذکر تم سے کیا تھا ان نوجوانوں میں واقعی اس دین کی جھلک عیاں ہے سردار نہ صرف تم مسلمان ہو گے اب تو میں بھی مسلمان ہوں گا اور میں مسلمانوں کے آخری نبی ﷺ پر ایمان لاتا ہوں نوجوانوں مجھے کلمہ پڑھاؤ میں تمہارے دین میں آنا چاہتا ہوں بوڑھے جے وی کا نے کہا تو عامر اور واصف کا چہرہ خوشی سے دھمک اٹھا۔

کیوں نہیں بابا جی اگر آپ واقعی خوشی سے ہمارے پیارے دین اور ہمارے پیارے آقا ﷺ پر ایمان لاتے ہو تو ہم ضرور آپ کو کلمہ پڑھائیں گے اور اسلام کے سارے ارکان کی تعلیم بھی دیں گے سردار نے بھی خوشی خوشی سر ہلا دیا وہ دونوں واقعی عامر اور واصف کے ارادوں اور جواں مردی سے اسکے قائل ہو گئے تھے بوڑھے جوگی اور سردار نے غسل کیا اور کلمہ پڑھ لیا دو دن تک انہوں نے سردار اور جے وی کا کو تعلیمات دیں سردار کا نام اب حیدر جبکہ بوڑھے کا نام اب عباس رکھ دیا۔

❁❁❁

گاؤں میں سب خیریت تھی فیروز بابا اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے عبادت کررہے تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک سایہ سا نکل کر گاؤں کی طرف جارہا ہے بزرگ نے یسین کا ورد کرنا شروع کردیا وہ سایہ رک گیا اس نے حویلی سے باہر جانے کی کوشش کی مگر وہ نہ جاسکا پھر اچانک اس نے چیخیں مارنی شروع کردیں بزرگ فیروز جلدی سے صحن کی طرف بھاگے ساتھ ساتھ ورد بھی کررہے تھے جبکہ اس سایے کی چیخیں بلند ہوتی جارہی تھی یہاں تک کہ وہ اب بزرگ کے سامنے آگیا تقریباً رات ایک بجے کا ٹائم تھا ہر طرف خاموشی اور سناٹا تھا مگر فضا اس بدشکل اور عجیب سی شکل والے شخص کی دلخراش چیخوں سے گونج رہی تھی۔

بند کرو یہ ورد بند کرو ورنہ میں سب ختم کردوں گا اس کے منہ سے کسی کتے کی غراہٹ جیسے الفاظ نکلے بزرگ نے ورد اور بلند کردیا اس کے بال ترے مڑے تھے بالکل منہ خالی تھا لمبے دانت منہ پر ایک بال نہیں تھا سرخ آنکھیں لٹکی ہوئی زبان جگہ جگہ سے جسم پھٹا ہوا تھا وہ چیخ چیخ کر بزرگ بابا سے واسطے کررہی تھی یہ بھی چڑیل تھی جو کہ کابوس جادوگر کی خاص ساتھی تھی جس کو گاؤں والوں کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا تھا وہ شاید اب بے بس ہوچکی تھی یا آخر سورہ یسین کے ورد سے وہ چڑیل بے بس ہوکر بزرگ بابا کے قابو میں آگئی بزرگ نے آگے بڑھ کر اس کے بالوں سے پکڑلیا جو کہ بہت ہی چیخیں مارہی تھی وہ بالکل بے بس تھی اب وہ پوری طرح سے بزرگ کے رحم وکرم پر تھی۔

بول گندی اور بدذات چڑیل تیرا کیا مقصد ہے اور کیوں اللہ کی معصوم مخلوق پر ظلم کرتی ہو تم اور یہ کمینہ جادوگر کیا چاہتا ہے بزرگ نے اس کے بولوں سے کھینچ کر کہا پہلے تو وہ نہ مانی مگر جب بزرگ نے اس کے بال کھینچے تو اس نے بتانا شروع کردیا میں کابوس کی ساتھی ہوں مجھے کابوس نے خاص طور پر اس گاؤں میں تباہی کے لیے چھوڑا ہے وہ شاہ نواز کے گاؤں کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتا ہے میں اب تک کئی لوگوں کو مار کر کھا چکی ہوں تم نا جانے کیسی طاقت رکھتے ہو کہ مجھے بے بس کردیا اور یہ کلام جو تم نے پڑھا ہے اس سے میں بے بس ہوچکی ہوں تم میرے بال چھوڑ دو ورنہ میں۔

وہ چڑیل یہ کہتے کہتے رک گئی ورنہ کیا میں تو تمہیں اب موت کے گھاٹ اتار کر ہی دم لوں گا تم نے نجانے کتنے معصوم لوگوں کا خون کیا اور وہ بھی نہ حق بدی کا خاتمہ بہت ضروری ہوتا ہے بزرگ نے کہا اس کے انہوں نے پوری قوت سے ہاتھ فضا میں بلند کیا اور کلمہ پڑھ کر اس کی گردن پکڑلی بالوں کھینچنے کی وجہ سے وہ چڑیل بے بس ہوکر گرگئی پاس پڑا سریا اٹھا کر بزرگ فیروز نے اس کے سینے میں گھونپ دیا وہ چیخیں مارنے لگی تھوڑی دیر بعد تڑپنے کے بعد وہ ہلاک ہوگئی بزرگ نے جلال میں آکر اس کے منہ پر تھوک دیا۔

حس کم جہاں پاک بابا آپ ٹھیک تو ہیں ناں رحمو بابا کی آواز آئی جبکہ دوسرے گاؤں والے بھی وہاں موجود تھے ہاں میں ٹھیک ہوں بزرگ نے کہا چڑیل کے جسم کو اب آگ لگ چکی تھی گاؤں والوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا لوگ بہت خوش ہوئے۔

❀❀❀

یہ تم کیا کہہ رہے ہو سیاہ ناگ کس میں تنی ہمت ہے جو میری بہن کو مارے اور مجھے اور کابوس کو موت کی وادی میں پہنچائے ایک نہایت ہی بوڑھی عورت نے کہا جبکہ ایک ناگ پھن پھیلائے اس کے سامنے کھڑا تھا ٹھیک ہے میں کچھ کرتی ہوں تم جاؤ بوڑھی چڑیل سیدھی مندر گئی جبکہ ناگ سیدھا جنگل کی طرف بھاگ نکلا مندر میں پہنچ کر مدوشالہ نے سیدھے بڑے سے ہال کا رخ اختیار کیا اور وہ سیدھی کابوس کے پاس جا پہنچی جو کہ آلتی پالتی مارے بت کے سامنے جھکا ہوا تھا وہ گھٹنوں کے بل جھکا ہوا تھا کابوس اٹھو اور میری بات سنو بوڑھی مدوشالہ نے پریشانی اور گھبراہٹ سے کہا۔

کیا بات ہے تم اس وقت کیوں آئی ہو کیا مصیبت پڑگئی جو ابھی میری عبادت میں خلل ڈال دیا تم نے مدوشالہ ماں کابوس جادوگر نے حیرت سے کہا کابوس ایک۔

بہت ہی بری خبر لائی ہوں میری بہن کالنی ماری گئی ہے جس کو ایک نورانی طاقتوں کے پرستار کسی بزرگ نے مار دیا ہے اور وہ اب وہ میری اور تمہاری موت کا سامان کر رہے ہیں جبکہ میرے علم کے مطابق ان پر بہت بڑی ہستیوں کا سایہ ہے جس کی وجہ سے میں یہ معلوم نہیں کر سکتی کہ وہ کون ہیں اور کہاں ہیں مگر جزیرے پر میں نے اپنی حفاظت کے لیے جادو کر رکھا ہے جس کی وجہ سے وہ نہ تو کچھ کھا سکیں گے اور نہ ہی پی سکیں گے اور پاس کے قبیلے والوں کو بھی ہمارے بارے میں پتہ چل چکا ہے اور میرا علم یہ بتاتا ہے کہ وہ بھی خلل ڈالیں گے ہمارے کام میں اور تمہارے چلے کے تو ابھی تین دن ہوئے ہیں چھ دن باقی ہیں میں تو یہ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ آخر یہ لوگ کون ہیں جو ہمارے سارے مشن کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں مدوشالہ نے کہا۔

جس کی آنکھیں بالکل مردہ سی لگ رہی تھیں جبکہ کابوس نہایت ہی پریشانی اور حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کوئی انوکھی بات کر رہی ہو کیا بات ہے تم حیرت کا بت بنے کیا تماشہ دیکھ رہے ہو کچھ سوچو کابوس ورنہ ورنہ کیا مدوشالہ ٹھہرو میں ابھی کچھ کرتا ہوں کابوس جادوگر نے آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھول دیں اور انتہائی مسرت سے مدوشالہ کو دیکھنے لگا کیا بات ہے تم مسکرا کیوں رہے ہو۔

مدوشالہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی وہ اس وقت اسی جگہ موجود ہیں اور ہاں قبیلے کے سردار نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے اور بوڑھے جوگی نے بھی اور وہ لڑکا شاہ نواز کا پوتا بھی اس قبیلے میں موجود ہے اب تو ان کا بندوبست کرنا ہی ہوگا اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھائیں میں ان کو اپنی خاص طاقت سے مشکل میں ڈال کر ہلاک کر دوں گا ہاہاہا۔۔۔ہاہاہا۔۔۔کابوس ہنسنے لگا جبکہ مدوشالہ بھی ہنسنے لگی کون سی طاقت کا استعمال کرو گے تم مدوشالہ نے اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر کہا۔

سیاہ جلاد ہاہاہا۔۔۔ یہ چاروں ان تینوں کا سرمنہ بنا دیں گے اس کے ساتھ ہی اس نے منتر پڑھا تو سیاہ قسم کے چار آدم خور جلاد نمودار ہوئے سیاہ جلاد ختم کر دو ان کو جاؤ ہاہاہا۔۔۔جلاد چل دیئے شام کا وقت تھا سردار حیدر عامر اور واصف تینوں ساتھ ہی تھے جیسے ہی وہ تینوں کسی کھانے کی چیز کو ہاتھ لگاتے وہ چیز راکھ بن جاتی اور اب یہ معاملہ تو سردار کے ساتھ بھی ہو رہا تھا۔

متواتر تین دن تک نہ کچھ کھا پی سکنے کی وجہ سے واصف اور عامر کے بدن سے طاقت ختم ہو رہی تھی واصف کو فوزیہ اور سنی بہت یاد آرہے تھے جبکہ عامر بھی مایوس سا درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا سردار بھی پاس ہی پتھر پر بیٹھا تھا جبکہ واصف سردار کے بالکل سامنے بیٹھا تھا اچانک انہیں کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تینوں ہوشیار ہو گئے جبکہ سردار حیرت سے ان آنے والوں کو دیکھنے لگا واصف کی چونکہ ان کی طرف کمر تھی اس لیے وہ نہ دیکھ سکا جبکہ عامر بھی ان سے بے خبر تھا لیکن سردار کی نظریں ان پر گڑھی ہوئی تھیں تعداد میں چار سب کے قد برابر سر پر بڑے بڑے بال موٹی ناک کتے کی طرح کے کان کسی ریچھ کی طرح کا جسم بے تحاشہ بال تھے ان کے جسم پر اور سامنے دانت بڑھے ہوئے تھے وہ صحیح معنوں میں بہت ڈراؤنی شکل کے لگ رہے تھے سورج ڈھل چکا تھا جبکہ عامر اور واصف بھی عین بالکل ان کے سامنے آگئے انکے گلے سے خرخر کی آوازیں آرہی تھیں جبکہ وہ تینوں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

اچانک ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر سردار کے سامنے آکر اسے غور سے دیکھتے ہوئے غرانا شروع کر دیا سب کے سب اس طرح غرا رہے تھے جیسے بہت سے شیر دھاڑ رہے ہوں وہ تینوں ان کو حیرت سے دیکھ رہے تھے سردار کا جسم بالکل کسی پہلوان کی طرح تھا کافی طاقتور جسم نیزہ اس کے ہاتھ میں تھا خنجر بھی اس کے لنگوٹ میں تھا جبکہ وہ اب ہوشیار ہو گیا اور عامر اور واصف کو ایک طرف ہو جانے کا کہا۔

ایک طرف ہو جاؤ اور ہاں تم دونوں بھاگو یہاں سے قبیلے کی طرف میں ان کو روکتا ہوں سردار نے چیختے ہوئے کہا یہ تم کیا کر رہے ہو حیدر ہم تمہیں اکیلا چھوڑ کر نہیں

جاسکنے یہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں عامر نے پریشانی سے اسے جواب دیا۔ کچھ نہیں ہوگا مجھے تم میری فکر نہ کرو جلدی کرو یہ بھی کوئی چال ہے اس جادوگر کی جلدی کرو سردار نے کہا تو عامر اور واصف نے ایک طرف دوڑ لگادی جبکہ سردار کسی بہادر سپاہی کی طرح ان کو اپنی طرف مائل کرنے لگا مگر ان کی نظریں عامر پر جمی ہوئی تھیں جو بھاگ رہا تھا۔

وہ چاروں اس کے پیچھے بھاگنے لگے جبکہ سردار حیرت سے ان کے اس عمل پر پریشان ہوگیا اور وہ بھی پوری قوت سے ان کے پیچھے بھاگنے لگا عامر اور واصف پوری قوت سے بھاگ رہے تھے وہ جلاد کسی چیتے کی طرح ان کے پیچھے بھاگ رہے تھے وہ تین دنوں سے بھوکے تھے مگر موت کو سامنے دیکھ کر ان میں انجانی طاقت آگئی وہ قبیلے کی حدود میں داخل ہوئے تو وہ جلاد وہیں رک گئے جبکہ سردار بھی قبیلے میں آگیا۔

وہ تینوں نکو واپس جاتے ہوئے دیکھنے لگے سردار حیدر واصف ایک درخت کے پاس بیٹھ گئے جبکہ عامر ایک پتھر سے ٹیک لگا کر رونے لگا وہ بے بس تھا بالکل بے بس طرح طرح کے جادو اور پریشانیوں سے شاید اسے گاؤں بھی یاد آرہا تھا وہ جلاد جا چکے تھے واپس یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ کسی کو پتہ بھی نہ چل سکا۔

❀❀❀

رات کا پہر تھا رات بارہ بجے کا وقت تھا کہ ایک بوڑھی عورت چلتی ہوئی قبیلے کے وسط میں آکھڑی ہوئی سب گہری نیند سو رہے تھے کہ اس نے ایک جھونپڑی میں داخل ہونے کے لیے نگاہیں اس پر لگادیں پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی جھونپڑی میں ایک عورت اور اس کا معصوم بچہ سو رہے تھے وہ ڈائن سیدھی چلتی ہوئی جھونپڑی میں داخل ہوئی اس نے پہلے بچے پر نظریں ڈالیں پھر اس عورت پر وہ اسے گھورنے لگی اس کا چہرہ تبدیل ہونے لگا شکل بگڑ گئی اس کی آنکھیں اندر سے خالی جبکہ ناک سرے سے غائب اس کی جگہ گڑھے بن گئے منہ کھل گیا اس کا اور جسم پر بال اگ آئے اس نے عورت اور اس کے بچے دونوں کو گھورتے ہوئے ان کی گردن پر ہاتھ رکھے تو وہ دونوں ساکت ہوگئے اس کے ہاتھ اور پاؤں کسی گوریلے کی طرح تھے اس نے بچے کی گردن پر منہ رکھا خون چوسنے لگی جھونپڑی میں جلتی آگ کی وجہ سے اس کی شکل اور ہیبت ناک لگ رہی تھی پھر اس نے بچے کا خون چوس کر اس عورت کا خون چوسنا شروع کردیا تقریباً تیس منٹ تک اس نے دونوں کا خون چوسا اس کے بعد وہ اپنی اصلی حالت میں آگئی اس نے باہر قدم بڑھائے اور نکل کر جنگل کی طرف چلی گئی وہ ڈائن اپنا کام کر چکی تھی آہستہ آہستہ جنگل میں جا کر وہ غائب ہوگئی

❀❀❀

عامر رات کو سو نہیں پا رہا تھا اسے گاؤں والوں کی یاد شائستہ کی معصوم صورت اور سنی اور فوزی کے خیالات اور اپنی مصیبتیں یاد آرہی تھیں اوپر سے نہ کچھ کھایا اس نے اور نہ پیا تھا آج رات تو وہ بالکل ہی بے بس تھا نماز سے فارغ ہو کر وہ رو رہا تھا۔

یا اللہ یہ مجھ پر کیسا امتحان ہے میری وجہ سے واصف اور اس کا خاندان اور سردار حیدر کا قبیلہ سب کے سب مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں یا اللہ ہم پر رحم کر وہ رو رہا تھا اور آہ و زاری کر رہا تھا۔ پھر اچانک اسے کچھ خیال آیا اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگا کابوس اگر تم ظلم سے باز نہیں آئے گا تو میں بھی تجھے تیرے مشن میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کل تیری زندگی کا آخری دن ہوگا انشا اللہ اب تیری ظلم کی کہانی ختم ہے تو جو وار کرسکتا ہے کرلے اب سنبھل میں ضرور تیرا ستیاناس کرنے کل تیرے مندر میں آؤں گا وہ غصے سے دھک رہا تھا جبکہ سردار اور واصف دونوں سو رہے تھے عامر متواتر کچھ سوچ رہا تھا۔

❀❀❀

اگے دن صبح صبح وہ دونوں سردار کی جھونپڑی میں سوئے تھے کہ انہیں باہر بھگدڑ کی آوازیں آئیں مختلف قسم کی قدموں کی آوازیں رونے کی اور مختلف باتوں کی عامر

جلدی سے جھونپڑی سے باہر نکل گیا واصف کی اس کے پیچھے نکل گیا وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گئے بہت سارے لوگ ایک جگہ اکھٹے تھے عامر تیز تیز چلتا ہوا ان لوگوں کے پاس گیا دو تین آدمیوں کو پیچھے کر کے وہ جب اس مجمے کے وسط میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ دو لاشیں پڑی ہیں ایک عورت کی لاش جبکہ دوسری کسی بچے کی جبکہ سردار ان کے پاس بیٹھا سر پکڑا ہوا تھا کیا بات ہے کیا ہوا انہیں عامر نے سردار کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا کچھ سمجھ نہیں آرہی یار کل تک تو سب ٹھیک تھا لیکن آج یہ سب کیسے ہوا ہے۔

یہ کام کسی آسیب کا ہے سردار اور اب ہمیں دیر کرنے سے خود ہی نقصان ہوگا تم ٹھیک کہتے ہو اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ کابوس بہت ہی سر چڑھ جائے گا واصف بھی ان کے پاس آگیا تھا سنو ابھی قبیلے والوں کا یہ نہیں بتانا کہ میں نے کلمہ پڑھا ہے اور ہاں اب چلو پرانے جے وی کا اور تنے عباس بابا کے پاس سردار حیدر نے کہا جو کہ دو دن ہی ہوئے تھے مسلمان ہوئے تھے ٹھیک ہے اس کے اس کچھ عمل ہے اس سے کچھ معلوم کرتے ہیں واصف نے کہا تو دونوں اٹھ کھڑے ہوئے مجمے میں شامل لوگ ان کی باتوں سے بے نیاز تھے جو کہ اردو نہیں جانتے تھے اس لیے انہوں نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا اور سیدھے عباس بابا کی جھونپڑی میں چلے گئے۔ جھونپڑی میں پہنچ کر انہوں نے بوڑھے بابا سے رسمی سلام دعا کے بعد کابوس کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا عباس بابا ہمیں تفصیل بتاؤ کہ یہ کابوس جادوگر کیوں بے گناہ لوگوں کا قتل عام کر رہا ہے اس کا کیا مقصد ہے سردار نے کہا جبکہ بوڑھے بابا نے کہنا شروع کیا۔

سنو بیٹا اب تم تینوں کا امتحان شروع ہو چکا ہے کابوس جادوگر نے اپنی خاص طاقت سیاہ جہنمی جلادوں کی مدد سے تم لوگوں کی موت کا سامان کیا ہے اب سنبھل کر اور ہوشیار ہو کر کام کرنا ہے چونکہ میں نے علم نجوم سے اندازہ لگایا ہے اس لیے میری کوئی بات غلط بھی ہو سکتی ہے لہذا تم نے انہی پر احتیاط رکھنی ہے قبیلے والوں پر حملے اور معصوم لوگوں کی جان جانا ہم دونوں کا مسلمان ہونا ہے اور کابوس کا قبیلے کے نوجوانوں کا قتل یہ سب کرنا سب بھول جاؤ اور اس کے جہنمی جلادوں کے خاتمے کا سوچو اگر تم نے چاروں جلادوں کو ختم کر دیا تو صرف مدوشالہ تمہارے راستے کی رکاوٹ رہ جائے گی لیکن دھیان رہے ان جہنمی جلادوں پہ نہ تو لوہے کا کوئی ہتھیار اثر کرتا ہے اور نہ پتھر نہ لکڑ ان کو تم نے عقل سے مارنا ہے اب یہ میں نہیں جانتا ہوں تم نے عقل سے انکو ہلاک کرنا ہے اس کے علاوہ اس ڈائن مدوشالہ کا خاتمہ اس صورت میں ممکن ہے جب وہ مکمل بے بس ہو جائے اس کمینی بوڑھی عورت کا حل بھی بتاتا ہوں اس کے بالوں سے اگر تم نے تین سفید بال توڑ لیے تو اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے مگر وہ مکار ڈائن ہے وہ ایسا نہیں کرنے دے گی تم نے کسی طرح اسے آگ لگانی ہے صرف آگ کا اثر ہی اسے مار سکتا ہے اور ہاں آگ اس کے سر سے لگاؤ تو بہتر ہے مگر ہوشیار رہنا وہ ایک ڈائن ہے اور آدم خور بھی ہے تم اس کے جنگل میں نہ آنا سردار تم بہت ہی ہوشیار رہنا کیونکہ تم ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہو وہ تمہارے بھی اسی طرح دشمن ہے جیسے ان کے اور ہاں قبیلے میں قتل و غارت بھی شاید اسی وجہ سے ہے مگر اسی پاک ذات کا شکر ہے جس نے ہمیں سیدھی راہ دکھلائی اسی کے کرم سے تم لوگ کامیاب لوٹنا انشاء اللہ تینوں نے بیک وقت کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

❁❁❁

کافی دن نہ کچھ کھانے نہ پینے سے عامر اور واصف دونوں میں تھکاوٹ اور کمزوری بڑھ رہی تھی جبکہ سردار کے ساتھ بھی یہ معاملہ دو تین دنوں سے تھا آٹھ دن مکمل ہو چکے تھے ان دونوں کے جزیرے پر آج آخری سورج طلوع ہوا تھا انکا جبکہ ان میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ چل بھی سکیں۔ یار مکمل آٹھ دن نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا اب تو مجھ سے چلا بھی نہیں جا رہا ہے۔

وہ مکار کہیں کامیاب ہی نہ ہو جائے عامر نے واصف اور سردار حیدر سے کہا جو کہ اس کیساتھ چل رہے تھے وہ ابھی ابھی نئے نئے مسلمان ہونے والا بابا عباس

کے پاس سے جھونپڑی سے نکل کر باہر آئے اور جنگل کی طرف جا رہے تھے تینوں ساتھ ساتھ تھے ارے رکو تم یہیں مجھے ابھی ایک بات یاد آ گئی ہے رکو اس کا حل ہے میرے پاس سردار نے کہا اور وہ کچھ سوچتے ہوئے دوسری طرف بھاگ گیا جبکہ وہ دونوں اسے جاتا ہوا دیکھنے لگے تمہیں یہ کوئی جنگلی بوٹی تھی وہ دونوں سے متواتر دیکھے جا رہے تھے اسے۔

آنکھیں بند کر کے چبا لو جلدی سردار نے کہا تو انہوں نے حیرانی سے اس سے بوٹی لے لی جبکہ واصف اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا یہ کیا ہے اس نے سوال کیا یہ جو بھی ہے کمال کی بوٹی ہے اس سے تمہاری تھکن اور کمزوری جاتی رہے گی ورنہ تم بیہوش ہو جاؤ گے کمزوری سے سردار نے بوٹی کھانی شروع کر دی جیسے وہ کوئی مونگ پھلی کھا رہا ہے جبکہ عامر نے بھی چبانی شروع کر دی لیکن بوٹی کافی کڑوی تھی لیکن سردار کے کہنے پر اس نے پوری بیل چبائی اور اس کو نگل لیا واصف حیرانگی سے دیکھتا رہا پھر اس نے بھی بوٹی کا رس نکالا کافی مشکل ہو رہی تھی اسے جبکہ سردار مسکرا رہا تھا۔

کافی کڑوی ہے یار یہ بوٹی تو واصف نے سردار کو دیکھ کر کہا جبکہ عامر خاموشی سے دیکھنے لگا ہاں یہ تو ہے مگر اب کا اثر تم دیکھنا تھوڑی دیر بعد سردار نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ واقعی تھوڑی دیر بعد انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے انہوں نے ابھی ابھی کھانا کھایا ہو تینوں ایسے چست اور توانا ہو گئے جیسے کبھی وہ تھکے ہی نہ ہو یہ انجانی طاقت پا کر وہ بہت خوش تھے کہ اچانک غراہٹ کی آواز سے تینوں بیک وقت چونک گئے ان کے سامنے نہایت ہی بدشکل جہنمی جلاد کھڑے تھے جو اچانک سامنے آ گئے تھے ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں ان کی نظریں ان تینوں پر جمی ہوئی تھیں سورج کی گرمی اور ان کے خوف سے ان تینوں کے پسینے نکل رہے تھے۔

وہ چاروں ان کو دیکھ کر غرا رہے تھے جبکہ عامر کی نظر جب سردار اور واصف کے بازو پر پڑی تو اس کی جان ہی نکل گئی کیونکہ فیروز بابا کے دیئے ہوئے تعویذ ان دونوں کے بازو میں نہیں تھے سورہ یسین چونکہ اس کے جیب میں تھی اس نے اپنا تعویذ سردار کو دیا تھا اس لیے اسے فکر ہو رہی تھی لیکن رات کو سوتے وقت انہوں نے تعویذ اتارے تھے جس کی وجہ سے تعویذ وہیں رہ گئے تھے عامر کی پریشانی اور بڑھ گئی پھر اچانک اس کی نظر ایک سیاہ ناگ پر پڑی جس نے واصف اور سردار حیدر دونوں کے پاؤں کے قریب سے ہو کر دونوں کی ٹانگوں پر باری باری ڈنگ مارا وہ دونوں ناگ سے بے خبر تھے اس لیے ناگ نے جلدی سے اپنا کام کر دیا وہ دونوں تھوڑی دیر بعد بالکل پاگلوں کی طرح کھڑے ہو گئے جبکہ چاروں جلاد کسی دیوانے کی طرح غرا غرا کر عامر کے پاس گھومنے لگے۔

ہے ۔۔ ہے ۔۔ ہے ۔ ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔ ہے ۔ ہے ۔ ہے ہو ۔ ہو ۔ ہو ۔ ہے ۔ ہے ۔ ہے چاروں بیک وقت ڈراؤنی آوازیں نکال رہے تھے جبکہ عامر بے بس سا کھڑا تھا اس کے قدم من من بھاری ہو گئے جبکہ واصف اور سردار وہیں کھڑے اسے دیکھ رہے تھے شاید وہ دونوں ناگ کے سحر میں گرفتار ہو گئے تھے یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ وہ سنبھل بھی نہ سکے اچانک عامر نے خود کو سنبھالا اور یسین کا ورد کرتا رہا یہاں تک کہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ اب جا چکے ہیں لیکن اسے یہ بھی حیرت ہوئی کہ واصف اور سردار دونوں وہاں نہیں تھے۔

عامر بہت ہی حیران اور پریشان کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے ۔ اوہ ۔۔۔ وہ دونوں کہاں گئے اور یہ سب کیا ہو رہا ہے اف میرے اللہ یہ سب کیا ہے اس نے بے بس ہو کر رونے والے انداز میں کہا پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا اور جنگل کو چل دیا اس نے کئی بار واصف اور سردار کو آوازیں دیں مگر وہ نہ تو بولے اور نہ اسے دیکھ سکے وہ یوں ہی چلتا ہوا ایک جگہ گیا جہاں اس نے دیکھا کہ ایک ہاتھی مرا ہوا ہے اور چند کتے اور گیدڑ اس کو کھا رہے ہیں جبکہ اس کی نظر جب ہاتھی کے سر پر پڑی تو وہ رک گیا کچھ سوچتے سوچتے وہ اس کے پاس گیا اور خوشی سے اچھل پڑا اس کی آنکھیں چمک پڑیں۔

❀❀❀

جاؤ مدوشالہ انہیں کسی طرح مندر میں آنے سے روکو صرف آج کا دن وہ نہ آئیں پھر میں واقعی امر ہو جاؤں گا۔ ہاہاہا۔۔ کابوس جادوگر نے مدوشالہ سے کہا جو کہ اس کے پاس کھڑی تھی میں نے ناگ کو بھیج دیا ہے کابوس اور وہ ضرور کچھ نہ کچھ اچھا کر کے آئے گا اور تمہارے جہنمی جلاد کہاں ہیں انہیں بھی تو بھیجو وہ ان تینوں کی بوٹیاں اڑا دیں گے مدوشالہ نے کہا تو کابوس خوشی خوشی بولا وہ بھی جا چکے ہیں وہ ان تینوں کو ختم کر دیں گے۔

ہاہاہا۔۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے ناگ مندر داخل ہوا اس کے پیچھے پیچھے دو نوجوان اندر آئے ایک بالکل کسی پہلوان کی طرح تندرست اور صحت مند تھا صرف لنگوٹ باندھا ہوا تھا اس کو اور دوسرا پینٹ شرٹ میں ملبوس تھا وہ دونوں واصف اور سردار تھے جو کہ ناگ کے سحر میں گرفتار تھے۔

واہ میرے شیر تم نے کمال ہی کر دیا یہ دونوں حقیر بشر اب واقعی موت کے منہ میں آ گئے ہیں مدوشالہ نے قہقہہ مارا جیسے کوئی چیخ رہا ہو ارے واہ یہ تو مسلمان ہیں جو کابوس جادوگر شیطانی طاقتوں کے بادشاہ سے ٹکر لینے چلے تھے اور سردار تم نے بھی ان کا ساتھ دے کر اچھا نہیں کیا بوڑھے کابوس کی آنکھیں دھک رہی تھیں ناگ مدوشالہ کی گردن سے لپٹ گیا۔

کابوس تم چلا عمل کرو میں یہیں بیٹھتی ہوں تب تک ان دونوں کا بھی کوئی حل سوچتی ہوں کابوس جادوگر نے ہاں میں سر ہلایا اور مسکراتا ہوا مندر کی طرف چل دیا جہاں بڑا اسا بت تھا۔

❁❁❁

دو خنجر عامر کے ہاتھ میں تھے جبکہ اس نے پھر عقب میں کسی کے قدموں کی آواز سنی وہ جنگل میں ہی تھا اس نے پلٹ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا پھر اس نے چلنا شروع کر دیا دو پہر کا وقت تھا اس نے محسوس کیا کہ اس کے تعاقب میں کوئی ہے جو اس کا پیچھا کر رہا ہے وہ چونکہ جنگل میں اکیلا تھا اس لیے اس کو بار بار شک پڑ رہا تھا پھر اچانک ایک چیخ سنائی دی اسے اور اس پر درخت سے کوئی حملے کے لیے اچانک گرا مگر وہ اچانک پیچھے سے ہٹ گیا اور گرنے والی چیز عین اسی جگہ گری جہاں وہ پہلے ایک سیکنڈ تھا اس نے دیکھا تو یہ وہ جلاد تھا اس نے سنبھل کر اسے حملے کے لیے اکسایا اب وہ مطمئن تھا وہ اس اکیلے جلاد کا مقابلہ کرنے گا اس نے واپس پلٹ کر عامر پر تیزی سے وار کیا مگر وہ ایک طرف ہو گیا جلاد نے اپنا وار خالی جاتا دیکھ کر ایک چیخ ماری اور دوبارہ حملہ آور ہوا وہ تیزی سے عامر کی طرف بھاگا عامر نے اس بار بھی اس کا وار خالی کر دیا اب تو وہ بن مانس نما جلاد غصے میں آ گیا۔

اس نے پنجا عامر کی گردن پر مارا جسے عامر نے جھک کر بچانا چاہا مگر اس بار وہ پنجا اس کی گردن پر جا لگا اس کی گردن سے خون نکلنے لگا عمر نے جلاد کو زور سے لات ماری مگر وہ بروقت سنبھل گیا اس نے دوبارہ پلٹ کر اس پر وار کیا لیکن اس سے پہلے کہ جلاد کوئی وار کرتا عامر فضا میں اڑتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں موجود خنجر اس جلاد کی گردن میں گھاڑ دیا اس کی گردن سے سیاہ رنگ کا گھاڑھا سیال مادہ نکلنے لگا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔ اس نے سکھ کا سانس لیا ایک لمبی سانس لی اس نے مگر اس کو پھر عقب سے غراہٹ کی آواز سنائی دی اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ دو جلاد اور کھڑے تھے اس کے پیچھے خنجر بدستور اس کے ہاتھ میں تھے دونوں جلادوں نے اس پر حملہ کر دیا وہ بار بار اپنا بچاؤ کر رہا تھا دونوں جلاد اس کی دونوں طرف تھے بلا آخر اس نے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامے جلاد پوری قوت سے اس طرف بھاگے مگر اس نے نیچے بیٹھ کر دونوں ہاتھوں کے خنجر ان کے عین دل کی جگہ پر مار دیئے جس سے وہ دونوں تڑپنے لگے اور وہ بھی ساکت ہو گئے تھوڑی دیر بعد جب چوتھا اور آخری جلاد آیا تو اس نے اسے بھی اسی طرح مار دیا اور خوشی سے خنجر صاف کر کے مندر کی طرف بھاگا اسے ان جلادوں سے لڑتے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے تھے وہ جلد مندر پہنچ جانا چاہتا تھا۔

❁❁❁

کابوس کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ بالکل منہ کے بل گر پڑا اور حیرت سے اپنے آپ کو دیکھنے لگا یہ کیا یہ کیا ہو گیا

میرے ساتھ اس نے حیرت اور غصے سے روتے ہوئے کہا اور وہ جلدی سے بھاگ کر مدوشالہ کے قریب آ گیا جو کہ اسے دیکھ کر حیرت سے کھڑی ہو گئی کیا بات ہے کیا ہوا بوڑھی نے حیرت سے کہا۔

مار دو انہیں جلدی کرو اس لڑکے شاہ نواز کے پوتے نے میرے طلسم اور جادو ختم کر دیئے ہیں اس نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا جلدی کرو مدوشالہ میرے جلاد مانڈیئے ۔شاہ نواز کے پوتے نے کابوس نے روتے ہوئے کہا۔

کیا مدوشالہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ کابوس پاگلوں کی طرح ناچ رہا تھا اور رو رہا تھا جبکہ ادھر فوزیہ رحمو بابا شائستہ ساجدہ اور فیروز بابا سب نماز پڑھ کر رو رو کر اللہ کے حضور عامر اور واصف کے لیے دعائیں کر رہے تھے مدوشالہ نے اپنا چہرہ بدل لیا اور اب وہ اصلی حالت میں تھی بالکل ایک ڈائن بن گئی وہ جبکہ کابوس نے بھی شکل بدل لی اب وہ ایک بہت ہی بڑا بن مانس نما دیو ہیکل بدشکل بوڑھا بن گیا بہت ہی ڈراونی شکل تھی اس کے جبکہ بے بس واصف اور سردار انہیں دیکھ رہے تھے ان کی آنکھیں زندہ تھیں وہ نہ ہل سکتے تھے اور نہ اپنی مرضی سے حرکت کر سکتے تھے۔

مار ڈالو ان کمینو کو میں دیکھتا ہوں یہ کیسے مجھے فنا کرتے ہیں کابوس نے نہایت ہی بھاری اور ڈراونی آواز میں کہا جبکہ مدوشالہ ان دونوں کی طرف بڑھنے لگی مگر عین اس وقت جب اس کا ہاتھ واصف کے قریب گیا اس کی گردن میں خنجر گھستا چلا گیا اور وہ منہ کے بل گری اور اس کی گردن سے لپٹا ناگ نیچے گر گیا جسے عامر نے جلدی سے پاؤں کے نیچے دے کر مسلا لیکن ایک اور نوجوان جو کہ راشی تھا نے سریا مار کر ہلاک کر دیا ناگ کے ہلاک ہوتے ہی سردار اور واصف پر سحر ختم ہو گیا وہ اصلی حالت میں آتے ہی خوشی سے جھوم اٹھے جلدی کرو سردار وقت کم ہے عامر چیخا جبکہ واصف نے جلدی سے اسے پیچھے کھینچا کیونکہ بدشکل کابوس عین اس کے سر کے پاس آ گیا تھا مندر میں انتہائی بھگدڑ مچی تھی مدوشالہ کو سردار نے ایک لات ماری جس سے وہ نیچے گر گئی سردار نے جلدی سے بڑی ناگ کے بت کے سامنے سے آگ اٹھائی اور پاس پڑی گھاس کو آگ لگا دی جبکہ واصف نے آگے بڑھ کر مدوشالہ کے بال پکڑ لیے وہ چیخ رہی تھی واصف نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور اسے گھاس میں پھینک دیا جو کہ آگ پکڑ چکی تھی مدوشالہ جلنے لگی۔

ادھر گاؤں والے اور فوزیہ شائستہ فیروز بابا اللہ کے حضور رو رو کے دعا کر رہے تھے ادھر عامر نے جلدی سے وہی وہ خنجر جو اس کے ہاتھ میں تھے اس نے پوری قوت سے وار کابوس پر کیا وہ مدوشالہ کو جلتا دیکھ کر طیش میں آ گیا اسنے راشی کو اٹھایا اور دیوار کے ساتھ دے مارا جو اس کے پاس تھا اور اس نے عامر کا وار بچا لیا کو بس غصے سے بالکل کسی بن مانس کی طرح غرا رہا تھا وہ سب اس کے سامنے بالکل چیونٹیوں کی طرح لگنے لگے کیونکہ کابوس نے خود کو بڑا کر لیا اب عامر واقعی کافی پریشان ہو گیا سردار اس کا خاتمہ مشکل ہو جائے گا جلدی کرو قبیلے والوں کی مدد لو جلدی عامر نے سردار سے کہا تو وہ تیزی سے بھاگ کر باہر نکل گیا جبکہ مدوشالہ آگ میں پوری طرح سے جل رہی تھی واصف یہ خنجر سنبھالو میں جیسے ہی اسے اپنی طرف مائل کروں اس پر وار کرنا اور ہاں وار اس کی آنکھ پر کرنا ہمیں اسے اندھا کرنا ہے جلدی عامر نے خنجر واصف کی طرف پھینک دیا جبکہ خود کابوس کے پاس آ گیا جو کہ تیزی سے مڑا اس نے واصف کو دیکھ لیا اسنے واصف کو اٹھایا اور پوری قوت سے زمین پر دے مارا وہ زمین پر لگتے ہی بے ہوش ہو گیا جبکہ خنجر اس کے ہاتھ سے گر گئے عامر نے جب واصف کے بے ہوش دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے اب عامر صرف اکیلا تھا۔

مندر میں کابوس نے قہقہہ مارا ۔ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔تم اب نہیں بچ سکتے ہاہاہا۔۔۔وہ بالکل کسی دیوانے کی طرح ہنس رہا تھا عامر اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگا یا اللہ میری مدد کر اس نے آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی کابوس مسلسل اس کی طرف بڑھ رہا تھا جبکہ وہ بالکل اس کے قریب ہو گیا اب عامر کو موت یقینی نظر آنے لگی اس کا جسم

پسینے سے شرابور ہو گیا اچانک کابوس کو کسی نے پیچھے سے کچھ مارا وہ دھکتی آنکھوں سے پلٹا تو پیچھے راشی کھڑا تھا شاید اسے ہوش آ گیا تھا کابوس نے اسکو کسی مکھی کی طرح مسلنے کی کوشش کی مگر جیسے ہی وہ اس کی طرف لپکا دو تیر سائیں کی]واز سے اس کی آنکھوں میں گھستے چلے گئے تیر بڑی کے تھے جبکہ سامنے سردار کھڑا تھا تیر عین کابوس کی آنکھوں میں لگے تھے تیر لگنے سے وہ نیچے گرا وہ اب اصلی حالت میں آ گیا۔

عامر نے جلدی سے بجلی کی طرح دونوں خنجر اٹھائے اور کابوس کے عین دل میں پے در پے وار کر کے اسے ختم کر دیا بلا آخر وہ مر گیا جبکہ عامر نے جلدی سے واصف کی طرف دوڑ لگا دی جو کہ بے ہوش تھا مندر ہلنے لگا سردار نے اسے کاندھوں پر اٹھایا اور باہر آ گئے جبکہ راشی اور دوسرے قبیلے والے بھی ان کے پاس اکٹھے تھے باہر آتے ہی واصف کو ہوش میں لایا گیا۔

کمال کر دیا تم نے یار ان جلادوں کو خاتمہ کیسے کیا تم نے سردار نے خوشی سے پوچھا تو عامر نے اسے بتایا کہ کس طرح اسکے ہاتھی کے دانتوں سے ان کا خاتمہ کیا وہ بہت خوش تھا کہ اس نے ایک بدی کا خاتمہ کر دیا واصف کو ہوش آ گیا اس نے بھی بہت خوشی کا اظہار کیا جب اسے پتہ چلا کہ کابوس کا خاتمہ ہو چکا ہے تمہارے خنجروں نے تو کمال کر دیا واصف نے خوشی سے عامر سے کہا ارے کمال تو سردار کے تیروں نے کیا۔

عامر کے کہنے پر سردار کھلکھلا کر ہنس پڑا ارے کمال تو اللہ نے کیا اب سب قبیلے والے مسلمان ہونا چاہتے تھے سردار نے کہا تو سب نے کلمہ پڑھ لیا۔

اب بابا عباس اور سردار کی کوشش سے اب سب مسلمان ہو گئے جبکہ وہ دونوں کچھ دن وہاں رہے پھر وہ پاکستان روانہ ہو گئے۔۔

❁❁❁

گاؤں پہنچ کر جب انہوں نے سب کو بتایا کہ کس طرح ان سب کا خاتمہ کیا اور اور ان کی وجہ سے ایک قبیلہ مسلمان ہو گیا تو سب بہت خوش ہوئے فیروز بابا نے عامر کو شاباش دی جبکہ عامر خوش ہو گیا وہ ابھی حویلی میں تھ تھے کہ فوزیہ اور واصف باتیں کر رہے تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے واصف نے فوزی سے حیرانگی کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ یہ ہو سکتا نہیں ہو چکا ہے اور یہ فیصلہ فیروز بابا نے کیا ہے فوزیہ نے بھی بھرپوری اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

کیا ہوا ہے عامر نے حیرانگی سے پوچھا جناب رحمو بابا کی بیٹی ہے ناں شائستہ ہاں عامر نے واصف کے بتانے پر فوراً ہاں کی اس کی شادی طے ہو گئی ہے واصف نے اسے دیکھ کر بہت زیادہ افسوس کرتے ہوئے کہا کیا ۔کون ہے وہ۔

عامر نے افسردہ مگر غصے سے کہا ہے اسی گاؤں کا فوزیہ نے کہا تو وہ بہت ہی زیادہ رونے کے قریب ہو گیا جبکہ شائستہ بھی اب پاس آ گئی عامر نے اس کو دیکھ کر حسرت سے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ آگے سے بول پڑی صاحب جی اب ہم کیا کر سکتے ہیں یہ فیروز بابا کا حکم ہے ارے نام کیا ہے اس کا عامر نے غصے سے کہا ارے تم غصہ کیوں ہوتے ہو تم کو ملوا بھی دوں گی اس سے فوزیہ نے اسے چھیڑا۔

کیا مطلب ارے مطلب یہ کہ وہ ہو تم وہ ہو تم۔۔ وہ ہو تم۔۔وہ ہو تم۔۔دونوں فوزیہ اور واصف نے بیک وقت گانا گایا تو حیرت اور خوشی سے ہنسنے لگا۔واہ۔۔واہ۔ دو بندے کیسے اچھا گانا گا لیتے ہیں۔چج جان کرس نے بھی دونوں کو چھیڑا اور اندر بھاگ گیا جبکہ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے بھاگ گئے۔ختم شد۔

❁❁❁

مجھ کو تو یاد نہیں تجھ کو خبر ہو شاید
لوگ کہتے ہیں کہ تو نے مجھے برباد کیا
(محمد بشیر، بھٹہ)

ہائے آداب محبت کے تقاضے ساغر
لب ہلے اور شکایات نے دم توڑ دیا
(گلزار حسین شاکر)

راکشا دیوی

---تحریر: سنبل اینڈ رخسار۔صوابی۔۔

نجانے رات کا وہ کونسا پہر تھا کہ افضال کی آنکھیں ایک آہٹ سے کھل گئیں اس کے ساتھ خیمے میں گوہر نیلم اور صائمہ بھی تھیں اس سے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید کوئی جانور ہو اس نے اس نے سامنے دیکھا تو خیمے کی دیوار پر ایک کالا سایہ دکھائی دیا خوف سے اس کی سانسیں رکنے لگیں اس نے اپنی ساری ہمت کو یکجا کر کے پوچھا کہ کک کون۔سائے نے مڑ کر دیکھا تو افضال بے ہوش کے قریب تھا سائے کی آنکھوں سے سرخ شعلے نکل رہے تھے اور اگلے ہی لمحے سایہ غائب تھا۔
۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

گوہر اور افضال نہایت گہرے دوست تھے دونوں ایف اس سی میں کالج میں ساتھ پڑھتے تھے ان کے گھر بھی ایک ہی گلی میں واقع تھے اس لیے ایک دوسرے کے گھر بھی آتے جاتے تھے کلاس میں دوسرے لڑکوں کے ساتھ بھی نرمی سے پیش آتے تھے دونوں پڑھائی میں بھی بہت تیز تھے اس کے علاوہ ان کے کلاس میں لڑکیاں بھی تھیں جس میں صائمہ نیلم اور ماریہ اپنی مثال آپ تھیں گوہر نیلم سے بہت پیار کرتا تھا مگر ابھی تک اظہار نہیں کر پایا تھا اور آخر ایک دن اس نے اظہار کر ہی دیا اسی طرح دن گزرتے گئے افضال نے صائمہ سے اظہار محبت کر دیا مگر وہ بولی۔

میں سوچوں گی اس دن تو سب کلاس والوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب پروفیسر قادر نے کلاس میں اعلان کر دیا کہ اگلے ہفتے ہم سب ٹور پر جائیں گے اور یہ ٹور پرنسپل صاحب نے اپنی طرف سے رکھی ہے کہ سارا خرچہ پرنسپل صاحب خود ہی کریں گے خواہ کتنا ہی کیوں نہ آئے نیلم اور گوہر تو خوشی سے پاگل ہو رہے تھے اور افضال نجانے کن سوچوں میں گم تھا گوہر نے پوچھا یار کیا بات ہے کیا تمہیں اس ٹور پر کوئی اعتراض ہے یا تم جانا نہیں چاہتے ہو افضال نے کہا مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے مگر میں صائمہ کی وجہ سے پریشان ہوں ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا گوہر بولا یار اتنی بھی کیا جلدی ہے سب ٹھیک ہو جائے گا تھوڑا سا صبر کر لو اور دونوں ہنستے ہوئے گھروں کی طرف جانے لگے اگلے دن پروفیسر صاحب نے کلاس میں اعلان کر دیا کہ تیار رہنا صرف ایف ایس سی والے جائیں گے اور پروگرام پیر کو طے ہو گیا ہے آج جمعہ تھا اور ابھی دو تین دن تھے یہ دو تین دن تیاریوں میں گزر گئے اور پیر کے خوشگوار صبح کو وہ سب بس میں بیٹھے جا رہے تھے گوہر بہت ہی زیادہ خوش دکھائی دے رہا تھا اور نیلم بھی گوہر نے پروفیسر صاحب سے پوچھا سر کہاں جائیں گے پروفیسر صاحب نے بتایا کہ وہ چترال سے ہٹ کر جو کالے پہاڑ ہیں وہاں پر ایک ہفتہ گزاریں گے اور انشاء اللہ جلد واپس بھی آ جائیں گے۔

اسی دوران بس میں ٹی وی سکرین پر فلم چلنے لگی اور سب فلم کے ڈائیلاگز سے محظوظ ہوتے لگے افضال آج بہت خوش تھا کیونکہ صائمہ اسے بار بار دیکھ رہی تھی اور جب وہ اس کی طرف دیکھتا تو وہ شرما کر نظریں جھکا لیتی افضال ساری باتیں سمجھ گیا تھا کہ معاملہ گڑبڑ ہو گیا ہے اور سائمہ کی طرف بھی محبت کی آگ لگ گئی ہے اور صائمہ بھی اس سے محبت کرنے لگی ہے یہ بات اس نے گوہر کو بھی کہی جسے سن کر وہ بھی بہت خوش ہوا۔

کالے پہاڑوں پر اس وقت گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور رات کے اندھیرے میں یہ پہاڑ بہت خوفناک لگ رہے تھے اس پہاڑوں کے ایک غار میں راکشا دیوی

چڑیل بیٹھی ہوئی تھی جو چلہ کر رہی تھی اور اس کے سامنے طلسمی آئینہ موجود تھا جو دیوار جتنا بڑا تھا اور وہ اس میں آنے والے واقعات آسانی سے دیکھ سکتی تھی راکشا چڑیل بہت ہی ظالم تھی اور وہ اب تک وہ بے شمار انسانوں کو موت کے بھینٹ چڑھا چکی تھی یہاں تک کہ اس نے جانوروں کو بھی نہیں بخشا تھا اور کالے پہاڑوں کے سارے جانور ختم کر ڈالے تھے اور جو جانور بچ گئے تھے وہ پہاڑوں سے بھاگ گئے تھے۔

راکشا چڑیل آدھی رات کے وقت خوفناک غار میں بیٹھی ہوئی چلہ کر رہی تھی اور کالا بت اندھیرے میں بمشکل نظر آرہا تھا مگر راکشا چڑیل کی ظالم آنکھیں تو ہزار واٹ کے دو بلب تھے جسے اندھیرے میں بھی آسانی سے سب کچھ نظر آتا تھا ابھی وہ آدھا چلہ ہی کر پائی تھی کہ طلسمی آئینے سے شعاعیں نکلنے لگیں اور سیدھی راکشا چڑیل کی آنکھوں پر پڑی آئینہ کو دیکھ کر وہ چونک گئی کیونکہ آئینہ میں ایک بس کا منظر نظر آرہا تھا جس میں تیس کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور سب ایک دوسرے سے زیادہ خوش دکھائی دے رہے تھے وہ اس منظر کو دیکھ کر نہایت حیران ہو گئی تھی اور اگلے ہی لمحے اس نے آئینے پر پھونک ماری اور آئینہ بالکل بے جان ہو گیا اس نے چلہ چھوڑا اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگی منتر پڑھ کر اس نے غار کی چھت کی طرف پھونک ماری اور دیکھتے ہی دیکھتے چھت کے ساتھ الٹی لٹکی چمگادڑ سیدھی زمین پر آگری اور اس کے اردگرد کالا دھواں چھانے لگا اور اگلے ہی لمحے چمگادڑ کی جگہ ایک بھیانک شکل کا بھوت کھڑا تھا جس کا سر جھکا ہوا تھا۔۔

کیوں بلایا ہے مجھے راکشا دیوی ۔بھوت کے منہ سے آواز خارج ہوئی تو ایسے لگا جیسے غار درمیان سے پھٹ گیا ہو کالے بھوت جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ کون لوگ ہیں اور کس طرف آرہے ہیں راکشا نے حکم دیا اگلے ہی لمحے کالا بھوت چمگادڑ میں تبدیل ہو کر غار کے منہ سے باہر نکل گیا۔

❁❁❁

بس فراٹے بھرتی ہوئی منزل کی طرف رواں دواں تھی اور وہ سب بس میں بیٹھے ہوئے خوشی سے ناچ رہے تھے عصر کے وقت انہیں دور سے کالے پہاڑوں کے آثار دکھائی دیئے تھے وہ سب بے اختیار خوشی سے اچھل پڑے کیونکہ پہاڑ بہت ہی دلکش نظر آرہے تھے وہ بہت بے صبری سے بس کے پہنچنے کا انتظار کرنے لگے کیونکہ وہ جلد از جلد کالے پہاڑوں پر پہنچ جانا چاہتے تھے آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور بس کالے پہاڑوں کے ساتھ ہی رک گئی وہ سب بڑی بے تابی سے نیچے اترے اور آگے بڑھنے لگے شام تک وہ پہاڑوں پر ویسے ہی گھومتے رہے۔ سردی اپنے جوبن پر تھی اور تاریکی آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلا رہی تھی اور تاریکی میں کالے پہاڑ ایسے لگ رہے تھے جیسے بڑے بڑے دیوہیکل جن کھڑے ہوں دن کو جو پہاڑ انہیں بہت ہی دلکش نظر آرہے تھے رات کو وہ پہاڑ اتنے ہی بھیانک لگ رہے تھے رات کو انہیں پہاڑوں سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

پروفیسر صاحب نے کا حکم دیا کہ خیمے لگا دیئے جائیں موسم بہت ہی سرد ہے انہوں نے جلدی جلدی خیمے تھما دیئے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھا کر سب اپنے اپنے خیموں میں گھس گئے تھکن کی وجہ سے وہ سب بہت جلد سو گئے نجانے رات کا کون سا پہر تھا کہ افضال کی آنکھیں ایک آہٹ سے کھل گئیں اس کے ساتھ خیمے میں گو ہر نیلم اور صائمہ بھی تھیں اس نے ادھر ادھر دیکھا کہ شاید کوئی جانور ہو اس نے بے ساختہ سامنے دیکھا تو خیمے کی دیوار پر ایک کالا ساقیہ دیکھائی دیا خوف سے اس کی سانسیں رکنے لگیں اس نے اپنی ساری ہمت کو یکجا کر کے پوچھا ک ۔ک ک۔۔کون سائے نے مڑ کر دیکھا تو افضال بے ہوش ہونے کے قریب تھا سائے کی آنکھوں سے سرخ شعلے نکل رہے تھے اور اگلے ہی لمحے سایہ غائب تھا۔

❁❁❁

راکشا چڑیل اپنے غار میں کالے بھوت کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک وہ چمگادڑ کی روپ میں اندر داخل ہوا زمین پر گرتے ہی اس نے کالے بھوت کی شکل اختیار کر لی راکشا دیوی ہیں نے ان کے بارے میں معلوم کر لیا ہے وہ

کالے پہاڑوں کے ساتھ خیمے لگا کر یہاں چند دن گزاریں گے راکشا نے یہ سنا تو آگ بگولہ ہوگئی اور اس کی آنکھوں میں خون تیرنے لگا ان کی یہ ہمت کے میرے علاقے میں قدم رکھیں میں ان کا خون پی جاؤں گی وہ غصے سے دھاڑی تو ایسے لگا جیسے پہاڑوں میں آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔۔

نہیں چھوڑوں گی۔۔نہیں چھوڑوں گی۔۔۔میں ان کمینوں کو نہیں چھوڑوں گی۔ انہیں پتہ نہیں کہ میرے علاقے میں قدم رکھنے والوں کا کیا حشر ہوتا ہے میں ان کی تکہ بوٹی کرڈالوں گی راکشا کی اجازت کے بغیر کالے پہاڑوں میں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا راکشا چڑیل کے غصے کو دیکھ کر کالا بھوت بھی سہم گیا راکشا نے منتر پڑھ کر بھوت پر پھونکا تو وہ چمگادڑ بن کر چھت سے دوبارہ لٹک گیا راکشا نے اسی لمحے ایک اور منتر پڑھ کر دیوار پر پھونک ماری تو دیوار سے سرخ رنگ کا دھواں نکلنے لگا دیکھتے ہی دیکھتے اس دھوئیں سے چار سرخ رنگ کے ڈھانچے بن گئے کیا حکم ہے راکشا دیوی۔۔سب نے ایک ساتھ مل کر کہا راکشا نے حکم دیا کہ جاؤ ان لوگوں کو خوفزدہ کرو کہ یہاں سے چلے جائیں یہ راکشا کی سلطنت ہے یہاں پر وہ آدم زاد کو برداشت نہیں کرسکتی راکشا کا حکم سن کر ڈھانچے غائب ہوگئے۔

❀❀❀

افضال کو ساری رات ڈر کی وجہ سے نیند نہیں آئی اور وہ صبح ہونے کا انتظار کر رہا تھا صبح ہوتے ہی اس نے سب کو رات والا واقعہ سنایا کہ مجھے یہ پہاڑ آسیب زدہ لگتے ہیں گوہر نے اس کی باتوں پر یقین نہیں کیا کہ اس دور میں آسیب کا وجود نہیں ہے پہاڑ ہیں ان میں آسیب کا کیا کام وہ شام تک پہاڑوں کی دلکشی سے لطف اندوز ہوتے رہیں اس وقت افضال بھی رات والا واقعہ بھول چکا تھا اور وہ بھی ان کے ساتھ لطف اندوز ہو رہا تھا شام کو جب وہ واپس خیموں کی طرف آرہے تھے تو ان کے سامنے سرخ رنگ کا دھواں پھیلنے لگا اور سب بہت خوفزدہ ہوگئے اچانک ان کے سامنے چار سرخ رنگ کے ڈھانچے نمودار ہوئے لڑکیاں تو ڈھانچوں کو دیکھ کر ہی بے ہوش ہوگئیں ڈھانچے ایک ساتھ گرجے یہ راکشا دیوی کی سلطنت ہے یہاں پر جو بھی زندہ آیا واپس نہیں گیا تمہارے لیے ایک موقع ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ انجام کے ذمہ دار تم خود ہوں گے گوہر بولا جاؤ جو کر سکتے ہو کرو ہم یہاں سے ایک ہفتہ گزار کر ہی جائیں گے اور تمہاری راکشا کو بھی دیکھ لیں گے اور ڈھانچے اس کے ساتھ ہی غائب ہوگئے سب نے اسے سمجھایا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا اور یہاں سے جانے کے لیے تیار نہیں تھا۔

❀❀❀

کیا۔۔اس کی یہ ہمت کہ میری ہی سلطنت میں ڈینگیں مارے میں دیکھ لوں گی سب کو شاید یہ لوگ ابھی میری طاقت سے واقف نہیں ہیں کہ راکشا کیا کچھ کرسکتی ہے اس نے ڈھانچوں پر پھونک ماری تو وہ سرخ دھوئیں میں تبدیل ہوکر دیوار میں غائب ہوگئے راکشا بہت غصے میں تھی وہ سوچ سمجھ کر ان آدم زادوں کے خلاف قدم اٹھانا چاہتی تھی جس نے اس کو للکارا تھا وہ رات کو ان میں اپنی پسند کا شکار کرنا چاہتی تھی اس کی آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے اور وہ رات ہونے کا انتظار کر رہی تھی اس نے منتر پڑھ کر طلسمی آئینے پر پھونکا تو اس میں خیموں کا منظر نظر آنے لگا وہ سب بڑی آرام سے سو رہے تھے ایسے جیسے انہیں کسی چیز کی خبر نہ ہو راکشا نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور وہ بیٹھے بیٹھے اپنی جگہ سے غائب ہوگئی۔

❀❀❀

وہ سب بڑے آرام سے سو رہے تھے ان سب کی خراٹیں خیموں میں گونج رہے تھے اچانک راکشا چڑیل خیموں کے پاس نمودار ہوئی وہ ایک خیمے میں گھسی اندر پروفیسر قادر اور تین لڑکیاں سو رہی تھیں اس نے دو لڑکیوں کو اٹھایا اور خیمے سے باہر نکل گئی جسم میں کسی چیز کی چبھن محسوس کر کے دونوں لڑکیاں جاگیں اور جب ان کی نظر راکشا کے چہرے پر پڑیں تو انہوں نے ایک بھیانک چیخ ماری مگر اگلے ہی لمحے راکشا چڑیل بجلی کی سی تیزی سے لڑکیوں سمیت اپنی جگہ سے غائب ہوگئی تھی۔ چیخ کی آواز

سن کر باقی لوگ جاگ گئے چیخ کی آواز باہر سے آئی تھی پروفیسر صاحب ہانپتے کانپتے باہر نکلے۔ کیا ہوا۔۔ کیا ہوا۔ افضال نے پوچھا وہ۔ وہ سویرا اور کنول دونوں اپنی جگہ سے غائب ہیں۔ پروفیسر نے ہانپتے ہوئے کہا۔ کیا۔ وہ سب ایک ساتھ چیخیں اور انہیں تلاش کرنے لگے مگر وہ وہاں ہوتیں تو ملتی ناں۔ مجھے لگتا ہے یہ سب راکشا دیوی کا کام ہے گوہر بولا ہاں ہم نے تمہیں بہت سمجھایا تھا کہ یہاں سے چلیں مگر تم نے ہماری ایک نہیں مانی اب جنگتو میں راکشا کو زندہ نہیں چھوڑوں گا میں اپنے ساتھیوں کا بدلہ لے کر ہی رہوں گا چلو یہاں سے چلیں ورنہ ہمارا بھی انجام بہت بھیانک ہوگا ذیشان جو کہ بہت ہی ڈرپوک تھا بولا خاموش ہوجاؤ چلو کے بچے گوہر چیخ پڑا ہم یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے اگر جائیں گے تو راکشا کو مار کر ہی جائیں گے ورنہ سب یہیں مریں گے۔

❁❁❁

راکشا دونوں لڑکیوں کو لے کر غار میں آ گئی وہ دونوں ابھی تک بے ہوش تھیں راکشا نے اپنے لمبے لمبے دانت کنول کی گردن پر رکھے اور اگلے ہی لمحے وہ کنول کا سارا خون پی چکی تھی اس کے بعد اس نے کنول کی لاش کو اُدھیر کر رکھ دیا اور سارا گوشت کھا لیا پھر اس نے سویرا کا بھی یہی حال کیا اور پھر بت کی پوجا کرنے میں مصروف ہوگئی آدھے گھنٹے کے بعد جب وہ پوجا سے فارغ ہوئی تو قہقہے لگا رہی تھی کہ اب جنگتو راکشا کے ظلم وہ بولی اور پھر اگلی رات کا انتظار کرنے لگا اگلی رات وہ پھر خیموں کے پاس نمودار ہوئی اس بار اس کا رخ افضال کے خیمے کی طرف تھا اس نے منتر پڑھ کر ماریہ پر پھونک ماری اور اسے بے ہوش کر دیا پھر اس نے پروفیسر قادر کا بھی یہی حال کیا تھا اور دونوں کو اٹھا کر غار میں لے گئی ان کے ساتھ بھی وہی کچھ کیا جو کنول اور سویرا کے ساتھ کیا تھا۔

❁❁❁

صبح جب وہ اٹھے تو ماریہ اور پروفیسر کو نہ پا کر سب کے دل دھڑکنا بھول گئے صائمہ اور نیلم کا تو رو رو کر برا حال تھا کیونکہ اس کی دوست بھی راکشا کا نشانہ بنی وہ سب بہت ہی غمگین اور ڈرے ہوئے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کا پروفیسر بھی اب ان کے پاس موجود نہیں تھا اور راکشا اسے بھی لے گئی تھی گوہر تو مارے غم کے بے ہوش ہوگیا تھا تین دوستوں اور پروفیسر کی لاموجودگی میں بے ہوشی میں اسے ایک بزرگ کا چہرہ دکھائی دیا جس کے چہرے سے نور ہی نور برس رہا تھا وہ بولے بیٹا صبر کرو جو ہونا تھا وہ ہوگیا اب رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں اس چڑیل کو ختم کرنے کے لیے تمہیں ایک رات کا چلہ کرنا ہوگا جو بہت ہی خطرناک ہوگا لیکن تم نے ڈرنا نہیں تم ثابت قدم رہو گے یہ ورد میں تمہیں بتاتا ہوں آج ہی رات چلہ کرو اور یہ ورد پڑھ کر اپنے سب ساتھیوں پر پھونکو راکشا انہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکے گی اللہ حافظ یہ کہہ کر بزرگ غائب ہوگئے گوہر کو ہوش آیا اور وہ خواب سب کے سامنے بیان کرنے لگا۔

❁❁❁

راکشا ماریہ اور پروفیسر کا خون پی چکی تھی اور گوشت بھی ہڈیوں سے کھا گئی تھی چار ڈھانچے جو کہ کنول سویرا ماریہ اور پروفیسر قادر کے تھے غار میں پڑے تھے اور غار میں جگہ جگہ خون لگا ہوا تھا اور عجیب بدبو پھیلی ہوئی تھی راکشا بہت خوش تھی کیونکہ اس نے اپنے چار دشمنوں کو اذیت کی موت مار دیا تھا۔

❁❁❁

. گوہر رات کا انتظار کرنے لگا اور یہ چلہ اسے رات کے بارہ بجے کے ٹائم شروع کرنا تھا رات ہوتے ہی اس نے حصار کھینچا اور اس میں بیٹھ گیا اس نے چلے کا ورد پڑھ کر سب پر پھونک دیا تھا اور انہیں ایک خیمے میں جمع کیا تھا اور خود حصار میں بیٹھا تھا دو گھنٹے تو سکون سے گزر گئے مگر پھر اچانک خون کی بارش ہونے لگی مگر یہ بارش حصار سے باہر ہو رہی تھی پھر اچانک زمین پھٹی اور بہت سے ڈھانچے نکل کر بارش میں ناچنے لگے ڈھانچے عجیب سی آوازیں نکال رہے تھے اور اس سے ماحول بہت ہی بھیانک لگ رہا تھا خون سے سب ڈھانچے سرخ ہوگئے جو بہت خوفناک لگ رہے تھے گوہر نے آنکھیں بند کر لیں اور تیز

تیز ورد پڑھنا شروع کر دیا کچھ دیر بعد سب کچھ ختم ہو گیا آذان میں ابھی دو گھنٹے باقی تھے وہ مسلسل ورد پڑھتا رہا اگلے ہی لمحے ایک کالا بھوت اس کے سامنے نمودار ہوا اور بولا۔۔

اے لڑکے یہ چلہ بند کر ورنہ بہت برا ہو گا تیرا ایک ساتھی بھی نہیں بچے گا بھوت کی شکل دیکھ کر گوہر خوف سے کانپنے لگا بھوت نے اسے بہت ڈرایا دھمکایا مگر اس پر کوئی اثر نہیں ہوا پھر اچانک اس کو نیلم چلتی ہوئی نظر آئی آتے ہی وہ بولی چھوڑو گوہر یہ سب اٹھو اور چلو راکشا کو بزرگ بابا نے مار دیا ہے دیکھو بزرگ بابا میرے پیچھے کھڑے ہیں بزرگ بابا بولے ہاں بیٹا اٹھو میں نے مار دیا ہے اس راکشا کی بچی کو اب وہ یہاں کبھی نہیں آئے گی اس دفعہ وار کاری تھا اس لیے گوہر اٹھ کر جانے ہی والا تھا کہ اس کی نظر نیلم اور بابا کے پاؤں پر پڑی جو الٹے تھے اسے یہ بھی راکشا کی سازش لگی اور وہ دوبارہ بیٹھ گیا نیلم اور بزرگ بابا نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانا آخر وہ دونوں کالے رنگ کے بلاؤں میں تبدیل ہو گئے اور اس کی طرف آنے لگے حصار کے قریب وہ آ کر جل گئے اور غائب ہو گئے اور خوفناک سا آواز دونوں کے منہ سے نکلا فجر کی آزان میں کچھ وقت باقی تھی کہ اچانک راکشا چڑیل حاضر ہوئی پہلے اس نے گوہر کو ڈرایا مگر جب وہ نہ ڈرا تو اس نے اس کی طرف پھونکیں ماری بہت سے بچھو اس کے منہ سے نکل گئے اور گوہر کی طرف جانے لگے لیکن جو نہی حصار سے ٹکرائے تو سب جل گئے راکشا کو کوئی بھی وار اس پر اثر نہیں کر رہا تھا اور وہ بے بس تھی جیسے ہی فجر کی آذان بلند ہوئی گوہر راکشا چڑیل پر پھونک ماری وہ جلنے لگی اور خوفناک آوازیں نکالنے لگی گوہر نے اپنے ساتھیوں کا انتقام لے لیا تھا تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔

آہ۔۔ مار دیا مجھے گوہر نے کہا کہ میرا نام راکشا چڑیل تھا پھر وہ سرخ اور نیلے رنگ کے دھوئیں میں تبدیل ہو کر غائب ہو گئی گوہر سجدے میں گر گیا کیونکہ اس نے راکشا جیسی ظالم چڑیل کو جہنم واصل کر دیا تھا پھر وہ خیمے میں آیا اور سب کو خوشخبری سنا دی سب بہت خوش ہو گئے مگر اپنے دوستوں اور اپنے پروفیسر کی کمی کو وہ پورا نہیں کر سکتے تھے اور سب واپس جانے کی تیاری کرنے لگے صبح انہوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے کہ کالے پہاڑوں کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے اور وہ اب رنگ برنگ دکھائی دے رہے تھے سرسبز اور شاداب لگ رہے تھے وہ سمجھ گئے کہ یہ سب راکشا کا طلسم تھا جو اس نے پہاڑوں پر کیا تھا اب یہ طلسم ختم ہو گیا ہے پھر وہ بس میں سوار ہو کر واپس آ رہے تھے مگر سب اداس اور غمگین تھے۔ قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیے گا۔

❀❀❀

تیری یادیں

تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا
بے سبب تو نہ تھیں تیری یادیں
تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا
ضبط کا حوصلہ بڑھا لینا
آنسوؤں کو کہیں چھپا لینا
کانپتی ڈوبتی صداؤں کو چپ کی
چادر سے ڈھانپ کر رکھنا
بے سبب بھی کبھی کبھی ہنسنا
جب بھی بات ہو کوئی کی
موضوع گفتگو بدل دینا
بے سبب تو نہ تھیں تیری یادیں
تیری یادوں سے کیا نہیں سیکھا

☆......محمد حنیف عابد دکھی-خان پور

کبھی دل کا نگر آباد کر کے دیکھنا
کبھی مسرتوں سے دل آزاد کر کے دیکھنا
اصول ہو جائے گا زمانے میں تو بھی
آنکھوں پر حیا کا پردہ کر کے دیکھنا
ملیں گی راحتیں تمام عمر تم کو
اک بار ہمیں بھی آزما کر دیکھنا

☆......عابد رشید-ڈھوک مغل

پھول اور کلیاں

اچھی باتیں

☆سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو اچھی طرح اپنی بات کو ثابت کر سکے
☆علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بوڑھی نہیں ہوتی
☆دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی سے پاک ہے تو اس میں خدا نظر آتا ہے
☆ماں باپ کی طرف پیار سے دیکھنا بھی ایک عبادت ہے
☆غم اور انسان جڑواں پیدا ہوتے ہیں
☆کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دل رکھتا ہے
☆کسی کو نصیحت نہ کریں کیونکہ بے وقوف سنتا نہیں اور عقل مند کو اس کی ضرورت نہیں ہے
☆جوانی کے دھوکے پہ نا جا کیوں کہ بوڑھا ہونے سے پہلے بھی کئی جوان گزر چکے ہیں
☆آخرت کا کام آج کر دنیا کا کام کل پہ چھوڑ دے

.........محمد اعجاز احمد محسن

لطیفہ

سردار کا پڑوسی مر دیا سردار ان کے گھر گیا اور پوچھا لاش آ گئی اتفاقاً اسی وقت لاش ایک بڑی سی ایمبولینس میں آ گئی سردار ہنس کر بولا
لو، دسو، کنی لمی عمر اے مرحوم دی

.........شاہد اقبال چوکی

لڑکیوں کے ٹاپ جھوٹ

۱، مجھے تم سے بہت ہی محبت ہے
(جھوٹی)
۲،تم میری زندگی کی پہلی اور آخری پسند ہو
(استغفار)
۳،موبائل فون سائیلنٹ پر تھا جانی
(تو بہ لڑکی کا فون وہ بھی سائیلنٹ پر
۴، ہماری شادی ضرور ہو گی
(خواب میں)
۵،تمہارے والدین میرے والدین ہیں جان
(شادی سے پہلے)
۶، اگر تم نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں کنواری ہی بیٹھی رہوں گی
(ایک ماہ تک)
۷، اگر تم نہ ملے تو میں مر جاؤں گی
(کسی اور پر)

.........امداد علی عرف ندیم عباس

جو تمہاری خاموشی سے تمہاری تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس کے سامنے زبان سے اظہار کرنا صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے

.........ملک علی رضا

محبت

بھولی بسری یادوں کو ہم پھر سے یاد کرنے لگے ہیں
ٹوٹی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے چلنے لگے ہیں
تیرے ملنے کی خوشی میں جان جاں
گرتے گرتے سنبھلنے لگے ہیں
زندگی بوجھ لگنے لگی تیرے بن
دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے لگے ہیں

کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے ہیں
............عابدہ رانی گوجرانوالہ

اقوال زریں

☆تم میں سے بہت وہ ہے جس سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ برائی نہیں کرے گا
☆اعمال کا انحصار نیتوں کے مطابق ہوتا ہے
☆تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں
☆جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اس سے کہہ دو کہ پڑوسی کی تکریم کیا کرے
☆جو شخص دولت کے جتنا قریب ہوتا ہے اللہ اس سے اتنا ہی دور ہو جاتا ہے
............رینا محمود قریشی

لطیفہ

ایک آدمی کے کو خ پڑھتا تھا ایک دن اس کا گزر کسی قبرستان سے ہوا اچانک اسے قبر سے ٹھوکر لگی تو کہنے لگا مجھے کیا خبر تھی کہ یہاں خبریں ہی خبریں ہیں
............ایم عمر فاروق چانڈیو

بے زبان لفظ

کچھ لفظ ہیں بے زباں سے
کچھ راستے ہیں انجان سے
کچھ دھڑکنیں ہیں بے چین سی
کچھ خیالات ہیں عجیب سے کچھ الجھنیں ہیں دل کی
کچھ جھگڑے ہیں نصیب کے
کچھ رنجشیں ہیں تم سے
کچھ شکوے ہیں تقدیر سے
کچھ اپنوں نے زخم دیئے
کچھ مقدر بھی تھے غریب سے
کچھ تیری محبت ہم کو لے بیٹھی
کچھ ہم بھی ٹھہرے بد نصیب سے
............عابدہ رانی گوجرانوالہ

اچھی بات

ایک آدمی نے ٹوٹتے ہوئے پھول سے پوچھا کہ جب تمہیں توڑا گیا تو تمہیں دکھ نا ہوا تھا پھول نے ایک خوبصورت جواب دیا جب میں نے توڑنے والے کی خوشی دیکھی تو میں اپنا دکھ بھول گیا
............محمد آصف دکھی

اچھی باتیں

☆اپنا کردار عظیم بنان چاہتے ہو تو پہلے اپنا اخلاق اچھا بناؤ
☆اگر آپ برف کی طرح صاف شفاف ہو تو بھی تہمت سے نہیں بچ سکتے
☆اسان کی عقل پر کوئی چیز بیٹھ جائے آسانی سے نہیں اترتی

محمد آصف دکھی

....

ایک سردار اپنے بیمار بھائی کو مار رہا تھا کسی نے پوچھا کیوں مار رہے ہو اس نے کہا اگر یہ دوائی نا کھائے تو اسے مار مار کے کھانا
............محمد آصف دکھی

28 مئی کو شب معراج 16 جون کو شب برات 1 جولائی کو رمضان ہے 2 اگست کو عید الفطر ہے اور 16 اکتوبر کو عید اضحیٰ ہے آپ سب کو مبار ہو اللہ سے دعا ہے کہ یہ خوشیوں کے دن سب کو نصیب فرمائے آمین یاد رکھنا سب سے پہلے میں نے وش کیا ہے آپ سب کو............شاہد اقبال چوکی

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنا گھر لٹاتی ہے محبت مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دو چار ہوں بھی تو
محبت گنگناتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی ذرا دیکھو

محبت بڑھتی جاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی پانا کبھی کھونا
کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی مسکان ہونٹوں کی کبھی تحریر آنکھوں کی
جب بھی یاد آتی ہے محبت مسکراتی ہے
دردوغم کی طغیانی شہر ودل میں ہے لیکن
ہر دکھ کو چھپاتی ہے محبت مسکراتی ہے
دسمبر کی بارش اور یخ بستہ ہواؤں میں
من میرا جلاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی دیکھی جو بھولے سے تیری تصویر بچپن کی
غم ہجراں بڑھاتی ہے محبت مسکراتی ہے

سیدہ جیا عباس۔ مرالی تلہ گنگ

کس کے گناہوں کی ملی ہم کو سزا
کس کے گناہوں کی ہم سزا پا گئے ہیں
پیاسی نگاہوں کو تھی ساگر کی تلاش
جو تھے سیراب پیاس وہ بجھا گئے ہیں
اب نہ رہی آس ملن کی ہمیں
وقت ملن کا تو ہم گنوا گئے ہیں
آؤ پیار کے ساگر میں ڈوب مریں
میں نے دیرے سے پوچھا وہ گھبرا گئے ہیں
یہ کیسی ہے محبت چاہت اور وفا
ہم جس کے زیر اعتاب آگئے ہیں
جس نگری جانا نہیں نام اس کا کیا لینا
بیٹھے بول سجن کے گہرا گھاؤ لگا گئے ہیں
یہ سچ • تنہا شخص کی کیا زندگی ہے ذاکر
ایک جگہ پڑے اکیلے ہم بھی اکتا گئے ہیں

محمد ذاکر۔ آزاد کشمیر

غم کے بادل

آج پھر غم کے بادل چھا گئے ہیں
آج پھر ہم کہاں پہ آ گئے ہیں

نثار احمد حسرت کے نام

ان لڑکیوں سے تیری دوستی اچھی نہیں نثار
جو تیرے جوان ہیں کچھ تو خیال کر

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

خوفناک ڈائجسٹ

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام ومقام

نام .... شہر ....

شعر ....

....

....

....

شعر بھیجنے والے کا نام .... شہر ....

خوبصورت باتیں

* رشتے جب اذیت کے سوا کچھ نہ دیں تو اس سے کنارہ کشی بہتر ہے خواہ وقتی ہی سہی۔
* منزل کا تعین کئے بغیر اگر سفر شروع کر دیا جائے تو ہر اٹھتا ہوا قدم آپ کے حوصلے پست کرنے لگتا ہے۔
* کبھی بھی کسی سے توقعات وابستہ نہ کرو کیوں کہ توقعات انسان کو دوسروں پر افسوس کرنا سکھاتی ہیں۔
* کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ اپنے آپ کو اس کے قابل بناؤ کہ دنیا والے تمہیں پانے کی تمنا کریں۔
* غم کا علاج مصروفیت ہے۔
* شکست کا ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے فتح۔
* بہت زیادہ بولنے سے انسان اپنی عزت کھو بیٹھتا ہے۔
* اپنے دوست کو راز نہ دو کہیں یہ اعتماد ناگ کی طرح نہ ڈس لے۔
* عمل علم کا اور علم عمل کا محتاج ہے۔
* توبہ گناہ کو اور جھگڑا رزق کو کھا جاتا ہے۔
* علم ایک مسکراتا پھول ہے جو غم کی آگ سے کملا جاتا ہے۔
* آدمی کی قابلیت زبان میں پوشیدہ ہے۔
* زبان کھولنے سے پہلے سوچ لو کہ تم سے زیادہ عقل مند لوگ موجود ہیں۔
* بندوں سے محبت کرنے سے بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

☆......شاہد نواز اینڈ احسان علی۔ گوجرہ

گوشت نہیں

ایک عورت گوشت خریدنے کے لئے آئی اور کہنے لگی کہ مجھے نرم اور عمدہ قسم کا گوشت دے دو لیکن یہ خیال ضرور رکھنا اس میں ہڈی، چربی اور چھیچھڑے بالکل نہ ہوں، سمجھ گئے نا؟ ہاں ہاں کیوں نہیں۔ قصاب نے کہا۔ آپ کو کسی پولٹری فارم پر جانا چاہئے اور وہاں سے کچھ انڈے خریدنے چاہئیں گوشت نہیں۔

پھول اور کلیاں

☆......تصور اقبال پرویسی۔ لوہ...

موت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا بیٹا مر گیا تو ایک صوبے کے عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا۔ میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میر منشی قلم تراشنے لگا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے فرمایا۔ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور میری طرف سے لکھو۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ موت ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لئے جب وہ آتی ہے ہم اس کا تذکرہ نہیں کرتے۔"

☆......ہانیہ ملتان

خوفِ خدا

منصور بن عمار کو کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ تم پر کیا گزری؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا۔ اے منصور تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخشا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رب! مجھے خبر نہیں۔ پھر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایک دن تو بیٹھا ہوا بہت سے آدمیوں کو وعظ اور نصیحت کر رہا تھا کہ یہ باتیں سنا کر رلا رہا تھا ان میرے بندوں میں سے ایک بندہ خوف سے ایسا رویا جو کہ کبھی نہ رویا تھا میں نے اسے بخش دیا اور اس کی وجہ سے تجھ کو اور تمام مجلس کو بخش دیا۔

☆......ہانیہ۔ ملتان

فاسق

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

☆......ہانیہ۔ ملتان

حلال وحرام

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور ایک شخص سے جو دروازے پر کھڑا تھا فرمایا۔ میرے گھوڑے کو تھامے رکھو میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ وہ شخص بدنیتا ہو گیا اور گھوڑے کی لگام اتار کر لے گیا اور گھوڑے کو وہیں چھوڑ گیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آئے تو جیب سے دو درہم اس شخص کے لئے بطور انعام نکالے لیکن دیکھا کہ وہ شخص لگام چرا کر لے گیا ہے۔ اتنے میں آپ کا غلام آ گیا آپؓ نے دو درہم اس کو دیئے کہ نئی لگام خرید لاؤ۔ چور نے لگام بازار میں بیچ دی تھی اور غلام وہی لگام خرید لایا۔ آپؓ نے فرمایا۔ اس بے وقوف شخص نے اپنی بے صبری سے حلال روزی کو حرام میں تبدیل کر لیا جو درہم میں اسے انعام کے طور پر دینا چاہتا تھا وہی اس نے لگام بیچ کر حرام کے طور پر وصول کر لئے۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

ضمیر کے پاسباں

حضرت عبداللہ بن محیرزؒ اپنے عہد کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ایک مرتبہ کپڑا خریدنے بازار گئے۔ اتفاق سے دکاندار آپ کو جانتا نہیں تھا اس نے کپڑا دکھایا اور کچھ قیمت بتائی لیکن آپ نے کچھ قیمت کم کرنا چاہی۔ دکاندار نہ مانا دکاندار کا پڑوسی انہیں جانتا تھا اس نے دکاندار سے کہا۔ بھائی کچھ پیسے چھوڑ دو جانتے نہیں یہ کون ہیں؟ یہ عبداللہ بن محیرزؒ ہیں۔ حضرت عبداللہ نے جب یہ سنا تو اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے واپس چلے کہ ہم یہاں پیسوں سے کپڑا خریدنے آئے ہیں اپنے ایمان سے نہیں۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

کلمے کی فضیلتیں

❊ سب سے افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے۔
❊ جو شخص سو مرتبہ روزانہ کلمہ پڑھتا ہے اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔
❊ جو آدمی سو مرتبہ کلمہ پڑھتا ہے تو زمین اور آسمان کا خلاء اس کی نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔
❊ کلمہ طیبہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں سے زیادہ وزنی ہے۔
❊ جو شخص دن میں یا رات میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس کی برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❊ انسان کی قدر ومنزلت علم کے اعتبار سے ہوتی ہے۔
❊ صدقہ خدا کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔
❊ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

رحم

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ آپؐ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھٹی نہیں دیتا۔ آپؐ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا پھر فرمایا۔ جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔سیت پور

زندگی بعد موت

ہر غیبت کرنے والے طعنے دینے والے کی خرابی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے شاید وہ خیال کرتا ہے یہ مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا (موت کے بعد کی زندگی) سبب ہوگا ہرگز نہیں وہ ضرور حورہ مہ میں جھونک دیا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حورہ مہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی بے شک وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے یعنی آگ کے لمبے لمبے ستون ہیں۔

☆......محمد فاروق۔رحیم یار خان

معلومات

❊ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی مسلمانوں کے عظیم اصلاح کار سر سید احمد خان نے چدرہ روزہ رسالہ "تہذیب الاخلاق" کی بنیاد رکھی تھی۔
❊ زمین اور زمین میں موجود چیزوں کا مطالعہ علم ارضیات کہلاتا

❊ مغل بادشاہ نصیرالدین ہمایوں کے مغل اعظم محمد جلال الدین اکبر شہزادے تھے۔
❊ شب برأت پندرہ رجب کو منائی جاتی ہے۔
❊ مذہب اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ تھے جو سوا دو سال خلیفہ رہے۔
❊ ملک نیپال کی کرنسی روپیہ کہلاتی ہے۔
❊ امریکی محکمہ دفاع کی عمارت کو پینٹا گون کہتے ہیں۔
❊ دنیا کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک جزائر کا مشتمل مالدیپ ہے۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ کراچی

خواہش

ایک وکیل صاحب اپنے مؤکل سے اپنی خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ جب میں چھوٹا سا تھا تو میری خواہش تھی کہ میں بڑا ہو کر ڈاکو بنوں گا۔ مؤکل بولا۔ جناب! آپ خوش قسمت ہیں ورنہ اس دنیا میں انسان کی ہر خواہش کب پوری ہوتی ہے۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ کراچی

تاریخ

آج کیا تاریخ ہے؟ بیوی نے کچھ لکھتے لکھتے چونک کر اپنے شوہر سے پوچھا۔ اخبار میں دیکھ لو تمہارے قریب ہی رکھا ہے۔ شوہر نے ٹی وی سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ خاتون نے اخبار اٹھایا اور برا سا منہ بنا کر بولی۔ ”یہ تو کل کا اخبار ہے میں آج کی تاریخ پوچھ رہی ہوں۔

☆...... محمد نعمان۔ ہربنس پورہ۔ لاہور

حضرت علیؓ نے فرمایا

❊ پریشانیاں تذکرہ کرنے سے بڑھ جاتی ہیں۔ خاموش ہونے سے کم، صبر کرنے سے ختم اور شکریہ کرنے سے خوشی میں بدل جاتی ہیں۔
❊ باشعور اور باضمیر لوگوں کے بیچ دوستی کا رشتہ خون کے رشتوں سے کہیں زیادہ قریب اور گہرا ہوتا ہے۔
❊ آنسو اس وقت مقدس ہوتے ہیں جب وہ کسی اور کے دکھ اور تکلیف کو محسوس کر کے نکلیں۔

❊ تم جنت نہ مانگو بلکہ تم دنیا میں ایسے کام کرو کہ جنت تمہیں مانگے۔
❊ اگر کسی کا ظرف آزمانا ہو تو اسے زیادہ عزت دو۔ عالی ظرف ہوا تو تمہیں زیادہ عزت دے گا اگر کم ظرف ہوا تو خود کو عالی سمجھے گا۔
❊ اگر تمہیں وہ سب مل جائے جو تمہاری مرضی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری مرضی پوری کی اور اگر تمہیں وہ نہ ملے جو تمہاری مرضی تھی تو بھی زیادہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی مرضی سے دینا چاہتا ہے اور اللہ کی مرضی بہت بہتر ہے ہماری مرضی سے۔
❊ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی بندے سے دوستی کرے تو اس کی زبان پر اپنے ذکر اور دل پر اپنی فکر کے دروازے کھول دیتا ہے۔
❊ ہر میٹھی چیز میں زہر ہے سوائے شہد کے اور ہر کڑوی چیز میں شفا ہے سوائے زہر کے۔
❊ قبر چار آوازیں دیتی ہے: (1) یہاں اندھیرا ہے روشنی لانا (2) میں خاک ہوں بستر لانا (3) تنہائی ہے دوست لانا (4) سانپ بچھو ہیں دوا لانا۔
❊ لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر صرف بولنے سے پہلے تک، بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا غلام بن جاتا ہے۔

☆...... محمد نعمان۔ ہربنس پورہ، لاہور

بخیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں تو سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی روشنی سے سارے گھر میں روشنی ہو گئی اور سوئی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ویل یعنی ہلاکت ہے۔ اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ آپ نے فرمایا وہ بخیل ہے۔ عرض کیا بخیل کون ہے۔ فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع)

☆...... بہادر عاربانی۔ گھوٹکی

غزلیں نظمیں

غزل

عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں مبارک
میری نئی زندگی یہ نئی منزلیں یہ نیا سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دلہن جسے ملی ہے شباب تیرا اسے مبارک
یہ لال جوڑا یہ مسکراہٹ صدا ہو دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں کبھی خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی تمہیں تو ساتھی مل گیا ہے
یہ غم تنہائی مجھے ملی ہے خوشیوں کا گھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اے جان جاناں راستے اب جدا ہو گئے
ہیں
میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زئی یہ تیرا شہر تمہیں مبارک
محمد زکریا زئی ۔ٹنڈ اٹھل

قطعہ

تسی ہور کسے دے لگدے ہائے
تیسی ہر کسے دا پیار ہائے
اسی چھوٹی جئی مخلوق خدا دی
تسی ڈھول تجربہ کار ہائے
ساتوں عارضی سنگت دے لارے دے دے کے تسی
کردے ہور شکار ہائے
دراصل یاسین تے لت رکھ کے تسی ٹپنا چاہندے پار
ہائے

....

اے رب سائیں عرش دی تختی توں اک نکروں لفظ مٹا
چا
پنج وقت عبادتاں کراں میں میرے روندے نین ہسا
چا
تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت محسن دی اپنی ہے اک وار تے یار ملا چا

....

محسن بدنام زمانے میں بد نام تو ہونا پڑتا ہے
کس دل کو پیار کیا جائے اسے پھر کھونا پڑتا ہے
یہ دولت والوں کی یہاں دلوں کا کوئی بھاؤ نہیں
دو پل کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی بھر رونا پڑتا ہے
محمد اعجاز احمد محسن ،خانیوال

آنکھیں

بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو لگتی ہیں نرالی آنکھیں
شوخ و چنچل ہے چہرہ تیرا
جس پہ سجتی ہیں مثالی آنکھیں
بھری بھری ہیں شرم و حیا سے
حیا جو آئی تو جھکا لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سر اٹھا کے
ہولے ہولے مسکرا دی آنکھیں
نگاہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر جھکا دی آنکھیں
آنکھیں یہ تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
مار ہی ڈالو گے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے ہٹا لی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت سے ہیں سنبھالی
آنکھیں
ماشاء اللہ چشمِ بدور

اللہ اللہ نرالی آنکھیں
کس نے اب یہ تعریف تحریر کر دی اس نے کاجل سے سجا
لی آنکھیں
روی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ روشن
کبھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی آنکھیں
عبدالجبار رومی انصاری لاہور

غزل

اک روز محبت سے بلاؤ تو سہی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو سہی تم
اک مدت سے پیاسی ہیں نگاہیں میری
آنچل ذرا چہرے سے ہٹاؤ تو سہی تم
ساغر سے تو پیتے ہوئے عمر کٹی ہے
ہونٹوں کے کبھی جام پیلاؤ تو سہی تم
اے جان جہاں جان وفا جان تمنا
اے جان جگر مجھ میں سماؤ تو کسی دن
پونچھ تو سہی اشک کسی دیدتر کے گرتے ہوئے لوگوں کو
اٹھاؤ تو سہی تم
مس فوزیہ کنول

غزل

تجھے بھول جانے جانی کی کوشش کروں گی
ستم خود پہ ڈھانے کی کوشش کروں گی
چھپانے سے بھی عشق چھپتا نہیں ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں گی
مجھے زہر لگتے ہیں چہروں پہ چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش کروں گی
سنا ہے دیواریں بھی سنتی ہیں باتیں
میں غم دل سنانے کی کوشش کروں گی میں کوشش
کروں گی کہ وعدہ نبھاؤں
صدا مسکرانے کی کوشش کروں گی
میں جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہوں کنول
میں اس کو بتانے کی کوشش کروں گی
مس فوزیہ کنول

غزل

اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنا لے مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے مجھ کو
بڑی چاہت سے کبھی اور بڑی حسرت سے اک ادا
سے کبھی سینے سے لگا لے مجھ کو
جس کے لہرانے سے خوشبوئیں ہواؤں کو ملیں
اپنے آنچل میں کسی روز چھپالے مجھ کو
چوم کے اور جھوم کے دھیرے دھیرے
تو کبھی جھیل سی آنکھوں میں سما لے مجھ کو
اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنا لے مجھ اپنی نازک سی
کلائی میں سجا لے مجھ کو
محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل

میں نے الفت کے تقاضوں کو نبھایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر
میں نے ٹوٹے ہوئے لوگوں کو اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں تماشہ نہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے اشکوں کو چھپایا اکثر
یوں تیرے ترک تعلق سے شکایت کیسی
چھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا اکثر
آمنہ شہزادی جہانیاں

غزل

اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
کٹتی نہیں ہے یہ زندگی اب تیرے بن
ترس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اظہار لکھ دو

دیوانہ ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
کبھی ایسی غزل تم میری جان لکھ دو
زیادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
محبت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
پھر یہی جملہ بار بار لکھ دو
بشارت علی ثوبیہ ٹیک سنگھ

غزل

چاہا بہت لیکن ملا ہی نہیں
بہت کوشش کی مگر فاصلہ مٹا ہی نہیں
اس زمانے نے مجبور ہی اس قدر کر دیا تھا
کہ میری کسی صدا پہ وہ رکا ہی نہیں
ہر اک سے سبب پوچھا تیرے نہ ملنے کا
ہر اک نے کہا وہ تیرے لیے بنا ہی نہیں
میں تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں ہار گیا
اور تو اسے مل گیا جس نے تجھے مانگا ہی نہیں
اتنی شدت سے خادم نے چاہا تھا وہ کسی اور کا ہوا
شاید اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ ہی نہیں

تنہائی

پھر تاروں بھری راتیں ہیں
پھر خوشبو کی باراتیں ہیں
پھر شام کا ٹھنڈا آنچل ہے
اور ایک بھٹکتا بادل ہے
پھر ساون ٹوٹ کے برسا ہے
اور یہ دل اتنا ترسا ہے
پھر دنیا کے ریلوں میں پھر زندگی کے میلوں میں
تیری یاد کی شہنائی ہے
میں ہوں اور میری تنہائی ہے
محمد خادم جنگ ڈیرا مراد جمالی

غزل

مجھ سے ملتا تھا تو ملتا تھا چرا کر آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا سجا کر آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا یارو
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر آنکھیں
مجھ سے نگاہیں وہ اکثر چرا لیتی ہے یاسین
میں نے کاغذ پہ بھی دیکھیں ہیں بنالیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے ڈر لگتا ہے
اس نے تحفے میں دیئے مجھ کو خون کے آنسو
زندگی اب تیری ہر سوغات سے ڈر لگتا ہے
چھوڑو پیار کی باتیں اب کوئی اور بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے
اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر لگتا ہے
اپنوں میں رہ کر ہم نے ایسے زخم کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر لگتا ہے
محمد یاسین ہلھوآنہ موڑ

غزل

موسم بدلہ بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ سوچتے رہتے ہیں
ہم دونوں ہی
اب کی بار جب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی

سوتو گوندل

یاد رکھنا

وہ جارہا تھا پردیس میں میرا دل کیا میں روک لوں مگر میں روک نہ پائی وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر بولا اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد رکھنا

بے وفا

وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا رہا ہم بھی چپ چاپ سنتے رہے اور خود کو بے وفا کہتے رہے

سونوں گوندل جہلم

غزل

ذرا اچھے نہیں تیور ہوا کے ستم ڈھانے لگے وہ بلا کے
میری بدنصیبی دیکھو وہ دستک دیتا رہا میں سمجھا جھونکے ہیں ہوا کے
معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ کوئی بھٹکا نہ دے اسے
چراغ کون جگر سے کیے روشن اور ساتھ میں گھر کو بھی رکھا جلا کے
سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں ہوں غموں سے نڈھال
حسد نہیں مجھے زمانے سے تقدیر بتا تجھے کیا ملا مجھے رلا کے
تھی ریزہ ریزہ میری ذات اس نے بانہوں میں سمیٹ لیا افسوس اپنوں نے کیا جگر میرا چھلنی تیر باتوں کے چلا کے
جی نہ پاؤں گا بن تیرے مجھے عزیز موت تجھے حیات خلیل
نہیں درکام مجھے تیری دعا زندگی بعد جام جدائی پلا کے

خلیل احمد ملک شیدائی شریف

اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو نے وہ بھی پل بھر میں توڑ دیا
میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو نے تنہا مجھے چھوڑ دیا
جو وعدے مجھ سے کیے تھے محبت کے ہر وعدہ محبت کا تو نے توڑ دیا
دکھلا کر راستہ پھولوں کو کانٹوں کے راستے پہ چھوڑ دیا
جو دیا تھا تحفہ دوستی کا تو نے وہ بھی مجھ کو موڑ دیا
اپنے فیصلے پہ ذرا غور کرنا کہ تو نے دکھ کے سوا کچھ اور دیا
تو پچھتائے گی بہت جب میں نے اس دنیا کو چھوڑ دیا
یات تیری تو آتی ہے آ کے ہم کو رلاتی ہے یہ زمانے کو ہم پہ ہنسانی ہے جب یاد تمہاری آتی ہے

ارشد ساقی ۔ڈاہرانوالہ

غزل

تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کسی اس دل میں بٹھانا کتنا مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرنا کتنا مشکل تھا زندہ تو ہوں مگر مردوں میں شامل ہوں
تیرے بنا سانس لینا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کرچیا ہوئیں رضا
پر انہیں ان ہاتھوں سے چننا کتنا مشکل تھا
مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا

ملک علی رضا فیصل آباد

مجھے یاد ہے

وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی یاد ہیں مجھے
وہ تیرا مسکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر کہنا میں تیرا ہوں اور تیرا ہی رہوں گا یاد ہے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے

تجھے نہ دیکھوں تو میری صبح نہیں ہوتی جان تیری ساری
باتیں یاد ہیں مجھے
مگر تم تو سب کچھ بھول گئے جاناں
وہ قسم وہ وعدے اپنے یاد ہیں مجھے
تیرے نام جو زندگی کی تھی آج بھی تیری ہے
میں تیری ہوں صدا تیری ہی رہوں گی یاد ہے مجھے
---------- فاطمہ
لاہور

محبت ہار جاتی ہے
زمانے سے سنا تھا محبت ہار جاتی ہے
جو چاہت یکطرفہ ہو وہ چاہت ہار جاتی ہے

محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی کسی پر دعا کا ایک لفظ بھی
اثر کر جاتا ہے
کہیں پر برسوں کی عبادت بھی ہار جاتی ہے
محبت کب کسی کو دشمنی کا درس دیتی ہے
---------- آصف علی دکھی شجاع آباد

شکوہ زندگی
شکوہ زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
سربازار بے مول بک رہا ہوں
اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک
رہا ہے
جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
کچھ حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
نادان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ
رہا ہوں
سمجھ اس زندگی حقیقت کو
سنبھل جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں

میں ہر انسان کے بدلتے رنگ رہا ہوں
کیا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہا ہوں

سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ اپنی حدوں کو
پار کرلوں
مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہا ہوں
کر دے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آسکوں
ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ التجا
کر رہا ہوں

اتنے بھی ستم نہ کر کسی پر کہ وہ زخموں سے
چور چور ہو جائے
ایسا نہ ہو کہ حالات سے لڑتے لڑتے تیری
خدائی سے دور ہو جائے
مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری اور امتحان
لینا حق ہے تیرا
مگر ساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے
کہ اس کی زندگی بے نور ہو جائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چٹانوں میں
اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثر میخانوں میں
کھو دیتا ہے وہ اپنا سب کچھ اک لفظ وفا کی
خاطر
تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے اور منزل ہوتی
ہے آسمانوں میں

شکوہ زندگی
شکوہ زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
سربازار بے مول بک رہا ہوں
اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک رہا ہے
جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
کچھ حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
نادان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ رہا ہوں
سمجھ اس زندگی حقیقت کو
سنبھل جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں

میں ہرانسان کے بدلتے رنگ رہا ہوں
کیا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہا ہوں
سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ اپنی حدوں کو پار کرلوں
مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہا ہوں
کردے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آسکوں
ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ التجا کررہا ہوں

اتنے بھی ستم نہ کر کسی پر کہ وہ زخموں سے چور چور ہوجائے
ایسا نہ ہو کہ حالات سے لڑتے لڑتے تیری خدائی سے دور ہوجائے
مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری اور امتحان لینا حق ہے تیرا
مگر ساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے کہ اس کی زندگی بے نور ہوجائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چٹانوں میں
اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثر میخانوں میں
کھودیتا ہے وہ اپنا سب کچھ اک لفظ وفا کی خاطر
تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے اور منزل ہوتی ہے آسمانوں میں

...

ہوکر دور ساری خدائی سے اس شخص کی پوجا کی تھی
کھوگیا تھا ان آنکھوں میں جس نے محبت کی انتہا کی تھی
اس محفل میں خاموشی نے ہمیں گھیر رکھا ہے
پھر بھی بیچاری آنکھوں نے گفتگو محبت کی تھی

بزم شناسائی کے عالم میں تھا
وہ محبت کے مارے ہوئے دیوانوں میں سے تھا
وقت عشق نے زخموں کو ناسور کردیا
ورنہ وہ اپنے زخموں کو خود ہی سی لیتا تھا
وقت حالات کا مارا ہوا یہ بے جان پنچھی
کبھی عاشقوں کی محفل کی جا ہوا کرتا تھا

کھڑا ساحل پہ سمندر کی گہرائی دیکھ رہا تھا
بدلے ہوئے کچھ برستے ہوئے ماحول کو دیکھ رہا تھا
بک رہا تھا ہر انسان کاغذ کے ٹکڑوں کی خاطر اقبال
خوشیوں کے بازار میں ماتم سرعام دیکھ رہا تھا

محمد اقبال۔انار کلی لاہور

زندگی کی راہوں میں تم بھی چھوڑ گئے اکیلے آخر
بڑے ہمدرد بنتے تھے میرا دل توڑ گئے آخر
تم پہ تو بڑے امان تھے میری امیدوں کو
اب کس سے گلہ کروں تم بھی منہ موڑ گئے آخر
لوگ تو لوگ تھے انہوں نے جو کیا سو کیا
بھری دنیا میں آج تم بھی تنہا چھوڑ گئے آخر
تم تو کہتے تھے کہ ہم وہ نہیں کہ چھوڑیں اپنوں کو
اپنے وعدے اپنی قسمیں خود ہی توڑ گئے آخر
واہ کیا خوب دوستی نبھائی ہے تم نے
دوست کو راہ میں روتا چھوڑ گئے آخر

نرگس ناز۔سکھر

غزل

کوئی الزام لگا کر تو سزا دی ہوتی
پھر میری لاش سر بازار جلا دی ہوتی
اتنی نفرت تھی تو پھر پیار سے دیکھا تھا کیوں

مجھے پہلے ہی میری اوقات بتادی ہوتی

دیکھ کر زخم میرے آنکھیں چرالیں تو نے

پوچھ کر کچھ تو زخموں کی دوا دی ہوتی

سو جاتے ہم بھی چین سے جاناں

تو نے اگر شوق سے آنچل کی ہوا دی ہوتی

زندگی اپنی بھی چین سے گزر جاتی تھی

تو نے اگر پیار سے دل میں جگہ دی ہوتی

----------------نرگس ناز۔ سکھر

غزل

اس سمت چلے ہو تو بس اتنا اسے کہنا

اب کوئی نہیں حرف تمنا اسے کہنا

دنیا تو کسی حال میں جینے نہیں دیتی

چاہت نہیں ہوتی رسوا اسے کہنا

اس نے ہی کہا تھا تو یقین میں نے کیا تھا

امید پہ ہے دنیا قائم اسے کہنا

زرخیز زمینیں کبھی بنجر نہیں ہوتیں

دریا ہی بدل لیتے ہیں رستے اسے کہنا

کچھ لوگ سفر کے لیے ہوتے نہیں موڑوں

کچھ رستے کٹتے نہیں تنہا اسے کہنا۔

----------------شاہد۔ چتوکی

خود کو مصروف سمجھتے ہو ذرا ایک بات بھی سن لو

جس دن ہم ہوئے مصروف تمہیں شکوے بہت ہوں گے

----------------طالب۔ چتوکی

وہ پتھروں سے مانگ رہے ہیں اپنی قسمت اقبال

ہم تو اس کے ماننے والے ہیں جس کے محبوب کو دیکھ کر پتھر بھی کلمہ پڑھتے ہیں

----------------طالب۔ چتوکی

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اڑا دی

تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشان سے

----------------طالب۔ چتوکی

آخری بات

کیا ایسا کچھ نہیں ہو سکتا
اک روز کہیں ہم مل بیٹھیں کہیں
جب سورج آ کے چڑا جائے کبھی
جب سر پہ رات ٹھہر جائے کبھی
جب چہرہ ڈھانپ دیا جائے کبھی
یہ ورق ہی پھاڑ دیا جائے کبھی
ایسا کچھ ہونے سے پہلے کبھی
اک شام کہیں ہم مل بیٹھیں
کسی موڑ پہ شاید پھر نہ ملیں

وقار ساجد۔ سنگیرو ضلع بھکر

چہرے پر نقاب

ایک لڑکی روزانہ گلی سے گزرا کرتی تھی
اس کے چہرے پر نقاب ہوا کرتا تھا
ایک لڑکا اس پر مر مٹا تھا
شاید وہ اسے پیار بھی کیا کرتا تھا
لڑکی نے اس لڑکے کے پڑوسی سے پوچھا
پڑوسی نے اپنا فرض نبھایا اس سے
اپنے آنسوؤں سے قبر کو بھگونے لگی
اے خدا یہ کیسا انقلاب آیا ہے
آج میں پردے میں ہوں
اور میرا محبوب بے نقاب آیا ہے

ذیشان بلال۔ مانسر کیمپ

سندیسے

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ وہ مجھے ملنے لاہور نہیں آتے ....استاد خالد جی قصور

میری درخواست ہے منظور اکبر اور حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب عرض کی نگری میں لوٹ آئیں ان کا بہت شکریہ
..........قمر عباس کشمیر

مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور ہنستے ہوئے مرد پر کبھی بھروسہ نہ کرو خوبصورت چہروں پر نہ جاؤ کیوں کہ خوبصورت چہرے اکثر دل کے کالے ہوتے ہیں
..........شاہد اقبال خٹک

کے کے نام

اسے کہنا مجھے خواب سے بیدار مت کرنا فراق و ہجر کے دن رات کو دشوار مت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے سے گلہ کیسا شاہد زمانہ آنکھ میں رکھنا حدوں کو پار مت کرنا
..........شاہد اقبال خٹک

کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت اچھالو ورنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوسکتا ہے میں جن کی بات کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہونگے
..........سمیر ارمان سنگم

این کے نام

محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے جب ہو جاتی ہے تو زندگی خوش گوار گزرتی ہے جب محبت جدا ہوتی ہے تو زندگی غم میں گزرتی ہے
..........سردار خان مستوئی

اتنے دنوں سو جلانے نہیں آیا جلتی ہوئی آگ کو بجھانے نہیں آیا کہتا تھا ساتھ جئیں گے ساتھ مریں گے اب روٹھ گئی ہوں تو منانے نہیں آیا
..........مس فوزیہ کنول کنگن پور

قارئین کے جان

عرصہ دراز سے ایک عرض پیش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اللہ جانے کب پتری ہوگی
محمد صفدر دکھی گلستان کالونی کراچی

....

وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا زندگی تیرے نام کر نجانے زندگی میرے نام کر کے خود کس کا ہوگیا
..........ندیم عباس ڈھکو

ایس کے نام

یہ سچ ہے کہ ایس تم بے وفا نہیں وہ سوچو جو یاسین آغاز ہی تیرے نام سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو چلی گئی کسی غیر کی بانہوں میں
..........محمد یاسین ملہوآنہ

میری تنہائی کو دور کرنے والے مجھ سے جھوٹے وعدے

کرنے والے مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر ہمیشہ کے لیے غم دینے والے مجھے چھوٹی سی عمر میں برباد کر دیا آج مجھے خود سے نفرت ہوگئی ہے
.........منظور اکبر تبسم

اے دک تجھ کو رونا ہے تو جی بھر کے رولے اس دنیا میں تجھکو کوئی ویرانہ نہ ملے گا
.............اشفاق دکھی ڈوکوٹہ

ایم تنہا کہاں گم ہوگئی ہو گئیں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد رکھنا میں بہت جلد آجاؤں امیری گول متول جانے من تیرا عباس
.....امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

الیف زیڈ کے نام
الیف میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری جان ہو
.........محمد زبیر شاہد ملتان

پنجاب الیس کے نام
جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا
.........محمد غنی اٹک

آمنہ کے نام
بے بسی کا وقت آچکا ہے آج وہ ہو رہا ہے جس کا کبھی گماں بھی نہیں تھا آپ کی کہنی تے مجھے زیر زمیں پہنچا دیا مگر پھر بھی آپ سے کوئی شکوہ نہیں بدنام اگر ہو نگے تو کیا نام نہ ہوگا
...........راجہ فیصل مجید بکر منڈی

آج کل پرانے نام کافی واپس آگئے ہیں ان سب کو خوش آمدید اور نئے چہرے بھی نظر آرہے ہیں کچھ لوگ صرف اپنا نام دیکھنے کی آرزو میں ہیں پلیز تحریریں پیاری لکھا کرو
.........پرنس عبدالرحمٰن گجر

قارئین کے نام
زندگی میں سب پر اعتبار کرو مگر دل پر نہیں کیوں کہ دل کا اعتبار ٹوٹ جائے گا تو انسان جی نہیں پاتا
....وسیم احمد تنہا میاں چنوں

نیلم چوہدری کے نام
ہیلو نیلم کیسی ہو سوری یار میں تمہاری شادی میں نہ آسکی بہر حال ملتے ہی رہیں گے پریشان مت ہونا تمہاری بہت سی کوشش کے بعد تم نے مجھے ڈھونڈ ہی لیا شادی انوائٹ کرنے کے لیے اس کا بہت شکریہ اور میری طرف سے آپ کو شادی مبارک ہو دعا ہے کہ تم دونوں کی یہ جوڑی ہمیشہ تا قیامت قائم رہے اور خدا س جوڑی کو نظر بد سے بچائے آمین
.............کشور کرن چنوکی

لڑکیوں کے نام
میں حجرہ شاہ مقیم اور گرد و نواح کی تمام لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز جلد رابطہ کریں
محمود ساحل شفقت پان ....شاپ حجرہ شاہ مقیم

سنہرے لوگوں کے نام
چپکے چپکے دے جاتے ہیں ہادی گہرے روگ سنہرے لوگ
.........حماد ظفر ہادی گوجرہ

بواب عرض اور خوفناک پڑھنے والوں کیلیے
دوست رابطہ کریں شماروں کا تبادلہ کر کے ان دونوں ڈائجسٹوں کا کیڈلاک مکمل کی جاسکتی ہے
محمد فیاض غوری اقبال ٹی سٹال نزد آرے والی گلی اسلامی.............کالونی بہاول پور

اے آر راحیلہ کے نام
زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے ہمارے ہاتھ میں نہیں آپ رابطہ کریں انشاء اللہ ہمیں مخلص دوست پائیں گی میں اکرم راہی باجوہ کے ساتھ شاعری کرتا ہوں
...بشارت علی تھوتھیاں

مجھے کوثر ریاض اے آر راحیلہ جاوید نسیم چوہدری پریا اٹک کشور کرن کی کہانیاں بہت پسند ہیں میری طرف سے مبارک باد قبول ہو
..عاصم شہزاد پھول نگر سلھکیکی

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور کے پیارے قارئین کرام رانی اسلم عابدہ رانی رانا بابر علی ناز اور دیگر صاحبان کی خطوط ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور میں بہت شوق سے پڑھیں ..فنکار شیر زمان پشاور

کسی اپنے کے نام میری جان خدا کے لیے اب مان جاؤ بہت جلد تم سے جدا ہو جاؤں گا پھر یاد کر کے رویا کرے گی لیکن کچھ ہاتھ نہیں آئے گا آئی لو یو ایس اے ایم...........عابد علی آرزو

خوبصورت لڑکیوں کے نام
محبت کا پیغام اگر کوئی سچا پیار کرنے والا ہے تو سامنے آئے

.......محمد انیس مونہ سیداں

اس دکھی نگری کے تمام قارئین سے بس یہی کہوں گی کہ آپ لوگ جو یہ چاہتے ہو کہ لوگ آپ سے دوستی کرے پیار کریں تو آپ اپنے اندر کچھ ایسا پیدا کرے کہ آپ دوسروں کے پیچھے نہیں دوسرے آپ کے پیچھے آئیں
........بندا علی عباس سوہاوہ

رخسار افضل کے نام
میری دلی دعا ہے اللہ پاک آپ کو پورے زمانے کی خوشیاں دے اور آپ پر کبھی غم کی پرچھائیاں نہ آئیں اور ہمیشہ کوش رہو
....ایم افضل کھرل عظیم والا

چراغ حسرت

یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے
چراغ حسرت مٹتا رہا ہے
میرے نصیب میں لکھی ہیں تلخیاں
عملوں کا نتیجہ پیش آ رہا ہے
گردش میں ہیں ایام زندگانی
ستارہ قسمت کس طرف جا رہا ہے
یاد ماضی بھول گیا ہوں رفتہ رفتہ
یہ مجھ کو کیا ہو رہا ہے
غموں کے بھار تلے پس رہا ہوں میں
زخم ہجر و جگہ بڑھ رہا ہے
تنگی بڑھ رہی ہے دن بدن اس سے
یہ دل چوٹ پہ چوٹ کھا رہا ہے
تقدیر کا لکھا اٹل ہوتا ہے ذاکر
تو کیا شکوہ تقدیر کرنے جا رہا ہے
محمد ذاکر۔ آزاد کشمیر

مجھے یہ شعر پسند ہے

یہ وہ کسی کو اپنی زندگی کا اتنا حق دیتی
کہ کچھ نہ باقی رہے اس کے روٹھ جانے سے

مدثر نواز-جڑانوالہ

تیری معصوم نگاہوں کے تقدس کی قسم
سو بھی جاؤں تو تیری یادیں جگا دیتی ہیں

مدثر نواز-جڑانوالہ

کبھی یاد آئیں تو پوچھنا ذرا اپنی خلوت شام سے
کسے عشق تھا تیری ذات سے کسے پیار تھا تیرے نام

محمد فاروق-رحیم یار خان

ساری دنیا ڈھونڈی نہ کوئی آشنا نکلا
دل نے جس کو چاہا وہ بے وفا نکلا

تنویر احمد-کوہاٹ

تیرے آس پاس گھومتے ہیں میری زندگی کے معاملے
تجھے پا لینے کے شوق میں ہم نے اپنا آپ گنوا دیا

انعام علی-جنڈ

ہر شاخ چمن گل جلا دی الو نے
ہم اتنے روئے کہ آگ بجھا دی ہم نے
وہ پھر سے رونے لگے تو آنسو دیکھ کے ہم نے
تو پھر سے جلا دی شاخ چمن اس داستاں کی

عدنان دکھی-کھوڑہ

تیرے پرآشوب شہر میں یہ سوچ کر آئے تھے ہم
تیرا ساتھ ہو گا اور یہ آنکھیں کبھی نہ ہوں گیں نم

محمد واصف-واہ کینٹ

تیری نفرت میں وہ دم نہیں جو میری محبت کو مٹا دے ارشد
میری چاہت کا سمندر تیری سوچ سے بھی گہرا ہے

وکیس ارشد-خان بیلہ

تو یاد نہیں کیا کر محبت کے فقیروں کو
یہ خود کو مٹا دیتے ہیں کسی اور کی یاد میں

تنویر احمد-کوہاٹ

میں نے اس دور کے انساں سے محبت کی ہے
جرم سنگین کیا ہے تو رعایت کیسی

واجد گیلانی-کراچی

جب بھی میری یاد اس کے دل کو گھائل کرے گی
وہ میرا نمبر ڈائل کرے گی

جبرائیل آفریدی-ناصر آباد

گم صم ہوا آواز کا دریا تھا جو اک شخص
پتھر بھی نہیں اب وہ ستارہ تھا جو اک شخص

اویس رحمٰن سعیدی-قصور

ہم سے زندگی کی حقیقت نہ پوچھو اے دوست
بہت پرخلوص لوگ تھے جو تنہا کر گئے

فرحت ساجن-خوشاب

عشق وہ کھیل نہیں جو ہر کوئی اسے کھیلے
جگر پھٹ جاتا ہے غم سہتے سہتے

توقیر احمد-کوٹ مٹھن

تم قریب آ کر بھی کتنے دور ہو جان وفا
کیا ہمارے درمیاں اب بھی کوئی دیوار ہے

شاہد نواز-گوجرہ

کچھ لوگ میری دنیا میں خوشبو کی طرح ہیں وصی
روز محسوس تو ہوتے ہیں پر دکھائی نہیں دیتے

محمد نعمان-ہربنس پورہ، لاہور

موت سے نہ ڈر اسے بلانے، موت ایک دن آنی ہے
ڈرنا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لانی ہے

محمد افنان محمود-رکن

میری جان میرے دلبر میرا اعتبار کرنا
جتنا لیٹ آؤں اتنا انتظار کرنا

محمد افنان محمود-رکن بٹی

پہلے شکوہ تھا یہاں رونق بازار نہیں
اب جو بازار کھلے ہیں تو خریدار نہیں
سب کے ہاتھوں میں یہاں زہر کا پیالہ ہے مگر
اب کوئی بولنے سچ واسطے تیار نہیں

رحیم اللہ-کراچی

اجازت ہو تو خواب میں تیرے چہرے کو جی بھر کے دیکھ لوں

بڑا کوئی غم کا آنسو تو نہیں تھا
جو آنکھ سے گرایا اور بھول گئے

✪.................. لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

وہ مجھ سے محبت کرتی ہے آتا نہیں دل کو یقین
میری موت کی خبر سن کر وہ بولے "آمین"

✪.................. چمن زیب ساگر-مانسہرہ

وعدہ تو کر گئے تھے کہ آئیں گے خواب میں
مارے خوشی کے نیند نہ آئے تو کیا کروں

✪.................. چمن زیب ساگر-مانسہرہ

کوئی پوچھ لے ہم سے اگر جینے کا سبب تو محر
دل کی دھڑکن، سانسوں کی روانی میں نام محمد کا ہوگا

✪.................. علی بابر-سمندری

دوستی کی خوشبو عشق سے کم نہیں ہوتی
عشق کے بنا بھی زندگی ختم نہیں ہوتی
ساتھ ہو اگر زندگی میں اچھے دوست کا
تو یہ زندگی جنت سے کم نہیں ہوتی

✪.................. محمد فرحت-گاؤں چانڈی بلوچاں

تو جو بدلا تو بدل گئے ہم بھی
پیار کرتے تھے بندگی تو نہیں
کٹ ہی جائے گی تم بن بھی یہ
تم کوئی شرط زندگی تو نہیں

✪.................. انیلا غزل-حافظ آباد

یوں تو خریدار تھے میرے دل کے بہت نوی
بیچ دیتا اگر اس میں یاد تیری نہ ہوتی

✪.................. انعام علی-جنڈ

غموں کی دھوپ میں کاٹا ہے زندگی کا سفر
میرے راستے میں کوئی شجر سایہ دار نہ تھا

✪.................. ذاکر حسین-قلندر آباد

بن بادل برسات نہیں ہوتی، بن سورج ڈوبے رات نہیں ہوتی
اے وسیم کسی کا دل مت توڑنا، کیونکہ دل ٹوٹنے کی آواز نہیں ہوتی

✪.................. وسیم احمد-گگو منڈی

خوشبو بن کر تیرے دل میں بکھر جائیں گے
پیار بن کر تیرے دل میں اتر جائیں گے
محسوس کرنے کی کوشش تو کریں وسیم
دور ہوتے ہوئے بھی پاس نظر آئیں گے

✪.................. وسیم اینڈ ابرار احمد-گگو منڈی

دل کی دھڑکن دل کے ساتھ ہوتی ہے
آپ کی یاد ہمارے پاس ہوتی ہے
آپ کو معلوم ہو یا نہ ہو کاوش
ہماری دعا آپ کے ساتھ ہوتی ہے

✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

اے کاش جدا ہونے سے محبت کم نہ ہو
لاکھ غم ملیں پر تیری آنکھ نم نہ ہو
ایک ایسا سلسلہ ہو تیرے میرے درمیان
فاصلے جتنے بھی ہوں پیار کم نہ ہو

✪.................. رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

پی کر شراب ہم ان کو بھلانے لگے
غم کو شراب میں ملانے لگے
کیا کریں یارو شراب بھی بے وفا نکلی
نشے میں تو وہ اور بھی یاد آنے لگے

✪.................. وسیم پردیسی-گگو منڈی

اس نے ہم کو دیکھا تو خود کو چھپا لیا
نہ جانے لوگوں نے اس کو کیا کیا سکھا دیا
گھر بھی اس نے بنایا تو مسجد کے سامنے
اس کی یاد نے ہم کو نمازی بنا دیا

✪.................. تو قیر احمد

پرکھنا مت پرکھنے سے کوئی اپنا نہیں رہتا
کسی بھی آئینے میں دیر تک چہرہ نہیں رہتا
بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
کہ دریا جب سمندر سے ملتا ہے تو دریا نہیں رہتا

✪.................. تو قیر احمد

ذکر کرتا ہے دل صبح و شام تیرا
گرتے ہیں آنسو بنتا ہے نام تیرا
کسی اور کو کیوں دیکھیں یہ آنکھیں
جب دل پہ لکھا ہے صرف نام تیرا

✪.................. شاہد نواز-گوجرہ

جرم سقراط سے ہٹ کر نہ سزا دو ہم کو
زہر رکھا ہے تو یہ آپ بتا دو ہم کو
ہم حقیقت ہیں تو تسلیم نہ کرنے کا سبب
ہاں اگر حرف غلط ہیں تو مٹا دو ہم کو

✪.................. تصور اقبال پردیسی-گوجرہ

سحر ہونے سے پہلے گھر گئے ہیں

ستارے روشنی سے ڈر گئے ہیں
میری آنکھیں میں پل رہے تھے
وہ اپنا کام آخر کر گئے ہیں

✪ .... شاہد نواز۔گوجرہ

شاخوں سے پھول پھول سے خوشبو جدا نہ ہو
آباد شہر دل میں کوئی دوسرا نہ ہو
یوں کھوئے تیری یاد میں خود کو بھلا دیا
جیسے کہ ہم کو خود سے کوئی واسطہ نہ ہو

✪ .... تصور اقبال پردیسی۔گوجرہ

کب تک یاد کروں میں اس کو کب تک اشک بہاؤں
یارو رب سے دعا کرو میں اس کو بھول جاؤں
آج اس کی چاہت کا اک دریا میرے دل میں بہتا ہے
قطرہ قطرہ خون بدن کا اس کی یاد کو چھوڑے
ساری دنیا چھوڑے مگر تیری یاد نہ پیچھا چھوڑے

✪ .... وسیم ایڈ ابرار احمد۔منڈی

وہ رخصت ہوا تو ہاتھ ملا کر ہنس گیا
وہ کیوں گیا یہ بھی بتا کر نہیں گیا
یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا
کیوں کہ وہ جلتا ہوا چراغ بجھا کر نہیں گیا

✪ .... رئیس ارشد۔شیر خان بیلہ

تمناؤں کی دل میں قضا ہوتی ہے
حسرت لبوں پہ آئے تو دعا ہوتی ہے
چلو اسے دل ہی دل میں یاد کریں
سنا ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے

✪ .... رئیس ارشد۔شیر خان بیلہ

جلتا ہوا دیا دیکھ کر خوش ہونے کی عادت تھی اس کی
بس اس کو خوش رکھنے کے لئے ساری عمر ہم جلتے رہے

✪ .... لقمان حسن۔ڈیرہ اسماعیل خان

عطر کی شیشی گلاب کا پھول
جنت کا شہزادہ خدا کا رسولؐ

✪ .... افنان محمود۔رکن سٹی

خون سے لکھ رہا ہوں سیاہی مت سمجھنا
میں عشق ہوں تیرا مجھے اپنا بھائی مت سمجھنا

✪ .... محمد انان۔رکن سٹی

ہمیں مطلب تو کوئی نہ تھا مگر تجھ سے
بس یونہی چلے آئے تیری محفل میں ہم

✪ .... بابر علی سحر۔سمندری

کاش تم وہی، میں وہی ہو جاؤں سحر
مانا کہ گزرا ہوا پل واپس نہیں آتا

✪ .... بابر علی سحر۔سمندری

ہجر میں عمر پھر رو لیں گے
تھوڑی دیر تو سو لینے دے

✪ .... محمد عمر۔میاں چنوں

ایک بار نگاہوں میں آ کر، پھر ساری عمر رلاتے ہیں
چلو آج جس نے دکھ دیا فراز، آج اس کو بھول جاتے ہیں

✪ .... بہادر عارفانی۔گھوٹکی

چلو اب کبھی کسی کی باتوں میں نہ آئیں گے
چلو اب خود پہ بھی ناصر اعتماد کرتے ہیں

✪ .... ناصر علی۔ساہیوال

جس کے ہونے سے میرا سانس چلا کرتی تھی
کس طرح اس کے بغیر اپنا گزارا ہو گا

✪ .... دانی خان۔پشاور

ڈھونڈے گا وہ مجھے انجان گلیوں میں ایک دن
ڈھونڈے گا اور مجھ کو نہ پائے گا دیر تک

✪ .... فریدہ نبی۔سیت پور

ہم شہر کے لوگوں سے بھی اچھے ہیں ساغر
جس شہر محبت نے ہمیں لوٹ لیا ہے

✪ .... فریدہ نبی۔سیت پور

کسی کی آنکھ میں نہیں، کھٹکتا ہوں انداز
کسی کے پھول سے دل میں بھی خار ہے میرا

✪ .... ایس امتیاز احمد۔کراچی

دل میں اب یوں تیرے بھولے ہوئے غم آتے ہیں
جیسے بچھڑے ہوئے کعبے میں صنم آتے ہیں

(فیض احمد فیض) .... اے۔جی

دل کے ماروں کا نہ کر غم کہ یہ اندوہ نصیب
زخم بھی دل میں نہ ہوتا تو کراہے جاتے

✪ .... مہر محمد احسان نذیر۔پسرور

یوں نہ خوابوں میں آیا کرو دوست
ہم نازک دل ہیں خوفناک چیزیں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں

✪ .... اختر علی۔صوابی

عمر بھر لکھتے رہے پھر بھی ورق سادہ رہا
جانے کیا لفظ تھے جو ہم سے تحریر نہ ہوئے

.... عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

وہ چاند تھا تو نور کی سوغات بانٹتا
یہ کرچیاں سی کیوں میرے دامن میں بھر گیا

.... محمد عمر-میاں چنوں

وہ اجنبی تھا تو ہر روز یاد کرتا تھا دل
اسے اپنا ہونے کا احساس دیا تو یاد کرنا چھوڑ دیا

.... ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

زندگی نے بھی آج مجھ سے یہ بات کہہ ڈالی جان وفا
کہ کہاں گیا وہ شخص جو تجھے مجھ سے بھی زیادہ عزیز تھا

.... ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

خدا کرے میری محبت میں وہ مقام آئے
آنکھ بند ہو اور لبوں پہ تیرا نام آئے

.... محمد واصف-واہ کینٹ

برسوں بعد ملا تو میرا نام پوچھ لیا مدیحہ
بچھڑتے وقت جس نے کہا تھا تم بہت یاد آؤ گے

.... مدیحہ خان-میانوالی

بلبل کی چونچ میں گچھا انگور کا
ملنے کو دل کرتا ہے مگر سفر ہے دور کا

.... اسد-ماناں والہ

بٹھا کے یار کو پہلو میں رات بھر غالب
جو لوگ کچھ نہیں کرتے وہ بھی کمال کرتے ہیں

.... عقیل عباس-وجنی کلاں

میری جھکی نگاہیں تلاش کرتی ہیں
کوئی ضمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات

.... عقیل عباس-وجنی کلاں

آشنائی کبھی نہ ہو غموں سے تجھ کو
تیرے چہرے پہ سدا ہی یہ مسکان رہے

.... محمد شبیر مظہر حسنی-تجکیاں

ہم تو بے نام سے بے آسرا لوگ ہیں قمر
کوئی اگر یاد بھی رکھے گا تو اس کی عنایت ہو گی

.... ملک قمر رمضان بریال-سہالہ شریف

مجھے مسلمان سے کافر بنا کر فقط اس نے اتنا کہا غالب
تم تو اپنے رب سے وفا نہ کر سکے ہم سے کیا کرو گے

.... شہزاد احمد-پشاور

ایک پل میں لاکھوں تصویریں ہر لمحہ ایک دنیا
کتنے عالم محو دیتا ہے آنکھ جھپکنے والا

.... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

ہوتا ہے جو بھی سامنا اتفاق سے چاہت
وہ دیکھتے ہیں ضرور مگر پہچانتے نہیں

.... رائے عیس ولی چاہت-اڈہ جسوآنہ بنگلہ

اگر دیتا خدا کچھ اختیار کا معجزہ اے جان
میں اپنے ہاتھوں سے اپنے مقدر میں لکھتا تجھے

.... رئیس ساجد کاوش-خان بیلہ

مت کرنا کبھی بھی غرور اپنے آپ پر اے انسان
نہ جانے خدا نے تیرے جیسے کتنے مٹی سے بنا کے مٹی میں ملا دیئے

.... عطاء اللہ شاد-جڑانوالہ

میں اپنے لہو کا شکوہ نہیں کرتا اے قاتل
دکھ ہے کہ میرے پیاروں کو رلا دیا تو نے

.... محمد وقاص احمد حیدری-سبگل آباد

یہ کہہ کر میرے دشمن مجھے ہنستا ہوا چھوڑ گئے چاہت
کہ اس کے اپنے ہی کافی ہیں اسے رلانے کے لئے

.... رائے عیس ولی چاہت-اڈہ جسوآنہ بنگلہ

تم کیا ساتھ دے سکتے ہو میری وفا کا ساحل
ہمیں تو وہ شخص بھی چھوڑ گیا جس کا ہم نے دوسرا نام اعتبار رکھا تھا

.... رئیس صدام حسین ساحل-خان بیلہ

ہوتی اگر محبت بادل کے سائے کی طرح
شاید کہ ہم تیرے شہر میں کبھی دھوپ نہ آنے دیتے

.... محمد فاروق-رحیم یار خان

کسی کی آنکھ میں میں کھٹکتا ہوں وحید
کسی کے پھول سے دل میں بھی خار ہے میرا

.... نامعلوم

نہیں کچھ اس کی پرسش الفت اللہ کتنی ہے
سبھی پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے

.... وحید علی عبدالحمید-ماناں والہ

عجب انداز ہے ان کا جواب مانگنے کا
ہونٹوں پہ رکھ کے ہونٹ کہتے ہیں بولتے کیوں نہیں

.... ایمن فاروق-رحیم یار خان

ساتھ چلنے کو چلے تھے دوست دشمن سب ابرار
میری منزل تک کا ساتھی صرف میرا سایہ نکلا

.... ابرار احمد-تنگو منڈی

بہت سے راستے آئے ہیں میرے دل کی طرف ارشد
ہوس دل سے آ ! فاصلہ کم گئے ہ

✪ .... رئیس ارشد-خان بیلہ

میں دشمنوں کے وار سے نہیں ڈرتا انعام
مجھے تو اپنوں کی بے رخی مار دیتی ہے

✪ .... انعام علی-جنڈ

جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کا پھولوں کی وادی
میں ہو شہر آپ کا ستاروں کے آنگن میں ہو گھر آپ کا

✪ .... ابرار احمد-ٹنگو منڈی

اس کی آنکھوں میں ہم نے وفا دیکھی تھی
مہکتے پھول کی ادا دیکھی تھی
یہ نہ سوچا تھا تنہا ہے وفا ہو گا
اس میں جو چاہت کی انتہا دیکھی تھی

✪ .... کنول تنہا-جھکڑ

تم پھولوں سے کیا پوچھتے ہو کیا ہے حسن و جمال
کبھی تپتی ریت پہ ننگے پاؤں چل کے دیکھو

✪ .... محمد اختر جمال-ڈیرہ غازی خان

ساقی کی نوازش میں اگر ذرا سی بھی کمی ہو
غیرت کا تقاضا ہے کہ میخانہ بدل ڈالو

✪ .... افضال عباسی-راولپنڈی

کیوں اداس ہوئے ہو اس طرح اندھیرے میں افضال
دکھ تو کم نہیں ہوتے روشنی بجھانے سے

✪ .... افضال عباسی-راولپنڈی

وہ مجھ سے پوچھتا ہے کس کس کے خواب دیکھتے ہو افضال
بے خبر جانتا نہیں کہ یادیں اُس کی سونے کہاں دیتی ہیں

✪ .... افضال عباسی راولپنڈی

دو دن کی زندگی ہے الجھ کے کیا کرو گے افضال
رہو تو پھولوں کی طرح بکھرو تو خوشبو کی طرح

✪ .... افضال عباسی-راولپنڈی

نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی پہ محسن
اک ذاتِ خدا کے سوا کوئی کسی کا نہیں ہوتا

✪ .... محمد عمیر مظہر سنی-ٹبکیاں

ہمارے آنسو بھی تمہیں نہ خرید سکے ساحل
لوگوں کی مسکراہٹوں نے تمہیں اپنا بنا لیا

✪ .... محمد منیر سحری-کراچی

کتنی آسانی سے مجھ سے یہ زندگی نے کہہ دیا
تو نہیں میرا تو کوئی اور ہو جائے گا

✪ .... عائشہ رحمٰن-کبیر والہ

تم کیا جانو ہم نے کس کس غم پر پردہ ڈالا ہے
کتنے درد سمیٹ کر لوگو ہونٹوں پہ آئی ہے ہنسی

✪ .... عائشہ رحمٰن-کبیر والہ

بیٹھے تھے اپنی مستی میں کہ اچانک تڑپ اٹھے دوست
آ کر تیرے خیال نے اچھا نہیں کیا

✪ .... محمد فاروق-رحیم یار خان

جو لوگ رکھتے ہیں دلوں میں پیار کی شمع روشن
وہ پیار کے جذبات کو مٹایا نہیں کرتے

✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آتی ہے فراز
کاش کوئی ہوتا ہم کو منانے والا

✪ .... ڈی آئی خان

کتنا اچھا لگتا ہے کسی سے محبت کی ابتدا کرنا اے دوست
درد تو تب ہوتا ہے جب کوئی اپنا بنا کے چھوڑ دیتا ہے

✪ .... اختر علی-صوابی

چاندنی کی رات تھی آسماں بھرا ستاروں سے
لکھ رہا ہے کوئی نام تیرا آنسوؤں کی قطاروں سے

✪ .... محمد طلحہ-فیصل آباد

اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بھی بڑھ کر مان ہے میری
خدا حکم کرے تو کر دوں سجدہ اسے
کیوں کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری

✪ .... لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے گا فراز
ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر

✪ .... ابرار آرائیں-ٹنگو منڈی

کسی کی یاد میں اتنا اداس نہ ہوا کر دوست
لوگ نصیب سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں

✪ .... محمد فاروق-رحیم یار خان

تم نے تو پھر بھی سیکھ لئے دنیا کے چال چلن چاہت
ہم تو کچھ بھی نہ کر سکے تجھ سے محبت کے بعد
✪ .... رائے عیس ولی چاہت-جسوآنہ بنگلہ

آج تو تیری یاد میں ایسے کھوئے ہیں اے دوست
جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
✪ .... عطاءاللہ شاد-جڑانوالہ

پیار میں میرے صبر کا امتحان تو دیکھو
وہ میری ہی بانہوں میں سو گیا کسی اور کے لئے روتے روتے
✪ .... قمر اعجاز گوندل-گوجرہ

پھول ہیں پھول ہمیں چار سو آتے ہیں نظر
گویا جنت کے نظاروں کی یہ غمازی ہے
✪ .... امیر حمزہ-لاہور

اے میری جان تو جہاں بھی جائے
ہمیشہ جیسے اور سدا مسکرائیو
✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

سکوں کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں مجھ کو
محبت کو سلاتا ہوں تو نفرت جاگ اٹھتی ہے
✪ .... بہادر عاربانی-گھوٹکی

یہی بہت ہے کہ قائم رہے وفا کا دامن ساقی
کوئی کسی کا ہوا بھی ہے عمر بھر کے لئے
✪ .... محمد ثاقب رفیق-عارف والا

ہم نے محبت کے نشان میں آ کر اسے خدا بنا ڈالا
ہوش تب آیا جب اس نے کہا کہ خود کسی ایک کا نہیں ہوتا
✪ .... اسد شہزاد-گوجرہ

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے
✪ .... محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن

ہوا جب زور پتوں کو جدا شاخوں سے کرتی ہے
ہمیں تم سے بچھڑ جانا بہت یاد آتا ہے
✪ .... انعام علی-جنڈ

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
✪ .... اعجاز ساحل-کوٹ رادھا کشن

ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں کانچ کے گھر میں مقدر اپنے
اجنبی تو سدا پیار سے ملتے ہیں بھول جاتے ہیں تو اکثر اپنے
✪ .... محمد فاروق-رحیم یار خان

نہیں مصروف میں اتنا کہ وہاں کا راستہ بھول جاؤں انفر
کوئی جب منتظر ہی نہ ہو تو جانا اچھا نہیں لگتا
✪ .... انفر محمود-مندرہ

تجھ سے محبت کرتا ہوں تیری جان لے لوں گا
اگر ان جھیل آنکھوں کو بھی پرنم کیا تو نے
✪ .... محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

میرے شکوہ کرنے پر اس نے ہنس کے یہ کہہ دیا ہادی
تم سے وفا کس نے کی تھی جو ہم وفا کرتے
✪ .... عامر شہزاد-گوجرہ

تم غیروں کی بات کرتے ہو ہم نے اپنے بھی آزمائے ہیں
لوگ کانٹوں سے بچ نکلتے ہیں ہم نے پھول سے زخم کھائے ہیں
✪ .... محمد افنان-رکن

گلوں کو بھی نہیں آیا ابھی تک اس طرح کھلنا
صبح جس طرح وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے
✪ .... ثوبیہ کنول-10 چک

محبت کی شام جلا کے تو دیکھو
ذرا دل کی دنیا سجا کر تو دیکھو
تمہیں ہو نہ جائے محبت تو کہنا
ذرا ہم سے نظریں ملا کر تو دیکھو
✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو احساس ہوا
اتر جائیں جو لوگ دل میں وہ بھلائے نہیں جاتے
✪ .... عبادت کاظمی-ڈی آئی خان

مت پوچھ کہ کیا مانگ کے روئے ہیں خدا سے
یوں سمجھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا
✪ .... محمد فاروق کوثر رادھا کشن

اس کے ہونٹوں کی عزت کا خیال ہے فراز
ورنہ پھولوں کو تو ہم سر عام چوم لیتے ہیں
✪ .... فاروق اینڈ عبداللہ-کوٹ رادھا کشن

اٹھا کے پھول کی پتی نزاکت سے مسل ڈالی
اشارے سے کہا کہ ہم دل کا یہ حال کرتے ہیں
✪ .... محمد فاروق اینڈ وسیم-کوٹ رادھا کشن

کیا خاک ہے وہ جینا جو اپنے لئے ہو
خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچا لے
✪ .... محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن

عمر تو ساری گئی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے
✪ .... ایم عثمان-لیہ
آپ یوسف ہیں نہ میں مصر کا کوئی تاجر
قیمت حسن کے اعداد ذرا کم کیجئے
✪ .... فرحت خان-خوشاب
وہ پڑھتا رہے اور بہادر نہ میں ختم ہوں
دل چاہے کہ کوئی ایسا بڑا باب ہو جاؤں
✪ .... بہادر عار بانی بلوچ-گھوٹکی
اس جلتے ہوئے چراغ کو کیسے گل میں کر دوں
اس چراغ تلے اندھیرے میں عمر گزر رہی ہے
✪ .... محمد واصف مرزا-واہ کینٹ
اس نے کہا مفہوم غلط فہمی کیا ہے
میں نے کہا تم سے امید وفا رکھنا
✪ .... محمد وقاص احمد حیدری-سہنگل آباد
معمول بن گیا میرا راتوں کو جاگنا
نیندیں میرے وجود کی اک شخص لے گیا
✪ .... شعیب شیرازی-جوہرآباد
وہ لوٹنے بھی آئے تو غیروں کی طرح اعجاز
کاش کوئی لوٹ ہی لیتا اپنا بنا کر
✪ .... ایم اعجاز-سرگودھا
کوئی اک پل ہو تیرے ساتھ کا میری عمر کو سمیٹ لے
میں فنا بتا کے بھی سفر اسی ایک پل میں گزار دوں
✪ .... محمد عمیر مظہر-تبکیاں
بنا لو اسے اپنا جو تمہیں چاہتا ہو
خدا کی قسم بڑی مشکل سے ملا کرتے ہیں یہ شدت سے چاہنے والے
✪ .... شاہد اکرام-رحیم یار خان
فنا کر دو اپنی ساری زندگی ماں باپ کے قدموں میں اے انسان
کیونکہ یہی وہ واحد پیار ہے جس میں بے وفائی نہیں ہوتی

وہ شخص تو اپنی ذات کے بندھن میں بندھا رہتا ہے
اسے معلوم ہی نہیں کہ کوئی اور بھی اسے کتنا چاہتا ہے
✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

✪ .... محمد عرفان-ننکانہ صاحب
میں ایک موڑ پہ رکتا نہیں تو کیا کرتا
میرے نصیب میں وہ تھا نہیں تو کیا کرتا
✪ .... قمر داوڑا-ماموں کانجن
وہ جاتے ہیں تو دل میں کسک سی ہوتی ہے قیصر
مجھے ہے خدشہ کہیں اسے ہی تو محبت کہا نہیں جاتا
✪ .... قیصر عباس سنگاہ-خانیوال
اس کے رخسار پہ ٹھہرا ہوا آنسو توبہ
ہم نے شعلوں پہ مچلتی ہوئی شبنم دیکھی
✪ .... عبدالوحید بندیال-کراچی
میرے سجدوں کے تسلسل کو تو کیا جانے فنا
سر جھکایا تیری خوشی مانگی ہاتھ اٹھائے تو تیری زندگی مانگی
✪ .... وحید علی-مانانوالہ
بس اک بات ہے اس میں نرالی
محبت میں کچھ کچھ غریب سا ہے
✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور
تجھ کو بھولتے ہیں تو تجھ پہ بھی لازم ہے اے میر
خاک ڈال، آگ لگا، نام نہ لے، یاد نہ کر
✪ .... انیلہ غزل-حافظ آباد
زمانہ بھی رو پڑے ہماری جدائی پر
یہ رشتہ مجھے اتنا خاص چاہئے
✪ .... نسیم ناز-کنگن پور
دفن کرنے سے پہلے میرا دل نکال لینا ساقی
کہیں خاک میں نہ مل جائیں میرے دل میں رہنے والے
✪ .... ایم فاروق کھوکھر-رحیم یار خان
کتنا کم ظرف ہے غبارہ چند پھونکوں میں پھول جاتا ہے
جب کمینہ عروج پاتا ہے اپنی اوقات بھول جاتا ہے
✪ .... نامعلوم
مت کر اتنا غرور اپنی قسمت کی لکیروں پہ
قسمت ان کی بھی ہوتی ہے جن کے ہاتھ نہیں ہوتے
✪ .... سید عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان
طبیب ملتے ہیں دوا نہیں ملتی

دوا اگر ملتی ہے تو شفا نہیں ملتی
میں ساری دنیا ڈھونڈ کے آیا ہوں
حسن والے تو ملتے ہیں وفا نہیں ملتی

✪ .... حماد ظفر بادی-منڈی بہاؤالدین

لوگ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں مجھ جیسا نہیں کوئی بے وفا
سچ پوچھیں تو میری ذات پر اتنا بڑا الزام کبھی نہ تھا

✪ .... وسی کنجاہی

نہیں آسان کچھ آباد کرنا گھر محبت کا
یہ ان کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں

✪ .... عدنان خان-ڈی آئی خان

کسی کو کچھ نہیں ملتا کسی بھی خواب کے بدلے کا
وہی ملتا ہے جو اس کی لکیریں مانگ سکتی ہے

✪ .... راجا کامران کمانڈو-کسووال

ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں

✪ .... محمد عثمان-لیہ

اس کے ہاتھ پہ اپنا نام دیکھا تو ہم خوش ہوئے ساجن
وہ بڑی معصومیت سے بولی تیرے ہم نام اور بھی بہت ہیں

✪ .... فرحت خان-خوشاب

کتنا مشکل ہے محبت کی کہانی لکھنا
جیسے پانی سے پانی پہ پانی لکھنا

✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

عجب طریقے سے جس نے مجھے رلایا وقاص
لوٹ آؤ کہ ہم تمہارے ہوئے

✪ .... محمد وقاص احمد-سہگل آباد

جب تیر لگا تھا تب اتنا درد نہ ہوا عمر
زخم کا احساس تب ہوا جب کمان یاروں کے ہاتھ دیکھا

✪ .... وحید علی-ماناںوالہ

دنیا غم تو دیتی ہے شریک غم نہیں ہوتی
کسی کے دور جانے سے محبت کم نہیں ہوتی

✪ .... بہادر غاربانی بلوچ-گھوٹکی

یوں بیٹھے بیٹھے کھو جانا اچھا لگتا ہے
دل کی ہر بات تم سے کہنا اچھا لگتا ہے

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

آج پھر چاند افق پر نہیں ابھرا محسن
آج پھر رات نہ گزرے گی سہانی اپنی

(محسن نقوی) .... انیلا غزل-حافظ آباد

سانپوں کو دیا قید سپیروں نے یہ کہہ کر
انسان کو انسان ہی کافی ہے ڈسنے کے لئے

✪ .... محمد علی-چھترو آزاد کشمیر

خوش رہنا بھی چاہوں تو رہ نہیں سکتا
غموں نے میرے گھر کا راستہ دیکھ لیا ہے

✪ .... وسی کنجاہی

تجھے بھی وقت کی چوکھٹ پہ نیند آ ہی گئی
پلٹ کے بھی تو نہ آیا میری خوشی کی طرح

✪ .... عدنان خان-ڈی آئی خان

ڈرپوک ہیں وہ لوگ جو پیار نہیں کرتے دوست
بہت حوصلہ چاہئے برباد ہونے کے لئے

✪ .... فرحت خان-خوشاب

غضب کا تھا آج گلشن میں یہ حسرت خیز نظارہ
ادھر بلبل کا دم ٹوٹا ادھر فصل بہار آئی

✪ .... وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

تمہاری آنکھوں کی توہین ہے ذرا سوچو
تمہارا چاہنے والا شراب پیتا ہے

✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

پل بھر کو مل کے شناسائی دے گیا
اک شخص، اک عمر کی تنہائی دے گیا

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

رویا ہے اس قدر کہ اب آنکھیں گلاب ہیں
وہ شخص روٹھ کے بھی نشیاں دکھائی دے

(محسن نقوی) .... انیلا غزل-حافظ آباد

زندگی تو ہے ہی غم کے سفر کا نام
صبح بھی غم شام بھی غم بلوچ زندگی کا نام بھی غم

✪ .... بہادر غاربانی بلوچ-گھوٹکی

◆✪◆

خدا اک پل کی زندگی ادھار دے دے
اداس میری قبر سے جا رہا ہے کوئی
قمر عباس داوڑ - چک نمبر 505

T ،موڑ کھنڈا کے نام
سنا تھا دل سمندر سے بھی گہرا ہوتا ہے
پھر کیوں نہیں سمایا اس میں کوئی تیرے سوا
محمد عرفان - ننکانہ صاحب

GM ،رحیم یار خان کے نام
دوستی کرنا اتنا آسان ہے جیسے مٹی پر مٹی سے لکھنا
لیکن دوستی نبھانا اتنا مشکل ہے جیسے پانی پر پانی سے لکھنا
ماریہ تسنیم - رحیم یار خان

L ،فیصل آباد کے نام
زندگی کی شام ہونے سے پہلے لوٹ آنا
عمر تمام ہونے سے پہلے
ہمیں یاد کر کے تکلیف تو ہوتی ہو گی
آ دیکھ ہمیں بدنام ہونے سے پہلے
وحید علی - ماناں والہ

S ،اٹک کے نام
خود کو پھول بنایا تمہیں خوشبو بناؤں کیسے
تم میرے دل میں سمائی ہو تمہیں بتاؤں کیسے
مراد خان - اٹک

فرزانہ یاسمین، ڈگری کے نام
میری کہانی میرا حصہ ہو تم
میری سانس میری دنیا ہو تم
تم کو کیسے بھلا دوں دل سے میری جان
میری تو ہر سانس کا حصہ ہو تم
نوشین خان - کوٹ مظفر

ایک دوست کے نام
فاصلے کتنے ہی کیوں نہ ہوں مگر
میرے تو ہر پل دل کے قریب سا ہے

محمد اسحاق انجم - کنگن پور

مسلمان نوجوانوں کے نام
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں
محمد زبیر عطاری - لاہور

بے وفاؤں کے نام
کیوں الجھتے ہو ان سوالوں میں
بے وفا تم نہیں تو ہم ہوں گے
انیلہ غزل - حافظ آباد

کسی اپنے کے نام
کہاں یہ بس میں کہ ہم خود کو حوصلہ دیتے
یہی بہت تھا کہ ہر غم پہ مسکرا دیتے
ہوا کی ڈور الجھتی جو انگلیوں سے کبھی
ہم آسمان پہ تیرا نام تک سجا دیتے
نیلم شہزادی عرف رانو - فتح جنگ

وسیم عباس (مرحوم)، خوشاب کے نام
مجھے تم بھول جانے کا کسی سے ذکر مت کرنا دوست
میں لوگوں سے یہ کہہ دوں گا اسے فرصت نہیں ملتی
فرحت خان - خوشاب

SK ،جوہر آباد کے نام
اس نے رات کے اندھیرے میں میرے ہاتھ کی ہتھیلی پر
لکھا تھا اپنی انگلی سے، مجھے تم سے محبت ہے
جانے کیسی سیاہی تھی وہ کہ مٹتی بھی نہیں اور دکھتی بھی نہیں
شعیب شیرازی - جوہر آباد

کسی دوست کے نام
آؤ کسی شب مجھے ٹوٹ کر بکھرتا دیکھو
میری رگوں میں زہر جدائی کا اترتا دیکھو
کس کس ادا سے تجھے مانگا ہے رب سے
آؤ کبھی مجھے سجدوں میں سسکتا دیکھو
محمد عمر مظہر سنی - سمبڑیال

دل کے درد کے نام

یہ مروتیں یہ دیر تک جاگنا یہ سرخ آنکھوں کا سبب
نہ سمجھو پاؤ گے تو بکھر جاؤ گے، نہ سمجھ پاؤ تو الجھ جاؤ گے

محمد وقاص احمد حیدری۔سبگل آباد

خالد اینڈ علی رضا، مانا نوالہ کے نام

دوستی کی خوشبو عشق سے کم نہیں ہوتی
عشق کی دنیا یہ زندگی ختم نہیں ہوتی
ساتھ ہو اگر زندگی میں اچھے دوست کا
تو یہ زندگی جنت سے کم نہیں ہوتی

وحید علی عبدالحمید۔مانا نوالہ

NN، ننکن پور کے نام

اک شام سی کر رکھنا کاجل کے کرشمے سے
اک چاند سا آنکھوں میں چمکائے رہنا

محمد اسحاق انجم۔ننکن پور

صبا خالد، حافظ آباد کے نام

لے اڑی پھر گردش ملال ہمیں
اے دوست تو ہی کچھ سنبھال ہمیں
پھر یوں ہوا کہ بکھیر گیا
وہ عجب آئینہ مثال ہمیں

انیلہ غزل۔حافظ آباد

کسی اپنے کے نام

ٹوٹ جائیں گے تو کرچی کے سوا کیا دیں گے
یہ کانچ کے خواب کے خیالوں میں سجایا نہ کرو

اسحاق انجم۔ننکن پور

میاں نثار کے نام

اے دوست ہم دوستی کا حق ادا کرتے ہیں
جہاں رہو خوش رہو یہ دعا کرتے ہیں

محمد علی۔چھترو آزاد کشمیر

ڈیرہ راجگان، کسووال کے نام

میں ایک دوست بناتے بناتے کوئی نہ بنا سکا کاش
مگر ایک دوست تو تھا پتہ نہیں وہ کہاں چلا گیا

رانجھہ کامران کمانڈو۔کسووال

آصف بھائی، ڈی آئی خان کے نام

دن تو کٹ جاتا ہے شہر کی رونقوں میں دوست
کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں شام ڈھل جانے کے بعد

عدنان خان۔ڈی آئی خان

محمد منیر سحری، کراچی کے نام

توڑ دیے میں نے گھر کے سبھی آئینے منیر
پیار میں ہارے ہوئے لوگ مجھے اچھے نہیں لگتے

محمد عدنان خان۔ڈی آئی خان

NT، لیہ کے نام

غلط فہمی نے باتوں کو بڑھا ڈالا یونہی ورنہ
کہا کچھ تھا وہ کچھ سمجھے، مجھے کچھ اور کہنا تھا

شعیب شیرازی، جوہر آباد

K، حافظ آباد کے نام

کبھی کبھی تیری یادوں کے پرسکون لمحے
قسم خدا کی بہت بے قرار کرتے ہیں

انیلہ غزل

SN، 15 چک کے نام

مجھے تم سے محبت ہے کہا ہے بارہا میں نے
یقین تم کو مگر شاید میں، مر کے ہی دلا پاؤں

شعیب شیرازی۔جوہر آباد

Y میانوالی کے نام

چھوڑ اس بات کو اے دوست کہ تجھ سے پہلے
ہم نے کس کس کو خیالوں میں بسائے رکھا

انیلہ غزل۔حافظ آباد

وارث آصف خان، داں بھچراں کے نام

کیوں کچھ سوچ کر اپنا دل مجھ کو دیتے ہو تم
وہ اتنی ہی کر سکتا تھا وفا جتنی اس کے بس میں تھی

عدنان خان۔ڈی آئی خان

آپ کے خطوط

اسلام علیکم ۔سب سے پہلے سب خوفناک کے سٹاف کوسلام اس کے بعد آتے ہیں ڈائجسٹ کے طرف تو سب سے پہلے میں نے اسلامی صفحہ پڑھا جو میرا ہی تھا شکر ہے لگا تو ورنہ میں نے تو امید ہی اتار دی تھی تقریبا جنوری میں لکھ کر بھیجا تھا اب شائع ہوا ہے پھر بھی میں نے کبھی بھی شکائت نہیں کی اور کبھی کروں گی بھی نہیں کیوں کہ چیز اگر بھیجی ہے تو لگ ہی جائے گی کیوں ہم اپنے ہی ادارے کو تنگ کریں اور میں انشاءاللہ ایک قسط وار کہانی آپ کے لیے لے کر آ رہی ہوں اگر زندگی نے ساتھ دیا تو ضرور لکھتی رہوں گی باقی مصباح کریم میواتی مبارک ہو آپ لوگوں کی کہانی لگی تو بے خوشی ہوئی بہت بہت مبارک ہو لگتا ہے اس مبارک کے ساتھ عید کی مبارک باد بھی کہہ ہی دوں کہیں ناراض ہی نہ ہو جائے پیاری سی سویٹی تو ہے اور بھائی ندیم کی کہانی پر آپ سب کو ڈبل مبارک بہت اچھا لکھا ہے اور پھر خوشی کیسے نہ ہو میرے اپنے ہی شہر کے ہو اور مجھے آپ سب کزنز کی ایک بات بہت پسند ہے کہ آپ نے جس کو بھی مخاطب کیا ہے آپی یا بھائی کہہ کر چاہے وہ آپ سے بڑا ہے یا چھوٹا یہ عادت بہت اچھی لگی ہے تھینکس کہ آپ مجھے یاد تو کرتے ہیں اور اسی طرح خطوط کی محفل میں حاضر ہو کر محفل کو چار چاند لگاتے رہنا تو پورے سٹاف سے مخاطب ہوں کہ ماہ رمضان کیسا گزر رہا ہے ماشاءاللہ کتنی رونقیں لگی ہوئی ہیں ہر گھر میں اللہ کی رحمتیں اور برکتیں برس رہی ہیں اور دعا ہے کہ اللہ پاک سب کو اس مقدس مہینے کی مہمان نوازی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔اس کے بعد میری طرف سے سب کو ایڈوانس عید کی خوشی مبارک ہو اگر ہو سکے تو افطار کے وقت میری والدہ محترمہ کے لیے دعا کرنا کیوں کہ وہ ٹھیک نہیں رہتیں اور سب رائٹرز اور شاعر خوب محنت کر رہے ہیں سب کی تحریریں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں سب کو سلام ۔دعاؤں میں یاد رکھنا۔

کشور کرن چتوکی

ہم بہن بھائی کافی عرصے سے خوفناک اور جواب عرض پڑھ رہے ہیں مگر لکھنے کی کبھی ہمت نہیں کی کیوں کہ ہماری کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں ہے انکل ریاض احمد باغبانپورہ ہمارے فیورٹ ہیں ہم سب بہن بھائی ان کی سٹوری سب سے پہلے پڑھتے ہیں ان کو ہماری طرف سے سلام ہو یہ خط ہم ندیم بھائی آف چتوکی والے کو عرض کرنے کے لیے لکھ رہے ہیں کیوں کہ ہمیں آج ہی پتہ چلا ہے کہ آپ بورے والا میں رہتے ہیں ہم نے آپ کو انکل امجد کے گھر میں دیکھا تھا جس دن طاہرہ کی برتھ ڈے تھی لیکن ہم جانتے نہیں تھے آج جب پتہ چلا تو خوشی سے کیا حال ہوا نہ پوچھیں ہم لفظوں میں بیان نہیں کر سکتے پلیز بھائی جان پلیز اگر آپ ہماری رہنمائی کریں تو ہم آپ کے احسان مند رہیں گے ہم بھی کچھ لکھ سکیں گے ہم نے بہت امید کے ساتھ آپ کو عرض کی ہے ہم آپ کے اور آپی مصباح کریم کے ہر بار خط پڑھتے ہیں بھائی جان ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہمیں مایوس نہیں کرو گے بھید سٹوری بہت اچھی جا رہی ہے اور آپی کشور کرن بھی بھی خوف ناک میں نظر آتی ہیں انکل ریاض آپ نے اپنی سٹوری مئی کے شمارے میں شائع کیوں نہیں کی آپ قم قم نشاد بھی بہت اچھا لکھ رہی ہیں بھائی ندیم عباس ۔آپی

لبنان کریم۔ اور آپ سنور کرن آپ سب کو ہماری طرف سے سلام ہو مائی فرینڈ کا شکریہ جو انہوں نے ہماری اس خط میں رہنمائی کی بھائی جان اگر ہو سکے تو ہمیں بھی اپنے گروپ میں شامل کر لو آپ کا نمبر بھی ہمیں ملا تھا مگر وہ تو جب فون کرتے ہیں تو بند ہوتا ہے۔ باقی سب کو ہماری طرف سے دلی عید مبارک قبول ہو۔

--------------اقراء۔ راشدہ اینڈ راشد علی۔ بورے والا ضلع وہاڑی

اسلام علیکم۔ میں امید کرتی ہوں کہ ماہنامہ خوف ناک کی تمام ٹیم خیریت اور خوش خرم ہو گی میں اور میری بہن آپ کا ڈائجسٹ ہر ماہ خریدتے ہیں اور شوق سے پڑھتے ہیں اس کی کہانیاں اور معیار بہت اچھا ہوتا ہے اسلامی صفحہ پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے اور خوش آئندیات یہ ہے کہ اس میں نئے ابھرتے ہوئے شاعروں کی شاعری اور باصلاحیت رائٹروں کی تحریریں شامل کی جاتی ہیں آپ کے ادارے کو اپنی بہن کی لکھی ہوئی کہانی اور اپنی شاعری بھیج رہی ہوں اگر یہ آپ کے ادارے کے معیار کے مطابق ہو تو اس کو برائے مہربانی شائع کر دیجئے گا آخر میں سب کو دلی عید مبارک قبول ہو۔

--------------ثمن شہزادی محلہ نئی آبادی اٹک روڈ فتح جنگ

میرے موؤب رائٹرز اور ریڈرز اسلام علیکم۔ مئی کا خوفناک ملا ٹائٹل بہت اچھا تھا سیاہ ہیولہ قم قم نشاد بہت اچھا لکھ رہے ہیں مایہ کال کی باقی اقساط خوفناک میں شائع کرنے پر میں بہت خوش ہوں آسیبی جال اسد شہزاد اچھے طریقے سے لکھ رہے ہیں اس کے علاوہ باقی رائٹرز بھی اچھا لکھ رہے ہیں ریاض بھائی کہانی تلاش عشق بہت ہی اچھی جا رہی ہے محمد وقاص کی انجان مسافر۔ ملک اسد کی بے قرار روح۔ ایم ذاکر ستی کی شیطان دیوتا۔ اور مردہ جو دو گر بھی اچھی تھی میری دعا ہے تمام رائٹرز اسی طرح ہی لکھتے رہیں اور ہم سب پڑھتے رہیں سب کو میری طرف سے عید مبارک۔

--------------رانا محمد نعمان رفیع گوجرہ منڈہ بہاؤالدین

سب سے پہلے تو ہماری طرف سے آپ کو آپ کی ٹیم کو اور سب لکھنے اور پڑھنے والوں کو بہت بہت سلام خوفناک ڈائجسٹ کو پڑھتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے ہمیشہ کی طرح نہائت ہی اچھا اور منفرد ہوتا ہے آج پہلی بار کسی ادارے کو لیٹر لکھنے کے لیے قلم اٹھایا ہے اور وہ بھی اپنے خوفناک کے لیے اس میں جو بھید سٹوری چل رہی ہے بھائی خالد شاہان کی بہت ہی عمدہ ہے اس کے علوہ قم قم نشاد اور اسد شہزاد اور ریاض بھائی سب ہی بہت اچھا لکھ رہے ہیں ہماری دعا سب کے ساتھ ہے فرسٹ بار ہے اس لیے پتہ نہیں ہمیں بھی جگہ ملتی ہے یا نہیں امید ہے ہمارا خط بھی شائع ہو ہی جائے گا کچھ اشعار ہیں وہ بھی شائع کر دینا ہماری نیک تمنائیں اور دعائیں ہمیشہ خوفناک کے ساتھ رہیں گیں سب کو عید مبارک۔

--------------سعدیہ اینڈ آمنہ۔ پنڈ یگھیپ کھڑپہ

اسلام علیکم امید ہے خوفناک ڈائجسٹ کا پورا اسٹاف خیریت سے ہو گا مئی کا شمارہ تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ملا تین دنوں میں میں نے اسلامی صفحہ۔ پھول اور کلیاں۔ غزلیں اور نظمیں اشعار وغیرہ پڑھے ابھی شمارہ زیر مطالعہ ہے امید ہے اور بھی آگے شمارہ خوبصورت تحریروں سے سجا ہوا ہو گا یہ میرا دوسرا خط ہے میں نے آپکو پہلے بھی کچھ تحریریں ارسال کی ہیں اس میں کہانی بھی تھی اگر ممکن ہو تو وہ کہانی اور تحریریں کسی شمارے میں لگا دینا میرا ایک مشورہ ہے اگر آپ کہانیوں کے ساتھ رائٹرز کی تصویر بھی شائع کریں تو خوفناک کو اور بھی چار چاند لگ جائیں گے لوگ پہلے سے زیادہ لکھیں گے اور زیادہ سے زیادہ خریدیں گے امید ہے آپ میری رائے پر ضرور غور کریں گے خوفناک

ڈائجسٹ میں تمام قلم لکھاراور رائٹرز اچھا لکھ رہے ہیں سب کا اپنا اپنا خیال ہوتا ہے مجھے بھی امید ہے میں بھی اپنی تحریروں کے ساتھ اس خوفناک میں اچھے رائٹروں کی طرح جلوہ گر ہوں گا سب کو عید مبارک۔

---------------------کاشف عبید کاوش۔بدہ موزی ہنگرام

اسلام علیکم مجھے خوفناک پڑھتے کافی عرصہ ہوگیا ہے ریاض احمد۔اقراء اور خالد شاہان میرے فیورٹ رائٹرز ہیں آج کل ریاض احمد تلاش عشق اور خالد شاہان بھید بہت اچھی لکھ رہے ہیں عاشق یا قاتل ایک اچھی کہانی ہے قم نشاد اتنا اچھا نہیں لکھتی مگر پھر خوفناک پر چھائی ہوئی ہیں بہرحال اپنی اپنی پسند ہوتی ہے بند مکان کا راز بہترین رہی خونی ریگستان بچگانہ تحریر تھی شیطانی پنجہ ٹھیک تھی خوفناک وقعات اچھے لگتے ہیں اگرچہ پرانے تھے میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کو نئے سرے سے شروع کیا جائے ویسے خوفناک کا معیار اب گر چکا ہے اس کے باوجود یہ میرا فیورٹ میگزین ہے پہلی بار خوفناک میں شامل ہوا ہوں پڑھنے سننے والوں کو سلام آئندہ بھی شامل رہوں گا اگر حوصلہ افزائی ہوئی تو سب کو عید مبارک خدا حافظ۔

---------------------اسداللہ شاہ دیپالپور

اسلام علیکم۔میری طرف سے تمام قارئین خوفناک کو سلام امید ہے سب خیریت سے ہوں گے آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے میری کہانی خونی ریگستان کو شائع کیا اس کے بعد میں نے ایک اور کہانی بھیجی تھی شیطانی بدروح کا راز اس بار لال حویلی کا راز بھیج رہا ہوں امید ہے سب کو پسند آئے گی اور شعر بھی بھیج رہا ہوں اب آتے ہیں کہانیوں کی طرف جون کے مہینے میں کہانی بیسٹ تو وارث آصف کی تھی دوسرے نمبر پر بھید اور تلاش عشق تھی تیسرے نمبر پر سیاہ بیولہ اور بھیانک خواب تھی آپی ساحل دعا کی کہانی سیارات بہت اچھی تھی فرخندہ جبیں آپ نے میری کہانی کی تعریف کی فرخندہ جبیں بہاولپور میرے ماموں اور ان کا پورا خاندان رہتا ہے آپ تو پھر میرے اپنے شہر کی ہوئی ناں فلک زاہد آپ نے ہمیں اپنا بھائی بنایا ہے تھینکس اگر آپ نے ہمیں اپنا بھائی بنایا ہے تو آپ کو بھائی بن کر دکھاؤں گا میری طرف سے تمام قارئین کرام کو محبتوں بھرا اسلام اور عید مبارک۔

---------------------محمد نادر شاہ شجاع آباد

اسلام علیکم۔طویل عرصہ بعد خطوط کی محفل میں شامل ہوا ہوں ماہ جون کا شمارہ پڑھا بہت خوبصورت تھا پر اسرار کہانیوں کا مجموعہ خوفناک ڈائجسٹ ہی تو ہے ماہ جون کے شمارے میں میرے ہی شہر کی رائٹر ساحل دعا کی سیاہ رات بہت اچھی تھی دعا صاحبہ اسی طرح لکھتی رہنا اور ریاض صاحب قسطوں والی کہانیوں سے معافی دلا دیں کہانی ہمیشہ شارٹ ہی اچھی لگتی ہے محمد قاسم صاحب کی آسیبی کھوپڑی اچھی کاوش ہے پھول اور کلیاں۔غزلیات اور اپنوں کے نام بڑا زبردست سلسلہ جا رہا ہے نسیم الحق صاحب کیا آپ لکھنا چھوڑ گئے ہیں رابطہ کرنا اور میڈم فضاء آباد پرانی یادوں کے ساتھ اپنی تحریر کو لیے کبھی کبھی نمودار ہوتی رہتی ہیں کبھی اپنوں کو بھی ساتھ لے کر چلنا چاہئے اور فرصت ملی تو ضرور ضرور انشاء اللہ کچھ واقعات کچھ تحریریں ہمارے پیارے خوفناک ڈائجسٹ کے لیے لے کر حاضر ہوں گا اور آخر میں تمام قارئین کو عید مبارک اور سلام قبول ہو۔

---------------------حوالدار اقبال پاک آرمی رکن پورہ روز بصیر پور۔اوکاڑہ

اسلام علیکم۔امید ہے سب خیریت سے ہوں گے جب انکل ریاض نے بتایا کہ ہماری سٹوری نہیں آئی تو میں نے اس وقت فیصلہ کرلیا کہ اب نہ جواب عرض پڑھوں گی نہ خوفناک اس کی وجہ یہ نہیں کہ ہماری سٹوری شائع ہو بلکہ میں تو انکل ریاض احمد سے بہت ناراض ہوں کہ وہ ہماری سٹوری کو شائع کیوں نہیں کررہے ہم نے جب

بھی کال کی یہ نہیں کہا کہ شائع کریں بلکہ یہ پوچھتے ہیں انکل جی ہماری سٹوری پہنچ گئی تو وہ کہتے ہیں پہنچ گئی کبھی بھی کال پر ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہماری سٹوری کو شائع کرواور پھر جب انکل ریاض احمد بتاتے ہیں کہ آپ کی سٹوری آرہی ہے تو ہم تمام فرینڈز کو بتاتے ہیں کہ ہماری سٹوری آرہی ہے مگر نہیں ہوتی خیر گلے شکوے تو چلتے ہی رہیں گے بھائی خالد شاہان کی مکمل قسطیں پڑھیں گے پھر آپ قم قم نشاد اور انکل ریاض کی کہانی پڑھیں گے بھائی اسد صاحب اگر میرے جون والے خط کی وجہ سے آپ کو غصہ آیا ہو تو پلیز معاف کر دینا مگر سٹوری نقل شدہ بھی سب کہتے ہیں سوری بھائی جان سوری۔ پھر باری آئی آپی کشور کرن کی تو آپ زبردستی خوفناک میں داخل ہو رہی ہیں اور آپ کو چڑیلوں سے بھی ڈر نہیں لگتا اگر کسی دن مصباح جیسے چڑیل سے آپ کا ٹکراؤ ہو گیا نہ آپ کے دادا پردادا کی روح بھی بچا نہیں پائے گی کیوں کہ مصباح میواتی ہے آپ کو ان کی ضد کا تو پتہ ہی ہے پلیز نو مائنڈ بہت خوشی ہوئی کہ آپ خوفناک میں آرہی ہیں اسلامی صفحہ جواب عرض اور خوفناک دونوں میں آپ کا ایک ہی تھا میرا بھی ٹک پیپر ہے مگر ہم سے رہا نہ گیا اس لیے جلدی جلدی خط لکھ دیا کیوں کہ میں کسی بھی میدان میں بھائی ندیم میواتی سے کم نہیں ہوں انہوں نے تو فارغ ہو کر لکھا ہے مگر ہم ایگزام کے دوران ہی لکھ رہے ہیں میری طرف سے آپی نادیہ میواتی۔ ہما فرخندہ جبیں اور عائشہ حمیرہ اور آپی قم قم نشاد کو سلام اور سب کو عید مبارک۔

مصباح کریم میواتی چتوکی

اسلام علیکم۔ امید کرتے ہیں سب سٹاف خوفناک بھی خیریت سے ہوں گے جون کا شمارہ ملا اسلامی صفحہ پڑھا جو محمد صفدر دہلی کراچی اور ہماری خوفناک آپی کشور کرن چتوکی نے ماں کی شان میں بہت عمدہ لکھا یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اسلامی صفحہ چار صفحات پر مشتمل تھا آج میں ایگزام سے فارغ ہوا ہوں اس لیے پہلی فرصت میں ہی خط لکھ رہا ہوں بھائی حافظ طالب حسین چتوکی موسٹ ویلکم بھائی جان میں جس طالب کی بات کر رہا ہوں وہ مائی کزن ہے مائی جان ہے وہ میرا بھائی بھی ہے اور میرا دوست بھی اور جان بھی اور ہاں اب آپ بھی ہمارے بھائی ہو آپ سے مخاطب رہیں گے آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ٹائم تو کسی کے پاس نہیں ہوتا نکالنا پڑتا ہے قسط وار کہانیاں ہمارے پاس جمع ہیں اب ایگزام سے فارغ ہوئے ہیں سب پڑھیں گے جن میں بھید خالد شاہان کی سب سے پہلے پڑھیں گے بھائی خالد شاہان ہمارے بھائی بھی ہیں اور دوست بھی اللہ تعالیٰ ایسے دوست سب کو عطا فرمائے تلاش عشق انکل ریاض کی دو قسطیں ہی پڑھی ہیں وہ بھی پڑھنی ہیں باقی بھائی وارث آصف اور آپی قم قم نشاد کی ابھی کوئی قسط بھی نہیں پڑھی امید ہے سابقہ کہانیوں کی طرح پسند آئیں گی بھائی قاسم ہری پور بھی کافی ذوق شوق سے لکھ رہے ہیں گڈ بھائی جان ایسے ہی لکھتے رہو۔ آپی کشور کرن ہم جب مانیں گے کہ آپ خوفناک میں آچکی ہوں جب آپ کی سٹوری خوفناک میں آئے گی اور راز تھری جو نامکمل ہے اسے مکمل کر کے بھیجئے گا اور تب تک لیے سب کو سلام اور دلی عید مبارک قبول ہو۔

محمد ندیم میواتی۔ چتوکی

قارئین رسالہ کی قیمت بڑھ گئی ہے اس سے کوئی دکھ نہیں ہوا کیوں کہ رسالہ ہمیشہ نکھار پیدا کر رہا ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ہماری تحریریں لگ رہی ہیں اور ہم سب نے یہ سب کچھ برداشت بھی کرنا ہے ادارے والوں سے کوئی شکوہ نہیں ہے اگر اس کی قیمت سو روپے بھی کریں گے تو ہم لیں گے کیوں کہ ہمیں ان رسالوں سے پیار ہے اس ہمارا شوق انہیں کی وجہ سے جنون میں بدل کر رہ گیا ہے مہنگائی دن بدن کمر توڑ رہی ہے اور کاغذ مہنگا ہونے کی وجہ سے یہ سب کرنا پڑا اس پر برامت مانیے گا کیوں کہ سب کا ساتھ ہو تو وقت اچھا گزر جاتا ہے اور پھر

ایک نام ایک پہچان اور ایک مقام ملا ہوا ہے اللہ اس ڈائجسٹ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی کی توفیق عطا فرمائے اور یہ ہمیشہ اسی طرح چمکتا دمکتا رہے مجھے تو غصہ آتا ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز نہ لگے یا دیر ہو جائے تو ہزاروں خط پڑھنے کو ملتے ہیں مگر یہ تو سوچو کہ سب کچھ لگ رہا ہے مگر باری پہ کچھ صبر سے کام بھی لینا چاہئے ماہ رمضان کے بابرکت مہینے کے صدقے اللہ تعالیٰ اس ڈائجسٹ کو اور بھی ترقی فرمائے آمین اور ہم تو دعا دے سکتے ہیں باقی تو وہ ہی ہونا ہے جو اللہ نے چاہا خدا سب کی جائز خواہشات کو پورا فرمائے آمین۔ سب کو عید مبارک قبول ہو

-----------علی شان لاہور

مئی کا خوفناک طویل انتظار کے بعد پانچ مئی کی تپش دوپہر کو ہاتھ آیا شعر اور غزلیں تو میں سرسری بھی نہیں دیکھتی اور اس بار ریاض بھائی تلاش عشق کہاں غائب ہیں آپ یہ بھی تو ان صاحبان کو اثر تو نہیں ہو گیا جن کو سالوں بعد کہانی کا اینڈ لکھنا یاد آیا ایسا نہیں ہونا چاہئے آئندہ تلاش عشق ہر ماہ موجود ہونی چاہئے اور ریاض بھائی آپ ایک سنگل سٹوری لکھیں سسکتی شام اب آتے ہیں خطوط کی جانب جن لوگوں نے خونی پتھر کو پسند کیا ان کا شکریہ حالانکہ مجھے خود یہ ذرا بھی پسند نہیں ہے اور میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اس کا اینڈ لکھنے کا مگر اب شائع ہو گئی ہے تو لکھنا تو پڑے گا ہی ندیم بھائی آپ کے خط ادارہ شائع نہیں کرتا تو مگر مصباح کی ڈاک ضبط کرنے کا مطلب شکائت ادارے والوں سے کریں ناں رائے حسین ولی چاہت صاحب ویلکم بیگ اسد شہزاد میں نے پہلے بھی لکھا تھا مگر وہ خط شائع نہیں ہوا آپ پلیز نقل سے گریز کیجئے گا کود سے کہانی لکھیں اگر کوشش ہو تو کامیابی یقینی ہے دوسرے آپ کی اپنی لکھی ہوئی کہانی سے آپ کا دل بھی مطمئن ہو گا اب تو جس کسی کو بھی پتہ نہ تھا کہ یہ نقل شدہ ہے اس نے تعریف کی بھی تو وہ تعریف تو نہ ہوئی ناں یہ تو اس کی تعریف ہوتی جس کی تخلیق ہے کہانی خود سے لکھیں یقیناً اچھا لکھیں گے۔ کشور کرن آپی ایک بار پھر شکریہ کہانی کب لکھ رہی ہیں۔ اور قادری سسٹر پھر غائب ہیں آجائیں جی عثمان غنی میرے بھائی خطوط میں ہر ماہ حاضری لگوایا کریں ماہ نور علی آپ سے متفق ہوں یار واقعہ میں اچھا نہیں لکھتی بات ہوا گر کہانیوں کی تو سیاہ ہیولہ کے بغیر ایک اور قسط وار کہانی کے بغیر باقی سب کہانیاں کہانیاں شائع شدہ تھیں حد ہو گئی ہے۔ قم قم نشاد آپ نے کہانی کے اینڈ میں مجھ سے ایک سوال کیا ہے پہلے تو تحریر پسند کرنے کا بہت شکریہ اور مجھے کسی کے نام سے یا کسی کی ذات سے کوئی چڑ نہیں ہے اور جن کا آپ نے نام لیا ہے وہ تو میرے فیورٹ ہوا کرتے تھے یعنی پچھلے وقتوں میں۔ ہا۔ہا۔ ہا۔ اچھا لکھتی ہیں آپ گر سیاہ ہیولہ جیسی پڑھوں گی جب مکمل ہو جائے گی تب تک اس پر تبصرہ محفوظ ہے پچھلے کتنے ہی عرصے سے میں خطوط میں پڑھتی ہوں لاسٹ ٹائم عثمان بھائی کی منحوس لمحے اور احسان سحر کی خوشبو پڑھی تھی اس سے بھی قبل خیر خط کچھ زیادہ ہی طویل ہو گیا ہے وقاص احمد آپ پھر غائب ہیں اب تک کے لیے اتنا ہی کافی ہے اللہ سے دعا ہے کہ ہر کسی کی ہر قسم کی پریشانی دور کرے ہر جائز حاجت اور ہر جائز خواہشات کو پورا کرے آمین اور خوف ناک پھر پہلے جیسا ہو جائے بلقیس خان اور عثمان بھائی کم بیگ سب کو سلام اور دعائیں اور ریاض بھائی سسکتی شام کا انتظار رہے گا سب کو سلام اور دلی عید مبارک قبول ہو اللہ حافظ۔

-----------ساحل دعا بخاری

دوستو میں بھی آپ کے ساتھ بہت خوش ہوں کہ ہم سب ایک ساتھ چل رہے ہیں اور سب کو میری طرف سے دلی عید کی خوشی مبارک ہوں دعا ہے کہ اللہ سب کو ہر دن عید جیسی خوشیاں نصیب فرمائے اور آپ کی زندگی میں کبھی بھی کوئی دکھ نہ آئے۔-----------ریاض احمد لاہور

کوپن

خوفناک ڈائجسٹ

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

یہ کوپن کاٹ کر ہمیں ارسال کریں ہم آپ کا شعر "خوفناک ڈائجسٹ" میں شائع کریں گے۔
اس کوپن میں اپنا پسندیدہ شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ شعر معیاری ہو غیر معیاری شعر شائع نہیں کیا جائے گا۔

نام ______ شہر ______ فون نمبر ______

میرا بہترین شعر

______

______

مکمل پتہ ______

______

خوفناک ڈائجسٹ

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام و مقام

نام .... شہر ....

شعر ....

....

....

....

شعر بھیجنے والے کا نام .... شہر ....